بے نظیر سے بلاول تک

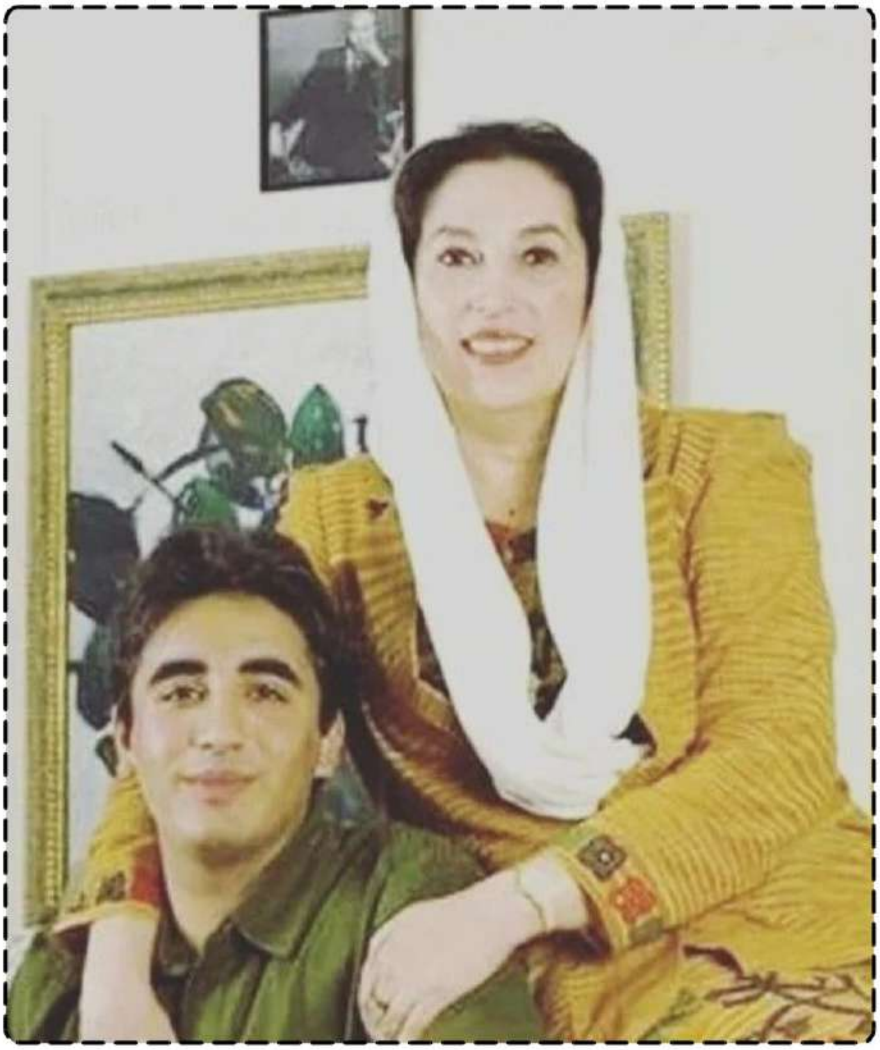


تحریر و ترتیب **ظفر جھنڈیر**

ممبر سندھ کونسل پاکستان پیپلز پارٹی

جھنڈیر کمیونیکیشن (پرائیوٹ) لمیٹڈ کراچی

بینظیر سے بلاول تک



تحریروترتیب ▪ ظفر جھنڈیر

▪ سید مظفر علی

بینظیر سے بلاول تک

تحریر و ترتیب

- ظفر جھنڈیر
- سید مظفر علی

- نظر ثانی و دست شفقت

نثار احمد کھوڑو صاحب (سالارِ سندھ)	سید خورشید احمد شاہ صاحب
سید ناصر حسین شاہ صاحب	سید وقار مہدی صاحب
سعید غنی صاحب (سالارِ کراچی)	سید اویس قادر شاہ صاحب
نعمان شیخ صاحب	

- قانونی مشاورت

زینت یاسمین منصوری ایڈووکیٹ

- پروف ریڈنگ

اسد علی جھنڈیر | ارمغان اظہر جھنڈیر

اشاعت اول | مئی 2025
| 10,000
| 1,000 روپے
صفحات | 258

آئینہ

سِپاس گزاری

قابل صد احترم عالی مرتبت نثار احمد کھوڑو صاحب ، صدر پاکستان پیپلز پارٹی (سندھ) ،علوِمرتبت سید خورشید احمد شاہ صاحب ، سید ناصر حسین شاہ صاحب ،سعید غنی بھائی، وقار مہدی صاحب ، سید اویس قادر شاہ صاحب اور میرے ہر دلعزیز نعمان شیخ صاحب کا انتہائی مشکور وممنون ہوں کہ آپ کی جانب سے ہمیشہ میری حوصلہ افزائی کی گئی اور آپ کا دست شفقت ہمیشہ میرے اوپر رہا، میں نے آپ معتبر ومعزز شخصیات سے ہمیشہ رہنمائی حاصل کی اور آپکی جانب سے دست شفقت کی بناء علیہ کی بدولت اپنے بزرگوار اور والدین کے بعد آپ کا جتنا شکریہ ادا کروں کم ہے آپ نے ہمیشہ محسن بن کر میرا ساتھ دیا ہے۔آپ کی جانب سے کی جانے والی رہنمائی پر اظہار تشکر کیلیئے میرے پاس الفاظ نہیں ، میں الفاظ میں اپنی جانب سے آپ کیلیئے شکر گزاری بیان نہیں کرسکتا ۔لہٰذا اس کتاب بینظیر سے بلاول تک کے صفحہ اولین میں عالی مرتبت شخصیات کونشانِ سپاس پیش کرر ہا ہوں۔

ظفر جھنڈیر

ممبر سندھ کونسل

پاکستان پیپلز پارٹی



حرف اول

بے نظیر سے بلاول تک یہ محض ایک کتاب نہیں بلکہ یہ میرے دل کی آواز ہے کہ جسے میں نے تحریر و مرتب کیا ہے، اس کتاب میں نہ صرف اپنے خیالات اور دل کی کیفیت بیان کرنے کی کوشش کی ہے، بلکہ ان ساتھیوں کی تحریروں کو بھی شامل کیا ہے کہ جنہیں انتہائی دلجمی اور محبت سے پڑھا اور سنا جاتا ہے، نہ صرف یہ بلکہ اس کتاب میں ان نامور سیاسی و سماجی شخصیات کے خیالات کو شامل کیا گیا ہے کہ جنہوں نے اِن معتبر و معزز شخصیات کے ساتھ ایک طویل وقت گزارا یا پھر انکے سیاسی سفر میں شامل رہے، اسکے ساتھ ساتھ ان ساتھیوں کے خیالات واحساسات کی غمازی بھی کی گئی ہے جن کا نہ صرف میری بلکہ کئی دلوں کی دھڑکن اور ہماری نظر میں آج بھی زندو جاوید دختر مشرق سے گہرا لگاؤ اور عقیدت ہے، جن کی عظمت و جرات کے سامنے ظالم تریں جرنیلوں نے بھی سرخم تسلیم کیا اور اُنہیں شکست فاش کا سامنا کرنا پڑا۔ (بینظیر سے بلاول تک) کتاب میں شہید جمہوریت محترمہ بے نظیر بھٹو کے سیاسی نشیب و فراز کے ساتھ ساتھ بلاول بھٹو زرداری صاحب کی پیدائش سے قبل پیش آنے والے حالات و واقعات کے علاوہ بلاول بھٹو زرداری صاحب کیسے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے لئے خوش بختی کی علامت بنے اور ان کی پیدائش کے بعد محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ مملکت خداداد پاکستان کی پہلی کم عمر ترین خاتون وزیر اعظم بنیں۔قصہ یہیں تمام نہیں ہوتا بلکہ ایشیاء کی پہلی خاتون وزیر اعظم کا سہرا بھی انکے سر سجا۔محترمہ بے نظیر بھٹو نے اپنے لخت جگر بلاول بھٹو کی کس طرح پرداخت کی اور انہیں اپنے نانا شہید ذوالفقار علی بھٹو اور خود جیسا نڈر و بہادر بنایا کہ جنہوں نے ہمیشہ حق اور سچ کا ساتھ دیا اور پاک سرزمیں کی تعمیر و ترقی اور عوامی خدمت پر یقین رکھتے ہوئے کبھی بھی ڈکٹیٹرس کو تسلیم نہیں کیا، یہی وجہ تھی کہ ان کے

دشمنوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہوتا گیا لیکن اس کے باوجود عوام میں آپکی مقبولیت کا گراف بڑھتا گیا کیونکہ انہوں نے عوام اور ملک کے خلاف کیئے جانے والے اقدامات کے خلاف علم بغاوت بلند رکھا اور ایسے مذموم مقاصد رکھنے والوں کے خلاف ہمیشہ سینہ سپر رہیں۔ جس کے باعث انکے دشمنوں نے عوامی طاقت کے ذریعے اقتدار کی مسند اعلیٰ پر بیٹھنے والی وزیر اعظم کو اقتدار کی کرسی سے ہٹا دیا لیکن ان کے جوش و ولولے کی سامنے ہمیشہ ریت کی دیوار ثابت ہوئے کیونکہ شہید جمہوریت محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو اپنے والد کی طرح عوام کے دلوں پر راج کرنے کا گرآتا تھا یہی وجہ ہے کہ شہید جمہوریت آج بھی زندہ ہیں، (زندہ ہے بی بی زندہ ہے)۔ اپنی والدہ محترمہ بےنظیر بھٹو اور دادا شہید ذوالفقار علی بھٹو کی طرح بلاول بھٹو میں بھی قائدانہ صلاحیتیں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہیں زمانہ طالب علمی سے ہی بلاول بھٹو نے ہونہاری، شجاعت و بہادری کے جوہر دکھانا شروع کردیئے تھے، اردو اور سندھی زبان پر عبور نہ ہونے کے باوجود آپ نے اپنے دل کی آواز عوام تک پہنچائی اور عوام کو اپنا گرویدہ بنالیا یہی وجہ ہے کہ آج کل ہر زبان پر یہی بات زد عام ہے کہ واقعی بلاول بھٹو وزارت عظمیٰ کی مسند اعلیٰ پر بیٹھنے کے حقدار ہیں، بلاول بھٹو زرداری صاحب کی قیادت میں پارٹی میں ایک بار پھر نئی روح پھونکی گئی ہے۔

ظفر جھنڈیر
چئیر مین، جھنڈیر کمیونیکیشن

عرض حال

پاکستان پیپلز پارٹی کی تاریخ قربانیوں کی لازوال داستان ہے، جسے کسی بھی صورت میں فراموش نہیں کیا جاسکتا، میں سمجھتا ہوں اور ممکن ہے کہ بہت سے ساتھی اور جیالے اس بات کو تسلیم کریں کہ جس طرح بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناح نے پاک سرزمین کو آزاد کرا کے قوم پر احسان کیا ہے اسی طرح شہید ذوالفقار علی بھٹو صاحب ہی تھے کہ جنہوں نے نہ صرف آئین پاکستان بنا کر پاکستان کی بنیادوں کو مضبوط و مستحکم کیا بلکہ پاکستان پیپلز پارٹی کے نام سے سیاسی جماعت بنا کر غریب، مظلوم، بے بس عوام کے حقوق کی آواز بن کر نہ صرف اس خطے کے عوام میں نئی روح پھونکی بلکہ عالم اسلام کو یکجا کرنے کے اقدامات کر کے پوری دنیا کو باآور کرا دیا کہ اب یورپ اور بالخصوص سامراجی قوتوں کا باب ختم ہونے جارہا ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب ہم چھوٹے ہوا کرتے تھے ذوالفقار علی بھٹو صاحب سکھر میں جلسہ کرنے پہنچے تو لوگ دور دراز سے آپکی طلسماتی شخصیت کو دیکھنے کیلئے آئے اور تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی۔ اس وقت سید خورشید احمد شاہ صاحب، سید شفقت حسین شاہ معصومی صاحب سمیت ہم لوگ طفل مکتب تھے اور سکھر کی معروف و معتبر شخصیات جناب علی حسن منگی، عبدالحلیم پیرزادہ، منور خان، سید قائم علی شاہ صاحب، عبدالوحید کٹپر صاحب کے پاکستان پیپلز پارٹی میں شمولیت کے دور میں ہم لوگوں نے طفولیت کی عمر میں پاکستان پیپلز پارٹی میں شمولیت اختیار کی، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اس وقت مغرب کی جانب سے علی الصبح آسمان پر بادلوں کی صورت میں ذوالفقار (تلوار) کی شبیہ دکھائی دیتی تھی اور پھر ایسا ہی ہوا جو منظور خدا تھا پاکستان پیپلز پارٹی نے ذوالفقار (تلوار) کے نشان پر انتخابات میں حصہ لیا اور نامی بت ریت کی دیوار ثابت ہوئے۔ ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو جس وقت آمر کی جانب سے قید کیا گیا تو ایسے وقت میں محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اور بیگم نصرت بھٹو صاحبہ کی رہبری میں سارے ملک کی طرح سکھر سے بھی ضیاء مخالف تحریک شروع کی گئی پیپلز پارٹی کے حامیوں پر سرعام کوڑے برسائے گئے لیکن جانثاران ذوالفقار کسی کے آگے نہیں جھکے ڈکٹیٹر کی جانب سے ڈھائی جانے والی صعوبتیں برداشت کیں قربانیاں دی گئیں لیکن محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی قیادت میں ظلم کے خلاف آواز بلند کرتے رہے اور ثابت قدم رہے۔ ہر سیاہ رات کے بعد جیسے سویرا ہوتا ہے اسی طرح بینظیر بھٹو صاحبہ، بیگم نصرت بھٹو صاحبہ کی جلاوطنی کے بعد واپسی کا وقت بھی آن پہنچا، مظلوم عوام کی دہائیاں سنی گئیں، آمر ضیاء الحق فضائی حادثے میں ہلاک ہوگیا سب کو یقین ہوگیا کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ ہی وزیراعظم پاکستان بن کر عوام کو انکے حقوق دلائیں گی، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ جلاوطنی کے بعد لاہور آئیں تو پورے ملک کی طرح سکھر سے بھی لاتعداد کارکنان کے قافلے اپنی ہردلعزیز رہنماء کے استقبال کیلئے لاہور پہنچے میرے محسن بڑے

بھائیوں جیسی شخصیت سید خورشید احمد شاہ صاحب اور دیگر ساتھیوں سے بھی لاہور میں میری ملاقات ہوئی ۔بینظیر بھٹو صاحبہ نے اپنے تاریخ ساز خطاب سے کارکنان اور ساتھیوں میں نئی روح پھونک دی جولوگ یہ سمجھتے تھے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی اخیر ہوگئی، لاہور میں محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کا والہانہ استقبال دیکھ کر انکی آنکھیں کھلی رہ گئیں۔محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی رہبری میں پاکستان پیپلز پارٹی نے انتخابات میں تاریخ ساز فتح حاصل کی اوراس وقت کے بڑے بڑے سیاسی مخالفین کو پی پی پی کے سامنے شکست فاش کا سامنا کرنا پڑا۔سید قائم علی شاہ صاحب کی صدارت میں سکھر ڈویژن نے کلین سوئپ کیا۔میرے ہردلعزیز بھائیوں سے بڑھ کر سید خورشید احمد شاہ صاحب PS-6 سکھر، جناب تاج محمد شیخ صاحب PS-5 سکھر، قابل احترام جناب نثار احمد کھوڑو صاحب PS-33 لاڑکانہ سے کامیاب ہوکر ایوان تک پہنچے تو ایسا محسوس ہوا کہ جیسے میں بھی ایوان تک پہنچ گیا ہوں۔سائیں خورشید احمد شاہ صاحب، نثار احمد کھوڑو صاحب کے ساتھ میرا تعلق ہمیشہ بھائیوں جیسا رہا اوران سے بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا۔اس دور میں خورشید احمد شاہ صاحب کو وزیر تعلیم ،خزانہ،موصلات اوراطلاعات ونشریات کا قلمدان سونپ دیا گیا آپ نے بینظیر بھٹو صاحبہ کے ویژن کے مطابق عام شہریوں سمیت پیپلز پارٹی کے کارکنان کو کبھی مایوس نہیں کیا یہی وجہ ہے کہ جوانی کے دور سے لیکر آج تک دوبار صدر پاکستان پیپلز پارٹی (سندھ) منتخب ہونے والے نثار احمد کھوڑو صاحب ہوں یا سائیں خورشید احمد شاہ صاحب آپ دونوں شخصیات اپنے حلقے سے انتخابات میں حصہ لیں یا پھر انہیں قیادت کے حکم پر دوسرے حلقہ انتخاب سے الیکشن لڑوایا جائے ہمیشہ کامیابی حاصل کی اورعوام کے اعتماد کوٹھیس نہیں پہنچائی ،آج بینظیر بھٹو صاحبہ ہمارے ساتھ نہیں لیکن محترم آصف علی زرداری صاحب نے جس کمال مہارت سے آمر کو گھر بھیجا یا پھرلاڈلے کوچھٹی کا دودھ یاددلادیا یے کسی اور کے بس کی بات نہیں تھی۔ بلاول بھٹو زرداری صاحب سے مجھ سمیت پوری قوم کی امیدیں وابسطہ ہیں۔
ہمیں معلوم ہے کہ بلاول بھٹو زرداری صاحب اپنی والدہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ، جناب آصف علی زرداری صاحب اورشہید ذوالفقارعلی بھٹو صاحب کے ویژن کے مطابق پاکستان کو ترقی کی راہ پر گامزن کر سکتے ہیں، یقیناً بلاول بھٹو زرداری صاحب نوجوان نسل کی امید کا محور بن چکے ہیں، مجھے معلوم ہے کہ سیاسی مخالفین انکی شخصیت اور قائدانہ صلاحیتوں کی وجہ سے خوف میں مبتلا ہو چکے ہیں یقیناً پاکستان بلاول بھٹوزرداری صاحب کی قیادت میں بہت جلد وہ منزل حاصل کرلے گا کہ جس کا خواب شہید ذوالفقارعلی بھٹو صاحب نے دیکھا تھا اور جس کی آبیاری دختر مشرق محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اور مرد حُر عزت مآب جناب آصف علی زرداری صاحب نے کی ہے۔

ظفر جھنڈیر
ممبر سندھ کونسل پاکستان پیپلز پارٹی

اپنی بات


ظفر جھنڈیر، سید ناصر حسین شاہ اور سید مظفر علی

یوں تو پاکستان میں اشاعتی اداروں کی بہتات ہے اور پاکستان کے قیام کے روز اول سے ہی اشاعتی ادارے تحریر و تالیف اور تحقیقات کارہائے نمایاں انجام دے دے رہے ہیں۔ یہ مسلمہ امر ہے کہ اشاعتی ادارے ملک و ملت اور بالخصوص معاشرے میں ریڑھ کی ہڈی کا درجہ رکھتے ہیں، نت نئے علم وفنون کی آگہی کے ضمن میں ان کا نمایاں کردار رہا ہے، یہی نہیں بلکہ یہ احسن کارکردگی اشاعتی اداروں کی ہی ہوتی ہے کہ وہ صدیوں پر محیط علم وادب اور منتشر تاریخی ابواب کو یکجا کر کے آنے والی نسلوں کیلئے سرمایہ افتخار جمع کرتے ہیں اور نیا معاشرہ تشکیل دینے میں قابل تقلید کردار کے حامل ہوتے ہیں۔ اسی طرح معروف سیاسی وسماجی شخصیت قابل احترام جناب ظفر جھنڈیر صاحب زیر سرپرستی جھنڈیر کمیونیکیشن (پرائیوٹ) لمیٹڈ نے بھی ایسے ہی اشاعتی ادارہ کی بنیاد رکھ کر یہ بیڑا اٹھایا کہ تاریخ کے گم گشتہ اور خستہ اوراق کو نئی روح اور جدت کے ساتھ پیش کیا جائے، گو کہ ظفر جھنڈیر صاحب سیاسی لحاظ سے زیادہ معروف ہیں تاہم ان کی شعبہ صحافت میں گرانقدر خدمات سے انحراف نہیں کیا جاسکتا۔ ظفر جھنڈیر صاحب کے ساتھ زمانہ خردسالی سے منسلک ہوں۔ شعبہ صحافت و سیاست کے ابتدائی ایام میں جناب ظفر جھنڈیر صاحب کی ٹیم کا حصہ ستارہ بسالت وتمغہ جرأت جناب ایم اکبر رانا صاحب (مرحوم) اپنے دور کے معرف ٹیلی ویژن وفلم اسٹار قربان جیلانی مرحوم اور مشتاق چنگیزی صاحب جیسی شخصیات سے رہبری ورہنمائی حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا یہ وہ شخصیات تھیں کہ جو میرے لئے درسگاہ کا درجہ رکھتی ہیں ان سے بہت کچھ سیکھا، افسوس کہ وہ آج ہمارے درمیان نہیں لیکن ان کی یادیں آج بھی میرے ذہن میں زندہ وجاوید ہیں، بلاشبہ میں یہ کہنے میں فخر محسوس کرتا ہوں کہ ان نامی گرامی شخصیات نے میری تعلیم وتربیت میں کلیدی کردار ادا کیا۔ ظفر جھنڈیر صاحب کی جانب سے روزنامہ سادات کی اشاعت کے وقت سے ان شخصیات کے ساتھ تعلق وابسطہ ہوا تاہم جس وقت معروف تاریخی تصنیف (تاریخ راجپوت) تحریر ومرتب کی جارہی تھی اس وقت

بینظیر بھٹو صاحبہ ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے ساتھ رہیں ۔ بینظیر بھٹو صاحبہ اس رات بھی اپنے والد کے ساتھ تھیں جب 5 جولائی 1977 کی بھیانک سیاہ رات کو ڈکٹیٹر ضیاء الحق نے ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی حکومت پر غاصبانہ قبضہ کرلیا اور اقتدار پر قابض ہوگیا۔ اس وقت محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ پاکستان میں چھٹیوں پر آئی ہوئی تھیں لیکن انہیں کیا معلوم کہ انکی زندگی کا رخ ہی تبدیل ہو جائے گا۔



چیر مین پاکستان پیپلز پارٹی بلاول بھٹو زرداری صاحب، سید فرخ شاہ کے فرزند سید خرم شاہ اپنے دادا سید خورشید احمد شاہ صاحب کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں جبکہ سہیل انور سیال، سید ناصر حسین شاہ صاحب اور سید فرخ شاہ صاحب بھی نیشنل اسٹیڈیم کراچی میں انکے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں

محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ چھوٹی عمر میں کہ جب آپ تعلیم حاصل کررہی تھیں اس وقت آپ پر دکھ اور مصیبتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے اس وقت اپنے دونوں بیٹوں کو ملک چھوڑنے کی ہدایت کی جبکہ بینظیر بھٹو صاحبہ اس وقت کہ جب ایک جانب قیدی باپ، دوسری جانب بیمار والدہ تھیں آپ نے پاکستان پیپلز پارٹی کی (کمان) ذمہ داری سنبھالی اور جنرل ضیاء الحق جیسے آمر کا مقابلہ کیا۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے اپنے والد جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی آزادی کیلئے کراچی سے لیکر خیبر تک جدوجہد شروع کردی، آپ نے جیل میں نظری بندی کے دن بھی گزارے آپ کیلئے وہ وقت انتہائی دردناک تھا کہ جب سہالا پولیس کیمپ میں آپ کی بیمار والدہ بیگم نصرت بھٹو صاحبہ کو عوام کے محبوب قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب سے راولپنڈی ڈسٹرکٹ جیل میں پھانسی سے قبل آخری ملاقات کیلئے جانا پڑا۔ 4 اپریل کی وہ بھیانک رات جب بینظیر بھٹو صاحبہ اپنے پیارے والد کہ جو محترمہ کے آئیڈیل تھے سے دل کھول پر باتیں بھی نہ کرسکیں اور روتی ہوئی بینظیر بھٹو صاحبہ کو جیل اسٹاف نے ذوالفقار علی بھٹو صاحب سے جدا کردیا۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو تختہ دار پر لٹکانے کے سانحہ نے بینظیر بھٹو صاحبہ کو باغی بنا دیا اور پھر محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے عوام کے قافلے کی سربراہی کی اور پھر عوام نے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو پاکستان کے چاروں صوبوں کی زنجیر پکارنا شروع کردیا۔ جبکہ سرزمین سندھ کے باسیوں نے آپ کو ماروی ملیر کی کے القابات سے نوازہ۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ آپ نے عوامی جدوجہد کی خاطر جب سخت گرمی کے دنوں میں سینٹرل جیل سکھر اور کراچی میں قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں لیکن کسی بھی صورت اپنے مشن سے ایک قدم پیچھے نہیں ہٹیں۔ آپ پورے پاکستان میں جدوجہد کی مثال بن کر ابھریں عوام نے آپ کو بے پناہ پیار دیا اور آپ کو اپنا رہنماء بنالیا آپ اس دھرتی کی جھانسی کی رانی، رضیہ سلطانہ اور چاند بی بی بن کر ابھریں اور آپ نے کئی نام نہاد بتوں کو گرادیا آپ نے عوام کو اپنے حقوق حاصل کرنے اور انہیں چھیننے کا حوصلہ دیا۔

انتساب

فرزند دختر ایشیا، تصویر ذوالفقار محترم بلاول بھٹو زرداری صاحب کہ جو پاکستان کے حالات بالخصوص مستقبل سے مایوس نوجوانوں کیلیئے امید کی کرن بن کر آئے ہیں ۔جن پر بلاشبہ یقین کیا جاسکتا ہے کہ آپ شہید ذوالفقار علی بھٹو کے مشن کو مکمل کر کے پاکستان کو دنیا کے نقشہ پر اعلیٰ مقام و مرتبہ دلانے کیلیئے بھرپور طریقے سے جدوجہد کرینگے ۔آپ اپنی والدہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی طرح ہمارے لیئے امید کی کرن بن کر آئے ہیں کہ جنہیں جدا کر کے نہ صرف ہمیں بلکہ کروڑوں چاہنے والوں کو بے یارو مددگار کر دیا گیا۔آپ اپنی والدہ محترمہ بینظیر بھٹو اور مردِ بحران جناب آصف علی زرداری صاحب کی طرح طاقت کا سرچشمہ عوام کو مانتے ہوئے عوامی فلاح و بہبود اور ملک کی تعمیر وترقی کیلیئے بھرپور انداز سے اپنا کردار ادا کرینگے ۔ مجھے یقین محکم ہے کہ بلاول بھٹو زرداری صاحب نہ صرف نوجوان نسل کو اپنے ساتھ لیکر چلیں گے بلکہ سینئیر ساتھیوں، کارکنان و عہدیداران کو بھی مایوس نہیں کرینگے ۔میں یہ کتاب اپنی ہر دلعزیز رہنماء محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے فرزند ہماری اُمید جناب بلاول بھٹو صاحب کے نام نامی سے منصوب کرتا ہوں ۔

ظفر جھنڈیر

ممبر سندھ کونسل

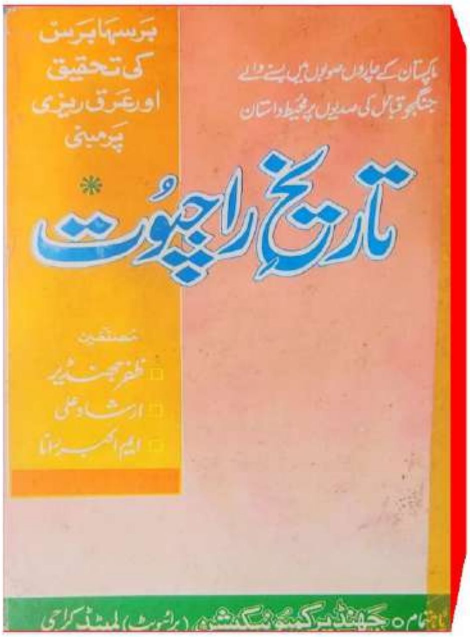
NA-238 کراچی ایسٹ

شہید جمہوریت بینظیر بھٹو



شہید جمہوریت بینظیر بھٹو

آپ 21 جون 1953 کو سندھ کے دارالخلافہ کراچی کے پنٹو نرسنگ ہوم میں پیدا ہوئیں ،آپ کے والد شہید ذوالفقارعلی بھٹواور والدہ کا نام بیگم نصرت اصفحانی تھا۔ذوالفقارعلی بھٹوصاحب ممتاز سیاستدان شاہ نوازبھٹوکےفرزند تھے۔شاہ نوازبھٹوصاحب نے جوناگڑھ ریاست کے وزیراعظم کےطور پراپنی خدمات سرانجام دی تھیں۔بھٹوصاحب کے بزرگان سندھ کے امیر زمیندار اور شیعہ مسلمان تھے۔بینظیر بھٹو نے اپنی سوانح عمری Daughter of The East میں اپنے خاندان کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے کہا



کہ ہمارے آباؤاجداد کی ڈائریاں میرے پردادا کے زمانے میں ایک بڑے سیلاب میں بہہ گئیں تھیں تاہم بچپن میں ہمیں بتایا گیا کہ ہم یا تو راجپوتوں سے تھے یا عربوں میں سے۔ (ظفر جھنڈیر اور ایم اکبر رانا کی مشترکہ شہرہ آفاق تصنیف تاریخ راجپوت میں بھٹو خاندان کی گوتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا خاندان راجپوت ہے۔اس خاندان کا پتہ 9ویں صدی کے بھاٹی قبیلے کے ایک ممتاز راجپوت شہزادے سے ملتا ہے جوتنوٹ (موجودہ راجستان۔ ہندوستان) کے ایک قصبہ کے حکمران تھے ،آپ کے آباؤاجداد بعد میں مختلف راجستانی تاریخوں میں نمایاں نظر آئے جن میں سے 7ویں صدی سے پہلے سندھ کے خاندان نے اسلام قبول کیا۔تاہم کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ بینظیر بھٹو پنجاب کے ایک مسلم قبیلہ آرائیں کے ذیلی قبیلہ بھٹہ سے تعلق رکھتی ہیں اور وہ یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ آپ عربوں کی نسل سے ہیں جو 712 میں ہندوستان میں داخل ہوئے تھے۔آپ کے والد ذوالفقارعلی بھٹوصاحب لاڑکانہ کے قریب شاہنوار بھٹواور خورشید بیگم کے ہاں پیدا ہوئے۔آپ کے والدصاحب کے برطانوی راج کے عہدیداروں کے ساتھ بااثر تعلقات تھے۔ذوالفقارعلی بھٹوسرشاہنوازبھٹوصاحب کے تیسرے بچے تھےان کا پہلا بچہ سکندرعلی بھٹو 1914 میں محض سات سال کی عمر میں انتقال کرگیا ،دوسرے بچے امدادعلی بھٹوکا 1953 میں 39 سال کی عمر میں سروسس کے باعث انتقال ہوگیا تھا۔ذوالفقارعلی بھٹوصاحب تحریک پاکستان میں بھی سرگرم رہے ، 1943 میں آپ کی شادی شریں بیگم سے طئے پائی جبکہ شہید جمہوریت ذوالفقارعلی بھٹوصاحب اوربیگم نصرت اصفحانی صاحبہ 1951 میں رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے ، بینظیر بھٹوصاحبہ آپ کی پہلی اولاد تھیں آپ کا نام آپکی خالہ کے نام پر رکھا گیا کہ جن کا جوانی میں انتقال ہوگیا تھا۔ذوالفقارعلی بھٹوصاحب کے



محترم ذوالفقار علی بھٹو اپنے بچوں کو گود میں لئے ہوئے

3 چھوٹے بچے میر مرتضیٰ بھٹو 1954 میں پیدا ہوئے ۔ صنم بھٹو 1957 میں اور شاہنواز بھٹو صاحب 1958 میں پیدا ہوئے تھے ۔ جب محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے دادا سر شاہنواز بھٹو صاحب کا 1957 میں انتقال ہوگیا تو ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو خاندان کی زمینیں وراثت میں ملیں ۔ بینظیر بھٹو صاحبہ کی پہلی زبان انگریزی تھی بچپن میں آپ اردو بہت کم بولتی تھیں جبکہ مقامی زبان سندھی بمشکل ہی بول پاتی تھیں ۔ آپ کی والدہ نے بچپن میں آپ کو کچھ حد تک فارسی سکھائی ۔ بینظیر بھٹو صاحبہ نے ابتدائی طور پر کراچی کے لیڈی جیننگز نرسری اسکول میں تعلیم حاصل کی جس کے بعد آپ کو کراچی کے کانونٹ آف جیسس اینڈ میری اور پھر وہاں سے جیسس اینڈ میری کانونٹ مری کے ایک بورڈنگ اسکول بھیج دیا گیا ۔ 1968 میں محترمہ بینظیر بھٹو نے اعلیٰ درجات کے ساتھ اولیول پاس کیا ۔ آپ نے پوری زندگی اپنے والد شہید ذوالفقار علی بھٹو کو اپنا آئیڈیل کہا ۔ پاکستان میں خواتین کے لیئے روایتی اندازفکر کے خلاف بھٹو صاحب نے خواتین کی تعلیم و ترقی کی حوصلہ افزائی کی ۔ جب آپ محض پانچ سال کی تھیں تو آپ کے والد کابینہ میں وزیر توانائی بنے اور جب آپ 9 برس کی ہوئیں تو ذوالفقار علی بھٹو صاحب کم عمر ترین وزیر خارجہ بن گئے ۔ ابتدائی عمر سے ہی آپ غیر ملکی سفارت کاروں اور نامور شخصیات کے سامنے آئیں کہ جن کی آپ کے والد سے ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں ، ان میں قابل ذکر زواین لائی ، ہنری کسنجر اور ہیو برت ہمفری تھے ۔ جب آپ 13 سال کی ہوئیں تو آپ کے والد نے حکومت سے استعفیٰ دے دیا اور ایک سال کے بعد اپنی سیاسی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی) قائم کی ۔ پی پی پی نے یہ نعرہ استعمال کیا کہ اسلام ہمارا ایمان ہے ، جمہوریت ہماری پالیسی ہے ، سوشلزم ہماری معیشت ہے ، تمام طاقت عوام کے پاس ہے ۔ ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے ہر پاکستانی کیلیئے روٹی کپڑا اور مکان کا وعدہ کیا اور اس بات پر اصرار کیا کہ کشمیر کا متنازعہ علاقہ ہندوستانی کنٹرول سے پاکستانیوں کے حوالے کردیا جائے ۔ بینظیر بھٹو نے بچپن میں ہی پاکستان پیپلز پارٹی میں میں شمولیت اختیار کرلی ، 1969 سے 1973 تک بینظیر بھٹو صاحبہ نے ریڈکلف کالج ہاورڈ یونیورسٹی سے انڈر گریجویٹ ڈگری حاصل کی ۔ بینظیر بھٹو صاحبہ کیلیئے امریکہ میں زندگی کو ایڈجسٹ کرنا بہت مشکل تھا آپ کی ایک ساتھی طالبہ نے کہا کہ بینظیر بھٹو اپنے پہلے سمسٹر میں زیادہ تر روتی رہا کرتی تھیں تاہم بینظیر بھٹو صاحبہ نے بعد میں ہاورڈ کو اپنی زندگی کے سب سے خوشگوار سالوں میں سے 4 سال کہا ۔ آپ وہاں پر



محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اپنے والد صاحب کے ساتھ



محترمہ بینظیر بھٹو یونیورسٹی میں خطاب کرتے ہوئے

کیمپس ٹور گائیڈ بن گئیں اور اس کے ساتھ ساتھ آپ ہاسٹلری ایلیٹ ہاؤس کی سوشل سیکریٹری بھی تھیں ۔آپ نے 1973 میں بیچلر آف آرٹس کے ساتھ گریجویشن کی ۔ 1971 میں جب آپ ہارورڈ میں تھیں تو آپ کے والد ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے آپ کو اپنے پاس نیو یارک بلوایا جہاں پر اس سال کی پاک و ہند جنگ پر اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے اجلاس میں محترمہ ذوالفقار علی بھٹو صاحب مدعو تھے ۔ دسمبر 1971 میں ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے پاکستان کی صدرات سنبھالی آپ 13 سال کی فوجی حکومت کے بعد جمہوری طور پر منتخب ہونے والے پہلے سیاسی رہنماء تھے ۔ 1972 میں بینظیر بھٹو صاحبہ اپنے والد کے ساتھ شملہ میں ہونے والی پاک و ہند سمٹ میں اپنی والدہ کے متبادل کے طور پر گئیں (جو اس وقت بیمار تھیں)۔ وہاں پر آپ کا تعارف ہندوستانی وزیراعظم اندرا گاندھی اور دیگر رہنماؤں سے ہوا۔شملہ میں رہتے ہوئے آپ نے قومی و بین الاقوامی پریس بالخصوص ہندوستانی پریس کی جانب سے بہت زیادہ توجہ مبذول کروائی ، پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ ایک چھوٹی بچی وہاں پر گئی تھی ۔آپ کو اس وقت اس حقیقت سے منصوب کیا گیا کہ آپ نئی نسل کی علامت ہیں ، اس موقع پر محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے کہا کہ میں آزاد پاکستان میں پیدا ہوئی ہوں لہٰذا میں تعصّبات اور ان پیچیدگیوں سے آزاد ہوں جس کی وجہ سے تقسیم کے خونی صدمے میں ہندوستانیوں



محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ شملہ میں محترمہ اندرا گاندھی اور ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے ساتھ

اور پاکستانیوں کو الگ کر دیا گیا تھا۔ 1974 میں بینظیر بھٹو اپنے والد کی جانب سے منعقد کردہ اسلامی تنظیم کے تعاون میں شرکت کے لیئے لاہور گئیں ۔ جہاں پر آپ نے مسلم دنیا کے کئی سینیئر رہنماؤں سے ملاقاتیں کیں ،جن میں لیبیا کے معمر قذافی مصر کے انور سادات ، شام کے حافظ الاسد ،سعودی عرب کے شاہ فیصل اور اردن کے شاہ حسین شامل تھے ۔ 1973 میں موسم خزاں میں محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ برطانیہ منتقل ہوگئیں اور آکسفورڈ یونیورسٹی کے لیڈی مارگریٹ ہال میں فلسفہ ، سیاست اور اقتصادیات میں دوسری بڑی انڈرگریجویٹ ڈگری کیلیئے تعلیم حاصل کرنا شروع کی ۔تین سال کے بعد آپ نے تیسرے درجے کی ڈگری حاصل کی جس کے بعد اپنے والد کے اسرار پر آپ ایک سال کی پوسٹ گریجویٹ ڈگری کے حصول کے لئے آکسفورڈ میں رہیں ۔ آپ نے اس وقت سینٹ کیتھرین کالج آکسفورڈ میں بین الاقوامی قانون اور سفارت کی تعلیم حاصل کی ۔آپ کے دوستوں اور حلقہ احباب کا کہنا تھا کہ آپ مزاحیہ اور فکری طور پر متجسس تھیں ۔آپ 1977 میں آکسفورڈ یونین ڈیبیٹنگ سوسائٹی کی صدر منتخب ہوئیں ۔آپ اس عہدے


محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی اپنی والدہ بیگم نصرت بھٹو صاحبہ کے ساتھ ایک یادگار تصویر جس وقت آپ ہارورڈ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہی تھیں

پرفائز ہونے والی پہلی ایشیائی خاتون تھیں۔ تین ماہ کی مدت پوری ہونے کے بعد اُس کی جان نشینی آپ کی قریبی دوست وکٹوریہ شوفیلڈ نے کی، بینظیر بھٹو صاحبہ مقامی کنزرویٹو ایسوسی ایشن میں بھی سرگرم تھیں۔ پاکستان اور ہندوستان کے درمیان جاری کشیدگی کے باوجود آپ نے ہندوستانی طلباء کے ساتھ سماجی طور تعلقات استوار رکھے، بینظیر بھٹو صاحبہ کے سوانح نگار بروک ایلن کا خیال تھا کہ آکسفورڈ میں آپ کا وقت یقینی طور پر زندگی کا سب سے خوشگوار اور بے فکر وقت تھا۔ آکسفورڈ میں آپ نے ایک مہم کی قیادت کی جس میں یونیورسٹی سے اپنے والد کو اعزازی ڈگری دینے کا مطالبہ کیا گیا۔ آکسفورڈ تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ جون 1977 میں پاکستان واپس آگئیں جہاں آپ نے وزیر اعظم کے دفتر میں بین الاصوبائی مشترکہ مفادات کونسل میں کام کرنا تھا۔ آپ پاکستان فارن سروس میں کیریئر کا ارادہ رکھتی تھیں اور اس سال سروس کے داخلے کے امتحانات دینا تھے۔

ذوالفقار بھٹو کی شہادت اور بینظیر بھٹو کی گرفتاری 1977-1984

جولائی 1977 میں ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو کہ جو عام انتخابات میں دوبارہ منتخب ہوئے تھے۔ ایک فوجی بغاوت (آپریشن فیئر پلے) میں چیف آف آرمی اسٹاف ڈکٹیٹر ضیاء الحق کی قیادت میں معزول کر دیا گیا، ذوالفقار علی بھٹو اور بینظیر بھٹو دونوں کا خیال تھا کہ ضیاء کی بغاوت میں امریکی سینٹرل انٹیلی ایجنسی (CIA) کی مدد لی گئی تھی، ذوالفقار علی بھٹو نے دعویٰ کیا کہ 1975 کی ایک ملاقات میں ہنری کسنجر نے آپ سے کہا تھا کہ اگر ذوالفقار علی بھٹو نے



شہید محترم ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی کراچی ریلوے اسٹیشن پر والہانہ استقبال کے موقع پر لی گئی ایک یادگار تصویر

ایٹم بم بنانے کی پاکستان کی کوششوں کو ختم نہیں کیا تو امریکہ انہیں ایک خوفناک مثال بنا دیگا۔ جس کے بعد ضیاء الحق نے ملک پر کنٹرول کر لیا اور آئین کو معطل کر دیا گیا اور ایک ایسی حکومت شروع کی جس نے فوجی حکمرانی کو سماجی پروگراموں کے ساتھ ملا کر اسلامی بنیاد پرست اصولوں کے مطابق پاکستانی معاشرے کی

اسلا مائزیشن کو آگے بڑھانے کے لیے ڈیزائین کیا۔سوشل لسٹوں، دانشوروں اور صحافیوں کو گرفتار کیا گیا ، ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو بھی ابتدائی طور پر ایک ماہ سے بھی کم عرصے کیلئے گرفتار کیا گیا تھا۔کراچی میں 10 لاکھ سے زیادہ لوگوں کے ہجوم نے ذوالفقار علی بھٹو کی رہائی کا خیر مقدم کیا۔معزول صدر کی حمایت میں کئے جانے والے مظاہرے سے خوفزدہ ضیاء نے اپنے خلاف ہونے والے مظاہروں اور شدت کو



ذوالفقار علی بھٹو صاحب کورٹ میں پیشی کیلئے جارہے ہیں

دیکھتے ہوئے ستمبر میں ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو دوبارہ گرفتار کروایا۔ 1974 میں آپ پر محمد احمد خان قصوری کے قتل کا الزام عائد کیا گیا جو احمد رضا قصوری کے والد تھے اور ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی حکومت کے سخت ناقد تھے ۔ بغاوت کے بعد بینظیر بھٹو صاحبہ کے بھائیوں کو بیرون ملک بھیجا گیا تاکہ وہ ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے لئے بین الاقوامی حمایت حاصل کرسکیں ۔تاہم محترمہ بینظیر بھٹو اوران کی والدہ نصرت بھٹو صاحبہ پاکستان میں ہی رہیں حالانکہ انہیں بار بار مختصر مدت کیلئے حراست میں لیا گیا لیکن آپ نا جھکنے کے عزمِ مُصمم پر عمل پیرا رہتے ہوئے مشن سے پیچھے نہیں ہٹیں اور ڈکٹیٹر ضیاء الحق کے خلاف جہاد کرتی رہیں ۔ بینظیر بھٹو صاحبہ جیل میں اپنے والد سے ملنے گئیں، اس وقت پی پی پی کے حامیوں کو ذوالفقار علی بھٹو کی حمایت میں مظاہرے کرنے کی ترغیب دی گئی آپ نے اپنے



محترمہ نصرت بھٹو صاحبہ ذوالفقار علی بھٹو صاحب سے جیل میں آخری ملاقات کیلئے جارہی ہیں

والد کے دفاعی کیس کی تیاری میں بھی مدد کی جس سے پہلے لاہور ہائی کورٹ کے سامنے رکھا گیا جہاں پر ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو سزائے موت سنائی گئی ۔ جس کے بعد آپ سپریم کورٹ گئیں تاہم سپریم کورٹ نے بھی اس فیصلے کو برقرار رکھا ، اس وقت سابق امریکی اٹارنی جنرل ریمسی کلارک نے مقدمے کی سماعت میں شرکت کی ان کا کہنا تھا کہ یہ ایک کینگرو عدالت تھی اور ذوالفقار علی بھٹو صاحب کا منصفانہ ٹرائل نہیں کیا گیا ۔ پھانسی سے قبل ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی بیوی اور بیٹی پر زور دیا کہ وہ پاکستان چھوڑ دیں تاہم دونوں خواتین کی جانب سے انکار کردیا گیا۔اور پھر ودلخراش سانحہ رونماء ہوا کہ جس سے سن کر آج بھی روح کانپ جاتی ہے اپریل 1979 میں ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو تختہ دار پر لٹکا دیا گیا جس کے بعد بینظیر بھٹو اور بیگم نصرت بھٹو کو 6 ماہ کے لیئے قید کیا گیا تاہم انہیں 6 ماہ سے قبل رہا کیا گیا لیکن مزید 6 ماہ تک گھر میں نظر بند رکھا گیا، آپ کی والدہ اور آپ کو اپریل

1980 میں رہائی ملی ۔ڈکٹیٹر کی جانب سے بغاوت کے بعد ذوالفقار علی بھٹو کی جانب سے انکی اہلیہ بیگم نصرت بھٹو کو پی پی پی کا شریک چیئر مین مقرر کیا جبکہ اکتوبر 1977 میں بینظیر بھٹو صاحبہ کو پی پی پی کی مرکزی کمیٹی میں ممبر کے طور پر شامل کیا گیا۔ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی شہادت کے بعد بینظیر بھٹو صاحبہ نے اپنے کردار کے مطابقت سے پارٹی میں جگہ حاصل کی اور پارٹی کی شریک رہنماء بنیں ۔ 1981 میں محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے باضابطہ طور پر تحریک بحالی جمہوریت (MRD) قائم کی ۔ یہ ایک ایسا گروپ تھا جس نے پاکستان پیپلز پارٹی کو ملک کی



محترمہ بیگم نصرت بھٹو صاحب 1978 میں کراچی میں ہونے والے ایک تاریخ ساز جلسے سے خطاب کے بعد جاتے ہوئے

دیگر سیاسی جماعتوں کے ساتھ اکٹھا کیا ، پاکستان مسلم لیگ ، پاکستان ڈیموکریٹک پارٹی ، پاکستان مزدور کسان پارٹی ،نیشنل عوامی پارٹی ،قومی محاذ آزادی ، جمعیت علمائے اسلام اور دیگر جماعتیں اس اتحاد میں شامل تھیں ۔ایم آر ڈی نے چار نکاتی پروگرام پر زور دیا۔ ماشل لاء کا خاتمہ، 1973 کے آئین کی بحالی، پارلیمانی انتخابات اور سیاسی اقتدار فوج سے منتخب نمائندوں کو منتقل کرنا اس تحریک کے بنیادی نقاط تھے۔

تحریک بحالی جمہوریت MRD

تحریک بحالی جمہوریت پاکستان کا ایک سیاسی اتحاد تھا کہ جو 1981 میں پاکستان کے چھٹے صدر ضیاء الحق کی فوجی حکومت کی مخالفت کرنے والی سیاسی جماعتوں نے قائم کیا تھا ،اس اتحاد کی سربراہی پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئر پرسن محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے کی ،ایم آر ڈی کا بنیادی مقصد مارشل لاء کا خاتمہ اور جمہوریت کی بحالی تھی ۔فروری 1981



محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ، میر بلخ شیر مزاری اور سید قائم علی شاہ کی تحریک بحالی جمہوریت کے موقع پر بنائی گئی ایک یادگار تصویر

میں قائم ہونے والے اس اتحاد کو بائیں بازو کی مقبولیت پسندی کیلئے جانا جاتا تھا اور اس میں پاکستان پیپلز پارٹی ،عوامی نیشنل پارٹی ، پاکستان مسلم لیگ (خواجہ خیرالدین گروپ) پاکستان ڈیموکریٹک پارٹی، تحریک استقلال ، عوامی تحریک ، جمعیت علمائے اسلام ، مزدور کسان پارٹی ، پاکستان مسلم لیگ (ق) شامل

تھیں ۔ ایم آر ڈی کی جڑیں صوبہ سندھ کے دیہی علاقوں میں بہت مضبوط تھیں اور یہ اتحاد زیادہ تر عدم تشدد پر مبنی رہا۔ پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی) اس اتحاد کی سب سے مضبوط پارٹی تھی ۔ اس تحریک کو گاندھی کے زمانے کے بعد سے لے کر اب تک کی جنوبی ایشیاء میں سب سے بڑی عدم تشدد تحریکوں میں سے ایک تحریک کہا جا سکتا تھا۔ تحریک کا مقصد 1984 کے ریفرنڈم اور 1985 کے انتخابات کا بائیکاٹ کرنا تھا تاہم اس وقت انتخابات کا بائیکاٹ کرنا ایک سنگین غلطی ثابت ہوئی ایم آر ڈی کی توقعات کے برعکس ووٹروں نے ان انتخابات میں شرکت کی ایم آر ڈی کو



تحریک بحالی جمہوریت MDR مومنٹ کے موقع پر کراچی میں نکالی جانے والی ایک ریلی پر پولیس کی جانب سے سخت کاروائی کی جا رہی ہے

جلد ہی احساس ہو گیا کہ اس نے غلط اندازہ لگایا ہے ۔ انہیں ضیاء کی شرائط پر انتخابات میں حصہ لینا چاہئیے تھا۔ مسلم لیگ ، جے آئی اور ایم کیو ایم وہ واحد جماعتیں تھی جنہوں نے الیکشن میں حصہ لیا جبکہ ایم آر ڈی نے الیکشن کا بائیکاٹ کیا ، سندھ میں سیاسی جدوجہد کے بعد بالاخر فوجی حکومت کے خلاف سول نافرمانی کا مطالبہ کیا گیا اس کے جواب میں کمیونسٹ پارٹی کے رہنماء جامی ساقی کو سندھ ہائی کورٹ میں ایک خفیہ مقدمہ میں لایا گیا بعد میں انہیں فوجی عدالتوں میں بھیجنے کی ہدایت کی گئی ۔ ایم آر ڈی نے ملک کے بائیں بازو کے عوام کو متحد کیا۔ ایم آر ڈی کے سب سے نمایاں رہنماء بیگم نصرت بھٹو، محترمہ بینظیر بھٹو، رسول بخش پلیجو، عبدالولی خان ، جام ساقی ، سید محمد کشور گردیزی ، سید کبیر علی واسطی اور دیگر تھے، اس وقت اس جدوجہد کو دبانے کیلئے سندھ میں ہزاروں کارکنوں کو جیلوں میں ڈلا گیا تھا۔ بعدازاں یہ اتحاد ضیاء الحق کی موت کے بعد ایک ہفتے کہ اندر تحلیل ہو گیا۔



محترمہ بینظیر بھٹو صاحب ، نثار احمد کھوڑو صاحب اور سید قائم علی شاہ صاحب کی ایک یادگار تصویر

رہائی اور خود ساختہ جلاوطنی 1984-1987

جیسے جیسے ضیاء الحق پر بین الاقوامی دباؤ بڑھتا گیا مجبوراً حکومت پاکستان کی جانب سے جنوری 1984 محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو اس شرط پر رہا کرنے کا فیصلہ کیا گیا کہ وہ جنیوا جانے والی پرواز کے ذریعے ملک چھوڑ کر چلی جائیں اور اس طرح آپ کو پاکستان سے جلاوطن کر دیا گیا۔ جنیوا سے آپ برطانیہ چلی گئیں اور

لندن کی باربیکن اسٹیٹ میں ایک فلیٹ کرائے پر حاصل کیا، آپ کا اندر سے ٹوٹ پھوٹ کا عمل جاری ہا اور وطن واپسی کیلئے بیقرار رہیں۔ آپ کی ایک دوست نے بتایا کہ پاکستان کی جیل میں وقت گزارنے کی وجہ سے کچھ وقت تک وہ ہلکی سی صدمے کی حالت میں رہیں آپ اچانک ڈر جایا کرتی تھی اور اس فکر میں مبتلا رہتی تھیں کہ کوئی آپ کی جاسوسی کررہا ہے، تاہم محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ انتہائی مضبوط اعصاب کی مالک تھی اور ہر مشکل صورتحال کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کا ہنر اچھی طرح جانتی تھیں۔ مارچ میں آپ نے نیویارک شہر اور واشنگٹن کا دورہ کیا جہاں آپ نے میڈیا کی



محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ جیل میں پابند سلاسل

شخصیات اور درمیانی درجے کی سرکاری شخصیات سے ملاقاتیں شروع کیں، تاہم صدر رونالڈ ریگن کی انتظامیہ نے اس وقت آپ سے دوری اختیار رکھی۔ آنے والے چند سالوں میں آپ نے امریکہ کہ کئی اضافی دورے کیئے، یورپی پارلیمنٹ سے بات کی، سوویت یونین کا دورہ کیا اور مکہ میں عمرہ کی زیارت حاصل کی۔ جلاوطنی کے دوران بینظیر بھٹو پی پی کے لیئے ایک ریلینگ پوائٹ بن گئیں۔ ان کا فلیٹ جلاوطنی میں پاکستان پیپلز پارٹی کا غیر سرکاری ہیڈکوارٹر بن گیا۔ آپ نے ضیاء حکومت کے زیر حراست سیاسی قیدیوں کے بارے میں بین الاقوامی سطح پر شعور اجاگر کرنے کیلئے خود کو وقف کر دیا تھا، اگر چہ آپ پارٹی کی قائم مقام چیئر پرسن نہیں تھیں لیکن اس کے باوجود بہت سے پارٹی اراکین اس صورتحال سے ناخوش تھے اور ان کو ایسا لگ رہا تھا کہ کہیں پاکستان پیپلز پارٹی بھٹو خاندان کی جاگیر نہ بن جائے گی۔ بینظیر بھٹو نے ہمیشہ اس عزم کا اعادہ کیا کہ انکے والد چاہتے ہیں کہ وہ سیاست دان بنیں اور ہمیں ڈکٹیٹر کا مقابلہ کرنا ہے چاہیئے اس کے نتیجے میں چاہے کچھ بھی ہوجائے۔ جولائی 1985 میں شاہنواز فرانس کے شہر کانز میں نامعلوم حالات میں انتقال کر گئے۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے مختلف انداز میں دعویٰ کیا کہ شاہنواز کوان کی اہلیہ، ریحانہ نے قتل کیا تھا اور شاہ نواز کو ضیاء کے حکم پر قتل کیا گیا تھا، ضیاء حکومت نے آپ کو اگست میں اپنے بھائی کی لاش پاکستان لانے کی



6 نومبر 1985 فرانس کے شہر کانز میں محترمہ بینظیر بھٹو صاحب

اجازت دی، اور پھر شاہ نواز بھٹو صاحب کو لاڑکانہ کے خاندانی قبرستان میں سپرد خاک کردیا گیا۔ تاہم تدفین کے فوراً بعد بینظیر بھٹو کو گرفتار کرلیا گیا اور نومبر تک کراچی میں گھر میں نظر بند رکھا گیا، بعد میں انہیں رہا کر کے یورپ روانہ کردیا گیا۔ دسمبر 1985 میں مارشل لاء اٹھا لیا گیا اور آپ نے وطن واپسی کا فیصلہ کیا آپ اپریل 1986 میں لاہور ہوائی اڈے پر پہنچیں جہاں پر ایک بڑے ہجوم نے آپ کا استقبال کیا۔ ایک اندازے کے مطابق 25 لاکھ سے زیادہ لوگ آپ کا خطاب سننے اقبال پارک آئے، جہاں پر ضیاء کی حکومت کے خلاف ریلی کی صورت میں آپ کو ائیر پورٹ سے اقبال پارک تک لایا گیا تھا۔ جس کے بعد آپ نے سندھ، پنجاب اور بلوچستان کا دورہ کیا۔ آپ کی جانب سے MRD کے رہنماؤں و سیاسی جماعتوں کیساتھ دوبارہ روابط قائم کیئے گئے، 14 اگست یومِ آزادی کے موقع پر آپ کی جانب سے جمہوریت نواز ریلی میں حصہ لیا گیا۔ ریلی کے بعد



1986 لاہور۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کا تاریخی استقبال کیا گیا

ایک بار پھر آپ کو گرفتار کرلیا گیا اور آپ لانڈھی جیل کراچی میں کئی ہفتوں تک نظر بند رہیں۔ پاکستان واپس آکر آپ طۓ شدہ شادی پر راضی ہوگئیں۔ آپ کی والدہ نے آصف علی زرداری صاحب کو ایک موزوں شوہر کے طور پر منتخب کیا۔ آصف علی زرداری صاحب ایک زمیندار گھرانے سے تھے اور انکے والد حاکم علی زرداری صاحب نے زمینداری کے علاوہ تعمیرات اور سینماء کی صنعتوں کے ذریعے اضافی دولت حاصل کی تھی۔ آپ کی شادی کی تقریب دسمبر 1987 میں کراچی کے کلفٹن پیلس گارڈن میں ہوئی بعد ازاں لیاری کے ایک اسٹیڈیم میں ایک پارٹی میں 2 لاکھ لوگوں نے شرکت کی وہاں پر کچھ لوگوں کی جانب سے جشن میں کلاشنکوفوں سے ہوائی فائرنگ کی گئی جس کے نتیجے میں اتفاقی طور پر ایک کی موت اور متعدد زخمی ہوئے۔ بینظیر بھٹو صاحبہ اس بات سے واقف تھیں کہ شادی شدہ ہونے سے ان کی عزت واحترام میں مزید اضافہ ہوگا اور جس سے ان کے منتخب ہونے کے امکانات بھی بڑھ جائیں گے اور انکی شادی کی بڑھی وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی



محترمہ بینظیر بھٹو اور آصف علی زرداری صاحب کی شادی کی تقریب

انتخابی مہم 1988

مئی 1988 میں ضیاء الحق نے اسمبلیاں تحلیل کر دیں اور نومبر میں انتخابات کا اعلان کر دیا گیا۔ ضیاء الحق نہیں چاہتے تھے کہ بینظیر بھٹو صاحبہ اور پاکستان پیپلز پارٹی انتخابات میں کامیابی حاصل کرے اسی لیئے انتخابات غیر جماعتی بنیادوں پر کروانے کا اعلان کیا گیا اور امیدواروں کو سیاسی جماعتوں کی نمائندگی کہ بجائے انفرادی طور پر انتخابات میں شرکت کی اجازت دی گئی۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی جانب سے اس موخر الذکر شرط کے خلاف قانونی چیلنج کا آغاز کیا گیا۔ اگست میں ضیاء الحق کی اچانک موت ہوگئی جب ان کا طیارہ بہاولپور ائیر پورٹ سے ٹیک آف کے فوراً بعد گر کر تباہ ہو گیا۔ پاکستانی تحقیقات حادثے کی وجہ کا پتہ لگانے میں ناکام رہیں۔ حالانکہ تخریب کاری کا بڑے پیمانے پر شبہ تھا۔ سوویت، امریکی، ہندوستانی اور اسرائیلی سبھی کو ممکنہ مجرم کے طور پر پیش کیا گیا تھا۔



ڈکٹیٹر ضیاء الحق کی طیارہ حادثہ میں ہلاکت

بینظیر بھٹو صاحبہ نے نجی طور پر اسے خدا کی جانب منسوب کیا، ضیاء کی موت کے بعد سپریم کورٹ نے اعلان کیا کہ انتخابات جماعتی بنیادوں پر ہونے چاہئیں نہ کہ غیر جماعتی بنیادوں پر جس کی ضیاء الحق نے خواہش کی تھی۔ بینظیر بھٹو نے اصرار کیا کہ پاکستان پیپلز پارٹی ایم آر ڈی سے الگ ہو کر مہم چلائے اور پھر پی پی پی کی یقینی کامیابی کو دیکھتے ہوئے الیکشن لڑنے کیلیئے 18 ہزار خواہشمند امیدوار ملے، بہت سے لوگوں نے پارٹی ٹکٹ کیلیئے رقم کی پیشکش کی نئے اراکین اور امیدواروں کی اس آمد نے بہت سے پرانے اراکین میں بے چینی پیدا کر دی جنہیں لگا کہ بینظیر بھٹو انہیں چھوڑ دینگی۔ الیکشن کے انعقاد کی وجہ سے پاکستانی معاشرے کے آزاد خیال طبقوں کو امید کی ایک کرن دکھائی دینے لگی تاہم اسلامی بنیاد پرستوں نے کہا کہ ملک کیلیئے ایک خاتون لیڈر کا ہونا غیر اسلامی ہے۔ ضیاء کے وفاداروں اور اسلامی بنیاد پرستوں نے متحد ہو کر ایک نئی سیاسی جماعت اسلامی جمہوری اتحاد IJI تشکیل دی، جس سے انٹر سروس انٹیلی جنس ISI نے مالی امداد فراہم کی۔ آئی جے آئی

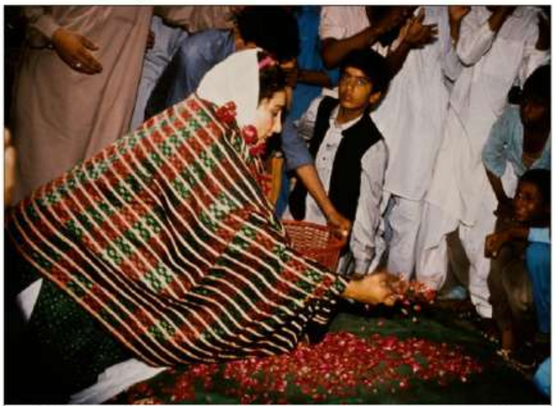


محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ گھنٹہ گھر چوک میہڑ ضلع دادو میں تاریخی عوامی استقبال کے موقع پر عوام سے خطاب کرتے ہوئے

کی جیت کو یقینی بنانے کی کوشش میں آئی ایس آئی نے بھی ووٹوں میں دھاندلی کی ۔ ان مشکلات کے باوجود بینظیر بھٹو نے پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت کرتے ہوئے انتخابات میں کامیابی حاصل کی ، پاکستان پیپلز پارٹی نے 205 میں سے 93 نشستیں حاصل کیں جبکہ آئی جے آئی کو صرف 54 نشستیں مل سکیں ۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے پاس سب سے زیادہ نشستیں تھیں ، پاکستان پیپلز پارٹی اور آئی جے آئی نے آزاد اراکین کو شمولیت کیلئے کہا اور ملک کی دائیں بازو کی قوتوں کی جانب سے پی پی پی کے کچھ منتخب ارکان پارلیمنٹ کو آئی جے آئی میں شمولیت کی ناکام کوششیں بھی کی گئیں ۔ صدر غلام اسحق خان آئینی طور پر پابند تھے کہ وہ محترمہ بینظیر بھٹو کو اگلی حکومت بنانے کی دعوت دیں لیکن وہ ایسا کرنے سے گریزاں رہے ۔ بڑھتے ہوئے دباؤ کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی کو حکومت بنانے کی دعوت دی گئی ، اپنی حکومت بنانے کیلئے محترمہ بینظیر بھٹو نے مہاجر قومی مومنٹ پارٹی کو اپنے ساتھ اتحادی بنایا جس کی پارلیمنٹ میں 13 نشستیں تھی یہ ایک ایسا فیصلہ تھا جس نے اپنی پارٹی کے اندر سندھی قوم پرست دھڑے کو پریشان کر دیا، محترمہ بینظیر بھٹو نے دو دسمبر 1988 کو پاکستان کی وزیر اعظم کے طور پر حلف اٹھایا ، بینظیر بھٹو صاحبہ مسلم مما لک میں پہلی خاتون وزیراعظم بنیں اور ساتھ ہی پاکستان کی دوسری قومی منتخب وزیراعظم کا اعزاز بھی حاصل کیا ۔ 35 سال کی عمر میں محترمہ بینظیر بھٹو اسلامی دنیا کی سب سے کم عمر منتخب رہنماء ، دنیا کی سب سے کم عمر وزیراعظم اور اب تک کی سب سے کم عمر خاتون وزیراعظم منتخب ہوئیں ۔ انکے انتخاب کے بعد پارٹی کارکنوں کی حوصلہ افزائی کی گئی ۔ بہت سے مبصرین کو امید تھی کہ ان کی وزارت عظمیٰ کثیر الجماعتی جمہوریت ، بڑھتی ہوئی صنفی مساوات اور ہندوستان کے ساتھ بہتر تعلقات کے نئے دور کی شروعات کریگی ۔ بینظیر بھٹو نے کہا کہ انکی انتخابی جیت اسلام میں خواتین کے کردار پر مسلم دنیا میں ہونے والی بحث کا اہم نقطہ ہے ۔



محترمہ بینظیر بھٹو ووٹ کاسٹ کرتے ہوئے



24 اکتوبر 1990 محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ لاڑکانہ میں اپنے والد شہید ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی مزار پر حاضری کے موقع پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کر رہی ہیں

بینظیر بھٹو وزیر اعظم پاکستان
2 دسمبر 1988 سے 6 دسمبر 1990

بینظیر بھٹو صاحبہ کی پہلی حکومت 2 دسمبر 1988 کو قائم ہوئی تھی ، بینظیر بھٹو نے 2 دسمبر کو حلف اٹھاتے


محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ وزیر اعظم پاکستان کا حلف اٹھاتے ہوئے

ہوئے ناخواندگی ، غربت کے خاتمے ، طلبہ یونینز کی بحالی ، سیاسی قیدیوں کو آزاد کرنے ، خواتین کو مساوی حقوق فراہم کرنے اور میڈیا کو آزاد کرنے کا وعدہ کیا تاہم فوج کی جانب سے اثر ورسوخ کے باعث اور قانون سازی کے حوالے سے پاکستان پیپلز پارٹی کی اکثریت نہ ہونے کی وجہ سے حکومت کی آزادی کو ادارتی ، اقتصادی ، سیاسی اور شناختی طور پر محدود کر دیا گیا۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی پہلی کابینہ پاکستان کی تاریخ کی سب سے بڑی کابینہ تھی ، محترمہ نے وزارت خزانہ کا محکمہ اپنے پاس رکھا جبکہ بیگم نصرت بھٹو صاحبہ بغیر کسی پورٹ فولیو کے ایک سینئر وزیر اور ڈپٹی وزیر اعظم کے طور پر کابینہ کا حصہ بنیں جبکہ آپ کے سسر کو پارلیمانی کمیٹی کے چیئرمین کے عہدہ پر فائز کیا


محترم آصف علی زرداری، محترمہ حاکم علی زرداری، محترمہ نصرت بھٹو صاحبہ اور وزیر اعظم پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ محو گفتگو

گیا ، کابینہ میں شامل زیادہ تر لوگوں کو سیاسی تجربہ نہیں تھا ، ممتاز علی بھٹو سمیت متعدد سینئر سیاست دانوں نے سرمایہ دارانہ نواز پالیسی کو وجہ بنا کر مایوسی میں پاکستان پیپلز پارٹی کا ساتھ چھوڑ دیا اور اپنی راہیں جدا کر لیں ۔ بینظیر بھٹو صاحبہ کی کابینہ میں راجہ شہزاد ظفر وفاقی وزیر پروڈکشن ، جناب احسان الحق پراچہ صاحب وفاقی وزیر خزانہ ، مخدوم سید فیصل صالح حیات صاحب وفاقی وزیر کامرس ، ڈاکٹر محمد جہانگیر بدر وفاقی وزیر پیٹرولیم اینڈ نیچرل ریسورسز ، ہاؤسنگ اینڈ ورکس اور سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے وزیر بنائے گئے ۔ جناب راؤ سکندر اقبال صاحب کو وفاقی وزیر برائے فوڈز ، ایگری کلچر اور کوآپریٹیوز کی وزارت دی گئی ، جناب مخدوم محمد امین فہیم صاحب کو وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات بنایا گیا تاہم بعد میں 23 مارچ 1989 میں آپ کو وزارت ریلوے کا محکمہ بھی تفویض کر دیا گیا ۔ یہ وزارت اس سے قبل قابل احترام جناب حاجی ظفر علی لغاری صاحب کے پاس تھی اور بعد میں آپ کو وفاقی وزیر برائے انڈسٹریز بنایا گیا انڈسٹریز کی وزارت اس سے قبل جناب علی نواز

شاہ صاحب کو دی گئی تھی ۔ سید امیر حیدر کاظمی صاحب کو وفاقی وزیر محکمہ صحت ، سوشل ویلفیئر اور اسپیشل ایجوکیشن بنایا گیا ۔ جاوید جبار منسٹر آف اسٹیٹ برائے انفارمیشن و براڈ کاسٹنگ اور سائنس وٹیکنالوجی بنائے گئے ۔ محمد حنیف خان 4 دسمبر 1988 کو وفاقی وزیر برائے کشمیر افیئر و نادرن ایریاز بنائے گئے تاہم ان سے یہ وزارت 23 مارچ 1989 میں واپس لے لئی گی ۔ جس کے بعد 27 مارچ 1990 سے 23 اگست 1990 تک یہ وزارت انکے پاس رہی ۔ اس کے درمیانی عرصہ یعنی 23 مارچ 1989 سے لیکر 27 مارچ 1990 تک وزرات کشمیر افیئر ز اور نادرن ایریاز معروف سیاست دان جناب باز محمد کھیتران کے پاس رہی ۔ لفٹیننٹ جناب ریٹائرڈ ملک عبدالمجید صاحب وزیر کشمیر افیئر ز و نادرن ایریاز کے عہدے پر تعینات رہے ۔ سید یوسف رضا گیلانی صاحب کو وفاقی وزیر برائے ٹوریزم بنایا گیا اس کے علاوہ میاں مظفر شاہ ، نوابزادہ صلاح الدین سعید اور رانا چندر سنگھ صاحب کو بھی وفاقی وزیر بنایا گیا تاہم انہیں کوئی وزرات نہیں دی گئی ۔



مخدوم امین فہیم، حاجی ظفر علی لغاری، علی نواز شاہ، جہانگیر بدر، فیصل صالح حیات، باز محمد کھیتران



وزیر اعظم پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ دورہ برطانیہ کے موقع پر گارڈ آف آنر کا معائنہ کرتے ہوئے

محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو وزیر اعظم پاکستان بنائے جانے کے بعد دائیں بازو کی فوجی کابینہ کو مایوسی کا سامنا کرنا پڑا کئی سینیئر فوجی شخصیات نے آپ کے والد کی طرح سیاسی میدان میں آپ کے غالب کردار کی بنا پر آپ کو اپنے لئیے خطرہ تصور کرنا شروع کر دیا تھا ، ملک کی تین سب سے طاقتور ورشخصیات آرمی چیف جنرل اسلم بیگ ، آئی ایس آئی سربراہ جنرل حمید گل اور صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان اسحٰق خان سمیت سب کی نظر میں آپ انکی مخالف تھیں اور وہ آپ کو سخت ناپسند کرتے تھے ۔ یہ مخالفت محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کیلئے مشکلات کے پہاڑ ثابت ہونا شروع ہو گئیں اور اس مخالفت کی بنا پر محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ پہلی مدت کے دوران کوئی بڑی قانون سازی نہیں کرسکیں اور آپ کو کسی بھی قسم کی قانون سازی کرنے میں ناکامی کا

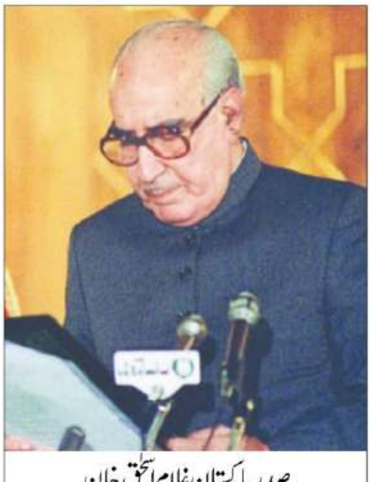
سامنا کرنا پڑا۔ تاہم محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے اپنی جانب سے بہتر سے بہتر کارکردگی دکھانے کی کوششیں جاری رکھیں اور آپ کو سول سوسائٹی کی ترقی اور اسکی حوصلہ افزائی کے اقدامات کے حوالے سے کچھ


محترمہ فریال ٹالپر صاحبہ اور وزیراعظم پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کعبہ شریف میں دُعا کرتے ہوئے۔ایک یادگار تصویر

کامیابیاں حاصل ہوئیں۔آپ نے ضیاء حکومت کے تحت حراست میں لیئے گئے متعدد سیاسی قیدیوں کی رہائی کو یقینی بنایا، ٹریڈ یونین اور طلبہ تنظیموں پر پابندی اٹھالی۔آپ نے غیر سرکاری تنظیموں پر عائد بہت سی رکاوٹوں کو دور کیا اور ضیاء کی فوجی انتظامیہ کیجانب سے متعارف کرائی گئی میڈیا سنسر شپ کو ختم کرنے کے اقدامات اٹھائے۔آپ نے شمس الحسن کو نیشنل پریس ٹرسٹ ختم کرنے کی ذمہ داردی۔ تاہم صدر پاکستان غلام اسحٰق خان نے دستخط کرنے میں تاخیر کی اور یہ ٹرسٹ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی دوسری وزارت عظمٰی کے درمیان توڑ دیا گیا۔محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے دوراقتدار میں کئی سماجی اصلاحات کی گئیں جیسا کہ نئے خواندگی مراکز کا قیام، پینشن کے نئے حقوق اور ضیاء الحق کے دور میں جبری داخلے اور بیڈ فیس کا خاتمہ کیا گیا۔

صدر پاکستان غلام اسحٰق خان

17 اگست 1988 تا 18 جولائی 1993


صدر پاکستان غلام اسحٰق خان

محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کہ پہلے دوراقتدار میں 12 اگست 1988 کو غلام اسحٰق خان صدر پاکستان بنائے گے۔ 20 جنوری 1915 میں پیدا ہوئے۔ غلام اسحٰق خان 17 اگست 1988 سے 18 جولائی 1993 تک پاکستان کے ساتویں صدر کے طور پر خدمات سرانجام دیتے رہے۔اس سے قبل ضیاء الحق جبکہ اس کے بعد وسیم سجاد عبوری صدر پاکستان کے عہدے پر فائز رہے۔ غلام اسحٰق خان نے 21 مارچ سے 1985 سے 12 دسمبر 1988 تک چئیر مین سینٹ کے طور پر خدمات سرانجام دیں اس وقت ڈپٹی چئیر مین سینٹ جناب سجاد حسین صاحب تھے۔ واضح رہے کہ اس سے قبل جناب حبیب اللہ خان صاحب اور بعد میں جناب وسیم سجاد صاحب چئیر مین سینٹ کے عہدے پر فائز رہے۔ غلام اسحٰق خان 5 جولائی 1977 سے 21 مارچ 1985 تک پاکستان کے 13 ویں وفاقی وزیر فنانس، ریونیو اور اکنامک افئیر ز رہے یہ وہ عرصہ تھا جب

فضل الٰہی صاحب پاکستان کے 5 ویں صدر پاکستان تھے اور اس کے بعد ضیاء الحق بزورِ طاقت پاکستان کے چھٹے صدر بنے۔ اس سے پہلے جناب حفیظ پیرزادہ صاحب وفاقی وزیر وزرات فنانس، رونیو و اکنامک افیئرز تھے جبکہ غلام اسحٰق خان کے بعد وزارت کے اس منصب پر محبوب الحق صاحب فائز ہوئے تھے۔ وزیر اعظم بینظیر بھٹو صاحبہ کا کہنا تھا کہ غلام اسحٰق خان نے قدامت پسند اپوزیشن لیڈر نواز شریف اور ضیاء الحق کے بعد کی فوجی اسٹیبلشمنٹ کے ساتھ اتحاد کے طور پر اپنی حکومت کے خلاف اقدامات اٹھائے اور ہمیشہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو مایوس کیا۔ غلام اسحٰق خان نے بینظیر بھٹو صاحبہ کی حکومت کو صرف 20 ماہ بعد بدعنوانی اور بدانتظامی کے الزامات کے تحت برطرف کر دیا 1990 میں نواز شریف وزیر اعظم پاکستان منتخب ہوئے لیکن غلام اسحٰق خان نے تین سال کے بعد اسی طرح کے الزامات کے تحت نواز شریف کی حکومت کو بھی برطرف کر دیا۔ سپریم کورٹ نے برطرفی کو کالعدم قرار دے دیا لیکن دونوں جانب سے حالات کشیدہ ہونے کے بعد بالآخر 1993 کو دنوں افراد غلام اسحٰق خان اور نواز شریف نے استعفیٰ دے دیا۔ غلام اسحٰق خان جمہوری حکومتوں شب خون مارنے کی تاریخ رقم کی دو منتخب وزرائے اعظموں کی حکومتوں کا خاتمہ کر کے انہوں نے اپنے کردار کو متنازعہ بنا دیا جس وقت انہیں صدارت کے منصب سے اتارا گیا تو اس دن جمہوریت پسند عوام اور کارکنان میں جیسے خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی۔


اسپیکر قومی اسمبلی ملک معراج خالد حلف اٹھاتے ہوئے

ملک معراج خالد۔ اسپیکر قومی اسمبلی

3 دسمبر 1988 سے 4 نومبر 1990

محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے دورِ اقتدار میں ملک معراج خالد صاحب دوسری بار 3 دسمبر 1988 سے 4 نومبر 1990 تک اسپیکر قومی اسمبلی منتخب ہوئے۔ جناب ملک معراج خالد صاحب 13 جون 1916 میں پیدا ہوئے آپ پیشہ کے اعتبار سے وکیل اور بائیں بازو کے سیاست دان تھے۔ آپ کو پاکستان پیپلز پارٹی کے اصل فلسفیوں اور بانیوں میں ایک کے طور پر جانا جاتا ہے۔ آپ 5 نومبر 1996 سے 17 فروری 1997 تک عبوری وزیر اعظم پاکستان کے مرتب پر فائز رہے۔ اس وقت جناب فاروق لغاری صاحب صدر پاکستان تھے۔ آپ سے قبل 2 دسمبر 1988 سے لیکر 6 اگست 1990 تک محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ پاکستان کی 11 ویں وزیر اعظم رہیں۔ جبکہ آپ کے بعد میاں محمد نواز شریف 6 نومبر 1990 سے 18 جولائی 1993 تک پاکستان کے 12 ویں

وزیراعظم رہے۔آپ دومرتبہ قومی اسمبلی کے اسپیکر رہے۔آپ پہلی بار 27 مارچ 1977 سے 5 جولائی 1977 تک 10 ویں اسپیکر قومی اسمبلی کے عہدے پر فائز رہے اس وقت عبدالفتاح صاحب ڈپٹی اسپیکر قومی اسمبلی تھے۔آپ سے قبل جناب صاحبزادہ فاروق علی صاحب اسپیکر قومی اسمبلی کے عہدے پر فائز تھے جبکہ آپ کے بعد جناب فخرامام صاحب اسپیکر قومی اسمبلی بنے۔دوسری مرتبہ 3 دسمبر 1988 سے 4 نومبر 1990 تک آپ پاکستان قومی اسمبلی کے 13 ویں اسپیکر منتخب ہوئے۔اس وقت محترمہ اشرف خاتون عباسی ڈپٹی اسپیکر قومی اسمبلی رہیں جبکہ آپ سے قبل حامد ناصر چٹھہ اور آپ کے بعد جناب گوہر ایوب چیئرمین قومی اسمبلی کے عہدے پر فائز رہے۔نہ صرف یہ بلکہ آپ پاکستان کے سب سے بڑے صوبے پنجاب کے 5 ویں وزیراعلیٰ کے عہدے پر بھی فائز رہے۔آپ 2 مئی 1972 سے 12 نومبر 1973 تک وزیراعلیٰ پنجاب رہے اس وقت جناب غلام مصطفیٰ کھر گورنر پنجاب تھے آپ سے قبل جناب عبدالحامد خان دستی جبکہ آپ کے بعد جناب غلام مصطفیٰ کھر وزیراعلیٰ پنجاب کے عہدے پر فائز رہے۔آپ ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی وزرات اعظمیٰ کے دور میں 13 نومبر 1973 سے 20 مارچ 1977 وفاقی وزیر قانون و انصاف رہے آپ کے بعد قانون کے حوالے سے انتہائی معروف و معتبر شخصیت کہ جنہوں نے پاکستان کا آئین مرتب کیا جناب عبدالحفیظ پیرزادہ وفاقی وزیر قانون و انصاف بنے۔جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے دوراقتدار میں آپ 24 دسمبر 1971 سے لیکر یکم مئی 1972 تک وفاقی وزیر برائے خوراک، زراعت و ترقی پذیر علاقوں کے وزیر رہے۔آپ سے قبل محمود ہارون وزیر زراعت و محنت، جبکہ آپ کے بعد غوث بخش رئیسانی اس منصب پر فائز رہے۔13 جون 2003 میں 87 برس کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا۔آپ پاکستان پیپلز پارٹی کا ایک انتہائی قابل فخر سرمایہ تھے۔


محترمہ اشرف خاتون عباسی۔ڈپٹی اسپیکر

اشرف خاتون عباسی۔ڈپٹی اسپیکر

3 دسمبر 1988 سے 6 اگست 1990

اشرف خاتون عباسی پاکستان کی پہلی خاتون ڈپٹی اسپیکر تھیں، پاکستان پیپلز پارٹی کے قائدین جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب اور دختر مشرق شہید جمہوریت محترمہ بینظیر بھٹو صاحب کی قریبی حامی تھیں آپ 1962 سے 1965 تک مغربی پاکستان اسمبلی کی رکن بھی رہیں آپ نے پاکستان پیپلز پارٹی میں شمولیت اختیار کی اور 1970 میں اپنے حلقے سے کامیابی حاصل کی، اشرف

خاتوں عباسی 9 ویں اور 12 ویں ڈپٹی اسپیکر نیشنل اسمبلی آف پاکستان رہیں ۔ پہلی بار 11 اگست 1973 سے 10 جنوری 1977 تک آپ 9 ویں ڈپٹی اسپیکر رہیں اس سے قبل محمد حنیف خان اور محترمہ کے بعد عبدالفتح صاحب ڈپٹی اسپیکر نیشنل اسمبلی رہے جبکہ 3 دسمبر 1988 سے 6 اگست 1990 تک پاکستان کی 12 ویں ڈپٹی اسپیکر نیشنل اسمبلی رہیں اور خدمات سرانجام دیں واضح رہے کہ ان سے قبل جناب وزیر احمد جوگیزئی اور آپ کے بعد جناب ایم نواز کھوکھر ڈپٹی اسپیکر نیشنل اسمبلی کے عہدے پر فائز رہے ۔ بیگم اشرف خاتوں عباسی نے اپنی ثانوی تعلیم ڈی جے کالج سندھ سے 1940 میں حاصل کی جس کے بعد آپ دہلی کے لیڈی ہارڈنگ میڈیکل کالج میں زیر تعلیم رہیں ۔


خان عبدالولی خان ۔ لیڈر آف اپوزیشن

خان عبدالولی خان، لیڈر آف اپوزیشن

2 دسمبر 1988 سے 6 اگست 1990

خان عبدالولی خان 11 جنوری 1917 میں پیدا ہوئے اور پاکستانی جمہوری سوشلسٹ سیاست دان تھے ، انہوں نے عوامی نیشنل پارٹی کے صدر کے طور پر اپنی خدمات سرانجام دیں ۔ وہ اپنے والد عبدالغفار خان کی طرح برطانوی راج کے خلاف سرگرم رہے ۔

1960 سے 1980 کی دہائیوں میں جمہوریت کی بحالی کیلئے احتجاج کی قیادت کی 1970 کی دہائی میں پاکستان کی پہلی براہ راست منتخب پارلیمنٹ میں اپوزیشن کے پارلیمانی لیڈر کے طور پر بھی خدمات انجام دیں ۔ 1972 میں اپوزیشن لیڈر کے طور پر ولی خان سے ذوالفقار علی بھٹو نے رابطہ کیا کہ جو نیا آئین بنانا چاہتے تھے ، ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے ساتھ ولی خان کی بات چیت کے نتیجے میں 1972 میں ایک معاہدے پر دستخط ہوئے جس سے سہہ فریقی معاہدہ کہا جاتا ہے ، اس معاہدے کے نتیجہ میں مارشل لاء ہٹایا دیا گیا اور نیشنل عوامی پارٹی سے پابندی ہٹالی گئی ۔ جس کے بعد صوبہ سرحد اور بلوچستان میں نیشنل عوامی پارٹی کی مخلوط صوبائی حکومتیں قائم ہوئیں ، ابتدائی مثبت آغاز کے باوجود خان اور بھٹو کی درمیان جاری معاہدہ زیادہ دیر نہیں چل سکا ۔ خان عبدالولی خان پہلی بار 14 اپریل 1972 سے 17 اگست 1975 تک لیڈر آف اپوزیشن رہے اس وقت محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے والد کرشماتی لیڈر جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی حکومت تھی ، اس سے قبل جناب نورالامین صاحب اور بعد جناب شیر باز خان مزاری لیڈر آف اپوزیشن رہے ۔ جبکہ دوسری بار خان عبدالولی خان 2 دسمبر 1988

سے 6 اگست 1990 تک لیڈر آف اپوزیشن رہے اس وقت محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان تھیں۔خان عبدالولی خان سے پہلے جناب فخر امام جبکہ بعد محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ لیڈر آف اپوزیشن رہیں۔انکا انتقال 89 کی عمر میں 26 جنوری 2006 میں ہوا۔



محترم آصف علی زرداری صاحب، وزیر اعظم بینظیر بھٹو، سردار آصف اور محترمہ نصرت بھٹو صاحبہ انٹرنیشنل میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے

جب محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے وزارت عظمیٰ کا عہدہ سنبھالا تو پاکستان کو جن مسائل کا سامنا تھا ان میں بے روزگاری میں اضافہ سب سے اہم مسئلہ تھا، حکومت پاکستان دیوالیہ ہوچکی تھی ضیاء الحق نے سرکاری اجرت ادا کرنے کیلئے اعلیٰ شرح سود پر قرضہ لے رکھا تھا محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے اپنی انتخابی مہم میں جو پالیسی بیان کی تھی اور وعدے کیئے تھے ان میں سے بہت سے قرضوں کی وجہ سے پورے نہیں کیئے جاسکے کیونکہ پاکستانی ریاست کے پاس خزانہ نہیں تھا اور حکومت ان پالیسیوں کی مالی اعانت کرنے سے قاصر تھی۔آپ نے دعویٰ کیا تھا کہ ہر سال دس لاکھ نئے گھر بنائے جائیں گے اور یہ کہ یونیورسل مفت تعلیم اور صحت کی سہولیات متعارف کرائی جائیں گی۔جس میں کوئی بھی اقدام معاشی طور پر اس حکومت کیلئے ممکن نہیں تھا۔ملک کو منشیات کی غیر قانونی تجارت کے ساتھ بڑھتے ہوئے مسائل کا بھی سامنا کرنا پڑا۔پاکستان دنیا کے سب سے بڑے ہیروئن برآمد کنندگان میں شامل تھا اور منشیات کا استعمال مقامی سطح پر تیزی سے بڑھ رہا تھا۔بینظیر بھٹو صاحبہ نے وعدہ کیا کہ وہ طاقتور منشیات فروشوں کے خلاف سخت کاروائی کرینگی۔محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے اکثر اسلم بیگ، جنرل حمید گل اور غلام اسحٰق خان کے ساتھ مطلوبہ پالیسیوں پر بحث جاری رکھی۔محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ ان تینوں بڑی شخصیات کے خلاف چند لڑائیاں جیتیں لیکن آخر کار جنگ ہار گئیں۔آپ صوبائی گورنروں میں سے 2 کو تبدیل کرنے کیلئے صدر پاکستان غلام اسحٰق خان کی منظوری حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئیں۔آپ نے جنرل ٹکا خان کو پاکستان کے سب سے بڑے صوبے پنجاب کا گورنر مقرر کیا۔آپ نے جوائنٹ چیف آف اسٹاف افتخار احمد سروئی کی کرسی کو تبدیل کرنے کی کوشش کی تاہم صدر غلام اسحٰق خان نے اس کی اجازت دینے سے صاف انکار کردیا۔محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ صدر پاکستان غلام اسحٰق خان کے مخالفانہ رویہ کو ناپسند کرتی تھیں لیکن غلام اسحٰق خان کو فوج کی حمایت حاصل تھی۔محترمہ بینظیر

بھٹو صاحبہ محبوب الحق کو وزیرخزانہ کے طور پر تبدیل کرنا چاہتی تھیں لیکن پھر فوج نے ان کی مخالفت کی آخر کار سمجھوتہ کرتے ہوئے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے وزیرخزانہ کے طور پر محبوب الحق کے مسلسل کردار کو قبول کیا تاہم انہوں نے وسیم جعفری کو اپنا مالیاتی مشیر مقرر کیا۔ جنرل اسلم بیگ نے محترمہ بینظیر بھٹو پر واضح کیا کہ فوج ان کے دفاع اور خارجہ امور کے کنٹرول میں ان کی مداخلت کو برداشت نہیں کریگی۔ اس وقت ملک کی 60% آبادی صوبہ پنجاب میں رہتی تھی جو ضیاء کے حامی نواز شریف کے زیر کنٹرول تھا۔ نواز شریف صوبہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ تھے۔ نواز شریف اور محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ دونوں نے ایک دوسرے کو اقتدار سے ہٹانے کی کوشش کی، محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے نواز شریف پر الزام لگایا کہ انہوں نے وزیر اعلیٰ پنجاب بننے کیلئے انتخابات میں دھاندلی کی ہے، تاہم نواز شریف کو ملک کی سندھی قوم کے خلاف شاؤنٹ ازم کا فائدہ ہوا۔ اس وقت یہ ماحول بنایا گیا کہ بینظیر بھٹو صاحبہ سندھی ہیں اور پنجاب پر حملہ کرنا چاہتی ہیں۔ حالانکہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے صوبوں کی خودمختاری کی بات کی تھی۔ شریف کی پنجاب اتھارٹی نے ان وفاقی احکامات کو قبول کرنے سے انکار کردیا جنہیں محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے وہاں پر تعینات کیا تھا۔ محترمہ بینظیر بھٹو اور پاکستان کی سول سروس کے درمیان تعلقات بھی بگڑ گئے، جس سے بہت سے ریاستی امور مفلوج ہو گئے، محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے نواز شریف کو ضیا الحق کی بیوروکریسی کہا۔ اپریل 1989 میں اپوزیشن جماعتوں نے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی قیادت میں پارلیمانی عدم اعتماد کا ووٹ دیا لیکن اس سے 12 ووٹوں سے شکست ہوئی۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے دعویٰ کیا کہ قومی اسمبلی کے بہت سے ووٹروں کو ان کے خلاف ووٹ دینے کے لئیے رشوت دی گئی تھی۔ اس کیلئے سعودی سلفی عالم اسامہ بن لادن نے 10 ملین ڈالر فراہم کیئے تھے جس نے ان کی حکومت کا تختہ الٹنے اور اس کی جگہ اسلامی تھیوکریسی کے قیام کی کوشش کی تھی۔ اس وقت قدامت پسند ناقدین یہ دعویٰ کرتے رہے کہ عورت کا حکومت کرنا غیر اسلامی ہے اور اس بنیاد پر پاکستان کو اسلامی تعاون کی بین الاقوامی تنظیموں کے اقدامات اور فیصلوں کو معطل کرنے کی ناکام کوششیں کی گئیں۔



محترمہ نصرت بھٹو، محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ، زرین بخاری صاحبہ، محترم حاکم علی زرداری صاحب اور قابل احترام آصف علی زرداری صاحب کی ایک یادگار تصویر

فوجی و خارجہ پالیسی

اپنی پہلی وزارت عظمیٰ کے دوران محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے متعدد غیر ملکی دورے کیئے جس سے اسلامی دنیا میں پہلی خاتون وزیراعظم کے طور پر ان کی شبیہہ میں اضافہ ہوا اور محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے بین الاقوامی اداروں و ممالک کو پاکستان کیلیئے غیر ملکی سرمایہ کاری اور امداد کیلیئے راغب کرنے کی کوششیں کیں۔ آپ نے اسلامی ممالک کے رہنماؤں کے ساتھ بھی اچھے تعلقات استوار کرنے کی کوششیں کیں، جن کے آپ کے والد شہید ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے ساتھ بھی اچھے تعلقات تھے۔ جن میں لیبیا کے قذافی، ابوظہبی کے شیخ زید اور سعودی شاہی خاندان شامل ہیں۔



1988 میں وزیراعظم پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی جانب سے اسلام آباد میں منعقد ہونے والی چوتھی سارک سمٹ میں آصف علی زرداری صاحب، غلام اسحٰق خان، محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ، سونیا گاندھی اور راجیو گاندھی ایک ساتھ

1989 میں آپ نے کولالمپور میں دولت مشترکہ کے سربراہان حکومت کے اجلاس میں شرکت کی جہاں پاکستان کو دوبارہ دولت مشترکہ کے ممالک میں شامل کیا گیا ہے۔ جنوری 1989 میں آپ نے مکہ میں دوسری مرتبہ حج کی سعادت حاصل کی اور جون میں کانگریس کے دونوں ایوانوں سے خطاب کرنے اور ہارورڈ سے ابتدائی تقریر کرنے کے لئے امریکہ کا دورہ کیا۔ بطور وزیراعظم محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ افغانستان میں اسلامی مجاہدین اور افواج کے لئے آئی ایس آئی کی حمایت کو چیلنج کرنے سے گریزاں تھیں جو اس حکومت کے خلاف خانہ جنگی میں مصروف عمل تھیں۔ امریکہ ان مجاہدین کو پاکستان کے ذریعے پیسہ پہنچا رہا تھا اور فنڈنگ کر رہا تھا۔ حالانکہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے جنرل اسلم بیگ، جنرل حمید گل اور صدر غلام اسحٰق خان سے براہ راست گفتگو کرنے اور ڈیل کرنے کو ترجیح دی تھی۔ اپریل 1989 میں جنرل حمید گل نے جلال آباد پر قبضہ کرنے کے مقصد سے افغانستان پر حملہ کی قیادت کی جس کے بعد ایک دارالحکومت بنایا جانا تھا جہاں سے ملک کی سوویت مخالف اور اسلام پسند غلبہ والی اپوزیشن قوتیں کام کر سکیں۔ جب آپریشن ناکام ہوا اور پاکستانیوں کو افغان فوج نے مذاہمت کر کے پسپا کر دیا، جنرل حمید گل کے لئے بینظیر بھٹو کی انتظامیہ کو موردالزام ٹھہرایا



1988 میں وزیراعظم پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی جانب سے اسلام آباد میں منعقد کی جانے والی چوتھی سارک سمٹ میں راجیو گاندھی، محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اور دیگر سارک سربراہاں کی ایک یادگار تصویر

۔اور یہ دعویٰ کیا کہ ان کے وفد میں سے کسی نے افغان حکومت کو مشن کی تفصیلات لیک کر دی تھیں ۔ جنرل حمید گل محترمہ بینظیر بھٹو کے مقابلے میں طاقتور تھے کہ محترمہ انہیں ریٹائرمنٹ پر مجبور کر سکیں ۔ لیکن مئی 1989 میں انہیں آئی ایس آئی سے فوج کے دوسرے محکمے میں منتقل کر دیا گیا۔ جہاں پر ان کے مقابلے میں ان سے زیادہ قابل اعتماد شخصیت کو منتخب کیا گیا۔


وزیر اعظم محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی جانب سے اسلام آباد میں دیئے گئے اشاعیہ میں محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ، راجیو گاندھی، آصف علی زرداری اور سونیا گاندھی

انڈیا اور ایٹم بم

محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے ابتدائی طور پر ہمسایہ ملک بھارت کے ساتھ تعلقات کو بہتر بنانے کی متعدد کوششیں کی، ضیاء کی جانب سے جنگ نہ کرنے کے معاہدے کی پیشکش کو واپس لے لیا اور مستقبل کے تعلقات کی بنیاد کے طور پر 1972 کے شملہ معاہدہ کا اعلان کیا۔ آپ نے جنوبی ایشیائی ایسوسی ایشن فار ریجنل کوآپریشن کے سربراہی اجلاس کے بعد ہندوستانی وزیر اعظم راجیو گاندھی اور ان کی اہلیہ سونیا گاندھی کو اسلام آباد کے تین روزہ دورہ کیلئے خصوصی مہمان کے طور پر مدعو کیا۔ جس کے بعد راجیو گاندھی چھ ماہ کے بعد دو طرفہ دورے پر واپس آئے ۔ دونوں مما لک نے سربراہوں نے اپنی اپنی فوجی سطح کو کم کرنے پر اتفاق کیا اور اپنی متعلقہ جوہری تنصیبات پر حملہ نہ کرنے پر اتفاق کیا ۔ بینظیر بھٹو صاحبہ نے دعویٰ کیا کہ انہوں نے ہندوستان میں سرگرم سکھ علحیدگی پسندوں کی حمایت ختم کر دی ہے۔ جس ذریعے ضیاء نے اپنے نصف پنجاب میں ہندوستانی کنٹرول کو غیر مستحکم کرنے کی حوصلہ افزائی کی تھی ۔ تعلقات کی اس گرمجوشی کی وجہ سے بہت سی ملکی اسلام پسند اور قدامت پسند قوتیں ناراض ہوئیں۔ بھارت کے ساتھ بہت زیادہ مفاہمت کرنے کے الزامات کے بعد محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے ان کی مخالفت کی وجہ سے تنازعہ کشمیر پر سخت رویہ اختیار کیا۔ کشمیر کی جانب سے بھارتی حکمرانی کے خلاف بڑھتے ہوئے احتجاج کے وقت بینظیر بھٹو نے انٹرویوز میں کشمیری مسلم کمیونٹی کی حمایت کا اظہار کیا۔ محترمہ بینظیر بھٹو نے اقوام متحدہ سے مطالبہ کیا کہ وہ کشمیر کی رائے شماری کی نگرانی کرے جس کا 1948


وزیر اعظم پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ پاک بھارت تنازعہ کے بعد بارڈر پر فوجی جوانوں کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے ان سے ملاقات کر رہی ہیں

میں وعدہ کیا گیا تھا۔محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے پاکستانی سرحد کے جانب آزادی کے حامی کشمیریوں کے لیئے ایک تربیتی کیمپ کا دورہ کیا اور اس مقصد کے لئے 5 ملین ڈالر دینے کا وعدہ کیا۔ بینظیر بھٹو نے آزادی کے حامی گروپوں کی حمایت میں مزید بیانات کے ساتھ ان کی تاعید وحمایت کی ۔ 1990 میں میجر جنرل پرویز مشرف نے کشمیر کے الحاق کی کوشش کی ایک حصے کے طور پر کارگل پر فوجی حملے کی تجویز پیش کی ۔ بینظیر بھٹو نے اس منصوبے کی حمایت کرنے سے انکار کر دیا انکا ماننا تھا کہ بین الاقوامی طور پر اسکی سخت مذمت ہوگی ۔ سرحد کی دونوں جانب فوجیوں کے متحرک ہونے سے یہ خدشات بڑھ رہے تھے کہ کشمیر پر کشیدگی کے نتیجے میں پاکستان اور بھارت کے درمیان ایٹمی جنگ چھڑ سکتی ہے ۔امریکہ نے پاکستانیوں کو جنگ میں جانے سے روکنے کے لئے خصوصی ایلچی رابرٹ گیٹس کو خطے میں بھیجا تھا ۔تاہم وہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ سے ملاقات نہ کر سکے جو خلیجی ریاستوں کے دورے کیلیئے آئے ہوئے تھے ۔تاہم انہوں نے صدر غلام اسحٰق خان سے ملاقات کی اور نہیں بتایا کہ امریکہ ایسی کسی بھی پاکستانی فوجی کاروائی کی حمایت نہیں کرے گا۔اس نے پاکستان کو دشمنی سے پیچھے ہٹنے اور اپنی سرزمین میں کشمیریوں کے تربیتی کیمپوں کو ختم کرنے پر آمادہ کیا۔محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے وزیر اعظم بننے کے بعد صدر غلام اسحٰق خان اور فوج محترمہ بینظیر بھٹو کو پاکستان کے جوہری پروگرام کے بارے میں بتانے سے گریزاں تھے ۔ پاکستان کے ایٹمی و جوہری پروگرام کے متعلق مزید جاننے کیلیئے صدر غلام اسحٰق خان اور فوجی درجہ بندی کو نظر انداز کرتے ہوئے آپ نے اہم سائنسدانوں سے رابطہ کیا جیسا کہ اے کیو خان ودیگر سے رابطہ کیا گیا اور ایٹمی پروگرام کو وسعت دینے اور جاری رکھنے پر اعتماد میں لیا ۔ ریاست ہائے متحدہ کے اپنے سفر پر آپ نے کانگریس کو بتایا کہ ہمارے پاس جوہری ہتھیار نہیں ہیں ، نہ ہم بنا رہے ہیں اور نہ ہی بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔ واشنگٹن ڈی سی میں آپ نے نے سی آئی اے کے ڈائریکٹر ولیم ویبسٹر سے ملاقات کی جس پر انہوں



وزیراعظم پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اور رجیو گاندھی کی جانب سے دونوں ممالک پر ایٹمی حملے نہ کرنے کے معاہدے پر دستخط کرنے کے بعد رہنماؤں کی جانب سے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے



1989 وزیراعظم پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ صدر بش، محترمہ باربرا بش اور آصف علی زرداری صاحب ایک ساتھ

نے پاکستان کے جوہری ہتھیاروں پر مذاق اڑایا اور اپنی رائے کا اظہار کیا کہ اس منصوبے پر تحقیق کریں جو ضیاء کی حکومت کے آخری سالوں میں عروج پر پہنچ گیا تھا۔ ولیم کے انکشافات کو محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے صدمے کے طور پر لیا جو اس بات سے ناواقف تھے کہ پاکستان جوہری پروگرام کے حوالے سے کتنی ترقی کر چکا ہے۔ امریکہ پاکستان کو ایٹم بم اور جوہری ہتھیار بنانے سے روکنا چاہتا تھا اور صدر جارج بش نے پاکستان کو خبردار کیا کہ جب تک پاکستان ایٹم بم بنانے سے باز نہیں آتا اس وقت تک پاکستان کی امریکی فوجی امداد بند کر دی جائے گی۔ (یہ وہ وقت تھا جب پاکستان ایٹم بم بنانے کے آخری مرحلے میں داخل ہو چکا تھا)۔ 1989 میں محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے جوہری ہتھیاروں کے سرٹیفیکیٹسوں کی اجازت دے دی۔ حالانکہ اس سے فوجی حکام مطمئن نہیں تھے اور انہیں اعتماد میں نہیں لیا گیا تھا۔ 1990 میں وزارت عظمیٰ چھوڑنے سے کچھ وقت پہلے امریکی سفیر رابرٹ اوکلے نے آپ کو بتایا کہ امریکی سیٹلائٹ سے حاصل کردہ معلومات سے پتہ چلتا ہے کہ کہوٹہ افزودگی پلانٹ میں ہتھیاروں کیلئے یورنیم کی پیداوار نہ کرنے کے عزم کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔



الطاف حسین کی جانب سے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اور آصف علی زرداری صاحب کا 90 آمد پر استقبال کیا جا رہا ہے

بینظیر بھٹو صاحبہ کی حکومت کی برطرفی

ISI نے آپریشن مڈ نائٹ جیکال کا انعقاد کیا جس کے ذریعے انہوں نے قومی اسمبلی کے اراکین کو پاکستان پیپلز پارٹی کے خلاف ووٹ دینے کیلئے اکسایا اور رشوت اور دھمکیاں دیں کہ آپ بینظیر بھٹو کی حکومت کے خلاف ووٹ دیں اس آپریشن کے انکشاف کے بعد قومی سیاست، حکومت اور فوج میں صدر غلام اسحٰق کے اثر ورسوخ میں کمی واقع ہوئی اور اس عمل کو حکومت کے خلاف سازش کئے جانے پر نفرت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا۔ 1980 کی دہائی میں صوبہ سندھ میں نسلی تشدد اور دنگے شروع ہو گئے جس میں ہلاک ہونے والوں میں زیادہ تعداد اردو بولنے والے مہاجروں کی تھی۔ 1989 کے آخر میں ایم کیو ایم کہ جو مہاجر قوم کے مفادات کی نمائندہ جماعت تھی نے مخلوط حکومت چھوڑ دی اور پھر ایم کیو ایم نے محترمہ بینظیر بھٹو کی حکومت کے خلاف احتجاج اور عام ہڑتال کیلئے دیگر حکومت مخالفین کے ساتھ ہاتھ ملا لیا اور حکومت مخالف تحریک شروع کر دی گئی۔ جس پر مئی 1990 میں محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے کراچی اور حیدر آباد میں امن کی بحالی کیلئے فوج کو احکامات دیئے۔ قومی اسمبلی میں کم اکثریت کی وجہ سے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ

بہت سی اسلامی اصلاحات کو تبدیل کرنے سے قاصر رہیں جو کہ ضیاء الحق نے متعارف کروائی تھیں ۔محترمہ بینظیر بھٹو نے حدود آرڈیننس کو منسوخ نہیں کیا جو کہ 2006 تک قانون میں موجود تھا۔قانونی اِسقاط حمل کے خلاف آپ کی مخالفت نے بہت سے پاکستانیوں کو حقوق نسواں کے حوالے سے مایوس کیا۔اپنی پہلی مدت کے دوران محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو غیر فیصلہ کن اور کنٹرول برقرار نہ رکھنے کی وجہ سے تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔مخالفین کو اس بات پر غصہ تھا کہ ان کے شوہر جناب آصف علی زرداری صاحب کو حکومت کا رکن نہ ہونے کے باوجود اجلاسوں میں شرکت کی اجازت دی گئی ۔آصف علی زرداری پر کک بیکس وصول کرنے کے ساتھ ساتھ مخالفین کی جانب سے مسٹر ٹین پرسنٹ کے القابات دیئے گئے جن میں کسی قسم کی کوئی صداقت نہیں تھی ایسے الزامات صرف اور صرف محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی حکومت کو کمزور کرنے اور آصف علی زرداری صاحب کی عزت اچھالنے کے علاوہ کچھ نہیں تھے۔جس میں آگے چل کر مخالفین کو منہ کی کھانی پڑی ۔ ISI سے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے دور اقتدار میں انکے شوہر اور ان کے خلاف بڑے پیمانے پر جاسوسی کی تا کہ انکے خلاف الزامات لگا کر انہیں گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا جا سکے ۔صدر غلام اسحٰق خان نے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے شوہر جناب آصف علی زرداری صاحب کے خلاف بدعنوانی کا مقدمہ دائر کرنے کیلئے مدعیان کو نجی طور پر ادائیگیاں بھی کیں اور ان پر بدعنوانی کے جھوٹے ثبوت بنا کر ان کے خلاف گھیرا تنگ کر دیا گیا ۔اسی عرصہ میں محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ



وزیراعظم پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اور آصف علی زرداری صاحب تبادلہ خیال کرتے ہوئے ایک یادگار تصویر

نے اپنی بیٹی بختاور کو جنم دیا۔ایک منظّم سازش کے تحت تیار کی گئی کرپشن کی کہانیوں کو پبلک سیکٹر کی صنعتوں میں منظر عام پر لایا گیا جس نے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی ساکھ کو مجروح و متاثر کیا ، بے روزگاروں اور مزدوروں کی جانب سے ہڑتالیں ہونے لگیں جس کی وجہ سے ملک کا معاشی پہیہ رک گیا اور نظامِ زندگی مفلوج ہو کر رہ گیا ۔محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ صدر پاکستان غلام اسحٰق کے ساتھ سرد جنگ کی وجہ سے ایسے مسائل کو حل کرنے میں ناکام رہیں ۔اور پھر وہی ہوا جس کا ڈر تھا موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایجنسیوں کے حامی غلام اسحٰق خان نے اگست 1990 میں آئین کی آٹھویں ترمیم کے تحت ملک کی منتخب لاکھوں دلوں کی دھڑکن محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی حکومت کو برطرف کر دیا۔غلام اسحٰق خان نے دعویٰ کیا کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی حکومت کو بدعنوانی اور امن وامان کو برقرار رکھنے میں ناکامی کی بنیاد پر برطرف

کر کے وزارت عظمیٰ کے منصب سے ہٹا دیا گیا ہے ۔ 6 اگست 1990 پاکستان ٹیلی ویژن نے یہ خبر بریک کی تھی کہ اقتدار میں صرف 20 ماہ بعد ہی بینظیر بھٹو اور کی حکومت کو صدر غلام اسحٰق خان نے برطرف کردیا ہے اور آرٹیکل (B) 2-58 لاگو کردیا گیا ہے اور قومی اسمبلی کے ساتھ ساتھ سندھ ، NWFP موجودہ خیبر پختونخواہ کی اسمبلیاں بھی تحلیل ہوگئی ہیں ۔ ہنگامی حالات کا اعلان کردیا گیا ہے ۔جس کے بعد رئیس غلام مصطفیٰ جتوئی کہ جو پاکستان پیپلز پارٹی کے سابق رہنماء تھے اور اس وقت نیشنل پیپلز پارٹی این پی پی کے سربراہ تھے ۔نگراں وزیراعظم کے طور پر حلف اٹھایا اس موقع پر نئی کابینہ کہ چار ارکان نے بھی حلف اٹھایا جن میں ملک غلام مصطفیٰ کھر ، الٰہی بخش سومرو ، رفیع آغا اور سینٹر سرتاج عزیز شامل تھے ۔ بعد ازاں تمام صوبائی اسمبلیوں کی برطرفی کا نوٹیفکیشن جاری کردیا گیا اور قومی اور صوبائی اسمبلیوں کیلئے بالترتیب 24 اور 27 اکتوبر کو انتخابات ہونا تھے ۔غلام مصطفیٰ جتوئی سے وزارت عظمیٰ کا حلف لینے کے بعد صدر پاکستان غلام اسحٰق خان نے میڈیا سے بات کی اور اس پس منظر اور وجوہات کی وضاحت کی جس کی وجہ سے پاکستان کی اب تک کی کم عمر ترین وزیراعظم کی قیادت میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کو برطرف کردیا گیا ۔انہوں نے دعویٰ کیا کہ قومی اسمبلی پاکستانی عوام کا اعتماد کھوچکی ہے ۔حکومت اندرونی اختلافات اور سیاسی فائدے اور ذاتی مفادات کو آگے بڑھانے ، بدعنوانی کے طریقوں اور لالچ کے لئے ہارس ٹریڈنگ کی وجہ سے ٹوٹ چکی ہے ۔صدر نے مزید الزام لگایا کہ وفاقی حکومت میں بدعنوانی اور اقربا پروری عروج پر ہے اور عوام کی وسیع مذمت کے باوجود اس میں کمی کا کوئی نشان نہیں دکھایا گیا ۔صدر پاکستان نے بینظیر بھٹو صاحبہ کی حکومت کی جانب سے صوبہ سندھ میں جاری اندرونی خلفشار کو روکنے اور اسے بچانے میں ناکامی کا ذمہ دار ٹھرایا ۔ اگر چہ اس صبح ہونے والی پیش رفت پر پاکستان پیپلز پارٹی کی صف اول کی قیادت حیران تھی لیکن محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ تیار نظر آئیں ۔ یہ تقریباً ایسا ہی تھا جیسے وہ جانتی تھیں کہ کیا ہونے والا ہے آرٹیکل (B) 2-58 کو جنرل ضیاء الحق نے وزیراعظم محمد خان جونیجو سے نجات دلانے کیلئے استعمال کیا تھا اور تاریخ محض مذاق کے طور پر اپنے آپ کو دہرا رہی تھی ۔ اپنی برطرفی کو (آئینی بغاوت) قرار دیتے ہوئے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے یہ دعویٰ کیا کہ صدر پاکستان غلام اسحٰق خان کو یہ کرنے پر مجبور کیا گیا ۔ تاہم



محترم حاکم علی زرداری صاحب، وزیراعظم پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو اور محترمہ فریال ٹالپر صاحبہ تبادلہ خیال کرتے ہوئے



وزیر اعظم پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ برطرفی کے بعد کراچی ائیر پورٹ پر میڈیا سے بات چیت کرتے ہوئے جبکہ پر منور سہروردی بھی محترمہ کے ساتھ کھڑے ہیں

محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے اس اعتماد کا اظہار کیا کہ انہیں اب بھی عوامی حمایت حاصل ہے اور وہ انتخابات جیتنے کے بعد دوبارہ اقتدار میں واپس آئیں گی۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی برطرفی کو آزاد تجزیہ نگاروں نے ان کانٹے دار معاملات کے منطقی انجام کے طور پر دیکھا جو صدر اور وزیر اعظم کے درمیان طاقت کے عدم توازن کی وجہ سے پیدا ہوئے تھے۔ جنرل ضیاء الحق کی آئینی پابندیوں نے منتخب وزیر اعظم کو بے اختیار کر دیا تھا۔ اگر چہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے حکومت کی سربراہی کی لیکن ان کے پاس خارجہ امور، خزانہ اور دفاع کی وزارتوں کا کوئی اختیار نہیں تھا۔ آپ کی کامیاب خارجہ پالیسی کی وجہ سے دسمبر 1988 میں ہندوستانی وزیر اعظم راجیو گاندھی سارک سربراہ کے اجلاس کیلئے اسلام آباد پہنچے، محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ جون 1989 میں جب ریاست ہائے متحدہ کے دورے پر گئیں اور ریاست ہائے متحدہ میں آپ نے خود کو مذہبی بنیاد پرستی کے قوی دشمن کے طور پر پیش کیا



آصف علی زرداری صاحب اور محترمہ بینظیر بھٹو کا شاندار استقبال کیا جارہا ہے

اور مذہبی بنیاد پرستی کے خاتمہ کی خواہش کا اظہار کیا۔ امریکہ میں اقتصادی اور فوجی مدد حاصل کرنے کی کوشش میں آپ نے یہ بھی تصدیق کی کہ پاکستان کے پاس کوئی جوہری آلات نہیں ہیں۔ صدر غلام اسحٰق خان کے ساتھ سرد تعلقات کی وجہ سے آپکو بہت سی چیزوں میں مدد نہیں ملی اور سادہ قانون سازی بھی اکثریت کی کمی کے باعث ناممکن ہوگئی۔ اپنی پوزیشن پر زور دینے کے لئے آپ کے اقدامات کی صدر نے ہمیشہ نفی کی۔ جب بھی محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ غلام اسحٰق خان سے رابطہ کرتیں تو صدر محض یہ جواب دیتے کہ اگر محترمہ چاہیں تو پارلیمنٹ میں جاسکتی ہیں۔ حزب اختلاف کے ساتھ بھی محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے تعلقات کشیدہ رہے کیونکہ نواز شریف نے قومی سلامتی و تشویش کے حامل متعدد معاملات پر وزیر اعظم پاکستان کے ساتھ ہاتھ ملانے سے انکار کر دیا تھا۔ چند حلقوں نے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی اپنے سسر جناب حاکم علی زرداری صاحب اور شوہر جناب آصف علی زرداری صاحب کے ساتھ تعلقات کو بھی ان کے زوال کی وجہ قرار دیا۔ انہوں نے یہ الزام لگایا کہ زرداریوں نے اختیارات میں اپنے عہدے کا غلط استعمال کرتے ہوئے زمینوں کے لین دین میں دولت



1991 محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اپنی دختر بختاور بھٹو صاحبہ سے پیار کرتے ہوئے

حاصل کی ہے تاہم یہ الزامات محض الزامات ہی رہ گئے کیونکہ جو قوتیں انہیں وزارات اعظمیٰ کی کرسی سے ہٹانا چاہتی تھیں دراصل انہوں نے ایسے من گھڑت بے بنیاد الزامات لگوائے اور زرداری خاندان کی محض اس لیئے کردارکشی کی گئی تاکہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ گھریلو اعتبار سے تنہا ہوجائیں لیکن ایسی قوتیں شاید یہ نہیں جانتی تھیں کہ بلوچ قوم جب کسی کا ساتھ دینے کا وعدہ کرلے تو وہ اپنی گردنیں کٹوا سکتی ہے لیکن بیوفائی انکے خون میں شامل نہیں، حاکم علی زرداری صاحب ایک منجھے ہوئے زیرک سیاست دان اور فہم وفراست رکھنے والی شخصیت تھے۔اس لیئے انہوں نے کبھی بھی محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو تنہا نہیں چھوڑا اور اپنے فرزند کو بھی ہمیشہ یہی تاکید کی کہ چاہئے کیسے بھی حالات ہوں بینظیر بھٹو کا ساتھ کبھی نہ چھوڑیں، آصف علی زرداری صاحب نے ہمیشہ اور ہر قدم پر محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کا ساتھ دیا۔انہوں نے بے بنیاد الزامات کی پاداش میں جیلوں کی صعوبتیں تو برداشت کیں لیکن محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑا۔محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ پر دوسرا الزام یہ عائد کیا گیا کہ پی پی پی کے منشور میں بے روزگاروں کو نوکریوں کا وعدہ کیا گیا تھا لیکن ان میں سے زیادہ تر نوکریاں پاکستان پیپلز پارٹی کے حامیوں کے ہاتھ میں چلی گئیں۔



وزیر داخلہ چوہدری اعتزاز احسن اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جبکہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ تشریف فرماہیں

بینظیر بھٹو صاحبہ نے اس کی دلیل دیتے ہوئے کہا کہ پارٹی کے حامیوں نے ضیاء دور میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور اُنہیں جمہوریت کے لئے سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، وہ بھی پاکستان کے شہری ہیں لہذا نوکریوں پر انکا بھی اتنا ہی حق ہے کہ جتنا کسی اور کا۔سندھ کے حالات پاکستان پیپلز پارٹی کیلیئے انتہائی مشکل (ترنوالہ) ثابت ہوئے، نسلی تصادم کے شعلے کراچی سے حیدرآباد تک پھیل چکے تھے۔اور تشدد کے تھمنے کے آثار نظر نہیں آرہے تھے۔مئی 1990 میں صورتحال پر غور کرنے کیلیئے فارمیشن کمانڈرز کا اجلاس طلب کیا گیا جسکا انعقاد راولپنڈی میں ہونا تھا لیکن بینظیر بھٹو صاحبہ نے اس اجلاس کو وزارت خارجہ کے دفتر میں منتقل کردیا، یہاں پر چوہدری اعتزاز احسن جو اس وقت وزیر داخلہ تھے نے شرکاء کو کراچی اور حیدرآباد کی غیر یقینی صورتحال سے آگاہ کیا، آرمی چیف کو یہ بریفنگ پسند نہیں آئی اس ماہ

کے آخر میں حیدرآباد میں فوج کے یونٹوں کو زبردستی کارروائی پر مجبور کیا گیا۔ جس کے لئے وفاقی حکومت نے دعویٰ کیا کہ اس کی پیشگی منظوری نہیں لی گئی ۔ 21 جولائی 1990 کو کور کمانڈز نے اس بار راولپنڈی میں دوبارہ ملاقات کی اور دیگر خدشات کے علاوہ سندھ میں امن وامان کی صورتحال پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ اس ملاقات میں بینظیر صاحبہ کے مشیر برائے امور خارجہ اقبال آخوند نے حالات کو بہتر بنانے کی بھرپور کوشش کی ، بعد میں معلوم ہوا کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی حکومت کو برطرف کرنے کا فیصلہ اسی اجلاس میں کیا گیا تھا۔ بہت سے مبصرین کے نزدیک بینظیر بھٹو صاحبہ کیلئے اصل رکاوٹ باہر سے نہیں بلکہ اندر سے تھی مبصرین کے مطابق ان سے لیکر انکے ساتھیوں تک کوئی بھی اپنے دوراقتدار میں ہونے والی غلطیوں کو سننے یا تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تھا، تاہم اس میں کسی قسم کی کوئی صداقت نہیں تھی ۔ بینظیر بھٹو صاحبہ کی حکومت برطرفی کے بعد انکے سیاسی مخالفین کو عبوری حکومت میں شامل کیا گیا۔ نگران حکومت 6 اگست 1990 سے 6 نومبر 1990 تک رہی ۔ یہ پاکستان کی پہلی نگراں حکومت تھی ۔ غلام مصطفیٰ جتوئی صاحب نے پاکستان کے پہلے نگران وزیراعظم کے طور پر کام کیا جتوئی حکومت کا تقرر صدر پاکستان غلام اسحٰق خان نے کیا تھا دیگر نگراں وزراء کا انتخاب بھی پی پی پی کی مخالفت کی بنیاد پر کیا گیا تھا۔ جناب غلام مصطفیٰ جتوئی صاحب کی نگران حکومت میں غلام مصطفیٰ کھر ، جناب الٰہی بخش سومرو، جناب رفیع رضا صاحب ، جناب سرتاج عزیز صاحب ، جناب میر ہزار خان بجارانی صاحب ، جناب میاں زاہد سرفراز صاحب ، لیفٹیننٹ ریٹائرڈ جناب عبدالمجید ملک صاحب ، ملک محمد نعیم صاحب ، روئیداد خان صاحب کو وفاقی وزیر بنا گیا جبکہ اس کے علاوہ جناب کمال اظہر صاحب اور سید جلال حیدر صاحب کو وزیراعظم صاحب کا ایڈوائیزر تعینات کیا گیا۔ واضح رہے کہ جناب غلام مصطفیٰ جتوئی صاحب خود پاکستان پیپلز پارٹی کے سابق رکن تھے جنہوں نے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے ساتھ اختلافات کے بعد نیشنل پیپلز پارٹی (NPP) بنائی تھی ۔ نگران حکومت صوبوں میں بھی پاکستان پیپلز پارٹی مخالف وزراء پر مشتمل تھی ۔ نواز شریف کے اتحادی غلام حیدر وائیں پنجاب کے نگراں وزیراعلیٰ تھے جب کہ سندھ میں جام صادق علی نے پیپلز پارٹی کی مخالفت کی بعدازاں جام صادق علی انتخابات کے بعد وزیراعلیٰ کے عہدے پر فائز ہوئے۔



محترمہ بینظیر بھٹو صاحب اپنی والدہ بیگم نصرت بھٹو اور اپنے بچوں آصفہ بھٹو، بلاول بھٹو اور بختاور بھٹو کے ساتھ ایک یادگار تصویر

محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ ۔ لیڈر آف اپوزیشن

پہلی مدت 1990 سے 1993


دختر مشرق محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ

صدر پاکستان غلام اسحٰق خان نے نئے انتخابات کا اعلان کیا۔ تاہم اس دوران محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اوران کے شوہر جناب آصف علی زرداری صاحب کو ملک چھوڑنے سے منع کر دیا گیا حالانکہ انہوں نے لندن کے جنوبی کینسگٹن علاقے کوئینز گیٹ میں ایک اپارٹمنٹ خریدا تھا۔ اکتوبر میں آصف علی زرداری صاحب کو گرفتار کرلیا گیا، ان پر الزام عائد کیا گیا کہ زرداری صاحب نے ایک تاجر کی ٹانگ میں ریموٹ کنٹرول بم نصب کیا اور بینک میں بھیج کر پیسے نکالنے پر مجبور کیا تھا اس ناکردہ جرم کی پاداش میں جناب آصف علی زرداری صاحب کو سزا سنادی گئی اور آصف علی زرداری صاحب تین سال تک جیل میں قید رہے۔ 1990 کے عام انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی نے 217 میں سے صرف 45 نشستیں حاصل کیں۔ نواز شریف کی قیادت میں آئی جے آئی نے پارلیمنٹ میں اکثریت حاصل کی اورنواز شریف وزیر اعظم پاکستان بن گئے۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ پہلی بار قائد حزب اختلاف بنیں اور لیڈر آف اپوزیشن کا رول ادا کرتے ہوئے ملک مخالف ہر پالیسی کے خلاف اپنی آواز


محترمہ بینظیر بھٹو 23 اپریل 1991 میں نئی دھلی میں راجیو گاندھی کی آخری رسومات میں شریک ہیں اس موقع پر راجیو گاندھی کی بیٹی پریانکا گاندھی اور راہول گاندھی بھی انکے ساتھ کھڑے ہیں

بلند کی، پاکستان میں غربت، بے روزگاری اور صحت کی کمی کے مسائل سے نمٹنے میں نواز شریف کی حکومت کی ناکامیوں کو اجاگر کیا اور ایوان سمیت عوامی مقامات پر آواز بلند کرتی رہیں۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے نواز شریف پر جہادی عسکریت پسند گروپ القاعدہ کی پشت پناہی کا الزام لگایا جس سے اسامہ بن لادن نے قائم کیا تھا، مئی 1991 میں راجیو گاندھی کے قتل کے بعد محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے ان کی آخری رسومات میں شرکت کیلئے ہندوستان کا دورہ کیا۔ جیسے جیسے نواز شریف کی حکومت کے خلاف عدم اعتماد بڑھتا گیا ویسے ہی پاکستان پیپلز پارٹی نے دورحکومت میں اپنی کھوئی ہوئی حمایت کو دوبارہ بحال کرنا

شروع کر دیا۔ حکومت مخالف عوامی اجتماعات کی سربراہی کرتے ہوئے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے نومبر 1992 میں IJI کے پلیٹ فارم سے حکومت کے خلاف احتجاج کا دائرہ مزید وسیع کیا اور پھر محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی سربراہی میں نواز شریف حکومت کے خلاف راولپنڈی سے اسلام آباد تک ملین مارچ کیا گیا، جس کے جواب میں نواز شریف کی جانب سے عوام کو حکومت کے خلاف بغاوت پر اکسانے کے الزام میں محترمہ بینظیر بھٹو کو گھر میں نظر بند رکھنے کا حکم دے دیا گیا۔ 1993 کے آخر میں نواز شریف کی جانب سے صدر غلام اسحٰق کے اختیارات کو کم کرنے کی کوششیں شروع کر دی گئیں اور نواز شریف اور غلام اسحٰق کے درمیان تعلقات خراب ہو گئے جس کے نتیجہ میں نواز شریف پر مسلح افواج کی جانب سے استعفیٰ دینے کا دباؤ بڑھنا شروع ہو گیا۔ نواز شریف اور صدر غلام اسحٰق کے درمیان بڑھتی ہوئی کشیدگی کے بعد صدر پاکستان غلام اسحٰق خان کی جانب سے اپریل 1993 میں آٹھویں ترمیم کا استعمال کرتے ہوئے بد عنوانی اور بدانتظامی کے الزامات کے تحت نواز شریف کو عہدے سے برطرف کر دیا گیا۔ جس کے بعد عدلیہ کی جانب سے کہا گیا کہ نواز شریف بے گناہ ہیں اور پھر ایک معاہدہ طئے پایا جس کے تحت نواز شریف اور غلام اسحٰق خان دونوں نے عہدہ چھوڑ دیا اور یوں فوج کی جانب سے ایک عبوری حکومت تشکیل دی گئی

عبوری حکومت 1993

18 جولائی 1993 سے 14 نومبر 1993 تک رہنے والی عبوری حکومت میں جناب وسیم سجاد صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان جبکہ معین الدین احمد قریشی صاحب وزیر اعظم پاکستان بنائے گئے۔ عبوری صدر جناب وسیم سجاد صاحب 30 مارچ 1931 میں پیدا ہوئے، آپ پیشہ کے اعتبار سے ایک وکیل اور قدامت پسند سیاست دان تھے آپ نے 1988 اور 1999 کے درمیان مسلسل دو بار پاکستان کے قائم مقام صدر اور چیئر مین سینٹ کے طور پر خدمات سرانجام دیں۔ وسیم سجاد 1985 میں مسلم لیگ کے رکن کے طور پر سینٹ کیلئے منتخب ہوئے اور ستمبر 1986 سے دسمبر 1988 تک وزیر قانون کے طور پر خدمات انجام دیں، دسمبر 1988 میں آپ چیئر مین سینٹ منتخب ہوئے اور 1997 تک رہے۔ اس دوران آپ عام انتخابات کے درمیان دو بار پاکستان کے قائم مقام صدر بنے 1999 میں وسیم سجاد نے ایک منحرف گروپ میں شمولیت اختیار کی جس نے جنرل مشرف کی بغاوت کی حمایت کی اور 2003 میں سینٹ آف پاکستان میں قائد ایوان بن گئے، جنرل پرویز مشرف کی جانب سے بغاوت کے نفاذ کے بعد وسیم سجاد نے مسلم لیگ (ق) میں شمولیت اختیار کر لی اور دو بار سینٹر بن گئے۔ 2002 میں وسیم سجاد پر

کروڑوں روپے کی سرکاری گاڑیوں اور فونز کے غلط استعمال کا الزام تھا انہیں جرمانہ ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔عبوری وزیراعظم پاکستان جناب معین الدین قریشی صاحب 26 جون 1930 میں پیدا ہوئے آپ ایک پاکستانی امریکی ماہر معاشیات اور سرکاری ملازم تھے جنہوں نے جولائی سے اکتوبر 1993 تک پاکستان کے نگراں وزیراعظم کے طور پر خدمات سرانجام دیں قریشی صاحب نے ورلڈ بینک کے سینئر نائب صدر کے طور پر بھی خدمات سرانجام دیں۔عبوری کابینہ میں سید بابر علی وفاقی وزیر خزانہ واقصادی امور،عبدالستار وفاقی وزیر امورِ خارجہ، لیفٹیننٹ جنرل (ر) محمد شفیق وفاقی وزیر تعلیم، احمد فاروق وفاقی وزیر ریلوے، فتح خان بندیال وزیر داخلہ، نثار میمن وزیر اطلاعات، ریٹائرڈ جسٹس عبدالشکور آرائیں، لیفٹیننٹ جنرل رحیم الدین بھٹی اور علی خان جونیجو وفاقی وزراء عبوری حکومت میں شامل تھے۔اس طرح فوج کی جانب سے ایک عبوری حکومت تشکیل دیئے جانے کے بعد اکتوبر 1993 کیلئے عام انتخابات کا اعلان کیا۔عبوری حکومت کے دوران انتخابی مہم میں محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے زراعت کیلئے قیمت اضافہ کا وعدہ کیا، حکومت اور کاروبار کے درمیان شراکت داری کا وعدہ کیا اور خواتین کے ووٹ کیلئے بھرپور مہم چلائی، 3 فروری 1993 میں محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے اپنی بیٹی کو جنم دیا۔اسی سال آپ نے خود کو تاحیات چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی بھی قرار دیا۔ 1993 کے عام انتخابات کے لیئے اپنی مہم کے دوران سلفی جہادی رمزی یوسف نے آپ کو دوبار قتل کرنے کی ناکام کوشش کی واضح رہے کہ رمزی یوسف نے 2001 میں امریکہ میں ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر ہونے والے بم دھماکے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔

محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی یادگار تصاویر







بینظیر بھٹو صاحبہ

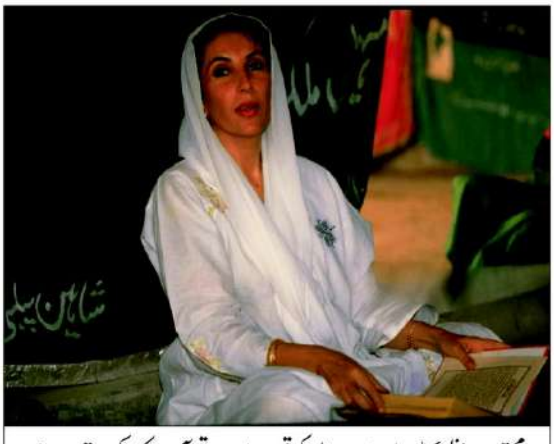
دوسری بار وزیراعظم پاکستان 1993-1996

اکتوبر 1993 کے عام انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی نے سب سے زیادہ نشستیں حاصل کیں ۔ پاکستان پیپلز پارٹی 86 نشستیں حاصل کر پائی تاہم واضح اکثریت حاصل نہیں کرسکیں ۔نواز شریف کی نئ جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) 73 نشستوں کے ساتھ دوسرے نمبر پر رہی ۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے صوبہ سندھ اور دیہی پنجاب میں بہت اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا جبکہ مسلم لیگ (ن) اپنے اتحادیوں کے ساتھ صنعتی پنجاب ، کراچی ، لاہور اور راولپنڈی جیسے بڑے شہروں میں سب سے زیادہ مضبوط تھی ۔ بینظیر بھٹو صاحبہ ایک بار پھر وزیراعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان بن گئیں لیکن اس بار ان کا پارلیمانی مینڈٹ 1988 کے مقابلے میں کمزور تھا آپ نے 19 اکتوبر 1993 کو باضابطہ طور پر حلف اٹھایا۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی چئیر پرسن محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ قومی اسمبلی میں 121 ممبر کی حمایت سے وزیراعظم منتخب ہوگئیں جبکہ ان کے مد مقابل مسلم لیگ (ن) کے صدر نواز شریف نے محض 72 ووٹ حاصل کر سکے ۔ جس وقت قومی اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا تو قومی اسمبلی کے اسپیکر یوسف رضا گیلانی نے پروسیجر اینڈ کنڈکٹ رولز 19 کے تحت دونوں پارٹی امیدواروں کے نام کا اعلان کیا اور طریقہ کار کے مطابق ہر ممبر کو ایک نمبر الاٹ کیا گیا جس کے مطابق امیدوار قومی اسمبلی کو اپنے پسندیدہ امیدوار کو ووٹ دینا تھا جب دونوں جانب سے ممبرز نے اپنا حق رائے دہی استعمال کرلیا تو دو منٹ کی خاموشی کے بعد اسپیکر قومی اسمبلی یوسف رضا گیلانی کی جانب سے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو وزیراعظم کی نشت جبکہ محمد نواز شریف کو لیڈر آف اپوزیشن کی نشت الاٹ کی گئی ۔چئیر مین پاکستان پیپلز پارٹی محترمہ بینظیر بھٹو نے ایوان صدر میں منعقد ایک پروقار تقریب میں وزارت اعظمیٰ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا حلف اٹھایا۔صدر وسیم سجاد نے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ سے وزارت اعظمیٰ کا حلف لیا۔اس تقریب میں نگران وزیراعظم معین قریشی ،نگران کابینہ کے ممبرز ، چیف آف آرمی اسٹاف جنرل عبدالوحید، چیف آف نیول اسٹاف ، چیف آف ائیر اسٹاف ، چیف جسٹس آف سپریم کورٹ جناب نسیم حسن شاہ صاحب کے علاوہ معزز مہمانوں کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی ،تقریب میں مسلم لیگ کے گوہر ایوب ، سرتاج عزیز اور حاجی نواز کھوکھر بھی موجود تھے ۔اس سے قبل 13 نومبر کو ہونے والے



وسیم سجاد وزیراعظم پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ سے حلف لے رہے ہیں

ملک کے اعلیٰ ترین عہدے کیلئے ہونے والے انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی اور جونیجو لیگ کے مشترکہ امیدوار سردار فاروق لغاری نے مشترکہ طور پر 274 ووٹ حاصل کر کے نواز لیگ کے امیدوار وسیم سجاد کو شکست دی اور آنے والے پانچ سال کیلئے نئے صدر منتخب ہوگئے ۔ فاروق احمد لغاری نے مشترکہ پارلیمنٹ سے 170، صوبہ سندھ سے 39، پنجاب سے 24، سرحد سے 20 اور بلوچستان سے 21 ووٹ حاصل کیئے جبکہ انکے مخالف امیدوار وسیم سجاد محض 168 ووٹ حاصل کر سکے ۔ اس موقع پر محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے صدر فاروق لغاری اور وسیم سجاد کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ امید ہے فاروق لغاری ملک کیلئے بہترین صدر ثابت ہونگے وہ ایک ایماندار اور باوقار شخص ہیں جو پارلیمنٹ کی بالادستی پر یقین رکھتے ہیں اور اس کیلئے جدوجہد میں عملی طور پر شریک رہے ہیں ۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے کہا کہ میں لغاری کے انتخاب پر قوم اور ملک کے استحقام کیلئے پر امید ہوں ۔ وسیم سجاد کی تعریف کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ وسیم سجاد نے ایک اچھا مقابلہ کیا وہ ایک انتہائی قابل وکیل کے طور پر پہچانے جاتے ہیں نہ صرف یہ بلکہ انہوں نے سینٹ کے چیئرمین، قائم مقام صدر اور قانون کے وزیر کی طور پر ملک کی خدمت کی ہے ۔ جس کے بعد وزیر اعظم پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے اسلام آباد میں این پی پی کے چیئرمین غلام مصطفیٰ جتوئی صاحب سے انکے گھر جا کر ملاقات کی اس موقع پر نوبزادہ نصراللہ، نواب اکبر بگٹی، بلخ شیر مزاری اور فاروق لغاری بھی موجود تھے ۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے غلام مصطفیٰ جتوئی کو جمہوریت کے فروغ کیلئے حکومت کی جانب سے ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا، غلام مصطفیٰ جتوئی نے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو اپنے بھرپور تعاون کی یقین دھانی کروائی ۔ 19 اکتوبر بروز منگل ایوان صدر میں محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی جانب سے بطور وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان کا حلف اٹھانے کے فوری بعد قائم مقام صدر وسیم سجاد نے 2 ممبرز پر مشتمل وفاقی کابینہ سے حلف لیا جس میں سردار فاروق احمد خان لغاری اور آفتاب شعبان میرانی شامل تھے ۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے پہلے مرحلے میں 10 سے 12 رکنی کابینہ منتخب کرنے کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ کابینہ میں تمام اتحادیوں اور پارٹیوں کو نمائندگی دی جائے گی ۔ اس کے بعد اطلاعات گردش کرتی رہیں کہ جونیجو لیگ اور پختونخواہ قومی پارٹی کے 2 ممبران سمیت سید نوید قمر، سید خورشید احمد شاہ، فیصل صالح حیات، غلاا کبر لاسی، غضنفر گل اور چوہدری



محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اپنے والد کی قبر پر تلاوت قرآن پاک کرتے ہوئے

مختار احمد وفاقی وزیر کا حلف اٹھائیں گے ۔ 21 اکتوبر 1993 بروز جمعرات محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی وفاقی کابینہ میں شامل ہونے کیلیئے 4 نئے وفاقی وزراء ایک وزیر مملکت اور ایک مشیر نے ایوان صدر میں حلف اٹھایا۔ نئے وزراء میں سے ایک کا تعلق جونیجو گروپ اور ایک کا تعلق پختونخواہ ملی عوامی پارٹی سے تھا ۔ جبکہ آزاد حیثیت سے کامیابی حاصل کرنے والے ایک ممبر کو بھی وفاقی وزیر بنایا گیا۔ برگیڈیر ریٹائرڈ ایم اصغر وزرات پیدوار، ڈاکٹر شیر افگن پارلیمانی معاملات، محمد اصغر خان وزرات صوبائی ہم آہنگی و ناردرن ایریاز، میجر جنرل ریٹائرڈ نصیر اللہ بابر صاحب وزیر داخلہ بنائے گئے اس کے علاو چوہدری احمد مختیار وزیر مملکت اور وی اے جعفری کو مشیر مقرر کیا گیا۔ دوسرے مرحلے میں 27 نومبر بروز منگل وفاقی کابینہ میں مزید دو وفاقی وزراء کا اضافہ کیا گیا۔اور یوں وفاقی وزراء کی تعدد 7 ہوگی جن نئے وزراء کا تقرر کیا گیا ان میں سردار آصف احمد علی کو وزیر خارجہ، سید اقبال حیدر کو وفاقی وزیر قانون بنایا گیا۔ 17 جنوری بروز ہفتہ کو وزیر قانون و پارلیمانی امور کی جانب سے اعلان کیا گیا کہ حاجی محمد یعقوب کو لوکل گورنمنٹ و رولر ڈیولپمنٹ، جناب خالد احمد کھرل کو وفاقی وزیر فنانس و اقتصادی معاملات، جناب علی اکبر وینس کو وفاقی وزیر محنت و افرادی قوت ۔مخدوم شاہ محمد قریشی کو وفاقی وزیر وزیر خوراک وزراعت، غلام فرید کاٹھیا کو وفاقی وزیر قانون و انصاف اور پارلیمانی امور، جناب خالد جاوید کھرکی صاحب کو وفاقی وزیر ریلوے ۔ ملک نیاز احمد جھکڑا کو وفاقی وزیر محکمہ ثقافت و سیاحت اور اسپورٹس، جناب پروفیسر این ڈی خان کو وفاقی وزیر برائے فارن افیئرز، نواب یوسف ٹالپر کو وفاقی وزیر انفارمیشن، میر الطاف بھیو کو وفاقی وزیر محکمہ ورکس ماحولیات وشہری امور، جناب سید خورشید احمد شاہ صاحب کو وفاقی وزیر محکمہ تعلیم، غلام اکبر لاسی صاحب کو محکمہ مواصلات، جناب جے سالک صاحب کو اقلیتی امور، جناب ارباب رحیم کو وزیر پانی وبجلی، جناب طالب حسین کو سائنس وٹیکنالوجی، ملک سید اللہ کو اسٹیٹ وفرنٹئیر ریجن کا وزیر بنایا گیا


وفاقی وزیر تعلیم سید خورشید احمد شاہ صاحب

۔اس موقع پر جناب سید خورشید احمد شاہ صاحب نے کہا کہ اب پاکستان پیپلز پارٹی کے خلاف کوئی بھی سازش کامیاب نہیں ہوگی ۔ انہوں نے کہا کہ وقت نے ثابت کیا ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے سواء کوئی بھی پارٹی ملکی امور چلانے کی صلاحیت نہیں رکھتی، پاکستان پیپلز پارٹی نہ صرف ملک کے اقتصادی وسماجی نظام کو بہتر بنا سکتی ہے بلکہ چاروں صوبوں کو مطمئن رکھ سکتی ہے انہوں نے کہا کہ پاکستان پیپلز پارٹی اپنے 5 سالہ دورِ اقتدار میں ملک کی ترقی کو اس سطح پر پہنچا دیگی جس کے بعد پاکستان باوقار انداز سے 21 ویں صدی میں داخل ہوجائے گا۔

فاروق لغاری صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان


وزیر اعظم محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ صدر فاروق لغاری کے ساتھ

فاروق لغاری 29 مئی 1940 میں پیدا ہوئے آپ نے 14 نومبر 1993 سے 2 دسمبر تک پاکستان کے آٹھویں صدر کے طور پر خدمات انجام دیں۔ انہوں نے تعلیم ایچی سن کالج، فارمن کرسچن کالج پاکستان اور سینٹ کیتھرین کالج برطانیہ میں آکسفورڈ سے حاصل کی برطانیہ سے واپسی پر آپ نے 1964 میں سول سروسز کا امتحان دیا اور سرکاری ملازم کے طور پر اپنے کیرئیر کا آغاز کیا۔ 1973 میں سیاست میں آنے سے قبل کمشنر سرگودھا ڈویژن رہے اور 1975 سے 1977 تک پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی) کے پلیٹ فارم پر پنجاب کی نمائندگی کرتے ہوئے سینٹر کے عہدے پر فائز رہے۔ قومی اسمبلی کے انتخابات میں کامیابی حاصل کرکے پاکستان پیپلز پارٹی کی جانب سے وزیر صنعت کے عہدے پر تعینات ہوئے۔ 1980 میں آپ نے صدر ضیاء الحق کی انتظامیہ کے خلاف مظاہروں کی قیادت کی اور 1988 میں ہونے والے عام انتخابات میں حصہ لیا۔ 1990 سے 1993 تک آپ نے بینظیر بھٹو صاحبہ کے نائب قائد حزب اختلاف کی حیثیت سے ذمہ داری نبھائی۔ فاروق لغاری کی ساکھ اور شہرت کی بنیاد پر وزیر اعظم پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو نے آپ کو 1993 میں صدر پاکستان منتخب کیا۔ 1995 میں پالیسی امور پر وزیر اعظم پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو کے ساتھ اختلافات سامنے آنا شروع ہوئے اور فاروق لغاری نے حیران کن طور پر 1996 میں اپنی قائد کی حکومت کو برطرف کردیا۔ تاہم بعد میں آپکا ٹکراؤ وزیر اعظم نواز شریف کے ساتھ بھی ہوگیا اور پھر جسٹس سجاد علی شاہ کی حمایت کے باعث 1997 میں مستعفی ہونے پر مجبور ہوگئے۔ 2002 میں قومی اتحاد پارٹی تشکیل دی جو 2004 میں مسلم لیگ (ق) میں ضم ہوگئی آپ 2008 کے انتخابات میں قومی اسمبلی میں واپس آئے، فاروق لغاری 20 اکتوبر 2010 میں راولپنڈی کے کمبائینڈ ملٹری ہسپتال میں دل کے عارضے کے باعث انتقال کرگئے۔ فاروق لغاری کے دور صدارت میں محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ، ملک معراج خالد صاحب اور نواز شریف وزیر اعظم پاکستان رہے۔ اس سے قبل جناب وسیم سجاد صاحب عبوری صدر پاکستان تھے جبکہ بعد میں وسیم سجاد صاحب ہی عبوری صدر پاکستان رہے۔ 19 اکتوبر 1993 سے 14 نومبر 1994 تک محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے دور اقتدار میں وزیر خارجہ کے عہدے پر فائز رہے اس سے قبل جناب عبدالستار صاحب عبوری وزیر خارجہ تھے۔ جس کے بعد آصف احمد علی صاحب

کو وزیر خارجہ بنایا گیا۔ 28 دسمبر 1988 سے 6 اگست 1990 تک بینظیر بھٹو صاحبہ کے پہلے دور اقتدار میں وفاقی وزیر پانی و بجلی رہے جبکہ اس سے قبل جناب وزیر احمد جوگیزئی اور بعد میں جناب صاحبزادہ محمد یوسف اس عہدے پر فائز رہے۔



محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے ساتھ یوسف رضا گیلانی کی ایک یادگار تصویر

سید یوسف رضا گیلانی ۔ اسپیکر

17 اکتوبر 1993 سے 16 فروری 1997

یوسف رضا گیلانی صاحب 9 جون 1952 میں پیدا ہوئے۔آپ نے 2008 سے 2012 تک پاکستان کے 16 ویں وزیر اعظم کے طور پر خدمات انجام دیں۔آپ اس وقت 9 اپریل 2024 سے چیئر مین سینٹ ہیں۔آپ 14 مارچ کو 204 ووٹ حاصل کر کے چیئر مین سینٹ منتخب ہوئے۔آپ نے 20 مئی 2024 سے 30 مئی 2024 تک پاکستان کے قائم مقام صدر کے طور پر خدمات انجام دیں یہ وہ دور تھا جب صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان جناب آصف علی زرداری صاحب بیرون ملک مقیم تھے۔آپ پاکستان پیپلز پارٹی کے ایک تجربہ کار سیاست دان ہیں اور اس وقت پارٹی کی سینٹرل ایگزیکٹیو کمیٹی کے وائس چیئر مین کے طور پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں ۔آپ 2021 میں سینٹر منتخب ہوئے آپ کی مدت اس وقت ختم ہوگئی جب آپ نے 22 مارچ 2024 میں ممبر قومی اسمبلی کی حیثیت سے حلف اٹھایا۔ ملتان میں پیدا ہونے والے یوسف رضا گیلانی صاحب نے گورنمنٹ کالج یونیورسٹی اور پنجاب یونیورسٹی لاہور سے سیاست ، صحافت کی تعلیم حاصل کی اور 1978 میں پاکستان مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی 1986 میں مسلم لیگ سے استعفٰی دے دیا اور پاکستان پیپلز پارٹی میں شامل ہوگئے ،آپ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی کابینہ میں 1989 سے 1990 وفاقی وزیر سیاحت ، 1990 سے 1993 میں لوکل گورنمنٹ اور دیہی ترقی کے وفاقی وزیر رہے جبکہ 1993 سے 1997 میں اسپیکر قومی اسمبلی منتخب ہوکر اپنی خدمات سرانجام دیں۔آپ کو 2001 میں فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف کی جانب سے بدعنوانی کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا اور آپ راولپنڈی کی اڈیالہ جیل میں تقریباً 6 سال تک قید رہے۔ 2008 کے عام انتخابات کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی کی سینٹرل ایگزیکٹیو کمیٹی میں اتفاق رائے سے آپ وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان منتخب ہوئے۔آپ 25 مارچ 2008 سے 19 جون 2012 تک 16 ویں وزیر اعظم پاکستان کے عہدے پر فائز رہے آپ کے دور حکومت میں پرویز مشرف ، میاں محمد سومرو (عبوری) ، جناب آصف علی زرداری صاحب

صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان تھے۔آپ سے قبل میاں محمد سومرو صاحب عبوری وزیراعظم تھے جبکہ آپ کے بعد جناب راجہ پرویز اشرف وزارت عظمٰی کے عہدے پر فائز رہے۔9اپریل 2024 سے آپ پاکستان کے 9 ویں چئیر مین سینٹ کی حیثیت سے اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ واضح رہے کہ آپ 17 اکتوبر 1993 سے 16 فروری 1997 تک پاکستان کے 15 ویں اسپیکر نیشنل اسمبلی رہے، اس وقت سید ظفر علی شاہ صاحب ڈپٹی اسپیکر نیشنل اسمبلی تھے۔آپ سے قبل جناب گوہر ایوب صاحب اور آپ کے بعد جناب الٰہی بخش سومرو صاحب اسپیکر نیشنل اسمبلی کے عہدے پر فائز رہے۔ جناب یوسف رضا گیلانی صاحب 21 مارچ 2021 سے 30 جنوری 2022 تک سینٹ میں لیڈر آف اپوزیشن رہے آپ سے قبل جناب راجہ ظفر الحق اور آپ کے بعد جناب شہزاد وسیم صاحب سینٹ میں لیڈر آف اپوزیشن کے عہدے پر فائز تھے۔آپ 1988 سے 1990 میں محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے پہلے دور حکومت میں وفاقی وزیر ہاؤسنگ اینڈ ورکس بنے اس سے قبل جناب میر ہزار خان بجارانی صاحب اور آپ کے بعد اسلام نبی صاحب وفاقی وزیر ہاؤسنگ اینڈ ورکس رہے۔آپ 28 جنوری 1986 سے 20 دسمبر 1986 تک وفاقی وزیر ریلوے کے عہدے پر فائز رہے اس وقت جناب محمد خان جونیجو صاحب وزیراعظم پاکستان تھے جبکہ آپ سے پہلے عبدالغفور ہوتی اور آپ کے بعد سردارزادہ محمد علی شاہ صاحب وزیر ریلوے رہے۔ واضح رہے کہ 1983 سے 1985 تک آپ ملتان کے میئر کی حیثیت سے اپنی خدمات انجام دے چکے ہیں۔آپ 1988 سے 1990 تک ، 1990 سے 1993 تک ، 19 اکتوبر 1993 سے 16 فروری 1997 تک ، 19 مارچ 2008 سے 19 جون 2012 تک ، 29 فروری 2024 سے 22 مارچ 2024 تک ممبر نیشنل اسمبلی آف پاکستان رہ چکے ہیں۔


نوازشریف محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے ساتھ خوشگوار موڈ میں

نوازشریف لیڈر آف اپوزیشن

1993-1996

میاں محمد نوازشریف 25 دسمبر 1949 کو پیدا ہوئے آپ نے مسلسل تین بار پاکستان کے وزیراعظم کے طور پر خدمات انجام دیں آپ پہلی بار 6 نومبر 1990 سے 18 جولائی 1993 تک پاکستان کے 12 ویں وزیراعظم رہے اس وقت جناب غلام اسحٰق خان صدر پاکستان تھے۔ 17 فروری 1997 سے 12 اکتوبر 1999 تک دوسری بار وزیراعظم پاکستان منتخب

ہوئے اس وقت فاروق لغاری، وسیم سجاد اور رفیق تارڑ پاکستان کے صدور تھے۔جبکہ آپ نے 5 جون 2013 سے 28 جولائی 2017 تک وزیر اعظم پاکستان منتخب ہوئے آپ کے اس دور اقتدار میں جناب آصف علی زرداری صاحب اور ممنون حسین صدر پاکستان کے عہدوں پر فائز تھے۔گورنمنٹ کالج سے بزنس اور پنجاب یونیورسٹی سے قانون کی تعلیم حاصل کی اور 1981 میں سیاسی میدان میں قدم رکھا اس وقت آپ کو صدر ضیاء الحق نے صوبہ پنجاب کا وزیر خزانہ مقرر کیا۔قدامت پسندوں کے اتحاد کے باعث آپ 1985 میں پنجاب کے وزیر اعلیٰ منتخب ہوئے جبکہ 1988 میں مارشل لاء کے خاتمے کے بعد دوبارہ وزیر اعلیٰ منتخب ہوئے۔ 1990 میں میاں محمد نواز شریف نے قدامت پسند اسلامی جمہوری اتحاد کی قیادت کی اور پاکستان کے 12 ویں وزیر اعظم منتخب ہوئے۔ 1993 سے 1996 تک بینظیر بھٹو صاحب کی حکومت میں قائد حزب اختلاف کے طور پر اپنی خدمات انجام دیں۔جیل میں رہنے اور ایک دہائی سے زائد جلاوطن رہنے کے بعد 2011 میں آپ واپس آئے اور 2013 میں اپنی پارٹی کو تیسری بار فتح دلوائی 2017 میں آپ کو پانامہ پیپرز کیس کے بعد سپریم کورٹ آف پاکستان نے دوبارہ عہدے سے ہٹا دیا۔ 2018 میں نواز شریف کو سپریم کورٹ نے عوامی عہدہ رکھنے سے نااہل قرار دے دیا گیا اور انہیں احتساب عدالت کی جانب سے 10 سال قید کی سزا بھی سنا دی گئی۔ 2019 میں نواز شریف ضمانت پر علاج کیلئے لندن چلے گئے،عدالت نے انہیں مفرور قرار دے دیا تاہم بعد میں اسلام آباد ہائی کورٹ نے انہیں ایون فیلڈ اور العزیزہ کیسز میں حفاظتی ضمانت دے دی 2023 میں چار سال جلاوطنی کے بعد آپ دوبارہ پاکستان واپس آئے اور بعد ازاں ایون فیلڈ اور العزیزیہ اسٹیل ملز کے مقدمات سے بری ہوئے۔نواز شریف کی پارٹی نے عمران خان حکومت کے خلاف پاکستان پیپلز پارٹی کے ساتھ ملکر آواز بلند کی اور جس وقت ملک مشکلات کی دلدل میں دھنس چکا تھا پاکستان پیپلز پارٹی کی سپورٹ سے وفاق میں حکومت قائم کی گئی نہ صرف یہ بلکہ حالیہ انتخابات کے بعد بھی پاکستان پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ کی جانب سے مشترکہ حکومت بنائی گئی ہے جس میں پاکستان پیپلز پارٹی نے سیاسی عمل کے تسلسل کیلئے نواز شریف حکومت کا ساتھ دیا اور بغیر کسی وزارت کے اتحادی حکومت کا حصہ بنی۔


محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اور نواز شریف میثاق جمہوریت پر دستخط کرتے ہوئے اس موقع پر مخدوم امین فہیم اور سید خورشید احمد شاہ سمیت سینیئر قیادت موجود ہے

ماضی میں برطرف کی جانے والی گورنمنٹ کے تجربہ کو مدنظر رکھتے ہوئے، محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے اس بات کو یقینی بنایا کہ پی پی پی کے ایک رکن کو صدر پاکستان کیلیئے نامزد کیا جائے جس کے بعد محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے قابل بھروسہ سردار فاروق احمد لغاری کو نومبر میں صدرات کیلیئے نامزد کیا اور اس طرح فاروق احمد لغاری صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان بنائے گئے۔ 1993 میں محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی جانب سے اقتدار میں آنے کے بعد آصف علی زرداری صاحب کو جیل سے رہا کیا گیا، اپنی دوسری مدت کے دوران محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے اپنے شوہر جناب آصف علی زرداری صاحب اور والدہ بیگم نصرت بھٹو صاحبہ کو اپنی کابینہ میں شامل کیا اور اپنی پچھلی حکومت کے برعکس اس بار بہترین کارکردگی کا مظاہر کیا گیا اور مختلف شعبوں کو ترقی دی گئی۔ 1993 میں شہید محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے اعلان کیا کہ ان کے خاندانی قبرستان کو مقبرے میں تبدیل کر دیا جائے گا اور اس میں نمایاں تبدیلی کی جائے گی، محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ ایک اسلامی ڈیزائین چاہتی تھی جس کی وجہ سے آپکی جانب سے پرانے آرکیٹیکٹ کو چھوڑ دیا گیا جس سے کام کرنے کیلیئے رکھا گیا تھا جس کے بعد اکبر رضوی صاحب کو یہ ذمہ داری تفویض کی گئی۔


وزیراعظم پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کا دورہ سعودی عرب اور عمرہ کی ادائیگی

ملکی وخارجہ پالیسی 1993

محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے خواتین کے حقوق اور ان کے خلاف امتیازی سلوک کے خاتمہ کیلیئے اپنے دوسرے دور اقتدار میں بین الاقوامی کنوینشن پر دستخط کیئے آپ خواتین عالمی رہنماؤں کی کونسل کی بانی رکن بھی تھیں۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے حکومت میں خواتین ڈویژن کے قیام کی منظوری دی جس کی سربراہی سینئر سرکاری ملازم خاتون اور خواتین بینک کے سپرد کی گئی۔ آپ نے خواتین پولیس اسٹیشنز قائم کروائیں اور خواتین پولیس افسران کو تعینات کیا گیا تاکہ خواتین خود کو زیادہ محفوظ محسوس کریں اور باآسانی اپنی مشکلات اور جرائم کی روک تھام کیلیئے رپوٹ کرانے میں کسی قسم کی دشواری سے بچ سکیں۔ آپ نے بچوں کی تحویل اور خاندانی مسائل سے نمٹنے کیلیئے خواتین ججوں کے ساتھ ساتھ فیملی کورٹس قائم کروائیں اور تاریخ میں پہلی بار 1995-1994 میں خواتین ججوں کو پشاور اور سندھ کے سپریم کورٹ بینچوں میں تعینات کیا گیا۔ تاہم ضیا کے دور میں خواتین کے حقوق کو محدود کرنے کے لئے متعارف کرائے گئے بنیاد پرست اسلامی قوانین برقرار رہے۔ کہوٹہ پاور پلانٹ میں یورینیم کی تیاری اور دیگر ہتھیاروں کو محفوظ بنانے کیلیئے سکیورٹی کا نیا نظام نافذ کیا گیا۔ تاکہ سائنس دانوں کی زیادہ سے زیادہ نگرانی وحفاظت کی جاسکے۔ اس حوالے سے فوج اور آئی ایس آئی دنوں اداروں

نے اس اقدام کی بھرپور حمایت کی تا کہ قابل عمل جوہری ہتھیار تیار کیئے جاسکیں۔ اس عرصہ میں ہمارے حریف ملک بھارت نے اگنی میزائل کا ایسا نظام تیار کیا تھا جس کے تحت پاکستان کی سلامتی کو خطرات لاحق ہوسکتے تھے اور



1993 محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نارتھ کوریا کے صدر سا تھ ملاقات کرتے ہوئے

بھارت کی جانب سے پاکستان کے بڑے شہروں کو نشانہ بنایا جاسکتا تھا ۔ پاکستانی انتظامیہ کے بہت سے عہدیداران کا خیال تھا کہ پاکستان کو بھی اپنے جوہری وار ہیڈز کیلیئے لاوئنچ پیڈ کی ضرورت ہے۔ جس کی بناء پر شمالی کوریا کی حکومت کے ساتھ ایک معاہدہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا تا کہ میزائل ٹیکنالوجی کی افزودگی کے بارے میں معلومات کا تبادلہ کیا جاسکے اور پاکستان کو بھی میزائل ٹیکنالوجی میں خودکفیل بنایا جاسکے۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے بعد میں دعویٰ کیا کہ انکی جانب سے 1993 کے شمالی کوریا کے دورے پر خفیہ طور پر ایک سی ڈی لے جائی گئی جس میں جوہری ڈیٹا موجود تھا حالانکہ دباؤ کے بعد محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے یہ دعویٰ واپس لے لیا تھا۔ آپ نے 1995 میں امریکا کا سرکاری دورہ بھی کیا جہاں پر آپکی جانب سے کانگریس کو ان پابندیوں کو منسوخ کرنے پر رضا مند کیا جو امریکہ کی جانب سے 1990 میں پاکستان کے ایٹمی پروگرام پر عائد کی گئی تھیں۔



1994 نومبر برطانوی وزیراعظم جان میجر محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے ساتھ اس موقع پر ملٹری سیکٹری وزیراعظم پاکستان جنرل قیوم صاحب بھی موجود تھے

ستمبر 1996 میں طالبان کی جانب سے افغانستان کا اقتدار حاصل کرلیا گیا اس وقت بینظیر بھٹو صاحبہ کی حکومت ان تین مما لک میں سے ایک تھی جس نے افغان حکومت کو قانونی طور پر تسلیم کیا جس کی وجہ سے پاکستان کے مغربی اتحادیوں سے تعلقات کشیدہ ہوگئے۔ طالبان حکومت کی حمایت کی وجہ سے بھٹو حکومت کو آڑے ہاتھوں لیا گیا اور پاکستان کے علاوہ انٹرنیشنل سطح پر مظاہرے شروع کر دیئے گئے۔ لندن کے دورے کے دوران ڈورچیسٹر ہوٹل کے باہر انہیں اسلام پسندوں کے احتجاج کا سامنا کرنا پڑا۔ برطانیہ کے وزیراعظم جان میجر سے بات چیت کرتے ہوئے محترمہ بینظیر بھٹو نے کہا کہ اس طرح کے اقدامات مستقبل میں مغربی مما لک کیلیئے مسائل پیدا کرینگے۔ بینظیر بھٹو صاحبہ کے دور اقتدار میں پاکستان میں نسلی کشیدگی بہت زیادہ تھی۔ سندھ میں نسلی بنیاد پر ایم کیو ایم کی جانب سے مہاجر قوم کو حکومت کے خلاف اکسایا گیا اور حکومت مخالف اقدامات کو ہوا دی گئی۔ ایم کیو ایم کی جانب

سے مہاجر قومیت کو محسوس کروایا گیا کہ حکومت ان کے خلاف ناروا سلوک کر رہی ہے۔ کراچی میں اغواء، بم دھماکے اور قتل معمول بن گیا۔ بدانتظامی سے نمٹنے کیلئے بینظیر بھٹو صاحبہ نے اپنے وزیر داخلہ نصیراللہ بابر کو آپریشن بلیو فاکس


آصف علی زرداری صاحب 8 سال قید کے بعد آزادی حاصل کرنے پر نعروں کا جواب دیتے ہوئے

شروع کرنے کی اجازت دی جو ایم کیو ایم کے دہشت گرد گروہوں کے خلاف کریک ڈاؤن تھا اس وقت ایم کیو ایم کی جانب سے حکومت کے خلاف مہاجر قوم کو بھڑکایا گیا اور بم دھماکوں اور قتل و غارت گری کے باوجود مظلومیت کا رونا رویا جانے لگا۔ اس وقت کراچی میں دوسری قومیتوں بالخصوص سندھی، پنجابی، پٹھان، سرائیکی، ہزارہ، کشمیری اور دیگر قومیتوں کے خلاف کراچی و حیدرآباد میں قتل و غارت گری کا بازار گرم کر دیا گیا نہ صرف یہ بلکہ پولیس اور لاء انفورسمنٹ کے دیگر افسران وعہدیداران کا قتل عام وٹارگٹ کلنگ کا سلسلہ عروج پر پہنچ چکا تھا۔ پی پی پی حکومت کو شہری علاقوں میں سیاسی طور پر اکیلا کرنے کا منصوبہ شدت پکڑتا جارہا تھا ایسے انتہائی کشیدہ حالات میں ظفر جھنڈیر کی جانب سے مظلوم سندھی، پنجابی، پٹھان، ہزارہ، کشمیری، سرائیکی اور ایم کیو ایم کے عتاب کے شکار اردو بولنے والے بھائیوں سمیت دیگر قومیتوں کے تحفظ کیلئے سندھ اتحاد


وزیراعظم پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ وفاقی وزیر داخلہ جناب نصیراللہ بابر سے کراچی کے حالات پر رپورٹ لیتے ہوئے۔ جبکہ دیگر تصاویر میں جنرل نصیراللہ بابر، وزیراعلیٰ سندھ سید عبداللہ شاہ اور ظفر جھنڈیر نظر آرہے ہیں



کی بنیاد رکھی گئی اور مظلوم عوام کے حقوق کیلئے آواز بلند کرنے کے ساتھ ساتھ قانون نافذ کرنے اور قانون کی بالادستی میں اپنی جانوں کے نذرانے دینے والوں کا عوامی سطح پر ساتھ دیا گیا، کیونکہ ایسے وقت میں مہاجر مظلومیت کو فروغ دیکر کراچی و حیدرآباد میں قتل و غارت گری کا بازار گرم کر دیا گیا تھا اور کراچی و حیدرآباد کو سندھ سے جدا کر کے سندھ کو توڑنے کے اقدامات کو ہوا دی جارہی تھی۔ اس وقت کے انتہائی مشکل حالات میں ظفر جھنڈیر نے اعلان کیا کہ اگر مظلوم قومیتوں اور ہمارے قانون نافذ کرنے والے اداروں کو بے یارومددگار سمجھ کر انکے خلاف ایم کیو ایم کے مرکز نائن زیرو سے یومیہ بنیادوں پر ٹارگٹ کلنگ کا نہ تھمنے والا سلسلہ ختم نہیں کیا گیا تو عوام کا ٹھاٹیں مارتا سمندر تمہارے نائن زیرو کا گھیراؤ کرے گا۔ جس کے بعد ظفر جھنڈیر کی قیادت میں انکے ساتھیوں نے اس وقت کفن سر پر باندھ کر نائن زیرو کا گھیراؤ کر کے ثابت کر دیا کہ کراچی کسی دہشت گردوں اور ان کے سرپرستوں کا

شہر نہیں بلکہ سندھ کا دارالخلافہ ہے اور یہاں پر رہنے والی تمام اکائیوں کو یہاں پر بغیر ڈر وخوف رہنے اور سب کو برابری کا حق حاصل ہے اس وقت اپوزیشن لیڈر نواز شریف نے اپنے بیانات سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ ایم کیو ایم کے خلاف ظفر جھنڈیر کی سرپرستی میں حکومت سپورٹ پر نائن زیرو کا گھیراؤ کروایا گیا ہے۔ایک جانب وزیر داخلہ جناب نصیراللہ بابر کی قیادت میں دہشت گردوں کے خلاف آپریشن جاری رہا اور تقریباً تین ہزار سے زائد دہشت گردوں اور ان کے سہولت کاروں کو کیفر کردار تک پہنچا کر امن قائم کیا گیا۔تو دوسری جانب ظفر جھنڈیر کی جانب سے کراچی میں عوامی شعور بیدار کرنے کیلئے آواز بلند کی گئی، بینظیر بھٹو صاحبہ نے پولیس کے محکمہ کو وسعت دی ، بینظیر بھٹو صاحبہ نے وزیر داخلہ نصیراللہ بابر کے ذریعے داخلی کاروائیوں اور اقدامات کو تیز کیا گیا۔تاہم آپ نے مفاہمت کی پالیس کو مکمل طور پر ترک نہیں کیا۔بینظیر بھٹو صاحبہ کے دوراقتدار میں دوشت گردی اور دہشت گردوں کے قلع قمہ کی پالیسی کے بعد قیام امن وامان کے ثمرات واضح طور پر نظر آنے لگے۔پاکستان نے اس مدت کے دوران ریکارڈ 20 ملین ڈالر کی غیر ملکی سرمایہ کاری دیکھی اس وقت زیادہ تر سرمایہ کاری پاور انڈسٹری میں دیکھی گئی۔ تاہم ترقی کی رفتار سست روی کا شکار رہی کیونکہ قومی آمدن کا 70% فیصد قومی قرض کی ادائیگی میں چلا گیا جبکہ 30% میں سے بھی زیادہ تر حصہ فوج کو دینا پڑا کہ جو اپنے بجٹ میں کٹوتیوں کے حق میں نہیں تھے۔پاکستان کو شدید معاشی مسائل کا سامنا کرنا پڑا اور ملک کی اقتصادی ترقی 3 سے 4 فیصد تک گر گئی۔غربت میں اضافہ ہوا، مہنگائی کی شرح بڑھنے اور ٹیکسوں میں اضافہ کے بعد پاکستان کی معاشی صورتحال پر عدم اطمینان بڑھنا شروع ہو گیا۔



معاشی مسائل

محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ پیشے کے اعتبار سے ماہر معاشیات تھیں، لہٰذو زیراعظم کا منصب سنبھالنے کے بعد وزارت خزانہ کا چارج بھی سنبھالا، بھٹو صاحبہ نے ملک کی گرتی ہوئی معیشت کو بہتر کرنے کی کوشش کی، آپ اپنے والد کی نیشنلائزیشن اور سوشلسٹ معاشیات سے متفق نہیں تھی، سوویت یونین کے خاتمے کے فوراً بعد بینظیر بھٹو صاحبہ نے بڑی بڑی صنعتوں کی نجکاری کرنے کی کوششیں کیں جنہیں 1970 کی دہائی میں قومیالیا گیا تھا، آپ نے نیشنلائزیشن پروگرام کو ختم کرنے اور صنعت کاری کے پروگرام کو ریاستی مداخلت کے علاوہ دیگر طریقوں سے انجام

دینے کا وعدہ کیا تاہم محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے اپنی پہلی حکومت کے دوران ڈی نیشنلائزیشن پروگرام یا معیشت کو لبرلائز نہیں کیا۔ پاکستان کی کرنسی کو بحران کا سامنا کرنا پڑا امریکی ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں کمی دیکھی گئی۔اور ڈالر 21 روپے 30 پیسے کا ہوگیا۔ جلد ہی معاشی ترقی محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی اولین ترجیح بن گئی تاہم خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہوسکی اور بالآخر ہندوستانی کرنسی نے بھی پاکستانی کرنسی کو شکست دے دی، آپ کی جانب سے پرائیوٹائیزیشن پروگرام کو بھی بہت سے سیاسی دھچکے لگے کیونکہ بہت سارے حکومتی اراکین یا تو براہ راست یا بلواسطہ طور پر بڑی سرکاری صنعتوں میں حکومتی بدعنوانی میں ملوث تھے۔ اور ان کے مقرر کردہ حکومتی اراکین نے مبینہ طور پر صنعتوں کی نجکاری کی آپ کی کوششوں کو سبوتاژ کیا۔مجموعی طور پر پاکستان میں لوگوں کا معیار زندگی گر گیا کیونکہ مہنگائی اور بیروزگاری میں تیزی سے اضافہ ہوا، خاص طور پر جب اقوام متحدہ کی پابندیاں نافذ ہونا شروع ہوئیں۔اس کی پہلی اور دوسری مدت کے دوران امیر اور غریب کے درمیان فرق واضح طور پر بڑھ گیا اور خاص طور پر متوسط طبقے کو معاشی عدم مساوات کا سامنا کرنا پڑا، فیڈرل بیورآف سٹیٹکس کے اعداد وشمار کے مطابق، امیروں کا معیار زندگی بہتر ہوا جب کے غریبوں کیلئے معیار زندگی گر گیا۔ بینظیر بھٹو صاحبہ نے غیر قانونی تارکین وطن کے خلاف کریک ڈاؤن اور ملک بدری کا حکم دیا جس کی وجہ سے بنگلہ دیش پاکستان کے تعلقات میں تناؤ پیدا


محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کا کراچی میں والہانہ استقبال

ہوگیا کیونکہ بنگلہ دیش کی وزیراعظم خالدہ ضیاء نے جلاوطن افراد کو قبول کرنے سے انکار کردیا اور مبینہ طور پر دو جہازوں کو پاکستان واپس بھیج دیا۔ مذہبی جماعتوں نے بھی محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ پر تنقید کی اور کریک ڈاؤن کو اسلام مخالف قرار دیا۔اس آپریشن نے بیک فائر کیا اور پاکستان کی معیشت پر تباہ کن اثرات مرتب کئے۔غلام اسحٰق خان نے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کہ اس وسیع معاشی سست روی اور اس کی پالیسی کا ذمہ دار ٹھہرایا جو غیر قانونی امیگریشن کو روکنے میں ناکام رہی۔غلام اسحٰق خان نے بینظیر بھٹو صاحبہ کے حکومتی اراکان کو حکومتی ملکیتی صنعتوں میں بدعنوانی کو پاکستان کی معیشت کا ایک بڑا دھچکا قرار دیا جو پڑوسی ملک ہندوستان کی معیشت کا مقابلہ کرنے میں ناکام رہی۔اپنی دوسری مدت کے دوران محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے نجکاری کی پالیسی جاری رکھی جسے انہوں نے منظم میکرو اکنامکس پالیسی کہا، 1993 کے عام انتخابات کے بعد سرکاری بینکوں اور نجکاری کے پروگرام میں تیزی

آئی، نیشنلائزڈ کارپوریشنوں اور صنعتوں کی فروخت سے 42 بلین روپے سے زیادہ رقم اکٹھی کی گئی۔ جبکہ غیر ملکی سرمایہ کاری سے 20 ملین ڈالر حاصل کیئے گئے۔ 1993 کے بعد ملک کی قومی معیشت دوبارہ جمود کے دوسرے دور میں داخل ہوگئی اور ملک کے مالی وسائل اور مالیاتی سرمایہ تباہ حالی کا شکار ہونا شروع ہوگیا۔ امریکی مالی اور فوجی پابندیوں کے باعث معاشی مشکلات بڑھنا شروع ہوگئیں۔ ایک سال کے مطالعے کے بعد محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے معاشی اور سماجی ترقی کو تیز کرنے کیلئے ایک قابل اعتماد اور موثر طریقہ کار تشکیل دے کر جمود پر قابو پانے کیلئے آٹھویں پلان کو نافذ کیا لیکن اسے بھی ناکامی کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ پالیسیاں کمزور اور غیر مربوط تھیں۔



وزیر اعظم پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ وزیر اعظم چین لی پینگ چین کے عظیم ہال آف دی پیپل کے اندر استقبالیہ تقریب کے دوران ایک ساتھ چل رہے ہیں

خارجہ پالیسی

محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے اپنے سب سے اہم پارٹنر کمیونسٹ چین کے ساتھ تعلقات کو مضبوط کیا اور دونوں ممالک باہمی تجارت اور بین الاقوامی سیاسی تعاون کے لئے بار بار بیجنگ کا دورہ کیا۔ 1995 میں محترمہ نے امریکہ کا ایک سرکاری دورہ کیا اور امریکی صدر بل کلنٹن سے بات چیت کی، بینظیر بھٹو صاحبہ نے ان پر زور دیا کہ وہ پریسلر ترمیم پر نظر ثانی کریں اور انتہا پسندی کے خلاف مہم شروع کریں، آپ نے امریکی عدم پھیلاؤ کی پالیسی پر تنقید کی اور مطالبہ کیا کہ امریکہ اپنے معاہدہ کی ذمہ داری کا احترام کرے۔ دوسری مدت کے درمیان ہندوستانی وزیر اعظم پی وی نرسہاراؤ کے ساتھ تعلقات مزید خراب ہوئے، اپنے والد کی طرح بینظیر بھٹو نے بھارت کی مخالفت اور بھارتی ایٹمی پروگرام کے خلاف عالمی برادری میں مہم چلائی اور عالمی میڈیا پر اپنی آواز بلند کی۔ یکم مئی 1995 میں بھارت کے جوہری پروگرام کے جاری رکھنے کے خلاف سخت مخالفت کی اور انتباہ کیا کہ انڈیا ایسے اقدم سے باز رہے بصورت دیگر اس کے خوفناک نتائج ہونگے۔ ہندوستان کی جانب سے کہا کہ یہ ہمارا اندرونی معاملہ ہے اور ہندوستانی فوج نے کہوٹہ میں ایک آر پی جی فائز کیا جس سے حالات مزید خراب ہوگئے جنگ شروع ہونے کے آثار نظر آنے لگے، محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے ائیر فورس اسٹریٹجک کمانڈ کو ہائی الرٹ کرتے ہوئے جواب مزید دراندازی کی صورت میں جواب دینے کے احکامات جاری کر دیئے۔ 30 مئی کو بھارت نے پاکستان کی سرحد کے قریب پرتھوی 1 میزائل کا کامیاب تجربہ کیا جس کی محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے سخت الفاظ میں مذمت کی اور پاکستانی میزائل شاہین 1 اور دیگر میزائل ڈیفنس سسٹم کو ہندوستانی سرحد کے قریب تعینات کرنے کی اجازت دی اس طرح ہندوستان کو مزید دراندازی کرنے سے روک دیا گیا۔ 1995 میں آئی ایس آئی نے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو اطلاع دی کہ نرسمہا راؤ نے جوہری تجربات کی

اجازت دی ہے اور وہ کسی بھی لمحے کیئیے جا سکتے ہیں ، جس کے جواب میں محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے ملک کے جوہری ہتھیاروں کے پروگرام کو ہائی الرٹ پر رکھتے ہوئے ہنگامی تیاری کی اور مسلح فوج کو ہائی الرٹ رہنے کا حکم دیا تاہم امریکہ نے مداخلت کی اور ہندوستانی کی جانب سے جوہری تجربات کی کاروائیاں بند کردی گئیں اور جاپانی حکومت نے ثالثی کی کوشش کی ۔ 1996 میں بینظیر بھٹو صاحبہ نے جاپانی حکام سے ملاقات کی اور بھارت کو ایٹمی تجربات کرنے کے بارے میں خبردار کیا ، آپ نے پہلی بار انکشاف کیا کہ پاکستان نے جوہری ہتھیار بنانے کی صلاحیت اور ان کی ترسیل کی صلاحیت میں بھارت کے ساتھ برابری حاصل کرلی ہے ۔ انہوں نے کہا کہ اگر بھارت نے جوہری تجربات کیئیے تو پاکستان بھی اس کے جواب میں جوہری تجربات کرنے پر مجبور ہو جائے گا ۔ بینظیر بھٹو صاحبہ نے کشمیر کی حمایت میں ہندوستان کے خلاف ریلی نکالی ۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے اقوام متحدہ میں بین الپارلیمانی یونین کے اجلاس میں شرکت کی جہاں پر ہندوستان کی جانب سے اٹل بہاری واجپائی بھی شریک تھے تاہم دونوں رہنماؤں کے درمیان کشیدگی برقرار رہی ۔



چیف آف آرمی اسٹاف عبدالوحید کاکڑ ، وزیر اعظم پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اور وفاقی وزیر ہاؤسنگ اینڈ ورکس مخدوم امین فہیم

فوج کے ساتھ تعلقات

اپنی دوسری مدت کے دوران پاکستان کی مسلح افواج کے ساتھ بینظیر بھٹو نے تعلقات کو ایک منفرد انداز دیا اور آپ نے احتیاط سے جنرل عبدالوحید کاکڑ کو آرمی چیف مقرر کیا ، جنرل عبدالوحید مغربی جمہوریت کے نقطہ نظر کے ساتھ ایک مضبوط ، سخت اور ایک پیشہ ور افسر تھے ۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے ایڈمرل سعید محمد خان کو چیف آف نیول اسٹاف بھی مقرر کیا جنرل عباس خٹک چیف آف ائیر اسٹاف جبکہ ائیر چیف مارشل فاروق فیروز خان کو چئیر مین جوائنٹ چیف مقرر کیا گیا جو اس سے قبل پاک فضائیہ کے افسر تھے ۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے پاکستان کی مسلح افواج کیساتھ تعلقات مضبوط تھے ۔ جہانگیر کرامت ، مشرف ، کیانی ، علی قلی خان ، فاروق فیروز خان ، عباس خٹک اور فصیح بخاری سمیت اعلیٰ عسکری قیادت مضبوط مغربی جمہوری خیالات کی حامی تھی اور عموماً محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے قریب تھی ۔ کیونکہ انہوں نے نواز شریف کے قدامت پسندانہ اقدامات کی مخالفت و مذمت کی تھی ۔ نواز شریف کی دوسری جمہوری مدت کے برعکس بینظیر بھٹو صاحبہ نے بہت سے معاملات پر فوج کے ساتھ کام کیا ۔ اور براہ راست فوجی اختلافات اور سول ملٹری تعلقات کو بحال کرنے میں پیش رفت کی ۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی جانب سے

افغانستان، کشمیراور ہندوستان کے بارے میں سخت گیر پالیسیوں کی فوج کی جانب سے بھرپور حمایت کی گئی۔محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے قتل کی کوشش کے بعد آپ کی سیکیورٹی کو مزید سخت کردیا گیا محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے جنرل عبدالوحید کاکڑ اور آئی ایس آئی کے ڈائریکٹر جنرل لفٹیننٹ جنرل جاوید اشرف قاضی کو حکم دیا کہ وہ رمزی یوسف کو پکڑنے کیلئے اسٹنگ اینڈ مین ہنٹ آپریشن شروع کریں چند گرفتاریوں اور سخت تلاشی کے بعد بالآخر آئی ایس آئی نے رمزی کو ملک سے فرار ہونے سے پہلے ہی پکڑ لیا چند ہفتوں میں رمزی کو خفیہ طور پر امریکہ کے حوالے کردیا گیا جبکہ آئی ایس آئی اس سازش کے پیچھے تمام مجرموں کو مارنے یا پکڑنے میں کامیاب ہوگئی ۔ 1995 میں محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے ذاتی طور پر جنرل نسیم رانا کو آئی ایس آئی کا ڈائریکٹر جنرل مقرر کیا، جنہوں نے بعد ایک خفیہ مشن کی سربراہی کی جنرل نسیم رانا نے براہ راست وزیراعظم پاکستان کو رپورٹ کیا، 1995 میں آپ نے ایڈمرل منصور الحق کو چیف آف نیول اسٹاف مقرر کیا۔

دوسری بار برطرفی



وزیراعظم پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ حکومت ختم ہونے کے بعد اپنے گھر پر کراچی میں موجود ہیں

محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اور فاروق لغاری کے درمیان تعلقات اس وقت خراب ہوئے جب فاروق لغاری نے الزام عائد کیا کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اپنے بھائی کے قتل میں ملوث تھیں ۔فاروق لغاری نے حکومت کے خاتمہ کیلئے آرمی چیف کرامت کی حمایت کی، لغاری نے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ پر بدعنوانی کے الزامات عائد کرکے حکومت کے خاتمہ کی دھمکی دی۔جس کے بعد 1996 میں محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے اپنے بیشتر اقتصادی مشیروں کو برطرف کردیا۔بعدازاں یہ باور کروایا گیا کہ ماضی میں نواز شریف کے دور اقتدار میں معاشی مسائل کے تدارک میں انتظامیہ نے غلط اقدامات کیئے جس کے باعث معاشی مشکلات میں اضافہ ہوا۔آئین کی آٹھویں ترمیم کا حوالہ دیتے ہوئے 5 نومبر کو فاروق لغاری نے کرپشن اور نااہلی کی بنیاد پر محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی حکومت کو برطرف کردیا ۔فاروق لغاری نے فروری 1997 کے لیئے عام انتخابات کا اعلان کرتے ہوئے ملک معراج خالد کی قیادت میں سویلین نگران حکومت قائم کی، محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے فاروق لغاری کے فیصلے کی آئینی حیثیت کو چیلنج کیا اس معاملے کو سپریم کورٹ میں لے جایا گیا تاہم کورٹ کی جانب سے 1-6 کے فیصلے میں صدر کے ساتھ اتفاق رائے کا فیصلہ سنا دیا۔

محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ

لیڈر آف اپوزیشن 1999-1996


28 جنوری 1997 لیڈر آف اپوزیشن محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ ایک جلسہ سے خطاب سے قبل اخبار کا مطالعہ کرتے ہوئے

دوسری بار منتخب ہونے والے نواز شریف نے فوری طور پر ایوان صدر اور عدلیہ کے اختیارات کو کم کرنے کیلئے اقدامات اٹھانا شروع کردیئے۔نواز شریف نے آئین کی آٹھویں ترمیم کو ہٹادیا جس کی وجہ سے یکے بعد دیگرے صدور نے محترمہ بینظیر بھٹو اور نواز شریف کو عہدوں سے ہٹانے کیلئے استعمال کیا تھا۔نواز شریف کی جانب سے محترمہ بینظیر بھٹو کے خلاف عدالتی کاروائی شروع کی گئی ۔ 1998 میں بھارت نے اپنے پہلے ایٹم بم کا تجربہ کیا جس کے جواب میں محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے بین الاقوامی برادری کو بھارت کی ایٹمی تنصیبات پر حملہ کرنے کیلئے زور دیا۔آپ نے نواز شریف سے فوجی ٹیسٹوں کی ایک سیریز کے ساتھ کاروائی کا مطالبہ کیا ،جس کے بعد پاکستان کی جانب سے جوابی طور پر ایٹمی تجربات کیئے گئے ۔بینظیر بھٹو صاحبہ نے 1999 میں ہونے والی کارگل وار کو پاکستان کی سب سے بڑی غلطی قرار دیا ۔ اپریل 1999 میں لاہور ہائی کورٹ کے احتساب بینچ نے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو غیر حاضری کی بنیاد پر مجرم ٹھرایا انہیں پانچ سال قید اور 8.6 ملین ڈالر جرمانے اور عوامی عہدے سے نااہل ہونے کی سزا سنادی گئی ۔محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو انٹر پول کے ذریعے واپس لانے کے اقدامات کی بازگشت شروع ہوگئی آپ اس وقت لندن میں تھیں آپ نے پاکستان آنے کی بجائے دبئی روانگی کا فیصلہ کیا۔آپ نے یہ فیصلہ اس لیئے کیا کیونکہ متحدہ عرب امارات کے صدر زید بن سلطان النہیان آپ کے خاندان کے دیرینہ دوست تھے۔محترمہ بینظیر بھٹو اپنی والدہ اور اپنے تینوں بچوں کو رہائش کیلئے دبئی لے گئیں ۔آپ کو معلوم تھا کہ اگر آپ پاکستان واپس آئیں گی تو آپ کو قید کردیا جائے گا اور پھر قتل کردیا جائے گا۔آپ آٹھ سال تک دبئی میں رہیں واضح رہے کہ اس عرصہ میں پانچ سال تک آپ کے شوہر جناب آصف علی زرداری صاحب اپنے ناکردہ گناہوں کی پاداش میں پابند سلاسل رہے۔آپ نے اپنا زیادہ تر وقت اپنے شوہر کے خلاف لگائے جانے والے من گھڑت بدعنوانی کے الزامات کا مقابلہ کرتے


محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی ایک خوبصورت تصویر



19 جون 1999 محترم آصف علی زرداری صاحب کو سخت سیکورٹی میں کراچی کی عدالت میں پیشی کیلئے لایا جا رہا ہے

ہوئے گزارے۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے آصف علی زرداری صاحب کی رہائی کیلئے مہم بھی چلائی۔ آپ کے کچھ ساتھیوں نے آپ کو یہ مشورہ دیا کہ آپ اپنے سیاسی کیرئیر کی خاطر آصف علی زرداری صاحب کا ساتھ چھوڑ دیں تاہم آپ نے صاف انکار کردیا اور آصف علی زرداری صاحب کی رہائی کیلئے کوششیں کرتی رہیں۔ دوسری جانب آپ نے اپنے بچوں کی پرورش اور اپنی والدہ کی دیکھ بھال پر بھی توجہ مرکوز رکھی۔ محترم نصرت بھٹو صاحبہ کی الزائمر کی بیماری آخری اسٹیج پر پہنچ چکی تھی۔ اکتوبر 1999 میں جوائنٹ چیف آف اسٹاف کی سربراہی میں پرویز مشرف نے ایک فوجی بغاوت کا آغاز کیا اور اس طرح نواز شریف کی حکومت ختم کرکے نواز شریف کو اقتدار سے بیدخل کردیا گیا۔ محترمہ بینظیر بھٹو نے نواز شریف کے ساتھ لاکھ سیاسی اختلافات کے باوجود پرویز مشرف کی جانب سے اٹھائے جانے والے اس اقدام کی شدید الفاظ میں مذمت کی اور کہا کہ یہ پریشان کن صورتحال ہے۔ انہوں نے مغربی ممالک سے مطالبہ کیا کہ وہ پاکستان میں انتخابی جمہوریت کی بحالی کیلئے زور دیں اور ڈکٹیٹر شپ کا خاتمہ کریں تاہم دوسری جانب مشرف کا کہنا تھا کہ محترمہ بینظیر بھٹو اور نواز شریف دونوں نے ملک پر غلط حکومت کی اور دونوں اپنی پارٹیوں



1997 لیڈر آف اپوزیشن محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کوئن ایلزبتھ دوئم سے مصافحہ کرتے ہوئے

میں جمہوریت قائم کرنے میں ناکام رہے۔ پرویز مشرف ڈکٹیٹر شپ دور میں محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ دبئی میں تھیں جب پی پی پی نے اکتوبر 2002 کے عام انتخابات میں حصہ لیا، تاہم پاکستان پیپلز پارٹی نے قومی اسمبلی میں صرف 63 نشستیں حاصل کیں، پرویز مشرف نے خیر سگالی کی علامت کے طور پر نومبر 2004 میں جناب آصف علی زرداری صاحب کو رہا کرنے پر رضامندی ظاہر کی اور پھر زرداری صاحب رہائی کے بعد طبی علاج کیلئے نیویارک چلے گئے۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ جناب آصف علی زرداری صاحب سے ملاقات کیلئے ہر ہفتے نیویارک جاتی رہیں پاکستان پیپلز پارٹی کی شخصیات نے الزام عائد کیا کہ جنرل مشرف کی محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اور ان کے خاندان سے دیرینہ دشمنی تھی کیونکہ ان کے والد کے دور میں مشرف کے والد کو انکے عہدے سے برطرف کردیا گیا تھا، پرویز



16 اگست 1999 پاکستان پیپلز پارٹی اراکین پارلیمنٹ کراچی میں بھوک ہڑتال کے دوران ۔نواب یوسف ٹالپر، پروفیسر این ڈی خان، نثار احمد کھوڑو اور سید قائم علی شاہ

مشرف کے والد پر ایک اسکینڈل میں ملوث ہونے کا الزام تھا۔ امریکہ اور برطانیہ نے پرویز مشرف کی دہشت گردی کے خلاف جنگ خاص طور پر افغانستان کی جنگ میں مدد کرنے میں ان کے کردار کی وجہ سے پرویز مشرف کی حمایت کی تھی لیکن رفتہ رفتہ مشرف کی مقبولیت میں کمی ہونا شروع ہوگئی ان کی ملکی مقبولیت میں کمی آ رہی تھی 2007 کے وسط میں کیئے جانے والے ایک سروے نے پرویز مشرف کو صرف 26% پسندیدہ شخصیت قرار دیا۔ 2007 میں بڑے پیمانے پر مشرف مخالف مظاہرے شروع ہو گئے۔ جس سے وکلاء تحریک کے نام سے جانا جاتا ہے۔، پاکستان کو بھی اسلامی عسکریت پسندوں کی جانب سے بڑھتے ہوئے تشدد کا سامنا تھا جیسے لال مسجد کا محاصرہ، سرکاری اعداد و شمار کے مطابق 2006 میں آٹھ اور 2007 میں 44 خودکش دھماکے ہوئے ۔ ایسے وقت میں امریکی حکومت نے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو ایک اہم شخصیت کے طور پر دیکھا کہ جو اُس وقت پاکستان کے اندرونی مسائل کے حل کیلئے سب سے اہم شخصیت تھیں ۔ 2006 میں سوشلسٹ انٹرنیشنل کے سیکریٹری جنرل لوئس ایالا کی مدد سے محترمہ بینظیر بھٹو اور نواز شریف نے مفاہمت کا عمل شروع کیا۔ اعتزاز احسن کی مدد سے اس جوڑی نے ایک مشترکہ لائحہ عمل تیار کیا۔ مئی 2006 میں دونوں نے چارٹر آف ڈیموکریسی پر دستخط کیئے ۔ یہ ایک دستاویز تھی جس میں فوجی حکمرانی کے خاتمے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ دونوں رہنماؤں کی جانب سے ایک کمیٹی قائم کی گئی جس میں چار پاکستانی سینٹرز دو پاکستان پیپلز پارٹی اور دو پاکستان مسلم لیگ (ن) سے مشتمل تھے۔ جس کے بعد محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے کھلے عام نواز شریف پر تنقید کرنے سے گریز کیا جیسا کہ وہ اس چارٹر سے قبل کیا کرتی تھیں ۔ امریکی حکومت نے جنرل پرویز مشرف کو محترمہ بینظیر بھٹو سے ملنے اور ایک ایسا انتظام کرنے پر مجبور کیا جس سے ان کی قانونی حیثیت مضبوط ہو سکے ۔ برطانیہ کی حکومت نے بھی اس کی حوصلہ افزائی کی تھی ۔ جنوری 2007 میں مشرف نے ابوظہبی کے ایک ہوٹل میں محترمہ بینظیر بھٹو سے پہلی ملاقات کی اس کے بعد جون میں مزید بات چیت ہوئی ۔ ان کی جانب سے بات چیت کے نتیجہ میں اس بات پر اتفاق ہوا کہ پاکستانی حکام محترمہ بینظیر بھٹو اوان کے شوہر دنوں کے خلاف قائم کیئے جانے والے من گھڑت الزامات کو ختم کر دیں گے ۔ یہ تمام فیصلے قومی مفاہمتی آرڈیننس کی وجہ سے حاصل کیئے گئے ۔ ایک ایسا قدم جس نے سیاست



محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی ایک خوبصورت تصویر

دانوں کے خلاف تمام زیر التواء، مجرمانہ کاروائیوں کو منسوخ کر دیا گیا۔ اس آرڈیننس کے ذریعے دو مرتبہ سے زیادہ وزیر اعظم رہنے والے افراد پر مشرف کی پابندی کو بھی ختم کر دیا۔ اس پر اتفاق کیا گیا کہ اگر جنرل مشرف اپنے فوجی عہدوں سے دستبردار ہو جاتے ہیں اور ایک سویلین صدر کے طور پر منتخب ہو جاتے ہیں تو محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ ان کے ماتحت وزیر اعظم کے طور پر کام کرنے پر تیار ہونگی۔ تاہم مشرف کے بہت سے قریبی ساتھیوں کو محترمہ بینظیر بھٹو کو دی جانے والی مراعات پر تحفظات تھے۔ امریکہ کی کونڈو لیزا رائس اور برطانیہ کے جیک سٹرا نے پاکستان میں انتخابی جمہوری عمل کی بحالی کو یقینی بنانے کے لئے مل کر کام کیا۔ برطانیہ اور اسپین دونوں ممالک نے حکومت پاکستان کی جانب سے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ پر عائد منی لانڈرنگ بدعنوانی کی تحقیقات کو ختم کر دیا۔ اگست 2007 میں امریکی سفیر زلمے خلیلزاد نے نیو یارک شہر میں محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ سے متعدد ملاقاتیں کیں۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے کونسل آف فارن ریلیشنز میں ایک عوامی تقریر بھی کی۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اور خلیلزاد نے امریکہ میں ممتاز سیاسی اور کاروباری شخصیات سے ملاقاتیں کیں۔ اکتوبر 2007 میں پرویز مشرف کو پاکستان کی پارلیمنٹ نے صدر منتخب کیا۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اور مشرف کے درمیان کئے گئے معاہدے کے مطابق پاکستان پیپلز پارٹی کے نمائندوں نے مشرف کی نامزدگی کے خلاف ووٹ دینے سے انکار کر دیا۔

محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی جلاوطنی کے بعد وطن واپسی



18 اکتوبر 2007 محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی 8 سالہ جلاوطنی کے بعد وطن واپسی کے موقع پر عوام کا ٹھاٹیں مارتے سمندر نے کراچی میں آپ کا شاندار استقبال کیا۔ اس موقع پر جناب راشد ربانی، صدر پاکستان پیپلز پارٹی (سندھ) نثار احمد کھوڑو، شاہ محمود قریشی، یوسف رضا گیلانی درمیان میں محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ جبکہ دوسری جانب مخدوم امین فہیم، نوید قمر، سردار نبیل احمد گبول، ایڈووکیٹ بابر اعوان جبکہ محترمہ کے عقب میں سید مراد علی شاہ موجود ہیں

محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے اکتوبر 2007 میں پاکستان واپسی کا فیصلہ کیا اور کراچی پہنچیں۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو قوی یقین تھا کہ 2008 کے انتخابات میں انکی کامیابی یقینی ہے اور اگلی وزیر اعظم پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ ہی

ہونگی ۔ حالانکہ جنرل مشرف کے ساتھ کیئے گئے انکے وعدے اور امریکہ کے ساتھ ان کے روابط نے آپ کی مقبولیت کو کافی نقصان پہنچایا تھا۔لیکن آپ کو اپنی قابلیت اور قائدانہ صلاحیتوں پر یقین تھا کہ آپ پاکستان واپس آ کر عوامی حمایت اور اعتماد حاصل کرنے میں یقینی طور پر کامیاب ہوجائیں گی ۔ جنرل پرویز مشرف آپ کی آمد پر ناخوش اور ناراض تھے انہوں نے درخواست کی کہ وہ الیکشن کے بعد ہی واپس آئیں ۔اسوقت آصف علی زرداری صاحب اور آپ کی بیٹیاں اور بیٹا دبئی میں رہائش پذیر تھے اور اس وقت بلاول بھٹو صاحب آکسفورڈ میں پڑھ رہے تھے ۔محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے اپنے ملک میں جاری انتہا پسندی جیسے رجحان کو اعتدال پسندی کے درمیان تصادم کے طور پر بیان کیا، آپ اپنی حفاظت کے متعلق مایوسی کا شکار تھیں، جنرل مشرف پر اسلام پسند عسکریت پسندوں کی جانب سے کئی قاتلانہ حملے کیئے گئے تاہم وہ ان حملوں سے بچ گئے ۔ جنرل مشرف کی جانب سے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو خبردار کیا گیا کہ وہ بھی قاتلانہ حملوں کا شکار ہوسکتی ہیں اور ان کی جان کو خطرہ ہے ۔مشرف نے درخواست کی کہ امریکہ یا برطانیہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی حفاظت کی ذمہ داری لیں ۔لیکن انہوں نے انکار کردیا جس کے بعد آپ کی سیکیورٹی کا پلان مشرف نے ترتیب دیا ۔جلاوطنی ختم کر کے جب محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اپنے وطن پہنچیں تو انکے استقبال کیلئے عوام کا ٹھاٹیں مارتا سمندر اُمنڈ آیا ، چیئر پرسن پاکستان پیپلز پارٹی 8 سال 6 ماہ 12 دن بعد جلاوطنی ختم کرکے دوپہر کے ایک بجکر 48 منٹ پر متحدہ عرب امارات کی فلائیٹ نمبر



18 اکتوبر 2007 محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی 8 سالہ جلاوطنی کے بعد کراچی ائیر پورٹ پر ہوائی جہاز سے اترتے ہوئے



18 اکتوبر 2007 محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی 8 سالہ جلاوطنی کے بعد شاہراہ فیصل پر ریلی سے خطاب کرتے ہوئے اس موقع پر سابق وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ صاحب بھی دکھائی دے رہے ہیں

AK-606 کے ذریعے کراچی کے جناح ائیر پورٹ پر پہنچیں، محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو قرآن پاک کی چھاؤں میں جہاز سے اتارا گیا ۔آپ کے ساتھ مخدوم امین فہیم، صنم بھٹو، ناہید خان، رحمٰن ملک، شیری رحمٰن اور دیگر رہنما کراچی میں جہاز سے اترے ۔ ہر جانب جئے بھٹو اور پی پی پی کے ترانے گونجنے لگے ۔کارکنان خوشی سے جھوم اٹھے اور پی پی پی کے ترانوں پر رقص کرتے اور نعرے لگاتے رہے، شاہراہ فیصل پر 16 کلومیٹر کے

علاقہ پرعوام کے سر ہی سر نظر آ رہے تھے۔بینظیر بھٹو صاحبہ کے روٹ پر 27 خفیہ کیمرے نصب کئے گئے،مکانات کی چھتوں سے عورتیں اور بچے محترمہ کی ایک جھلک دیکھنے کیلئے بیتاب نظر آ رہے تھے۔ائر پورٹ کے ٹرمینل ون سے لیکر اسٹار گیٹ تک ڈیڑھ کلومیٹر کا سفر محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے جلوس نے ساڑھے تین گھنٹوں میں طئے کیا۔شاہراہ فیصل کے تمام لنک راستے بند کر دیئے گئے واضح



محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی وطن واپسی پر پی پی کارکنان کراچی ائیر پورٹ پر استقبال کیلئے کھڑے ہوئے ہیں

رہے کہ گزشتہ رات سے ہی کارکنان ائیر پورٹ پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔کراچی شہر میں اتنی بڑی تعداد میں لوگوں کے جمع ہونے کی وجہ سے پورے کراچی کے روڈ راستے بند ہو گئے تھے۔پیٹرول پمپ بند ہو گئے۔شاہراہ فیصل پر پاؤں رکھنے تک کی جگہ نہیں تھی۔کراچی میں جشن کا سا سماں تھا، بینظیر بھٹو صاحبہ کیلئے بلٹ پروف لگژری ٹرالر تیار کیا گیا تھا۔بینظیر بھٹو صاحبہ کی گاڑی کے آگے اور چاروں جانب انتہائی سخت سیکیورٹی کا حصار تھا، پاکستانی پرچم کے رنگ کے کپڑے زیب تن کیئے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ سارا رستہ ہاتھ ہلا کر کارکنان کے نعروں کا جواب دیتی رہیں۔اس موقع پر محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے کہا کہ 1986 میں وطن واپسی کے مقابلے میں مجھے آج زیادہ خوشی ہو رہی ہے،اس وقت بھی ملک پر ایک ڈکٹیٹر کا قبضہ تھا اور آج بھی لیکن پہلے کے مقابلے میں عوام باشعور ہو چکے ہیں، 1986 میں میرے استقبال کیلئے 10 لاکھ لوگ تھے لیکن اس بار 30 لاکھ سے زیادہ لوگوں نے میرا استقبال کیا ہے میں عوام کے اعتماد کو کبھی بھی ٹھیس نہیں پہنچاؤں گی اپنی جان تو دے سکتی ہوں لیکن کسی بھی صورت عوامی مفادات کا سودا نہیں کیا جا سکتا۔عوامی حقوق کے حصول کیلئے نواز شریف کے ساتھ آج بھی اتحاد کیا جا سکتا ہے۔ملک دوراہے پر کھڑا ہے میں روٹی کپڑا اور مکان کا نعرہ لیکر آئی ہوں اب



وطن واپسی کے موقع پر محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اور سینئر قیادت پر جیالوں کی جانب سے پھولوں کی پتیاں نچھاور کی جا رہی ہیں

میرا جینا مرنا عوام کے ساتھ ہے۔محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ ائیر پورٹ سے بہت بڑے قافلے کے ساتھ آ رہی تھیں کہ کارساز کے مقام پر آپ پر دو بم دھماکے کیئے گئے۔جس میں 149 افراد ہلاک اور 402 زخمی ہو گئے۔اس خودکش حملہ میں محترم امین فہیم، رحمٰن ملک، لشکری رئیسانی، مراد علی شاہ، یوسف رضا گیلانی، شری رحمٰن، عابدہ حسین اور فوزیہ وہاب کے ساتھ متعدد رہنماء زخمی ہوئے۔آپ کے قافلے پر دو خودکش دھماکے کیئے گئے پہلا دھماکہ اس وقت ہوا جب محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کا ٹرک کارساز پل سے گزر رہا تھا اور محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ آرام کرنے کیلئے ٹرک کے اندر



جلاوطنی کے بعد محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے قافلے پر کارساز کے مقام پر ہونے والے
خودکش دھماکوں کے بعد کے دل دہلا دینے والے مناظر

گئی ہوئی تھیں پہلے دھماکے کے 3 منٹ بعد دوسرا خودکش دھماکہ کیا گیا اور عوام منتشر ہوگئے مرنے والوں کے جسموں کے عضاء اُڑکر دور دور تک پھیل گئے۔دھماکہ کے بعد کافی دیر تک کئی زخمی تڑپتے رہے۔لیکن انہیں اٹھانے والا کوئی نہیں تھا۔دھماکہ کے بعد محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو سفید رنگ کی پجارو میں بٹھا کر حفاظت کے ساتھ بلاول ہاؤس پہنچایا گیا۔جانثاران بینظیر نے اپنی جانوں کی پرواہ کیئے بغیر جام شہادت نوش کیا لیکن محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو آنچ تک نہیں آنے دی ،شہید ہونے والے زیادہ تر جانثاروں کا تعلق کراچی کے علاقے لیاری سے تھا جبکہ دوسرے نمبر پر ضلع ایسٹ و ضلع ملیر کے کارکنان نے جام شہادت نوش کیا۔سب کو صرف یہی فکر لاحق تھی کہ نہ جانے بینظیر بھٹو صاحبہ کس حال میں ہونگی۔ایسے موقع پر محترمہ فوزیہ وہاب صاحبہ نے میڈیا کو بتایا کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ خیر و عافیت سے بلاول ہاؤس پہنچ چکی ہیں جبکہ شاہ محمود قریشی صاحب اور راجہ پرویز اشرف صاحب معمولی زخمی ہوئے ہیں ، عابدہ حسین اور دیگر رہنماؤں کو ٹانگوں اور بازوں پر زخم آئے ہیں میرا ہاتھ بھی زخمی ہوا ہے۔دوسری جانب محترمہ کے بلٹ پروف ٹرک پر انکے ساتھ سوار محترم امین فہیم ،مراد علی شاہ بھی زخمی ہوئے۔محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ جیسے ہی بلاول ہاؤس پہنچیں تو دیکھا گیا کہ انہیں خود سے زیادہ اپنے کارکنان اور عہدیدان کی فکر تھی اور ان کی جانب سے بار بار یہی سوال کیا جارہا تھا کہ میرے کارکن تو محفوظ ہیں نہ ،ان کی حالت کیا ہے زخمی ہونے والے کارکنوں اور ساتھیوں کو جلد سے جلد ہسپتالوں تک پہنچایا جائے اور انکی خیریت دریافت کی جائے۔پاکستان پیپلز پارٹی کی جانب سے مزار قائد پر کیا جانے والا جلسہ منسوخ کردیا گیا۔گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد کی جانب سے سندھ میں ایک دن کے سوگ اور تعلیمی ادارے بند کرنے کا اعلان کردیا گیا۔آصف علی زرداری کی جانب سے ایک بیان میں کہا گیا کہ دنیا میں کسی بھی پارٹی کے پاس پاکستان پیپلز پارٹی جیسے دلیر اور جانثار کارکن نہیں ہیں ،بینظیر بھٹو صاحبہ ملک کی واحد مقبول ترین سیاسی رہنماء ہیں۔امین فہیم صاحب نے کہا کہ بینظیر بھٹو صاحبہ تیسری بار وزیراعظم بنیں گی ان کی حفاظت ہر ادارے کا فرض ہے۔عابدہ حسین نے کہا کہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی واپسی سے جمہوریت کا نیا سورج طلوع ہوگا۔سید خورشید احمد شاہ صاحب نے کہا کہ بینظیر بھٹو کے قافلے پر دہشتگردوں نے حملہ کرکے کربلا



جلاوطنی کے بعد محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے قافلے پر کارساز کے مقام پر ہونے والے
خودکش دھماکوں کے بعد کے دل دہلا دینے والے مناظر


محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی جانب سے انتخابات میں شرکت کیلئے فارم جمع کروائے جارہے ہیں اس موقع پر ایاز سومرو، صدر پی پی سندھ نثار احمد کھوڑو صاحب اور عقب میں نادر مگسی صاحب کھڑے ہیں

کی تاریخ دہرائی ہے پاکستان پیپلز پارٹی نے جمہوریت کی بحالی کیلئے قربانیاں دی ہیں۔ نثار احمد کھوڑو صاحب نے کہا کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ شہید ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی طرح بہادر اور نڈر رہنماء ہیں انہوں نے جان کی پرواہ کئے بغیر وطن واپسی کا فیصلہ کر کے ملک دشمن قوتوں کو پیغام دیا ہے کہ پاکستان کے عوام ہی ہمارا سرمایہ ہیں اور ہم نے کبھی اصولوں پر سودے بازی نہیں کی۔ بینظیر بھٹو صاحبہ نے کہا کہ مجھے معلوم تھا کہ مجھ پر حملہ ہوسکتا ہے اس لیئے رہنماؤں سے کہا تھا کہ میری گاڑی پر نہ چڑہیں، میرے ساتھ رہنے پر میں امین فہیم، راجہ پرویز اشرف، نثار احمد کھوڑو، یوسف رضا گیلانی، قائم علی شاہ اور دیگر عہدیدارن کو سلوٹ کرتی ہوں جنہوں نے اپنی جانوں کی پرواہ کیئے بغیر میرا ساتھ دیا اور میرے ساتھ رہے۔ اس موقع پر پاکستان پیپلز پارٹی کی جانب سے ملک بھر میں تین دن سوگ کا اعلان کیا گیا۔

محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے اس سازش میں ملوث تین لوگوں کا ذکر کیا آپ نے ان تین عہدے داروں کی فہرست جنرل مشرف کو بھیجی اور کہا کہ اس کی تحقیقات کے لئے برطانوی سکاٹ لینڈ یارڈ یا پھر ریاست ہائے متحدہ کی فیڈرل بیورو آف انویسٹی گیشن کو طلب کیا جائے، تاہم مشرف کی جانب سے اس پر انکار کر دیا گیا۔


1989 محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ علی حسن منگی صاحب کی دعوت پر ہالیڈے ان (میریٹ ہوٹل) کراچی تشریف لارہی ہیں اس موقع پر علی حسن منگی، سید قائم علی شاہ، محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ، آصف علی زرداری صاحب جبکہ عقب میں ظفر جھنڈیر موجود ہیں

صدر مشرف اور محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے درمیان تعلقات اس وقت مزید کشیدہ ہوگئے جب مشرف نے ہنگامی حالت کا اعلان کیا اور نومبر میں آئین کو معطل کر دیا، اُس وقت محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ دبئی کا دورہ کر رہی تھیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) نے مشرف کے اقدامات پر احتجاج کیا۔ کچھ مشیروں کی جانب سے وطن واپسی نہ کرنے کے مشورے کے باوجود آپ پاکستان آگئیں تاہم آپ کو مختصر وقت کیلئے نظر بند کر دیا گیا۔ اس کے بعد محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے عوامی سطح پر بھرپور انداز سے مشرف کی مخالفت شروع کر دی۔ 26 نومبر کو نواز شریف وطن واپس آئے اسی دن محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے لاڑکانہ کے حلقے میں دو پارلیمانی نشستوں پر الیکشن لڑنے کیلئے کاغذات جمع کروائے۔ مشرف آرمی چیف کے عہدے سے ریٹائرڈ ہوگئے اور پاکستان کے سویلین صدر کے طور پر حلف اٹھالیا۔ دسمبر کے اوائل میں محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے نواز شریف سے ملاقات کی تا کہ ان کے مطالبے کو زیادہ بہتر انداز سے عوامی ایوانوں تک پہنچایا

جاسکے کہ مشرف جنوری میں ہونے والے پارلیمانی انتخابات سے قبل ایمرجنسی کو ختم کرنے کے اپنے وعدے کو پورا کریں، محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے دھمکی دی کہ اگر مشرف کی جانب سے ایسا نہیں کیا گیا تو وہ ووٹ کا بائیکاٹ کرینگی ۔دسمبر میں مشرف نے ایسا ہی کیا، محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے اعلان کیا کہ پاکستان پیپلز پارٹی پانچ نکاتی مہم چلائے گی ۔ روزگار، تعلیم ،توانائی ، ماحولیات اور مساوات ، پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور میں فوج اور انٹیلی جنس ایجنسیوں کی زیادہ سے زیادہ سویلین نگرانی اوران پر پابندیاں عائد کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔

شہادت محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ

27 دسمبر 2007 پاکستان پیپلز پارٹی اور جمہوریت پسند عوام کیلئے اتنا بڑا سانحہ رونماء ہوا کہ جس کا خلاء شاید تاریخ میں کبھی پر نہیں ہوسکتا پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنان اور جمہوریت پسند عوام کے دلوں میں اتنا بڑا زخم بن گیا کے جس کا ازالا ممکن ہی نہیں ۔عوام کی محبوب ترین اور ملک کی جمہوریت پسند رہنماء دو بار وزیر اعظم پاکستان چئیر مین


سانحہ راولپنڈی سے چند روز قبل 23 دسمبر 2007 محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ لاڑکانہ میں انتخابی مہم کے دوران اس موقع پر صدر پاکستان پیپلز پارٹی (سندھ) جناب نثار احمد کھوڑو صاحب بھی موجود ہیں


محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ لیاقت باغ میں ہاتھ ہلا کر کارکنان کے نعروں کا جواب دیتے ہوئے

پاکستان پیپلز پارٹی محترمہ بینظیر بھٹو جنوری 2008 میں ہونے والے انتخابات کے سلسلے میں لیاقت باغ راولپنڈی میں ایک سیاسی جلسے سے خطاب کرکے روانہ ہورہی تھیں کہ خودکش بم دھماکہ اور فائرنگ میں شہید ہوگئیں، جبکہ اس دھماکہ میں 30 افراد ہلاک اور 45 سے زیادہ زخمی ہوگئے ۔عینی شاہدوں کے مطابق محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ جب اپنی گاڑی سے ہاتھ ہلا کر کارکنان کا حوصلہ بلند کر رہی تھی ٹھیک اسی وقت بینظیر بھٹو کے اوپر ایک شخص کی جانب سے نشانہ لگا کر فائرنگ کی گئی اور بھکدڑ کے درمیان موٹر سائیکل پر سوار ایک خودکش حملہ آور نے خودکش دھماکہ کر دیا، زخمی ہونے والی محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو فوری طور پر راولپنڈی کے جنرل اسپتال لایا گیا جہاں پر ڈاکٹرز اور پولیس افسران کا کہنا تھا کہ محترمہ کے گلے میں ایک گولی لگی ہے جبکہ دھماکہ کی وجہ سے اُن کے سر پر بھی


محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ لیاقت باغ میں شہادت سے قبل چائے کا آخری کپ پیتے ہوئے اس موقع پر جناب مخدوم امین فہیم بھی آپ کے ساتھ موجود ہیں

چوٹ آئی ہے۔ راولپنڈی جنرل اسپتال میں ڈاکٹرز نے ان کی زندگی بچانے کی بھرپور کوشش کی لیکن انکے گلے پر لگنے والی گولی اور سر پر آنے والی چوٹ کی وجہ سے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی وفات ہوگئی۔ جس کے بعد محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے سیاسی حریف جناب نواز شریف صاحب فوری طور پر اسپتال پہنچے اور انکی لاش کا آخری دیدار کیا۔ اس موقع پر نواز شرف زاروقطار رونا شروع ہوگئے میڈیا نواز شریف سے انکے تاثرات معلوم کرنا چاہتا تھا لیکن وہ بات نہیں کر پائے۔ آپ کی شہادت کے وقت شیری رحمٰن، ناہید خان، رحمٰن ملک و دیگر عہدیداران آپکے ساتھ تھے۔ اس موقع پر پاکستان پیپلز پارٹی کے ترجمان جناب فرحت اللہ بابر صاحب کا کہنا تھا کہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی گاڑی محض 50 میٹر کے فاصلے پر تھی کہ خودکش دھماکہ کیا گیا۔ رحمٰن ملک صاحب نے کہا کہ دھماکہ سے قبل محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی گاڑی پر فائرنگ کی گئی اور اسکے فوری بعد خودکش دھماکہ کیا گیا۔ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت کی خبر جنگل میں لگی آگ کی طرح پھیل گئی اور ملک بھر میں ہنگامے شروع ہوگئے۔ ٹرینوں، نجی دفاتر، گاڑیوں کو جلایا گیا، حالات کو سنبھالنا حکومت کے بس سے باہر ہوتا جارہا تھا۔ آصف علی زرداری صاحب رات دیر سے اپنے بچوں بختاور، بلاول اور آصفہ سمیت راولپنڈی پہنچ گئے


محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ لیاقت باغ میں خطاب کرتے ہوئے

اور آپ کی لاش کو دیکھ کر جذبات کھو بیٹھے اور زاروقطار رونا شروع کردیا، بعد میں آپ کی لاش کو کراچی لایا گیا اور پھر آپ کے خاندانی قبرستان میں سپرد خاک کرنے کیلئے پہنچایا گیا۔ حکومت پاکستان کی جانب سے اس عظیم سانحہ پر ملک بھر میں تین دن سوگ کا اعلان کیا گیا جبکہ الیکشن کمیشن آف پاکستان کی جانب سے انتخابات کی تاریخ ایک ماہ تک ملتوی کردی گئی۔ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت پر محترمہ غنویٰ بھٹو، فاطمہ بھٹو اور ذوالفقار علی بھٹو بھی غم سے نڈھال ہوگئے۔ آپ کی شہادت پر پیر پگارو، الطاف حسین اور دیگر سیاسی رہنماؤں نے بھی اسے بہت بڑا سانحہ قرار دیا۔ ممتاز بھٹو نے کہا کہ بینظیر ہمارے گھر کی بیٹی تھی اقوام متحدہ ان کے قتل کی تحقیقات کرے۔ الٰہی بخش سومرو صاحب نے کہا کہ میرے گھر کا فرد ہم سے جدا ہوگیا ہے۔ رسول بخش پلیجو نے اعلیٰ عدالتی کمیشن قائم کرنے کا مطالبہ کرتے



محترمہ غنویٰ بھٹو، محترمہ فاطمہ بھٹو گڑھی خدا بخش آتے ہوئے جبکہ دوسری جانب پیر پگارو صاحب، الطاف حسین اور الاہی بخش سومرو نظر آرہے ہیں

ہوئے کہا کہ اس سانحہ پر ہم بھٹو خاندان کے ساتھ ہیں۔ صدر الدین شاہ صاحب نے کہا کہ 27 دسمبر ملکی تاریخ کا سیاہ دن ہے۔ عبدالقادر ہالیپوٹو نے کہا کہ بینظیر کا خلاء کبھی پُر نہیں ہوسکتا۔ فاروق لغاری نے کہا کہ بینظیر بھٹو کی شہادت ملک کے خلاف ایک بہت بڑی سازش ہے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ بینظیر بھٹو کے قتل کا ذمہ دار صدر مشرف ہے۔ بشیر قریشی نے کہا بینظیر بھٹو کو قتل کر کے سندھی قوم کو ایک عالمی لیڈر سے محروم کر دیا گیا جسقم کی جانب سے آپ کی شہادت پر 7 دن کے سوگ کا اعلان کیا گیا۔ قادر مگسی نے کہا کہ بینظیر بھٹو کی شہادت موجودہ دور کا بہت بڑا عالمی سانحہ ہے۔ غنویٰ بھٹو نے کہا کہ ہمارے اختلافات سیاسی اختلاف تھے بینظیر بھٹو پر حملہ پاکستان پر حملہ ہے یہ بہت بڑا سانحہ ہے۔ فاطمہ بھٹو نے کہا کہ مزید ایک لاش بھٹو خاندان کے سپرد کی گئی ہے بینظیر کے ساتھ گزرا ہوا وقت کبھی بھی بھلا نہیں سکتی۔ محترمہ جناب امین فہیم صاحب نے کہا کہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے قتل کی مذمت کرتے ہیں آج پی پی پی اور ہمارے لئے صدمہ کا دن ہے محترمہ کا قتل قومی سانحہ ہے۔ پی پی پی کی جانب سے 40 دن کے سوگ کا اعلان کر دیا گیا۔ بابر عوان نے کہا کہ قائد عوام کی طرح بینظیر بھٹو صاحبہ کو بھی ٹارگٹ کر کے قتل کیا گیا۔

پیپلز پارٹی کی سربراہ اسلامی دنیا کی پہلی خاتون وزیراعظم راولپنڈی سانحہ میں شہید ہونے والی محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی آخری رسم انکے خاندانی قبرستان نئے دیرو اور گڑھی خدا بخش میں اختتام پذیر ہوئی محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو لاکھوں سوگواروں کے سامنے شہید ذوالفقار علی بھٹو کی قبر کے ساتھ سپرد خاک کر دیا گیا۔ ہر جانب آہیں



محترم آصف علی زرداری صاحب اور محترم بلاول بھٹو زرداری صاحب شہید جمہوریت دختر ایشیاء بینظیر بھٹو صاحبہ کی لاش کو کندھا دیتے ہوئے کی قبر پر فاتحہ خوانی کرتے ہوئے

اور سسکیاں قیامت صغراء کا منظر پیش کر رہی تھی آپ کا جسد خاکی رات کو تین بجے خصوصی پرواز کے ذریعے سکھر لایا گیا۔ جناب آصف علی زرداری صاحب انکے بچے بختاور بھٹو صاحبہ، آصفہ بھٹو صاحبہ اور بلاول بھٹو صاحب آپ کے جنازے کے ساتھ تھے۔ آپ کا جنازہ ہیلی کاپٹر کے ذریعے موئن جو داڑو لایا گیا اور پھر ایمبولنس کے ذریعے نئے دیرو پہنچایا گیا۔ اس وقت دل دہلا دینے والا منظر تھا ایک جانب جنازہ میں آپ کے شوہر جناب آصف علی زرداری صاحب آپکے ساتھ بچے جناب بلاول بھٹو صاحب، بختاور بھٹو صاحبہ اور آصفہ بھٹو صاحبہ تھیں۔ جبکہ دوسری جانب شہید مرتضٰی بھٹو صاحب کی بیوہ پاکستان پیپلز



ذوالفقار بھٹو جونیئر ، فاطمہ بھٹو صاحبہ اور غنویٰ بھٹو صاحبہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ قبر پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کرنے کے بعد دعائے فاتحہ پڑھتے ہوئے

پارٹی شہید بھٹو کی چیئر پرسن محترمہ غنویٰ بھٹو اور شہید میر مرتضٰی بھٹو کی اولاد محترمہ فاطمہ بھٹو اور ذوالفقار علی بھٹو جونئیر موجود تھے ۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کا جنازہ ایک تابوت میں تھا جس سے کمرہ میں چٹائی بچھا کر رکھا گیا تھا ۔ جنازہ میں ملک کے مختلف علاقوں سے کارکنان اور عہدیداران کی ایک بڑی تعداد شریک تھی ۔ نوں دیرو ہاؤس میں قرآن خوانی کے بعد محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کا جنازہ اٹھایا گیا آصف علی زرداری صاحب کے ساتھ پیپلز پارٹی کے وائس چئیر مین مخدوم امین فہیم، سید قائم علی شاہ ،مخدوم شاہ محمود قریشی ، نثار احمد کھوڑو سمیت چاروں صوبوں سے آئے ہوئے پارٹی رہنما شریک تھے ۔ جبکہ لندن سے شہید ذوالفقار بھٹو صاحب کی چھوٹی بیٹی اور محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی بہن صنم بھٹو بھی شریک تھیں ۔ بینظیر بھٹو کی تدفین کے وقت کئی کارکن دھاڑیں مار کر روتے رہے اور متعدد بے ہوش ہوگئے ۔جس کے بعد بلاول بھٹو زرداری صاحب کو بینظیر بھٹو کا سیاسی جانشین مقرر کیا گیا جبکہ آصف علی زرداری صاحب پاکستان پیپلز پارٹی کے شریک چئیر مین ہونگے ۔اس موقع پر بلاول بھٹو زرداری صاحب نے کہا کہ والدہ کی طرح وفاق کی علامت بنوں گا جمہوریت بہترین انتقام ہے ۔ جبکہ اس موقع پر آصف علی زرداری صاحب نے کہا کہ اقوام متحدہ بینظیر کے قتل کی تحقیقات کرے ،فوج کے ساتھ ہمارا کوئی جھگڑا نہیں تاہم اسٹیبلشمنٹ کے ساتھ نہیں چل سکتے ۔ پاکستان کو بچانا چاہتے ہیں عوام تیر پر ٹھپہ لگا کر بینظیر کے خون کا حساب لے ۔اس موقع پر آصف علی زرداری صاحب نے کہا ہمیں پاکستان چاہئیے اس لیئے پاکستان نہ کھپے جیسے نعروں سے اجتناب کیا جائے ۔بینظیر چاروں صوبوں کی زنجیر تھیں انکی شہادت رائیگاں نہیں جائے گی ۔ امین فہیم صاحب نے کہا کہ بینظیر کی وصیت کے مطابق آصف علی زرداری صاحب کو پی پی پی کا چئیر مین مقرر کیا گیا ہے تاہم آصف علی زرداری صاحب نے بلاول بھٹو کو خود پارٹی کا چئیر مین نامزد کیا ہے۔



محترم آصف علی زرداری صاحب اور محترم بلاول بھٹو زرداری صاحب شہید جمہوریت دختر ایشیاء بینظیر بھٹو صاحبہ کے جسد خاکی کو لحد میں اتارنے کے بعد قبر پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کر رہے ہیں



محترمہ بختاور بھٹو زرداری صاحبہ، محترمہ آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ، محترمہ بلاول بھٹو زرداری صاحب اور محترمہ صنم بھٹو صاحبہ شہید جمہوریت دختر ایشیاء کی قبر پر فاتحہ خوانی کرتے ہوئے


محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کارکن کو ہاتھ ہلا کر جواب دے رہی ہیں

آپ کی شہادت پر بین الاقوامی ردعمل عالمی سطح پر مذمت پر مشتمل تھا، پاکستان کے علاقائی ہمسایہ ممالک افغانستان، چین، بھارت، بنگلہ دیش اور ایران سمیت بھارتی وزیر اعظم من موہن سنگھ نے پاک بھارت تعلقات کی بہتری کیلئے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی کوششوں کی تعریف کی، اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے ایک ہنگامی اجلاس منعقد کیا اور متفقہ طور پر اس قتل کی مذمت کی گئی، یورپی یونین کے صدر جوزے مینوئل باروسو اور امریکی صدر جارج ڈبلیو بش نے بھی اس امید کا اظہار کیا کہ پاکستان جمہوریت کی راہ پر گامزن ہے۔

افریقی ممالک


الجزائر کی وزرات خارجہ نے ایک بیان جاری کرتے ہوئے کہا کہ الجزائر اس مجرمانہ فعل کی شدید مذمت کرتا ہے کہ ایک غیر معمولی شخصیت کی حامل لیڈر کی تقدیر کو چکنا چور کرنے کیلئے دہشت گردی کی گئی وہ اہم ملک میں جمہوری جدوجہد کیلئے کوششیں کرتی رہیں۔


مصر۔ وزیر خارجہ احمد ابوالغیط نے بینظیر بھٹو صاحبہ کے خاندان ان کی پارٹی کے کارکنان، حکومت اور پاکستان کی عوام سے گہری تعزیت وافسوس کا اظہار کیا۔


لائبیریا۔ صدر ایلن جانسن سرلیف نے ایک بیان میں کہا کہ وہ پاکستان میں رنماء ہونے والے اس سانحہ سے بہت پریشان اور غمزدہ ہیں۔


لیبیا۔ وزرات خارجہ کی جانب سے بیان میں پاکستان میں ہونے والی گھناؤنی دہشت گردی کی کاروائی کی شدید مذمت کی گئی اور پاکستانی معاشرے کی سلامتی اور پاکستان کے امن کو خطرے میں ڈالنے جیسے اقدامات کی سخت مخالفت کی گئی۔


مراکش۔ شاہ محمد ششم نے اپنے پیغام میں قتل کی مذمت کی اور محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو حکومت اور اپوزیشن کے رہنماؤں میں سے انتہائی قابل اور بہترین رہنماء کہا۔


نمیبیا۔ وزرات خارجہ کی جانب سے ایک بیان میں پاکستانی حکام سے مطالبہ کیا گیا کہ جنہوں نے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت بزدلانا طور پر قتل کا ارتکاب کیا ہے انہیں انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے بیان میں محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے اہل خانہ اور دھماکے میں ہلاک ہونے والوں کے ساتھ تعزیت کی گئی۔



نائیجیریا۔صدر عمر ویار عدوا نے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے خاندان، حکومت پاکستانی اوران کے حامیوں سے کہا کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اپنے ملک کی حقیقی جمہوریت کے ویژن کے تعاقب میں شہید ہوئی ہیں۔جس پر وہ یقین رکھتی ہیں اس سوچ اور فلسفہ پر انہیں شہادت حاصل ہوئی ہے۔



جنوبی افریقہ۔خارجہ امور کے ترجمان روٹی ماموپا نے کہا کہ جنوبی افریقہ محترمہ بینظیر بھٹو کے قتل کی خبر سے بے حد غمزدہ ہے ہم تشدد کے اس عمل کی واضح طور پر مذمت کرتے ہیں۔ہم پاکستانی عوام اور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنی بھرپور طاقت سے ہر ممکن کوشش کرکہ اس گھناؤنے فعل کے مرتکب افراد کو تلاش کر کے ان کے خلاف کاروائی کرے۔



تینونس۔ وزرات خارجہ کی جانب سے بیان میں اس قتل کی شدید مذمت کی گئی اور افسوس کا اظہار کیا گیا۔



یوگنڈا۔امور خارجہ کے وزیر اسحاق مسومبا نے کہا کہ یہ انتہائی افسوس ناک اور دردناک سانحہ ہے،ہم یہ سمجھتے تھے کہ پاکستان میں جمہوریت آچکی ہے لیکن محترمہ کا قتل اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ دہشت گرد عناصر اب بھی ملک کا امن تباہ کرنا چاہتے ہیں تاہم جمہوریت کیلئے مسلسل جدوجہد کا عمل جاری رہنا چاہئیے۔

ایشیائی ممالک



افغانستان۔صدر حامد کرزئی نے کہا کہ ہم انتہائی سفاکیت اور بزدلانہ عمل کی سخت مذمت کرتے ہیں،انہوں نے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے اس خطے کی خاطر بالخصوص پاکستان کی خاطر اپنی جان کی قربانی دے دی۔



آذربائیجان۔صدر الہام علییف نے کہا کہ یہ المناک واقعہ ایک بار پھر دہشت گردی سے لڑنے اور اس کے خلاف مشترکہ اقدام کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔اس آفت کے خلاف مشترکہ اقدامات اٹھائے جائیں۔ایسے اقدامات انسانیت کے لئے مستقل خطرے کا باعث ہیں،ہم ہلاک ہونے والوں اور پاکستانی عوام کے ساتھ گہری تعزیت کرتے ہیں۔



بحرین۔حکومت کی جانب سے اس قتل کی مذمت کرتے ہوئے کہا گیا کہ ہم بھٹو خاندان اور تمام پاکستانی عوام کے ساتھ اس سانحہ پر تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔



بنگلہ دیش۔ وزیراعظم فخر الدین احمد نے حملے کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ یہ ایک ناقابل معافی جرم تھا جس نے دنیا کو چونکا دیا ہے۔بنگلہ دیش کی حکومت اور عوام نے اپنے پاکستانی بھائیوں کے ساتھ اس سانحہ پر سوگ منایا ہے،بنگلہ دیش کی بڑی سیاسی جماعت عوامی لیگ نے

بھی اس قتل کی مذمت کی اور جمہوریت کی حامی اور ترقی پسند قوتوں پر زور دیا کہ وہ اس گھناؤنے قتل کے خلاف متحد ہو جائیں جبکہ دوسری جانب بنگلہ دیش نیشنلسٹ پارٹی نے خدشہ ظاہر کیا کہ اس قتل سے برصغیر کی جمہوری سیاست پر منفی اثر پڑ سکتا ہے، جماعتہ پارٹی، ورکرز پارٹی آف بنگلہ دیش، نیشنل عوامی پارٹی اور بیکلپا دھرا بنگلہ دیش نے بھی اس سانحہ کی شدید مذمت کرتے ہوئے دکھ اور غم کا اظہار کیا۔



برونائی۔ سلطان حسنال بولکیہ نے صدمے کا اظہار کیا اور محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے قتل کی مذمت کی انہوں نے پاکستانی عوام اور مرحومہ بینظیر بھٹو کے خاندان اور حلقہ احباب سے گہری تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے رنج و غم کا اظہار کیا۔



کمبوڈیا۔ وزیر اعظم ہن سین نے قتل کی مذمت کرتے ہوئے اسے بزدلانہ دہشت گردی قرار دیا اور کہا کہ ان کا قتل پاکستان میں بہت بڑا سانحہ اور سنگین مسئلہ ہے، انہوں نے بھٹو خاندان سے تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے پاکستان کی تمام سیاسی جماعتوں سے معاملات کو تحمل سے حل کرنے کا مطالبہ کیا۔



چین۔ وزارت خارجہ کے ترجمان کن گینگ نے کہا کہ چین پاکستان کی اپوزیشن لیڈر محترمہ بینظیر بھٹو کے قتل پر صدمے میں ہے اور دہشت گردانہ حملے کی شدید مذمت کرتا ہے۔



ہندوستان۔ وزیر اعظم من موہن سنگھ نے کہا کہ وہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے گھناؤنے قتل کا سن کر بہت صدمے میں ہیں اور خوفزدہ ہیں۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کوئی عام سیاسی رہنماء نہیں تھی بلکہ یہ وہ رہنماء تھیں جنہوں نے سیاسی میدان میں گہرے نقوش چھوڑے ہیں وہ ہندوستان اور پاکستان کے تعلقات میں امید کی کرن تھیں، ان کی موت سے برصغیر نے اپنے ملک میں جمہوریت اور مفاہمت کے لیئے کام کرنے والی ایک بہترین رہنماء کو کھو دیا ہے جو کہ ہمارے خطے کو دہشت گردی کی بزدلانہ کاروائیوں سے درپیش ہیں میری دلی تعزیت پاکستان کی عوام کے ساتھ ہے۔ وزیر خارجہ پرناب مکھر جی نے کہا کہ انہوں نے محترمہ بینظیر بھٹو کی موت کی خبر صدمے اور ہولناکی کے ساتھ سنی ہے۔ انہوں نے ہندوستان اور پاکستان کے تعلقات کی بہتری اور حالات کو معمول پر لانے کیلیئے اقدام کیئے وہ قابل ستائش تھیں محترمہ بینظیر بھٹو ایک بہادر اور شاندار خاتون رہنماء تھیں ان پر کیا جانے والا حملہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ دہشت گرد انکے جمہوریت پسند اقدامات سے شکست کھا چکے تھے۔





انڈونیشیا۔صدر سوسیلو بامبانگ یودھو ینو نے کہا کہ وہ اس سانحہ پر صدمے میں تھے اور دہشت گردوں کی مذمت کرتے ہیں انہوں نے امید ظاہر کی کہ اس طرح کے حادثے سے پاکستان میں جمہوریت کو نقصان نہیں پہنچے گا خاص طور پر 15 جنوری کو ہونے والے انتخابات کو غیر مستحکم نہیں کیا جا سکتا۔



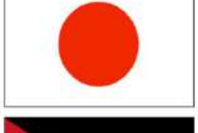
ایران۔وزیر خارجہ منوچہر متقی نے ایرانی قوم اور حکومت کی جانب سے گہری ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ امید ہے کہ حکومت پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو کے قاتلوں اور دیگر بیگناہوں کے قاتلوں کا سراغ لگا کر انکے خلاف کاروائی کرے گی۔وزرات خارجہ کے ترجمان محمد علی حسینی نے کہا کہ ہمیں امید ہے کہ پاکستانی حکومت اس طرح مجرمانہ فعل کے پیچھے کارفرما افراد کی نشاندھی کرے گی اور انہیں انصاف کے کٹہڑے میں لائے گی اور ملک میں امن و امان بحال کرے گی۔



عراق۔صدر جلا طالبانی نے دنیا سے دہشت گردی کے کینسر کے خلاف متحد ہونے کی اپیل کی،



اسرائیل۔صدر شمعون پیریز نے محترمہ بینظیر بھٹو کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ وہ ایک بہادر خاتون تھیں جنہوں نے اپنی رائے نہیں چھپائی نہ کسی خوف سے انہوں نے غیر معمولی بہادری اور قابلیت کے ساتھ اپنی قوم کی خدمت کی وہ ایک بے پناہ کرشماتی رہنما اور اپنی سرزمین اور پوری دنیا میں امن کیلئے جنگجو تھیں۔اس کے قتل کی خبر سے ہم حیرت زدہ ہیں۔خارجہ امور کی وزیر زپی لیونی نے کہا کہ ہم پاکستانی عوام اور متاثرین کے اہل خانہ سے تعزیت کرتے ہیں۔بینظیر بھٹو پاکستان اور عالمی برادری میں ایک معروف رہنماء تھیں جنہوں نے اپنے لوگوں کیلئے بہادر قیادت کا مظاہرہ کیا۔اسرائیل اس امید کا اظہار کرتا ہے کہ پاکستان مفاہمت اور اعتدال پسندی کے راستے پر گامزن رہے۔



جاپان۔امور خارجہ کے وزیر ماسا ہیکو کومورا نے حملے کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ تشدد کے ذریعے کسی چیز کو حل کرنے کی کوشش کرنا قطعی طور پر نا قابل قبول ہے۔



اردن۔شاہ عبداللہ دوم نے مشرف کے نام ایک پیغام میں اس قتل کی مذمت کی اور اس واقعے کے نتائج پر قابو پانے کے لئے اردن کی جانب سے پاکستان کی حمایت کا اظہار کیا۔



کویت۔کابینہ کے امور کے وزیر فیصل محمد الحاجی نے کہا کہ ریاست کویت اس شیطانی دہشت گردی کی کاروائی کی مذمت کرتی ہے جس نے محترمہ بینظیر بھٹو کے قافلے کو نشانہ بنایا، کویت محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے اہل خانہ اور ان تمام افراد کے لئے دکھ و ہمدردی کا اظہار کرتا ہے جو اس سانحہ میں قتل ہوئے۔



لبنان۔ وزیراعظم فواد سینورا نے کہا کہ لبنان سابق وزیراعظم پاکستان اور چئیر پرسن پاکستان پیپلز پارٹی محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے قتل کی خبر سے صدمے میں ہے انہوں نے کہا کہ لبنانی عوام اور حکومت لبنان کی جانب سے ہم اس قتل کی پرزور الفاظ میں مذمت کرتے ہیں۔



ملائیشیاء۔ وزیراعظم عبداللہ احمد بداوی نے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اور دیگر افراد کی ہلاکت پر ان کے اہل خانہ سے اپنی جانب سے گہری تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ شدت پسندی اور تشدد کا سہارا نا قابل قبول ہے اور اس سے کسی بھی وقت اور کہیں بھی برداشت نہیں کیا جاسکتا، مجرموں کو انصاف کے کٹہرے میں لایا جانا چاہئیے انہوں نے مزید کہا کہ مجھے امید ہے کہ پاکستان کے حالات جلد ہی مستحکم ہوں گے اور پاکستانی عوام سکون کے ساتھ اپنی زندگی بسر کریں گے۔ سابق وزیراعظم ملائیشیا مہاتیر محمد نے کہا کہ وہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی موت سے انتہائی غمزدہ ہیں اور امید کرتے ہیں کہ پاکستان میں ایک بار پھر امن کا راج ہو۔



مالدیپ۔ صدر مامون عبدالقیوم نے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ پر حملے کی مذمت کرتے ہوئے حکومت پاکستان، شہریوں اور محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے اہل خانہ وہ دیگر ہلاک ہونے والوں سے تعزیت کا اظہار کیا، انہوں نے کہا کہ مالدیپ کی حکومت اور عوام مصیبت اور دکھ کی اس گھڑی میں آپ کے ساتھ ہے ہم حکومت پاکستان اور برادر عوام کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں، محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے کئی سالوں تک پاکستان کی خدمت کی اور وزیر اعظم رہنے کے دوران علاقائی اور عالمی امور میں اہم کردار ادا کیا وہ مالدیپ کی بہت اچھی دوست تھیں۔



نیپال۔ وزیراعظم گریجا پرساد کوئرالہ نے کہا کہ وہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے قتل کی خبر سن کر حیران رہ گئے ہیں۔



فلپائن۔ صدر گلوریا میکا پگل ارویو نے اس قتل کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ ہم بینظیر بھٹو اور راولپنڈی میں فائرنگ و بم دھماکے میں ہلاک ہونے والے دیگر افراد کی ہلاکت پر پاکستانی قوم کے ساتھ سوگوار ہیں۔ ہم اس گھناؤنے ظلم کی شدید مذمت کرتے ہیں ہم سابق وزیراعظم و دیگر لواحقین کے خاندانوں سے ہمدردی اور دکھ کا اظہار کرتے ہیں انہوں نے مزید کہا کہ یہ حملہ جمہوریت پر حملہ ہے، ارویو نے بین الاقوامی برادری سے امن و امان اور جمہوریت کے تحفظ کیلئے مدد و تعاون کا مطالبہ کیا۔



سعودی عرب۔ شاہ عبداللہ نے کہا کہ محترمہ بینظیر بھٹو کے قاتل، بدکار قاتل تھے جو اسلام اور اخلاقیات سے دور ہیں۔



سنگاپور۔وزارت خارجہ کی جانب سے جاری کئے گئے بیان میں کہا گیا کہ سنگاپور خودکش بم حملے کی وجہ سے صدمے میں اور خوفزدہ ہے اور ہم اس قتل کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہیں۔ سنگاپور ریاست کے سربراہان نے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے خاندان کو تعزیتی خطوط بھی بھیجے۔



جنوبی کوریا۔وزارت خارجہ کی جانب سے کہا گیا کہ حکومت جنوبی کوریا پاکستان کی سابق وزیر اعظم محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی موت پر شدید صدمے میں ہے کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو جمعرات کے روز انتخابی مہم کے دوران دہشت گردوں کے ہاتھوں قتل کر دیا گیا۔ہم مقتولہ کے اہل خانہ سے دلی تعزیت کرتے ہیں ہماری حکومت کسی بھی قسم کی دہشت گردانہ کاروائیوں کی مذمت کرتی ہے۔



سری لنکا۔وزارت خارجہ کے ایک بیان میں کہا گیا کہ محترمہ بینظیر بھٹو جنوبی ایشیائی رہنماؤں میں سے تھیں جنہوں نے جمہوریت کے فروغ کیلئے ہمیشہ اہم کردار ادا کیا ہے، محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کا وحشیانہ قتل دہشت گردی کے خلاف ان کی شکلوں اور مظاہر میں لڑنے کے لئے مکمل عزم کو اجاگر کرتا ہے، ایسے دہشت گردانہ عناصر مہذب معاشرے میں ناقابل قبول ہیں۔



شام۔حکومتی ترجمان کی جانب سے کہا گیا کہ حکومت اور عوام محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے خاندان، پاکستان پیپلز پارٹی اور حکومت پاکستان سے دلی تعزیت کرتی ہے اور ہم اس اعتماد کا اظہار کرتے ہیں کہ پاکستان ان مشکل حالات میں قابو پانے میں کامیاب ہو جائے گا۔



تھائی لینڈ۔وزارت خارجہ کے ترجمان تھریت چرونگوت کی جانب سے جاری کئے جانے والے ایک بیان میں کہا گیا کہ تھائی لینڈ کو اس افسوسناک واقع سے شدید صدمہ ہوا ہے جسکی وجہ سے مقبول رہنماء محترمہ بینظیر بھٹو اور کئی دیگر بے گناہ انسانوں کی موت واقع ہوئی، تھائی لینڈ ہر قسم کی دہشت گردی اور انتہا پسندانہ کاروائیوں کی مذمت کرتا ہے اور تمام فریقوں سے تحمل اور استحکام کیلئے مل کر کام کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔



ترکی۔وزیر اعظم رجب طیب اردگان نے پرویز مشرف سے فون پر بات چیت کے دوران محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے انتقال پر افسوس کا اظہار کیا۔اردگان نے کہا کہ ہم اس دہشت گردانہ حملے کی شدید مذمت کرتے ہیں۔انہوں نے مزید کہا کہ ہمیں امید ہے کہ اس طرح کے حملے پاکستان میں جمہوریت کے عمل کو متاثر نہیں کرینگے۔ ترکی کے صدر عبداللہ گل جنہوں نے اس ماہ کے اوائل میں پاکستان کے دورے کے دوران محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ سے ملاقات کی تھی نے بین الاقوامی برادری سے مطالبہ کیا کہ وہ پارلیمانی انتخابات کی تیاری کیلئے



اس نازک وقت میں پاکستان کی مدد کرے، گل نے کہا کہ انہیں اپنے ملک کے حالات کو بہتر بنانا چاہیئے اوراس بات کو یقینی بنانا چاہیئے کہ مزید خون ریزی نہ ہو۔



متحدہ عرب امارات ۔امور خارجہ کے وزیر عبداللہ بن زید النہیان نے کہا کہ متحدہ عرب امارات اس بڑے نقصان سے اذیت میں مبتلا ہے جس نے نہ صرف پاکستان کو نقصان پہنچایا بلکہ متحدہ عرب امارات کو بھی متاثر کیا۔



ویتنام ۔وزرات خارجہ کی جانب سے کہا گیا کہ ویتنام حکومت اس دہشت گردانہ حملے کی شدید مذمت کرتی ہے اورامید ہے کہ اس طرح کا خونی کھیل کھیلنے والوں کو سخت سزا دی جائے گی۔



یمن ۔ایک حکومتی عہدیدار کی جانب سے اس قتل کو ایک گناہ بھرحملہ قرار دیا گیا اوراس افسوس ناک دہشت گردانہ کاروائی کی شدید مذمت کی اورکہا کہ اس کاروائی کا مقد پاکستان کی سلامتی اورقومی اتحاد کو غیر مستحکم کرنا ہے۔

یورپی ممالک



البانیہ۔وزارت خارجہ نے کہا کہ البانیہ پاکستان میں ہونے والے اس المناک واقعے پراپنے گہرے غم وصدمے کا اظہار کرتا ہےاوراس خوفناک دہشت گردی کی کاروائی کی شدید مذمت کرتا ہے۔



آسٹریا۔ وزیر خارجہ ارسلا پلاسنک نے بینظیر بھٹو کے قتل پر حیرانی وناگواری کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان نے جمہوریت کی جانب واپسی کے لئے ایک بہادر جنگجو کو کھو دیا ہے۔



بیلجیم ۔وزیراعظم گائے ورہوفسٹڈ نے کہا کہ یہ نہ صرف ایک سابق وزیراعظم اورموجودہ اپوزیشن لیڈر پرحملہ ہے بلکہ یہ پاکستان میں جمہوری عمل پرایک اورحملہ ہے۔بیلجیم کے وزیر خارجہ کیرل ڈی گچٹ نے اس حملے کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ انتہا پسند قوتیں ملک کو غیر مستحکم کرنے اورافراتفری میں ڈالنے کے لئے اپنے اقدامات کو تقویت دے رہی ہیں۔



بیلاروس ۔صدر الیگزینڈر لوکاشینکو نے پاکستانی عوام، صدر پرویز مشرف اور ہلاک ہونے والوں کے اہل خانہ سے تعزیت کا اظہار کیا۔صدر لوکاشینکو نے اس واقعے کو ایک دہشت گردانہ حملہ قرار دیا، جس نے معروف پالیسی ساز محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی جان لے لی۔



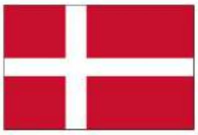
بلغاریہ۔وزرات خارجہ کے ایک بیان میں دہشت گردی کی کاروائی کی شدید مذمت کی گئی اور کہا گیا کہ بلغاریہ محترمہ بینظیر بھٹو کے خاندان سے رنج وغم اورتعزیت کا اظہار کرتا ہے۔



کروشیا۔صدر سٹیپان میسک نے پاکستان کی اپوزیشن رہنماء محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے قتل پر مذمت کرتے ہوئے کہا کہ دہشت گردی ان سب سے بڑی برائیوں میں سے ایک ہے جس کا جدید دنیا کو سامنا ہے ہمیں اس دہشت گردی کا مشترکہ کوششوں سے مقابلہ کرنا چاہیئے۔



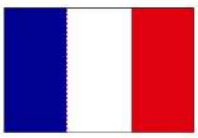
چیک ریپبلک۔وزیراعظم میرک ٹوپولانیک نے اس حملے کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ امید ہے کہ اس اندوہناک سانحہ کے بعد ایسے واقعات کو کنٹرول کرلیا جائیگا اور پرتشدد کاروائیوں کے خلاف اقدامات اٹھائے جائینگے۔صدر چیک ریپبلک واکلیو کلالیس نے کہا کہ اس حملے کے پیچھے نفرت کارفرما ہے جو تہذیب کیلئے خطرہ ہے۔



ڈینمارک۔وزیرخارجہ پیر سٹیج میلر نے کہا کہ پاکستانی معاشرے کیلئے یہ سانحہ خوفناک اور المیہ ہے کیونکہ ان کی پاکستان واپسی اور 8 جنوری کو ہونے والے انتخابات کے ساتھ اصلاحات اور جمہوریت کی حقیقی امیدتھیں جنہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کی گئی۔



فن لینڈ۔وزیراعظم ماطی ونحانین نے کہا کہ محترمہ بینظیر بھٹو نے آزادنہ انتخابات میں حصہ لینے اور جمہوریت کے فروغ کیلئے اپنے وطن میں بہادرانہ واپسی کی لیکن افسوس کہ انہیں وہاں پر قتل کردیا گیا۔



فرانس۔صدر نکولس سرکزی نے کہا کہ سب سے زیادہ، زیادہ سختی کے ساتھ اس گھناؤنے فعل کی مذمت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ جمہوریت، بحث ونظریات جیسے پروگراموں کی لڑائی میں دہشت گردی اور تشدد کی کوئی جگہ نہیں ہے۔یہ ایک انتہائی ناگوار عمل اور دردناک واقعہ ہے اور جمہوری عمل کو نقصان پہنچانے کی کوشش ہے۔



جرمنی۔چانسلر انگیلا میرکل نے کہا کہ دہشت گردی کے خلاف جاری رکھی جانے والی جنگ کو روکنے کی کوشش کی گئی ہے۔اس واقعہ میں ملوث عناصر کے خلاف اقدام اٹھائے جائیں۔ جرمنی کے وزیرخارجہ فرینک والٹرسٹین مئیر نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی موت پاکستان میں جمہوریت کیلئے لڑنے والے ہرفرد کیلئے ایک شدید دھچکا ہے۔



یونان۔وزیرخارجہ ڈورا باکوئینس نے کہا کہ یونان دہشت گردانہ حملے کی دوٹوک الفاظ میں انتہائی مذمت کرتا ہے جس سے پاکستان میں پارلیمانی انتخابات سے محض دو ہفتے قبل یہ المناک نقصان ہوا ہے۔انہوں نے شہید محترمہ بینظیر بھٹو کو ایک سرکردہ بین الاقوامی شخصیت قرار دیتے ہوئے کہا کہ محترمہ بینظیر بھٹو نے اپنے ملک میں جمہوریت، امن، انسانی وقار کے احترام اور مفاہمت کے لئے کردار ادا کیا اور ثابت قدمی سے جدوجہد کی انہوں نے کہا کہ ہم اس واقع کو



بڑی تشویش سے دیکھ رہے ہیں ساتھ ہی اس خواہش اور امید کا اظہار کرتے ہیں کہ پاکستان جمہوری نظام کی تعمیر کی جانب گامزن ہو۔

ہولی سی۔ سیکریٹری آف اسٹیٹ ٹارسیسیو برٹون نے غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہم پاکستانی قوم، محترمہ بینظیر بھٹو کے ورثاء کے ساتھ گہری ہمدردی اور روحانی قربت کے جذبات کا اظہار کرتے ہیں اور یہ دعا کرتے ہیں کہ مزید تشدد سے گریز کیا جائے اور یہ کہ معاشرے میں عزت واعتماد کی فضاء قائم کرنے کیلئے ہر ممکن کوشش کی جائے، انہوں نے ملک میں سیاسی نظم وضبط اور اعتماد کو برقرار رکھنے پر بھی زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ اداروں کو موثر طریقے سے کام کرنا چاہئیے انہوں نے یہ بھی کہا کہ ویٹی کن پاکستانی عوام کے اس دکھ میں انکے ساتھ برابر کا شریک ہے۔



ہنگری۔ وزارت خارجہ کے ترجمان لاجوس سلیسٹی نے کہا کہ ہنگری ہر قسم کی دہشت گردی کی پرزور مذمت کرتا ہے، یہ ایک ناقابل جواز جرم ہے جس کے نتیجے میں محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اور درجنوں دیگر افراد قتل ہوگئے۔ اس سانحہ کے بعد پاکستان میں جمہوری عمل کو بری طرح متاثر کیا گیا اور جنوری میں ہونے والے انتخابات کو مزید مشکل بنا دیا گیا ہے۔



آئس لینڈ۔ صدر اولفور راگنار گریمسن نے کہا کہ محترمہ بینظیر بھٹو ایک قابل تعریف رہنماء تھیں جنہوں نے دہشت گردی اور انتہا پسندوں کے خیالات کے خلاف کردار ادا کیا آپ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور وسیع النظر توانائی سے بھرپور رہنماء تھیں۔



آئرلینڈ۔ خود کو حیرت زدہ اور غمزدہ قرار دیتے ہوئے آئرلینڈ کے صدر میری میک ایلیز نے کہا کہ میں اپنی جانب سے اور آئرلینڈ کے لوگوں کی جانب سے محترمہ بینظیر بھٹو کے خاندان اور پاکستانی عوام کے ساتھ ہوں، خاص طور پر یہاں آئیرلینڈ میں پاکستانی کمیونٹی کے لوگوں سے اپنی گہری تعزیت کا اظہار کرتا ہوں۔ آئرلینڈ کی وزیراعظم برٹی آہرن نے کہا کہ محترمہ بینظیر بھٹو اور ان کی پارٹی دو ہفتوں سے بھی کم عرصے میں ہونے والے پارلیمانی انتخابات کے سلسلے میں بھرپور مہم چلا رہی تھی اور وہ انتخابات کے ذریعے پاکستان کے عوام کو جمہوری طور پر مستحکم کرنا چاہتی تھیں۔ مجھے امید ہے کہ یہ خوفناک حملہ پاکستانی عوام کو جمہوری عمل کے حصول سے روک نہیں سکے گا۔ آئیرلینڈ کے وزیر ڈرموٹ آہرن نے کہا کہ وہ اس قتل سے شدید صدمے میں ہیں۔ انہوں نے پاکستانی حکام پر بھی زور دیا کہ وہ اس بات کو یقینی بنانے کے لئے پوری کوشش کریں کہ پاکستان جمہوریت کی جانب گامزن رہے گا۔

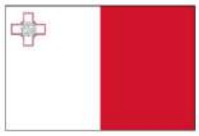


اٹلی۔وزیراعظم رومانو پروڈی نے ایک بیان میں کہا کہ میں بینظیر بھٹو کی موت کے بعد اپنی اور پوری حکومت کی جانب سے دکھ کا اظہار کرتا ہوں ۔ وہ ایک ایسی خاتون تھیں جو اپنی جنگ آخری وقت تک صرف ایک ہتھیار سے لڑنا چاہتی تھیں میں دہشت گردی کے اندھے اور غیظ و غضب کی شدید مذمت کرتا ہوں جس نے ایک بار پھر خون بہایا، پاکستان کو پہلے ہی بہت زیادہ دردناک اور تباہ کن ملک کے طور پر دیکھا ہے۔اس خطے میں امن اور جمہوریت کا راستہ ترک نہیں کیا جانا چاہیئے ۔ سابق وزیراعظم کی قربانی دہشت گردی کے سامنے ہمت نہ ہارنے والوں کے لئے ایک مضبوط ترین مثال ثابت ہوگی ۔اس موقع پر امور خارجہ کے وزیر ماسیمو ڈی الیما نے کہا کہ میں تشدد کے اس وحشیانہ عمل کی مکمل مذمت کرتا ہوں جو کہ انتخابات سے چند دن قبل پاکستان پر حملہ کر کے جمہوری عمل کو تباہ کرنا چاہتے تھے۔





لکسمبرگ۔وزیراعظم ژاں کلاڈ جنکر نے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے قتل کو انتہائی توہین آمیز فعل قرار دیا۔



مالٹا۔وزیر خارجہ مائیکل فرینڈو نے کہا کہ بینظیر بھٹو کا قتل پاکستان میں جمہوریت اور سیکولر سیاست پر حملہ ہے ۔ہم نقصان کی اس گھڑی میں پاکستانی عوام کے ساتھ اپنی یکجہتی کا اظہار کرتے ہیں۔



نیدرلینڈ۔وزیر خارجہ میکسم وہیگن نے بم دھماکے پر اپنی ناگواری کا اظہار کیا، ہالینڈ کی کابینہ کی جانب سے انہوں نے کہا کہ یہ بم حملہ پاکستان میں جمہوریت کی بحالی کیلئے بہت بڑا دھچکا ہے،

نارو ے۔وزیراعظم جینز سٹولٹن برگ نے کہا کہ افسوس کے ساتھ ہمیں سابق وزیراعظم کے قتل کی خبر ملی ہے۔ہم اس حملے کو پاکستان کی جمہوریت کی بحالی کے عمل کے خلاف سنگین ظلم قرار دیتے ہوئے اس کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہیں ۔محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ جمہوریت کی بحالی کے لئے ایک بہادر رہنماء تھیں اور وہ اس عمل کے درمیان اس وقت ہلاک ہوگئیں ۔انہوں نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ یہ دہشت گردی کا قابل نفرت عمل پاکستان میں جاری اصلاحات کو نہیں روکے گا۔





پولینڈ۔وزیر خارجہ راڈوسلو سیکورسکی نے اس قتل کی شدید الفاظ میں مذمت کی اور مزید کہا کہ وہ امید کرتے ہیں کہ اس قتل سے اگلے سال کے انتخابات پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔



پرتگال ۔صدر انبال کا واکوسلوا نے سابق پاکستانی وزیراعظم محترمہ بینظیر بھٹو کو ہلاک کرنے والے افسوسناک حملوں کی مذمت کرتے ہوئے اس قتل کو گھناؤنا فعل قرار دیا۔انہوں نے پاکستان کے صدر اور عوام کے ساتھ گہرے دکھ اور یکجہتی کا اظہار کیا۔



رومانیہ۔وزارت خارجہ نے اس قتل کی مذمت کرتے ہوئے اس سانحہ کو جمہوری عمل پر حملہ قرار دیا اور اس طرح کی قابل مذمت حرکتوں کے خلاف پاکستانی عوام کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کیا۔ انہوں نے پاکستان میں قانون کی حکمرانی اور ہر قسم کی دہشت گردی سے لڑنے کی صلاحیت پر اعتماد کا اظہار کیا۔



روس ۔وزارت خارجہ امور نے اس حملے کی سختی سے مذمت کی اور بینظیر بھٹو کے لواحقین اور چاہنے والوں سے تعزیت کا اظہار کیا اور امید ظاہر کی کہ پاکستانی قیادت ملک میں استحکام کو یقینی بنانے کے ضروری اقدامات کرنے کا انتظام کرے گی اور مجرموں کو ڈھونڈ کر سزا دی جائے گی۔



اسپین ۔وزیر اعظم ہوزے لوئیس روڈ ریگیز زپا تیرو نے کہا کہ میں راولپنڈی میں ہونے والے وحشیانہ دہشت گردانہ حملوں کی شدید ترین مذمت کرتا ہوں۔



سویڈن ۔وزیر خارجہ کارل بلڈاٹ نے قتل کے تقریباً ایک گھنٹے بعد ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ جو کچھ ہوا کہ اس کے لئے غم وغصہ محسوس کرتا ہوں اور مزید نتائج کے بارے میں بھی فکر مند ہوں۔



سوئٹزرلینڈ ۔وفاقی محکمہ خارجہ نے ایک بیان جاری کر کے اس حملے کی شدید مذمت کی ہے ۔انہوں نے پاکستانی حکام اور تمام متعلقہ اداروں سے مطالبہ کیا کہ وہ ملک کے استحکام کو برقرار رکھیں اور جمہوری عمل کو جاری رکھیں۔



یوکرین۔پارلیمنٹ کی اسپیکر آرسینی یاتسینیوک نے پارلیمنٹ کے ایک منٹ کی خاموشی کے بعد کہا کہ پارلیمنٹ مرحوم محترمہ بینظیر بھٹو کے اہل خانہ اور پاکستانی عوام سے ان کے نقصان پر تعزیت کرنا چاہتی ہے۔



برطانیہ۔وزیر اعظم گورڈن براؤن نے کہا کہ بینظیر بھٹو کو دہشت گردوں نے قتل کر دیا لیکن دہشت گردوں کو پاکستان میں جمہوریت کو مارنے کی اجازت نہیں دی جانی چاہئیے اور ظلم ہمارے عزم کو تقویت دیتا ہے کہ دہشت گرد وہاں، یہاں یا دنیا میں کہیں بھی نہیں جیت سکیں گے ۔ براؤن نے مزید کہا کہ ذمہ دار بزدل جمہوریت سے خوفزدہ ہیں اور یہ کہ برطانوی حکومت اور پاکستانی برادری دنیا میں جہاں کہیں بھی ہے ہم پاکستانی کمیونٹی کے ساتھ مل کر کام کر سکتے ہیں،ہم پاکستان کو ایک پر امن اور محفوظ جمہوری ملک بنانے میں ان کے ساتھ ہیں۔

شمالی امریکہ



بہاماس۔وزیر اعظم ہبرٹ انگراہم نے کہا کہ محترمہ بینظیر بھٹو کے قتل نے دنیا کے بیشتر حصوں کو صدمے اور پاکستان، خطے اور دنیا کے مستقبل کے لئے شدید تشویش ناک حالت میں مبتلا کر دیا ہے۔

کینیڈا ۔خارجہ امور کے وزیر اعظم میکسم برنیر نے بیان جاری کیا کہ کینیڈا پاکستان میں جمہوریت کی مکمل بحالی کی کوششوں پر اس حملے کی سخت ترین الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔آج کا تشدد خاص طور پر 8 جنوری 2008 کو پاکستان میں ہونے والے آئندہ انتخابات کو سبوتاژ کرنے کیلئے ایک گھناؤنا عمل ہے ۔مجرموں کے جمہوریت مخالف ارادے کو پاکستان کی حکومت اور عوام کے حوصلے پست نہیں کر سکتے ۔پر تشدد واقعات پاکستان کو غیر مستحکم اور علاقائی سلامتی کیلئے خطرناک ہیں ۔ہم محترمہ بینظیر بھٹو کے خاندان اور دیگر متاثرین کے ساتھ ساتھ پاکستانی عوام کے ساتھ اپنی گہری تعزیت اور افسوس کا اظہار کرتے ہیں ۔یہ دہشت گردی کی ایک گھناؤنی حرکت تھی ہمیں امید ہے کہ حکومت پاکستان مجرموں کو انصاف کے کٹہرے میں لائے گی۔





جمیکا۔وزیر اعظم بروس گولڈنگ نے اس قتل پر صدمے اور غم و غصے کا اظہار کیا اور کہا کہ ہمیں امید ہے کہ پاکستانی عوام جمہوریت، رواداری اور باہمی احترام کے ساتھ پائیدار امن حاصل کریگی۔

میکسیکو۔خارجہ امور کی سیکریٹری پیٹریشیا ایسپنوسا نے اس سانحہ کے خلاف پر افسوس انداز میں مذمت کرتے ہوئے کہا کہ میکسیکو کی جانب سے ہر قسم کی دہشت گردی اور معصوم لوگوں کی جانوں کے ضیاع پر افسوس ہے انہوں نے بینظیر بھٹو کے لواحقین اور متاثرین کے ساتھ ساتھ پاکستانی قوم سے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے تعزیت کی۔



ٹرینیڈاڈ اور ٹوباگو۔وزارت خارجہ نے ایک بیان جاری کرتے ہوئے کہا کہ ٹرینیڈاڈ اور ٹوبوگا کی حکومت اور عوام اسلامی جمہوریہ پاکستان کی حکومت، عوام اور بالخصوص پاکستان پیپلز پارٹی کے سیاسی رہنماؤں اور سابق وزیر اعظم پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو کے ورثاء و خاندان کے ساتھ اس افسوس ناک واقعے پر گہری ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔جس کے نتیجہ میں محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ قتل ہوئیں ہم دہشت گردی کے خاتمہ کیلئے اپنے غیر متزلزل عزم کا اعادہ کرتے ہیں۔





امریکہ۔ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے صدر جاج بش نے اس قتل کی شدید مذمت کرتے ہوئے قاتلوں کو انصاف کے کٹہرے میں لانے پر زور دیا۔جارج بش نے اس قتل کو انتہا

پسندوں کی بزدلانہ کاروائی قرار دیتے ہوئے اس کی مذمت کی اور پاکستان کی حوصلہ افزائی کی ۔انہوں نے کہا کہ محترمہ بینظیر بھٹو کی یادوں کا احترام کرتے ہیں وہ جمہوریت کی بحالی کیلئے اتنی بہادری سے لڑیں اور اپنی جان دے دی لیکن اپنے قدم پیچھے نہیں کیئے ۔ایوان کی اسپیکر نینسی پیلوسی نے کہا کہ سابق پاکستانی وزیراعظم محترمہ بینظیر بھٹو کا وحشیانہ قتل پاکستان میں جمہوریت کی بحالی کے لئے ایک المناک دھچکا ہے ۔اس سال محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی جرات مندانہ واپسی نے قانون کی حکمرانی کو بحال کرنے کی کوششوں نے عوام کو امید دلائی ۔ سیاسی رہنماء ایسے وقت میں تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے دہشت گردوں کے عزائم خاک میں ملادیں انہوں نے کہا کہ انتہا پسندوں کو انصاف کے کٹہرے میں لایا جانا چاہیئے ۔ پاکستان میں قانون کی حکمرانی اور انسانی حقوق و جمہوریت کو کمزور کرنے والے عناصر کے خلاف اقدام اٹھانے چاہئیں ۔ 27 دسمبر کو ایک اور پریس بریفنگ میں محکمہ خارجہ کے ترجمان نے زور دیکر کہا کہ پاکستان کے جمہوری عمل میں کسی قسم کے التواء یا تاخیر اُن انتہا پسندوں کی فتح ہوگئی جو بینظیر بھٹو کے قتل کے ذمہ دار تھے ،انہوں نے جمہوری عمل کے تسلسل کیلئے کی جانے والے قابل اعتماد اور شفاف تحقیقات کا مطالبہ کیا اور اس واقعہ پر وسیع بین الاقوامی غم و غصے کی طرف اشارہ کیا ۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ بش نے پرویز مشرف سے بات کی ہے پاکستان کے جمہوری اداروں کی ناکامی ایک بہت بڑا المیہ ہے کیونکہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اپنے ملک میں اعتدال ،قانون کی حکمرانی اور جمہوریت کے لئے کھڑی تھیں اور ان کی موت پاکستان کے لئے اعتدال جمہوریت اور قانون کی حکمرانی کے لئے ایک بہت بڑا نقصان ہے ،محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اپنے ملک کے مسائل اور ان چیلنجوں کے بارے میں بالخصوص اپنی سیکیورٹی کے چیلنجز کے حوالے سے بخوبی واقف تھیں کہ انہیں کن کن پیچیدہ مسائل کا سامنا تھا ۔انہوں نے کہا کہ ہم اس بزدلانہ اور قاتلانہ حملے کی سخت الفاظ میں شدید ترین مذمت کرتے ہیں ۔



اوشیانا ممالک

آسٹریلیا ۔وزیر کیون رڈ نے تحمل کی تاکید کرتے ہوئے کہا کہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے انتہا پسندی کے خلاف اپنی مذاہمت میں جوانمردی اور ہمت کا مظاہرہ کیا ، میں پاکستان میں تمام جماعتوں سے تحمل سے کام لینے اور پرامن جمہوری عمل کی واپسی کیلئے کام کرنے کی اپیل کرتا ہوں ۔ مجھے امید ہے ایک جمہوری پاکستان ہی محترمہ بینظیر بھٹو کا پاکستان ہوگا ۔



فجی ۔وزیر خزانہ مہندرا چوہدری نے کہا کہ محترمہ بینظیر بھٹو حالیہ دنوں میں لاکھوں پاکستانیوں کیلئے امید کی ایک کرن تھیں جو ایک آزاد، منصفانہ اور جمہوری پاکستان کی خواہش رکھتے ہیں یہ ایک حقیقی المیہ ہے کہ محترمہ بینظیر بھٹو کو پاکستان اور باقی دنیا کے لئے ان کے وژن کو عملی جامہ پہنانے کی اجازت نہیں دی گئی۔



نیوزی لینڈ۔ وزیراعظم ہیلن کلارک نے کہا کہ انہیں شدید صدمہ اور دکھ ہوا ہے کہ بینظیر بھٹو نے الیکشن لڑنے کے لئے پاکستان واپس آکر بڑی ہمت کا مظاہرہ کیا، وہ جمہوری عمل کی بحالی کیلئے پاکستان میں انتخابی مہم میں قتل ہوگئیں ہم ان کے ساتھیوں ورثاء اور پاکستان عوام ساتھ تعزیت کرتے ہیں۔

جنوبی امریکی ممالک



ارجنٹائن ۔صدر کرسٹینا فرنانڈیز دی کرچنر نے پرجوش انداز میں خوفناک حملے کی مذمت کی کہ جس میں پاکستان پیپلز پارٹی کی رہنما محترمہ بینظیر بھٹو کی جان لے لی گئی۔انہوں نے کہا کہ ارجنٹائن کی حکومت بھٹو خاندان کے ساتھ ساتھ دیگر متاثرین کے خاندانوں اور پاکستان کے تمام لوگوں کے ساتھ اپنی گہری تعزیت کا اظہار کرنا چاہتی ہے۔



بولیویا۔ وزارت خارجہ نے اقوام متحدہ کو ایک خط ارسال کیا جس میں اس قتل کی تحقیقات کا مطالبہ کیا اور حملے کی مذمت کی۔



برازیل ۔صدر لوئیز انسیولولا داسلوا نے حملے کی پرزور الفاظ میں مذمت کی اور اپنی جانب سے شدید غم و غصے کا اظہار کیا۔انہوں نے سیاسی زندگی میں تشدد کے استعمال کو سختی سے مسترد کرتے ہوئے کہا کہ دکھ کی اس گھڑی میں برازیل کی حکومت متاثرین کے خاندانوں اور پاکستانی قوم کے ساتھ ہے۔



چلی ۔صدر مشیل بیچلیٹ نے اس قتل کی مذمت کی اور محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو خراج تحسین پیش کیا۔ وزرات خارجہ نے محترمہ بینظیر بھٹو کے قتل کو دہشت گردی کی کاروائی قرار دیتے ہوئے مذمت کی اور اس امید کا بھی اظہار کیا کہ یہ اقدام مستقبل میں جمہوریت اور قومی مفاہمت کے جانب جاری عمل کو رکنے نہیں دیگا۔



گیانا ۔ وزارت خارجہ نے گیانا کی حکومت اور عوام کیجانب ایک سرکاری بیان میں تعزیت کا پیغام دیتے ہوئے اس امید کا اظہار کیا کہ ہمیں یقین ہے کہ امن اور استحکام غالب رہے گا۔



پیرا گوئے۔ وزارت امور خارجہ نے ایک بیان میں کہا کہ تشدد کی کاروائیوں کی مذمت کرتے ہیں کہ جس میں انسانی جانوں کے ضیاء ہوا، انہوں نے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اور دیگر متاثرین کے خاندانوں کے ساتھ ساتھ پاکستان کے عوام اور حکام کے ساتھ تعزیت وغم کا اظہار کیا۔



پیرو۔ صدر ایلین گارشیا نے کاساڈی پیزارو نے کہا کہ پیرو دہشت گردی کے خلاف اپنی مکمل مخالفت کا اعادہ کرتا ہے۔ ایسے پرتشدد اقدامات کا انسانی حقوق اور جمہوری آزادیوں کے مکمل احترام کے ساتھ مضبوطی سے مقابلہ کیا جانا چاہیئے۔ گارشیا نے پیرو کے عوام کیجانب سے بھٹو خاندان کے ساتھ تعزیت کا اظہار کیا اور امید ظاہر کی کہ پاکستان جلد ہی نظم وضبط حاصل کر لیگا



وینزویلا۔ صدر ہیوگو شاویز نے کہا کہ ہمیں یہ خبر بڑے درد کے ساتھ ملی اور میں امید کرتا ہوں کہ یہ دوبارہ کبھی، کہیں بھی نہیں دہرایا جائے گا۔

بین الاقوامی تنظیمیں



عرب لیگ کے سیکریٹری جنرل عمرو موسیٰ نے اس قتل کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ ہم اس قتل اور دہشت گردی کی کاروائی کی مذمت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ محترمہ بینظیر بھٹو کو جنت الفردوس میں جگہ عطائے فرمائیں۔



دولت مشترکہ کے سیکریٹری جنرل ڈان میک کینن نے کہا کہ یہ خوفناک سانحہ ہے۔ دولت مشترکہ پاکستان کے ساتھ کھڑی ہے اسے کٹھن اور مشکل حالات میں پاکستانی عوام کو تحمل اور بردباری کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔



یورپی یونین کمیشن کے صدر جوزے مینوئل باروسو نے اس قتل کو جمہوریت اور پاکستان کے خلاف حملہ قرار دیتے ہوئے اس کی مذمت کی اور امید کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان جمہوری سویلین حکمرانی کی واپسی کے راستے پر مضبوطی سے گامزن رہے گا۔ نائب صدر ماگوٹ والسٹروم نے کہا کہ اس طرح کی عالمی اہمیت کے حامل خطے میں بینظیر بھٹو ایک غیر معمولی شخصیت تھیں جمہوری عمل کی بحالی کیلئے انہوں نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے قتل کے اس سانحہ پر پر غمزدہ ہوں اور ان کے اہل خانہ اور پاکستانی عوام کے ساتھ تعزیت کرتا ہوں مجھے امید ہے کہ پاکستان میں جمہوریت غالب رہے گی اور ملک جمہوری سویلین حکمرانی کی جانب گامزن رہے گا۔



اسلامی کانفرنس کی تنظیم کے سیکریٹری جنرل اکمل الدین احسان اوغلو نے کہا کہ ہم پاکستان کی سابق وزیراعظم اور پاکستان پیپلز پارٹی کی رہنماء محترمہ بینظیر بھٹو کی راولپنڈی میں ایک دل دہلا دینے والے خودکش حملے میں وحشیانہ قتل کی سخت ترین الفاظ میں مذمت کرتے ہیں

اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل بان کی مون نے کہا کہ میں اس گھناؤنے جرم کی شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہوں اور مجرموں کو جلد از جلد انصاف کے کٹہیڑے میں لانے کا مطالبہ کرتا ہوں یہ پاکستان کے استحکام اور اس کے جمہوری عمل پر حملہ ہے۔سلامتی کونسل نے ایک ہنگامی اجلاس منعقد کیا اومتفقہ طور پر اس قتل کی مذمت کی۔

ورلڈ بینک گروپ کے صدر رابرٹ زوئلک نے کہا کہ یہ سانحہ پاکستان کی عوام کیلئے ایک بہت بڑا نقصان ہے،ہم محترمہ بینظیر بھٹو کے خاندان اور دیگر متاثرین کے ساتھ اس المناک واقعے پر ہمدردی اور گہری تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔

بینظیر بھٹو تعزیتی کانفرنس اور آصف علی زرداری صاحب سے ملاقات

محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت کا واقعہ پاکستان کی تاریخ کا انتہائی افسوس ناک واقعہ اور جمہوریت پر شب خون تھا ۔محترمہ بینظیر بھٹو صاحب کی شہادت کے بعد پاکستان کا ہر شہری اشکبار اور گہرے صدمے میں تھا انکے ایثال ثواب کیلئے (راقم ظفر جھنڈیر) نے کراچی کے مقامی ہوٹل میں ایک تعزیتی پروگرام کا انعقاد کیا۔اس تعزیتی پروگرام میں بہت سی بڑی شخصیات نے شرکت کی جن میں سینئر وائس چیئر مین پاکستان پیپلز پارٹی جناب مخدوم امین فہیم، جنرل ریٹائرڈ عبدالقیوم سابق ملٹری سیکریٹری وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو، عارف علوی (بعد از صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان)، جسٹس سعید الزماں صدیقی سابق چیف جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان ،جسٹس وجیہ الدین صدیقی صاحب،معرف ومعتبر بزنس مین محترم ایس ایم منیر،محترمہ زینت منصوری سینئیر وائس چئیر مین این جی اوز شیلٹر ایسوسی ایشن کے علاوہ ممتاز عالم دین، بزنس مین اور سیاسی وسماجی شخصیات نے شرکت کی اور اس اندوہناک واقعہ پر شدید غم و غصے کا اظہار کرتے ہوئے حکومت وقت اس سانحہ کا ذمہ دار قرار دیا گیا اور کہا گیا کہ حکومت کی جانب سے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو اس لیول کی سیکیورٹی فراہم نہیں کی گئی کہ جس کی ضرورت تھی باوجود اس کے کہ ان پر ماضی میں متعدد قاتلانہ حملے ہو چکے تھے اور محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ ملک دشمن ، جمہوریت دشمن عناصر کی ہٹ لسٹ پر تھیں ۔جس کے بعد محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی روح کے ایثال ثواب اور انکے درجات کی بلندی کیلئے دعائیہ تقریب کا اہتمام کیا گیا۔اس وقت لاڑکانہ سے ایک میسیج آیا جس کے بعد جنرل عبدالقوم ریٹائرڈ اور ظفر جھنڈیر (راقم) صبح کی فلائیٹ سے کراچی سے سکھر کیلئے روانہ ہوئے اور پھر بذریعہ روڈ لاڑکانہ پہنچے۔ وہاں پر عزت مآب جناب آصف علی زرداری صاحب سے ہماری



ظفر جھنڈیر کی جانب سے بینظیر بھٹو صاحبہ کے اعزاز میں منعقد تعزیتی کانفرنس میں سابق وزیر اعظم پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ ملٹری سیکریٹری جنرل (ر) عبدالقیوم اور ظفر جھنڈیر ایک ساتھ کھڑے ہیں

ملاقات متوقع تھی ۔ جب ہم پہنچے تو زرداری صاحب تشریف فرما نظر آئے جو کہ اس سانحہ پر افسردہ اور بہت دکھی دکھائی دے رہے تھے تاہم ہم سے انتہائی پیار اور خلوص سے ملاقات کی، ہم دختر مشرق شہید جمہوریت محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی فاتحہ اور افسوس میں شامل تھے وہاں پر دیگر نمایاں شخصیات بھی موجود تھیں کہ جو جناب آصف علی زرداری صاحب اور بلاول بھٹو صاحب سے اظہار افسوس کیلئے آئی ہوئی تھیں ۔ ہم نے عزت مآب آصف علی زرداری صاحب سے اس سانحہ پر افسوس کا اظہارِ کرنے کے بعد جب واپسی کیلئے اجازت طلب کی اور روانہ ہوئے


ظفر جھنڈیر کی جانب سے بینظیر بھٹو صاحبہ کے اعزاز میں منعقد تعزیتی کانفرنس میں ظفر جھنڈیر، عارف علوی (سابق صدر پاکستان) اور ڈاکٹر غوث تشریف فرماء ہیں

تو اس موقع پر ہماری ملاقات جناب فرحت اللہ بابر صاحب سے ہوئی جو ہماری طرح اس سانحہ پر غمزدہ تھے اظہار افسوس کے بعد جب ہم جا رہے تھے تو آغا سراج درانی صاحب آئے اور مجھ سے ہم کلام ہوئے کہ جنرل قیوم صاحب کہاں ہیں زرداری صاحب آپ سے ملنا چاہتے ہیں لہٰذا ہم دوبارہ ملنے کے لئے گئے وہاں پر جنرل صاحب اور مجھے کھانے کیلئے کہا اور کہا کہ آپ دوپہر کا کھانا کھائیں ہم نے شکریہ کے ساتھ گزارش کی کہ ہم ضرور دوپہر کا کھانا یہیں پر کھاتے لیکن ہم محترم مبین جمانی صاحب کی جانب سے خیر پور شوگر مل پر مدعو ہیں اور ان کے ساتھ وعدہ کر چکے ہیں کہ آپ کے ہاں دوپہر کا کھانا کھائیں گے اور یوں ہم وہاں سے مبین جمانی سے ملاقات کیلئے روانہ ہوئے ۔ جس کے بعد کراچی واپسی کیلئے ہم سکھر ائیر پورٹ پہنچے تو وی آئی پی لاؤنج میں محترم آصف علی زرداری صاحب سے ایکبار پھر شرفِ ملاقات حاصل ہوا جو انتہائی رنجیدہ بیٹھے ہوئے تھے ۔ رحمٰن ملک صاحب، آغا سراج درانی صاحب و دیگر معزز شخصیات جناب آصف علی زرداری صاحب کے احترام میں دور کھڑی رہیں



ظفر جھنڈیر کی جانب سے بینظیر بھٹو صاحبہ کے اعزاز میں منعقد تعزیتی کانفرنس سے ڈاکٹر عارف علوی (سابق صدر پاکستان) خطاب کر رہے ہیں

۔ کیونکہ فلائیٹ اپنے مقرر وقت سے ڈیڑھ گھنٹہ لیٹ تھی جس کے بعد محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے ملٹری سیکریٹری جنرل ریٹائرڈ عبدالقیوم صاحب اور میں (ظفر جھنڈیر) محترم زرداری صاحب کے ساتھ ایک ساتھ بیٹھے اس وقت جناب آصف علی زرداری صاحب نے ہمارے لئے چائے منگوائی اور محوِ گفتگو رہے ۔ وہاں پر محترم آصف علی زرداری صاحب سے بہت ساری باتیں ہوئیں اس موقع پر زرداری صاحب نے کہا کہ اس وقت شدت پسند اسلامی گروپ کی جانب سے محترمہ کے حوالے سے افواہیں گردش کر رہی ہیں ۔ جو شدت پسند اسلامی گروپ اپنے آپ کو اسلامی تحریک کا حامی کہتے ہیں انہوں نے ایک نہتی لڑکی پر حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا اور پھر خود کو اسلام پسند کہتے ہیں یہ کیسے اسلام پسند ہیں کہ ایک نہتی لڑکی کو شہید کر دیا۔

حکومت پاکستان کی جانب سے دعویٰ کیا گیا کہ قاتل جنوبی وزیرستان کا ایک نوعمر لڑکا تھا جس کے ثبوت انکے پاس موجود ہیں دعویٰ میں کہا گیا کہ اس حملے کا ماسٹر مائینڈ پاکستانی طالبان کا رہنماء بیت اللہ محسود ہے۔ ریاست ہائے متحدہ کی مرکزی انٹیلی جنس ایجنسی نے اس بات پر اتفاق کیا کہ یہ ممکن ہے تاہم بیت اللہ محسود نے اس الزام کی تردی کی۔ تاہم حساس اداروں کی رپورٹس کے مطابق اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ محسود کا اس سانحہ کے پیچھے ایک مقصد کارفرما ہوسکتا ہے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کا امریکہ نواز اور سیکولر ایجنڈا جنوبی وزیرستان پر پاکستانی طالبان کے کنٹرول کو کمزور کردے گا ۔نہ صرف یہ بلکہ سنی اسلام پسند بنیاد پرستی کے فروغ میں بھی رکاوٹ بن سکتا ہے ۔ تاہم دوسری جانب القاعدہ کے کمانڈر مصطفیٰ ابوالیزید نے اس قتل کی ذمہ داری قبول کی ان کی جانب سے یہ اعلان کرتے ہوئے کہا گیا کہ ہم نے بینظیر بھٹو کی صورت میں سب سے قیمتی امریکی اثاثہ ختم کردیا ہے کہ جس نے مجاہدین کو شکست دینے کا عہد کیا تھا۔



شہید جمہوریت، دختر ایشیا محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اور ملٹری سیکریٹری وزیراعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان میرے ہر دلعزیز دوست جنرل (ر) عبدالقوم صاحب کی ایک یادگار تصویر

پاکستان کے اندر بھی عوامی قیاس آرائیاں کی جارہی تھیں کہ اس حملے کا ماسٹر مائینڈ بھارت یا امریکہ ہوسکتا ہے۔ مشرف نے اس قتل کی تحقیقات کے لئے برطانیہ کے سکاٹ لینڈ یارڈ کو مدعو کرنے پر رضامندی ظاہر کی حالانکہ انکی جانب سے پیش کی جانے والی حتمی رپورٹ غیر نتیجہ خیز ثابت ہوئی۔ پوسٹ مارٹم کیلئے لاش نکالنے کی درخواست آصف علی زرداری صاحب نے مسترد کردی تھی۔محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی سیاسی وصیت میں انہوں نے اپنے بیٹے بلاول بھٹو زرداری صاحب کو کہ جو اس وقت 19 برس کے تھے پی پی پی کی سربراہی کے طور پر اپنا سیاسی وارث نامزد کیا تھا۔محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی وصیت میں یہ بھی واضح کیا گیا کہ بلاول بھٹو زرداری صاحب کی اپنی رسمی تعلیم مکمل ہونے تک محترم جناب آصف علی زرداری صاحب کسٹوڈین چیئرمین کے طور پر ذمہ داری سرانجام دینگے۔جس کے بعد آصف علی زرداری صاحب پاکستان پیپلز پارٹی کے شریک چیئرمین بن گئے۔آپ کی شہادت کے بعد انتخابات جنوری سے فروری 2008 تک ملتوی کردیئے گئے۔جس کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (نواز) کو اکٹھا کرکے ایک مخلوط حکومت تشکیل دی گئی ۔نئے اتحاد میں پی پی پی رہنماء سید یوسف رضا گیلانی صاحب کو بطور وزیراعظم کے طور پر پیش کیا گیا اس وقت



محترمہ بلاول بھٹو زرداری صاحب کی اپنے والد جناب آصف علی زرداری صاحب کیساتھ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت کے بعد گڑھی خدابخش میں لی گئی ایک یادگار تصویر

پرویز مشرف ممکنہ مواخذے کا سامنا کر رہے تھے اور پھر پرویز مشرف اگست میں صدر کے عہدے سے مستعفی ہونے کے بعد لندن فرار ہو گئے۔ حالانکہ فروری 2011 میں راولپنڈی کی ایک عدالت نے ڈائری میں تحریر کیا تھا کہ پرویز مشرف نے قتل کی دھمکیوں کے باوجود محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو مناسب سیکیورٹی فراہم نہیں کی اور ان کی حفاظت کیلئے جو سیکیورٹی فراہم کی گئی تھی وہ ناکافی تھی۔ ستمبر 2008 میں جناب آصف علی زرداری صاحب کو ملک کے الیکٹورل کالج نے پاکستان کا صدر منتخب کیا اور آصف علی زرداری صاحب 2008 سے 2013 تک صدر کے عہدے پر فائز رہے آپ پہلے جمہوری صدر تھے جنہوں نے پانچ سال کا عرصہ مکمل کیا۔ صدر کے طور پر آصف علی زرداری صاحب نے اپنی اہلیہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے قتل کی اقوام متحدہ سے تحقیقات کا مطالبہ کیا اور پھر 2009 میں اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل بان کی مون نے چلی کے ہیرالڈو میوز، آئرش پیٹر فٹز جیرالڈ اور انڈونیشیا کے مارزوکی دارسمان پر مشتمل تحقیقات کی قیادت کے لئے ایک تین رکنی ٹیم قائم کی تاہم کسی مجرم کی شناخت کرنا کمیشن کے دائرہ اختیار میں نہیں تھا۔ میوز نے بعد میں اس خیال کا اظہار کیا کہ ممکن ہے کہ یہ قتل پاکستانی طالبان نے کیا تھا، ممکن ہے کہ شاید محسود کی حمایت سے اور ممکن ہے کہ پاکستان کی خفیہ ایجنسیوں میں شامل چند عناصر نے ان کی مدد کی ہو گی۔ انہوں نے اس خیال کا اظہار بھی کیا کہ پولیس کی اصل تفتیش کو جان بوجھ کر بگاڑ دیا گیا تھا۔ 2012 میں پاکستانی سرکاری انکوائری نے اپنی حتمی رپورٹ جاری کی جس میں اس حملے کی ذمہ داری 27 مختلف عسکریت پسند گروپوں پر ڈالی گئی۔ مئی 2013 میں بھٹو کیس میں ریاست کے مرکزی پراسیکیوٹر ذوالفقار علی کو قتل کر دیا گیا تھا۔ تاہم ابھی تک محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے قاتلوں کا سراغ نہیں مل سکا اور یہ معمہ ابھی تک حل طلب ہے۔



گڑھی خدا بخش لاڑکانہ پر محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی برسی کے موقع عوام کا ٹھاٹیں مارتا سمندر دختر ایشیاء، شہید جمہوریت کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے

نظریہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ

محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ جمہوریت اور جدیدیت کے لیئے پرعزم تھیں ان کا خیال تھا کہ اسلامی دنیا کا مستقبل انہیں نظریات کی بناء پر درخشاں بنایا جا سکتا ہے۔ بھٹو کے سوانح نگار جی ایس بھارگوا کا خیال تھا کہ پاکستانی سیاست کے تناظر میں وہ ایک سوشل ڈیموکریٹ کے طور پر دیکھی جاتی تھیں۔ ان کی دوست کیتھرین ڈرکر جو آپ کو اس وقت سے جانتی تھیں جب آپ دونوں آکسفورڈ یونیورسٹی میں تھیں کا کہنا تھا کہ محترم بینظیر بھٹو صاحبہ کے سیاسی خیالات اس وقت کے حالات و واقعات کے مشابہ تھے جو اس وقت ہلکے بائیں بازو کی سوچ تھی۔ ان کا کہنا تھا کہ محترمہ

بینظیر بھٹو صاحبہ نے ہارورڈ اور پھر آکسفورڈ میں گورننس اور سیاست میں اپنی تعلیم کے حصول کے وقت سیاسی نظریہ اور عمل سے تاریخی تناظر کے ساتھ عصری ماحول دیکھا۔ بینظیر بھٹو صاحبہ نے برطانیہ میں وزیر اعظم مارگریٹ تھیچر کی جانب سے چلائی جانے والی اقتصادی پالیسیوں کی تعریف کی، سوانح نگار مشتاق احمد کے مطابق آپ نجکاری اور مارکیٹ اکنامکس میں تبدیلی کی پرجوش حامی تھیں۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے پاکستان میں معاشی اور سیاسی طور پر مستحکم متوسط طبقے کی قیادت اور وکالت کی وہ سمجھتی تھیں کہ ایک مستحکم جمہوری ریاست کو برقرار رکھنے کیلئے ضروری ہے کہ متوسط طبقے کی نمائندگی کی جائے۔ ایلن نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اگرچہ پاکستان پیپلز پارٹی کبھی سرکاری طور پر اور کبھی نظریاتی طور پر سوشلسٹ رہی لیکن محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ فطری طور پر سوشلسٹ نہیں تھیں یا ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی طرح بات کرنے میں اتنی ماہر نہیں تھیں۔ وہ اپنے والد کی طرح سوشلسٹ معاشی پالیسیوں سے متفق نہیں تھیں جس کی واضح مثال یہ ہے کہ آپ جب اقتدار میں تھیں تو مختلف صنعتوں کی نجکاری کی کوشش کی کہ جو 1970 کی دہائی میں قومیائی گئی تھیں۔


مخدوم امین فہیم، شاہنواز جونیجو، محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اپنے بچوں بلاول اور آصفہ کے ساتھ

ذاتی زندگی اور شخصیت

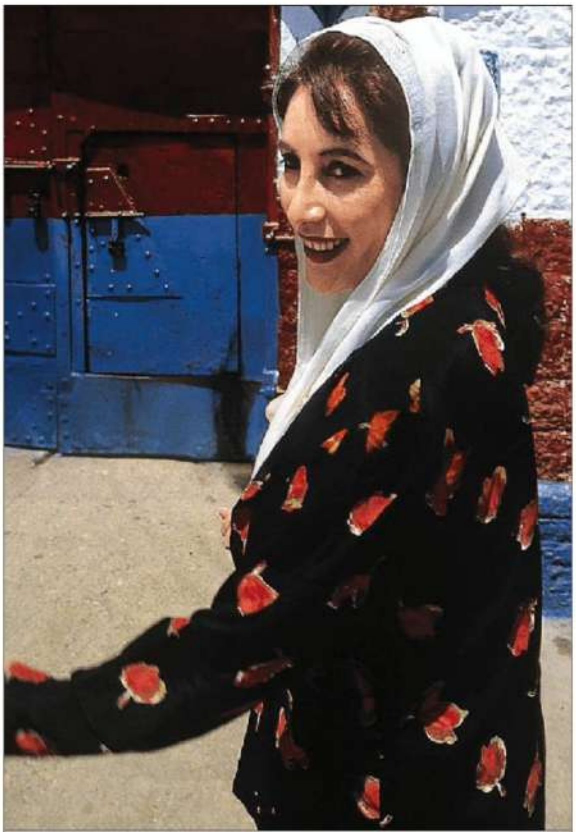
محترمہ بینظیر بھٹو کے سوانح نگار شیام بھاٹیہ کے مطابق محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو پسند کئے جانے اور مقبول ہونے کی خواہش تھی اور اسی وجہ سے آپ سیاسی طور پر تمام لوگوں کے لئے کچھ کرنے کا جذبہ رکھتی تھیں اور اس ماحول میں گھل مل جانے کی کمال مہارت رکھتی تھی۔ جبکہ سووروانے کا کہنا تھا کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے مغرب میں اپنے آپ کو اس وقت کے مقابلے میں مختلف انداز میں پیش کیا کہ جس وقت آپ پاکستان میں خود کو پیش کیا کرتی تھیں۔ ایک سیاست دان کے طور پر محترمہ اس بات سے بخوبی آگاہ تھیں کہ پاکستان میں ان کی تصویر کس طرح پیش کی جاتی ہے آپ نے ہمیشہ شائستہ لباس زیب تن کیا آپ نے کبھی بھی شیشے کے ساتھ تصویر نہیں کھنچوائی۔ اسلامیات کے اسکالر اکبر ایس احمد نے لکھا کہ وہ ایک لاڈ پیار کرنے والی اور غیر معمولی بچی تھیں۔ مبصرین اور سوانح نگاروں کے مطابق محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے آئیڈیل محترم ذوالفقار علی بھٹو صاحبہ تھے آپ میں بہت کچھ مشترکہ تھا جیسا کہ طاقت، کرشمہ، سیاسی جبلت اور انکی شخصیت کی سختی، ایلن کا ماننا تھا کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اپنے والد کی شخصیت سے اس قدر متاثر تھیں کہ وہ ان میں کسی بھی خامی کو تسلیم کرنے سے قاصر تھیں۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے اپنے والد کے بہت سے طریقوں اور ان کے انداز تقریر کی نقل کی۔ موزنے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو ایک دلکش اور ذہین عورت کے خطاب سے نوازہ۔ آپ کے قریبی دوست آپ کو بی بی کہتے تھے۔ ایلن نے محترمہ بینظیر بھٹو کو ایک دانشور کے


محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ پٹھان قبائلیں سے خطاب اور گیس پائپ لائن کے افتتاح کے موقع پر

بجائے ایک عمل پسند عورت کے طور پر بیان کیا محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے پڑھنے کا مواد کا انتخاب عام طور پر فکری کی بجائے مفید یا خوشگوار ہوتا تھا۔آپ کوملز اینڈ بون کے رومانوی ناول اور مشہور شخصیات کی سوانح حیات میں دلچسپی تھی۔آپ زیادہ تر سیلف ہیلپ کتابیں پڑھا کرتی تھیں۔آپ کے والد صاحب نے بھی آپ کومختلف ممتاز سیاسی شخصیات کی تحریروں کو پڑھنے کی ترغیب دی تھی۔ان میں نپولین بوناپارٹ ، اوٹو وون بسمارک ، ولادی میر لینن، مصطفیٰ کمال اتاترک اور ماؤزے تنگ و دیگر شامل تھے۔آپ کوفرانسیسی اور اطالوی کتابیں پڑھنے کا شوق تھا جبکہ آپ امریکی گلوکار نیل ڈائمنڈ کی موسیقی کی زبردست پرستار تھیں۔2002 میں دی گارڈین کو دیئے گئے ایک انٹرویو میں اپ نے سنی اسلام کی صوفی شاخ سے اپنی بیعت کے بارے میں بیان کیا، بھارگوا نے کہا کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اپنے مذہبی اصولوں میں وقف اور عقیدت مند تھیں تاہم اپنے طرز عمل اور نقطہ نظر میں جدیدیت کی حامی تھیں۔گفتگو میں آپ اکثر انشاءاللہ کا فقرہ استعمال کیا کرتی تھیں اور اس بات پر اصرار کرتی تھیں کہ قرآن شریف جنسوں کی مساوات کی حمایت کرتا ہے۔محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اسقاط حمل کی مخالف تھیں، آپ نے 1994 میں قاہرہ میں ہونے والی آبادی اور ترقی کی بین الاقوامی کانفرنس کے اجلاس میں مغرب پر الزام عائد کیا کہ وہ زناء، اسقاط حمل، جماع کی تعلیم اور اس طرح کے دیگر معاملات افراد، معاشروں اور مذاہب پر مسلط کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

عوامی تصویر اور میراث

مینوز نے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو پاکستان کی سب سے اہم سیاسی شخصیات میں سے ایک اور عالمی رہنماؤں اور اسلامی دنیا کی سرکردہ خاتون کے طور پر بیان کیا۔ایلن نے کہا کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ قابل تعریف خصوصیات کی حامل تھیں، خاص طور پر محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے مخالفت کے سامنے بہادری کا مظاہرہ کیا۔اسلامی دنیا کے اندر محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو اکثر ایک حقیقی مسلم سیاسی رہنماء کے طور پر جانا جاتا تھا اور آپکو پاکستان کی سب سے مقبول


محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ آصف علی زرداری صاحب سے کراچی سینٹرل جیل میں ملاقات کیلئے جاتے ہوئے

سیاسی جماعت کے رہنماء کے طور پر پہچانا جاتا تھا ۔ 1996 میں گنیز بک آف ریکارڈز میں محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو سال کی سب سے مقبول ترین بین الاقوامی سیاست دان قرار دیا گیا۔آپ کو فرانسیسی لیجن آف آنر اور آکسفورڈ یونیورسٹی کی جانب سے بھی ایوارڈز سے نوازہ گیا۔محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ ان چند سیاسی رہنماؤں میں سے ایک تھیں جو ایک سیاست دان کے طور پر مغرب میں سیاسی شہید کی وارث کی حیثیت کو سنبھالنے میں کامیاب رہیں اور ساتھ ساتھ مسلم دنیا میں بھی مقبول و معروف رہنما تھیں۔آپ کا موازنہ عراق کے صدر صدام حسین جیسے ہم عصروں سے کیا گیا جو مقامی طور پر مقبول تھے لیکن انہیں مغرب میں نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا تاہم محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو مغربی ممالک میں اس لئے مقبولیت حاصل ہوئی کیونکہ وہ خود کو ان کی دنیا کا حصہ کے طور پر پیش کرسکتی تھیں۔آپ اعلیٰ معیار کی انگریزی بولتی تھیں اور ہارورڈ اور آکسفورڈ میں تعلیم حاصل کرچکی تھیں۔اگرچہ آپ کے مغربی حامیوں کو آپ کی حکومت کرنے کی صلاحیتوں پر تحفظات ہوتے تھے لیکن عام طور پر آپ کو ایک ترقی پسند شخصیت کے طور پر دیکھا جاتا تھا۔محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو پوری دنیا میں جمہوریت کی حامی اور دہشت گردی کی مخالف کے طور پر دیکھا جاتا تھا۔ایلن کے تبصرہ کے مطابق محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ امیر، تعلیم یافتہ، ایک بہت طاقتور باپ کی پسندیدہ بیٹی تھیں اس کے باوجود 20 ویں صدی کے اواخر کے پاکستانی معاشرے کے مردانہ تسلط والے ماحول کو دیکھتے ہوئے ان کا کارنامہ قابل ذکر تھا۔مشتاق احمد کا بھی یہی خیال تھا کہ مردوں کے زیر تسلط معاشرے میں عورت کے لیئے الیکشن جیتنا ایک بہت بڑی کامیابی ہے۔ان کا کہنا تھا کہ ظلم وستم کی قوتوں پر ان کی جیت سیاسی تاریخ میں ایک بے مثال کامیابی تھی انہوں نے مزید کہا کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ ایک اہم سیاسی رہنماء تھیں۔محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کا اندرا گاندھی، تھیچر، گولڈا مئیر، چندریکا کمارا ٹنگا اور کورازون ایکینو سے موازنہ کیا جاتا ہے تاہم آپ کو ان سے زیادہ مقبول و معروف رہنماء کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔آپ خواتین کے حقوق کیلئے ایک عالمی آئیکون بن گئیں۔اور اپنی مثالی کارکردگی و شخصیت سے بہت سی پاکستانی لڑکیوں اور خواتین کو متاثر کیا۔پاکستان میں کئی یونیورسٹیوں اور عوامی عمارتوں کو آپ کے نام سے منصوب کیا گیا، حکومت پاکستان نے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی سالگرہ پر اسلام آباد کے ہوائے اڈے کا نام بینظیر

بھٹو انٹرنیشنل ائیر پورٹ، راولپنڈی کے مری روڈ کا نام تبدیل کر کے بینظیر بھٹو روڈ رکھا۔ راولپنڈی جنرل اسپتال کا نام بینظیر بھٹو اسپتال رکھا گیا۔ وزیراعظم یوسف رضاء گیلانی نے مشرف سے کہا کہ وہ محترمہ بینظیر بھٹو کے اعزاز میں ان کی سالگرہ کے موقع پر سزائے موت پانے پانے مجرموں کی عام معافی کا اعلان کریں۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت کے کئی ماہ بعد آپ کی 55 ویں سالگرہ کے موقع پر پاکستانی ڈاک ٹکٹوں کی ایک سیریز کا اعلان کیا گیا۔

بینظیر بھٹو کی خدمات کے اعتراف میں پلرز آف پاکستان اور شمشیر کا ایوارڈ



فخر پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر اور ظفر جھنڈیر محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی خدمات کے اعتراف میں پلرز آف پاکستان اور شمشیر کا ایوارڈ دیتے ہوئے۔ میرے محترمہ دوست صدر پاکستان پیپلز پارٹی جناب نثار احمد کھوڑو صاحب بینظیر بھٹو صاحبہ کی جانب سے پلرز آف پاکستان ایوارڈ اور شمشیر ایوارڈ وصول کر رہے

محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے ملک میں جمہوری عمل کے تسلسل کیلئے ہمیشہ اپنی آواز بلند کی اور اس کیلئے کبھی بھی کسی بھی قسم کا مقابلہ کرنے سے نہیں گھبرائیں آپ نے ہمیشہ دہشت گردی اور دہشت گردوں کی پشت پناہی کرنے والے عناصر کے خلاف تاریخ ساز اقدامات کیئے جس کی پاداش میں آپ پر متعدد قاتلانہ حملے کیئے گئے لیکن آپ اپنے نظریات قائم رہیں اور جہد وجہد جاری رکھی نہ صرف یہ بلکہ جب جب آپ کی آواز کو دبانے کی کوشش کی گئی آپ نے اس کا جواب پہلے سے بھی زیادہ بہادری و جوانمردی سے دیا چاہے وہ ڈکٹیٹرز ہوں۔ سیاسی مخالفین ہوں یا پھر دہشت گرد عناصر سب یہ بات اچھی طرح جانتے تھے کہ اگر محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے کوئی فیصلہ کر لیا تو پھر انہیں اس فیصلے یا اقدام سے پیچھے نہیں ہٹایا جا سکتا انہیں کسی بھی معاملے پر ڈرایا یا دھمکایا نہیں جا سکتا، قید و بند کی صعوبتیں ہوں یا جلاوطنی جیسا عذاب یا پھر قاتلانہ حملے محترمہ کسی بھی صورت اپنے فیصلوں و نظریات سے ایک قدم بھی پیچھے ہٹنے والی نہیں تھی۔ اس کی انہیں خوبیوں پاکستان کے حوالے سے کی جانے والی گرانقدر خدمات کے اعتراف میں (ظفر جھنڈیر منصف پلرز آف پاکستان) کی جانب سے کراچی کے مقامی ہوٹل میں پلرز آف پاکستان ایوارڈ دینے کی تقریب کا اہتمام کیا گیا کہ جس میں قومی ہیرو جناب ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب اور محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو فخر پاکستان گردانتے ہوئے انکی جانب سے ملک وقوم کیلئے کی جانیوالی خدمات کے اعتراف میں پلرز آف پاکستان ایوارڈ اور شمشیر کا ایوارڈ دیا گیا۔ میرے ہردلعزیز رہنماء (سالار سندھ) جناب نثار احمد کھوڑو صاحب صدر پاکستان پیپلز پارٹی (سندھ) نے وصول کیا اس موقع پر فخر پاکستان جناب ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب کو بھی بدست مبارک جناب نثار احمد کھوڑو اور راقم (ظفر جھنڈیر) کی جانب سے پلرز آف پاکستان ایوارڈ اور شمشیر دی گئی۔ اس پروقار تقریب میں ملک کی ممتاز شخصیات وصحافی برادری نے بھرپور انداز میں شرکت کی تھی۔

ہر بچہ اپنی ماں کو سپر وومن سمجھتا ہے اور میں بھی اپنی والدہ کو سپر وومن سمجھتا ہوں



بلاول بھٹو زرداری صاحب کے بچپن کی یادگار تصویر

تحریر۔ بلاول بھٹو
چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی

میری والدہ نے اپنی زندگی کے ابتدائی ایام میں جن مشکلات و پریشانیوں کا سامنا کیا انہیں شاید الفاظ میں بیان کرنا ناممکن ہے میں اس وقت کا ذکر کر رہا ہوں کہ جب وہ دنیا کی پہلی مسلم سیاسی رہنماء اور پہلی مسلمان وزیر اعظم منتخب ہوئیں، جنہوں نے اقتدار کے دوران کسی بچے کو جنم دیا تھا۔ لیکن بطور ان کے بچوں کے ہم اس وقت اس بات کو محسوس نہیں کر سکے کہ ان کی زندگی کتنی غیر معمولی تھی۔ ماضی کی طرف دیکھیں تو بالکل واضح نظر آتا ہے کہ باوجود ان کی کامیابیوں و کامرانیوں کے انہیں اپنی زندگی کے سفر کے دوران ہر قدم پر یہ ثابت کرنا پڑتا تھا کہ بطور ایک خاتون وہ یہ سب کر سکتی ہیں اور انہوں نے کر دکھایا۔



محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اپنے بچوں کے ساتھ

میری والدہ نے اپنے سیاسی سفر کا آغاز جنرل ضیاالحق کی جابرانہ، رجعت پرستی اور مذہبی انتہا پسندانہ دور حکومت کے خلاف امید و مزاحمت کی علامت کے طور پر کیا تھا۔ ضیا نے آمریت نافذ کر کے میرے نانا، جو کہ ملک کے پہلے منتخب وزیر اعظم تھے کو جھوٹے الزامات پر پھانسی دے دی تھی اور شخصی آمریت کے زیر تسلط پاکستانی معاشرے کو ایسی وحشت کا نشانہ بنایا جس کا ہمارے ملک کے عوام نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا۔ اس نے پاکستان میں بنیاد پرستی کو اس طرح تقویت دی کہ ہم آج تک اسے بھگت رہے ہیں۔ اس کی جانب سے خواتین سے نفرت پر مبنی انتہا پسندانہ قانون سازی اتنی جارحانہ اور اثر انگیز تھی کہ پاکستان کرہ ارض پر وہ واحد ملک بنا جہاں خواتین کو پہلے سے حاصل حقوق کو بھی محدود کر دیا گیا تھا۔ ضیاء رجیم نے فیصلہ دیا تھا کہ قانون کی نظر میں عورت کا مول مرد کے مقابلے میں آدھا ہوگا۔ اس طرح کے حالات میں میری والدہ نے آمریت کے خلاف جدوجہد کی قیادت کی، قید و بند، جلاوطنی اور خاندان کے افراد سمیت پارٹی ساتھیوں کی ہلاکتیں ہوئیں اور اس جواں سال خاتون کو ان کے درمیان آگے بڑھنا تھا۔ اس وقت کے شاعر نے



محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اور جناب آصف علی زرداری صاحب کے ساتھ بلاول بھٹو صاحب کے بچپن کی ایک یادگار تصویر

میری والدہ کے خوف میں مبتلا۔۔۔اس آمریت کی کیفیت کو یوں محفوظ کیا کہ (ڈرتے ہیں بندوق والے ایک نہتی لڑکی سے)۔1988 میں میری والدہ نے ملک بھر میں جاری الیکشن مہم میں حصہ لیا، بیسٹ سیلنگ کتاب لکھی، اپنے پہلے بچے کو جنم دیا اور دنیا کی کم عمر و مسلم دنیا کی پہلی خاتون وزیراعظم بننے کا اعزاز حاصل کیا۔ یہ سب کچھ صرف ایک سال کی قلیل مدت میں کیا۔لیکن ان کے ناقدین کے لیے یہ سب کچھ اچھا نہ تھا۔ وہ ناقابل قبول تھیں کیونکہ وہ ایک خاتون تھیں۔عوام میں ان کی مقبولیت اور مینڈیٹ کے باوجود ایک مہم چلائی گئی کہ اسلام میں خاتون کی حکمرانی کی اجازت نہیں نام نہاد مذہبی عالموں نے فتوے جاری کیئے کہ جو کوئی انہیں ووٹ دے گا اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا۔ جب تک میری والدہ وزیراعظم رہیں، اس طرح کی عورت دشمنی پر مبنی مہمات جاری رہیں۔سب سے زیادہ ان کی وزارت عظمٰی کو متنازعہ بنانے کی کوشش کی گئی۔ جب وہ حاملہ تھیں اور میری بہن بختاور ان کے بطن میں تھی۔مطالبے کیے گئے کہ نگران حکومت قائم کی جائے کیونکہ ایک حاملہ خاتون کو حق نہیں ہے کہ وہ وزیراعظم بنیں۔ایسا بھی نہیں کہ ملکی دستور میں میٹرنٹی کی چھٹی نہیں تھی۔میری والدہ نے ان تمام حالات کا سامنا کیا، جیسا کہ وہ ہمیشہ کرتی رہی ہیں، خندہ پیشانی سے کیا اور ایک مسکراہٹ اپنے چہرے پر سجائے رکھی، انہوں نے بچی کو جنم دینے کو مخفی رکھا اور دوسرے دن صبح اپنے معمول کے مطابق آفس میں تھیں۔عورت سے نفرت کرنے والوں کے آگے عورت کچھ بھی کرلے، ان کے لئے کبھی بھی اچھا نہیں ہوتا۔ جب میری والدہ غیر شادی شدہ تھیں، تو کہتے تھے کہ اچھی خواتین تو شادی کرتی ہیں، یہ کیوں نہیں کرتیں؟ جب انہوں نے شادی کی تو کہتے کہ اس نے ان کو بطور اپنا خاوند کیوں پسند کیا؟ پھر کہتے کہ اس کے ہاں بچے کیوں نہیں ہیں؟ اور پھر جب بچے ہوئے تو کہتے کہ جب دیکھو یہ حاملہ رہتی ہیں۔ دوران پرورش، ہم اس طرح کے چیلنجز کو محسوس نہیں کر سکے۔ان کی آخری تحریک فوجی آمر جنرل پرویز مشرف اور ملک میں بڑھتی ہوئی پرتشدد اور انتہا پسندی کے



وزیراعظم پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اپنے بچوں بلاول بھٹو، بختاور بھٹو اور آصفہ بھٹو کیساتھ



بلاول بھٹو زرداری صاحب کے بچپن کی اپنے والدین کے ساتھ یادگار تصویر



محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اپنے بچوں بلاول بھٹو اور بختاور بھٹو صاحبہ کے ساتھ جیل میں آصف علی زرداری صاحب سے ملاقات کیلئے آتے ہوئے


وزیر خارجہ محترم بلاول بھٹو زرداری صاحب اپنی والدہ کی قبر پر پھولوں پتیاں نچھاور کرتے ہوئے

خلاف تھی ۔ انہوں نے مشرف کے خلاف طویل جدوجہد کی ، جمہوریت کیلئے ثابت قدمی سے لڑیں ، اور تمام سیاسی قیدیوں بشمول میرے والد جو کوئی بھی جرم نہ کرنے کے باوجود ساڑھے 11 سال سے جیل میں تھے ، کی رہائی کیلئے آواز اٹھاتی رہیں ۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ تن تنہا اپنے بچوں کی پرورش کرتی رہیں ، گزر معاش کے لئے لیکچرز اور تقاریر کرتیں ، روزانہ ہمارے ساتھ کھانا کھانے کیلئے وقت نکالتیں ، ہر جمعہ ہمیں مسجد لے جاتیں ، ہمارا اسکول ہوم ورک کراتیں ، اور پیرنٹس ٹیچرز میٹنگز میں ہر حال میں شرکت کرتیں ۔ اپنی منزل کی تلاش اور


بلاول بھٹو زرداری صاحب کے بچپن کی یادگار تصویر

اپنے لوگوں کی خدمت کا احساس لئے وہ پاکستان لوٹیں کہ انتہا پسندی اور آمریت کے خلاف جدوجہد کی قیادت کریں ۔ اسی دوران انہوں نے اپنے ہم عصر مرد سیاستدانوں کے مقابلے میں مذہبی فاشسٹوں کے خلاف زیادہ بے باکی سے آواز اٹھائی ۔ بالآخر آمریت اور انتہا پسند قوتوں نے مجھ سے میری ماں چھین لی ، لیکن وہ ایک امید کی علامت اور پوری دنیا میں خواتین کیلئے بطور رول ماڈل زندہ ہیں ۔ انہوں نے توقعات سے زیادہ ثابت کر کے دکھایا کہ عورت سب کچھ کر سکتی ہے ۔ ان کی ہمیشہ مخالفت کرنے والے سیاسی بونوں کو کوئی یاد نہیں کرے گا لیکن وہ تاریخ میں عالمی رہنماء کی صورت میں زندہ ہیں ۔ مجھے معلوم ہے کہ ہر بچہ اپنی ماں کو سپر وومن سمجھتا ہے اور میں بھی ۔



محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اور آصف علی زرداری صاحب
کی انگلینڈ میں بنوائی گئی یادگار تصویر

محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے اپنے خون سے اس ملک کا ایک نیا باب لکھا ہے

آصف علی زرداری
صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان
شریک چیئر مین پاکستان پیپلز پارٹی

محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے اپنے خون سے اس ملک کا ایک نیا باب لکھا ہے، بینظیر پاکستان کی زنجیر تھی اور ان کی دی ہوئی زنجیر ہم نے اپنے ہاتھوں میں تھامی ہوئی ہے۔ بینظیر صرف ایک تھیں اور ان کے علاوہ کوئی اور بینظیر نہیں ہوسکتی افسوس کے وہ آج ہمارے درمیان نہیں ہیں۔ جمہوریت اور ملک کا دشمن ایک ہے، بی بی کے مشن کی تکمیل کیلئے ہم نے ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ میں آج بھی پنجاب میں سات سال جیل میں رہنے، بینظیر بھٹو شہید کو ذلیل ورسوا کرنے کے واقعات نہیں بھولا لیکن میرے کندھوں پر آج بڑا فرض واجب ہے میں تمام سیاسی جماعتوں کے دل ملانا چاہتا ہوں۔ پارٹی نے فیصلہ کرلیا ہے کہ ہم مشکل برداشت کرلیں گے لیکن آنے والی نسلوں کے لئے مسائل نہیں چھوڑیں گے۔ میں نے اپنی برداشت کا مادہ بڑھالیا ہے، مخالفین کا کام شیطانیاں کرنا اور ہمارا کام ثواب کمانا ہے۔ جو بھٹو شہید اور بی بی کو پاکستان ملاوہ پاکستان کسی شیطان نے توڑا تھا جس کے بعد بھٹو شہید کا پہلا کام اور فرض پاکستان کو مضبوط کرنا تھا پاکستان کو ہم نے طاقتور بنایا مجھے اچھی طرح یاد ہے جب 1988 میں ہم اسلام آباد پاکستان کی قیادت سنبھالنے پہنچے تو پاکستان کی آبادی 70 ملین تھی آج یہ 200 ملین سے زیادہ ہورہی ہے اس میں 65 فیصد لوگ ابھی جوان ہیں ہم نے ان کے مستقبل کے بارے میں سوچنا ہے اور ہم نے اس کے لئے منصوبہ بندی کرلی ہے میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آج بھی بلاولوں کے پاؤں ننگے ہیں سبز باغ نہیں دکھاؤں گا لیکن یہ ضرور کہتا ہوں کہ ایسے مواقع پیدا کروں گا کہ کارکن اور عوام کہیں گے کہ بینظیر بھٹو شہید نے مجھے امین بنا کر درست فیصلہ کیا تھا ہم نے اگلے بیس سالوں کی منصوبہ بندی کرلی ہے۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے ایک دن ٹیلی ویژن پر کہا تھا کہ ایک دن آئے گا کہ مشرف تم بھیک مانگو گے ہم نے بینظیر کا بدلہ



محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اور آصف علی زرداری صاحب کی شادی کی یادگار تصویر جس میں
محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اپنی والدہ بیگم نصرت بھٹو صاحبہ اور بہن کے ساتھ بیٹھی ہوئی ہیں

لے لیا۔ بینظیر بھٹو صاحبہ کو جس طرح ذلیل کیا جاتا رہا وہ میں نہیں بھولا لیکن میرے کندھوں پر بڑا فرض آ گیا ہے، آج کا فرض، کل کا فرض، سوچ کا فرض، خطے کا فرض، خطے میں کیا ہونے والا ہے کیا ہونے جا رہا ہے دشمن کیا کر رہا ہے لیکن ہم نے صبر کا دامن پکڑنا ہے میں نے یہ صبر شہید رانی سے سیکھا ہے آنے والے دن اور بھی کٹھن ہوں گے آنے والا وقت اور بھی کٹھن ہوگا، تکلیفیں سہہ لیں گے لیکن بچوں کو چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔ ہم جو سیاست کر رہے ہیں وہ بی بی صاحبہ کی سیاست ہے اگر بھٹو صاحب نے جان دی یا محترمہ بینظیر صاحبہ نے جان دی تو وہ اس ملک میں جمہوریت کیلئے پاکستانی عوام کیلئے اور پاکستان کو بچانے کیلئے۔ محترمہ پاکستان کو بچانے کیلئے



پابند سلال محترمہ آصف علی زرداری صاحب کو بیمار والدہ سے ملاقات کیلئے جیل سے ہسپتال لایا جا رہا ہے

واپس آئیں ہم شہید محترمہ بینظیر بھٹو کی سوچ پر عمل کرتے ہوئے ملک کو خطرات سے نکال رہے ہیں۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ وفاق کی علامت اور چاروں صوبوں کی زنجیر تھیں میں نے اسلام آباد میں ان کی یادگار کا سنگ بنیاد رکھ دیا ہے۔ بینظیر بھٹو اور ذوالفقار علی بھٹو ملک میں جمہوریت کا فروغ، آئین کی بالادستی اور اداروں کی مضبوطی چاہتے تھے آج ہم نے اٹھارویں ترمیم کے ذریعے آئین کو اصل حالت میں بحال کر دیا ہے اس لئے ہم سرخرو ہو گئے ہیں ہم نے کبھی یہ نہیں کہا کہ پاکستان پیپلز پارٹی اسٹیبلشمنٹ کی جماعت بن گئی ہے بلکہ کہا تھا کہ پیپلز پارٹی روایتی طور پر اینٹی اسٹیبلشمنٹ ہے مگر ہم ہر بار اسٹیبلشمنٹ کی مخالف سمت میں چلے جائیں۔ ہم تمام اداروں کو ساتھ لے کر چلنا اور مفاہمت کی سیاست کرنا چاہتے ہیں یہ بینظیر بھٹو کا ویژن تھا اور وہ بھی تمام اداروں کو ساتھ لے کر چلنا چاہتی تھیں۔ انہوں نے اسٹیبلشمنٹ کے خلاف کوئی بات نہیں کی۔ بینظیر بھٹو صاحبہ تربیت اور تعلیم کے معاملے میں شروع سے ہی ذہین اور محنتی تھیں، بینظیر بھٹو نے محنت سے ہی پاکستان میں میزائل پروگرام پروان چڑھایا محترمہ بینظیر نے ڈرائنگ روم کی سیاست عوام کے ہاتھوں میں دی انہوں نے پی پی پی کے نظریہ کو عوام کے دل میں ڈالا۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے جمہوریت کی بقا اور آئین کے نفاذ کے لئے گردنیں کٹا دیں ملک کی باگ ڈور



محترم آصف علی زرداری صاحب محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت کے بعد پارٹی کارکنان اور دیگر لوگوں کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر تعزیت کر رہے ہیں

سنبھالنے کا علم تھامے بی بی شہید آگے بڑھیں۔ ملک کیلئے جانیں قربان کرنے والوں کو اتنا ستایا گیا کہ بی بی جیسی عظیم لیڈر کو شہید کر دیا گیا مگر پاکستان پیپلز پارٹی نے عوام کی خدمت کا عزم نہ چھوڑا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے گڑھی خدا بخش میں ہی دفن ہونا ہے بغیر گڑھی خدا بخش کے ہماری سوچ، پارٹی اور نظریہ نہیں۔ ہم شہید ذوالفقار علی بھٹو کے

شاگرد ہیں گیارہ سال کی جیل کاٹنا پڑی۔ بڑی بڑی مشکلیں اٹھانا پڑیں لیکن ہمیشہ ثابت قدم رہا ہوں جو پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت کرے گا وہی گڑھی خدا بخش میں دفن ہوگا۔ ہم کسی دہشت گرد سے ڈرنے والے نہیں ہم حق کیلئے لڑیں گے۔ ہم اپنے حق اور ملک کیلئے لڑیں گے۔ آئندہ نسل کے بہتر مستقبل کیلئے لڑیں گے۔ پاکستان پیپلز پارٹی ہمیشہ افواہوں اور سمندر کی موجوں کے خلاف تیرتی رہی ہے ہماری تربیت بی بی شہید نے کی ہے اور انہوں نے مجھے سکھایا ہے کہ پیپلز پارٹی کی قیادت کیلئے قربانی دینا پڑتی ہے۔ میں محترمہ بینظیر بھٹو کا شاگرد ہوں، ملک میں لولی لنگڑی جمہوریت شہید محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی مرہون منت ہے انہوں نے



محترمہ آصف علی زرداری صاحب اور بلاول بھٹو زرداری صاحب میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے

جمہوریت کی بحالی کیلئے قربانی دی ہے۔ گیارہ سال جیل کاٹنے کے انعام میں مجھے یہ ذمہ داری دی گئی ہم نے ضیاء الحق سے لیکر آج تک مقابلہ کیا حق کیلئے لڑتے تھے اور لڑتے رہیں گے۔ بھٹو کا نام زندہ ہے اور بھٹو کا نام زندہ رہیگا میں نے اپنی پوری زندگی میں آج تک بینظیر بھٹو جیسا کوئی بہادر نہیں دیکھا۔ بی بی شہید نے آمرانہ قوتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا بینظیر بھٹو ایک مثالی لیڈر تھیں بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت کو ایک عرصہ بیت چکا ہے لیکن ایسا لگتا ہے کہ وہ کل ہم سے جدا ہوئی ہیں۔ میں اور بلاول بھٹو شہید کا مشن آگے بڑھا رہے ہیں بلاول صرف میرا نہیں پوری قوم کا بیٹا ہے جبکہ میرے کارکنوں کی بیٹیاں بھی میری بیٹی آصفہ جیسی ہیں۔ مجھ سمیت بہت سارے لیڈر آئیں گے اور جائیں گے لیکن نام صرف بھٹو کا رہے گا۔ میں نے ہمیشہ سیاست سے کام لیا ہم نے پاکستان پیپلز پارٹی کو بچا کر چلانا ہے کسی جنگ میں نہیں ڈالنا۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنان نے ہمیشہ ثابت کیا ہے کہ وہ بھٹو ہیں اور ظلم و جبر اور ناانصافی کے خلاف ہر وقت لڑنے کو تیار ہیں ہم اپنے بھائیوں، بہنوں، بیٹوں، بیٹیوں جیالوں، جیالیوں کے ساتھ ہر سازش کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہیں ہم خون دینگے لیکن شہیدوں کا راستہ نہیں چھوڑیں گے۔ بلاول بھٹو زرداری میرا اور محترمہ بینظیر بھٹو کا بیٹا ہے انہیں کوئی نہیں ڈرا سکتا، بلاول بھٹو تمام مشکلوں کو عبور کرتے ہوئے آگے نکلے گا۔ بلاول بھٹو زرداری آج وہاں کھڑا ہے جہاں ذوالفقار علی بھٹو اور بینظیر بھٹو کو شہید کیا گیا۔ پی پی نے ہمیشہ عوام کی خدمت کی ہے غریبوں کی تقدیر بلاول بھٹو زرداری بدلے گا۔ ہم پیچھے ہٹنے والے نہیں ہیں ہم ذوالفقار علی بھٹو اور بی بی شہید کے فلسفے کا علم لے کر آگے چلیں گے۔



25 ستمبر 2008 صدر پاکستان آصف علی زرداری صاحب اقوام متحدہ کے اجلاس میں دختر مشرق محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی تصویر لہراتے ہوئے


آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ کی اپنی والدہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ، نانی بیگم نصرت بھٹو اور خالہ صنم بھٹو صاحبہ کے ساتھ یادگار تصویر

بینظیر بھٹو خواتین کیلئے رول ماڈل تھیں

آصفہ بھٹو زرداری

خاتون اول و دختر بینظیر

میری والدہ شہید جمہوریت محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ پاکستان کی پہلی اور دنیا کی کم عمر ترین وزیراعظم تھیں انہوں نے یہ مقام بہت محنت اور دن رات کی جدوجہد ، کے بعد حاصل کیا ،انہوں نے اس انتہائی کٹھن مردانہ معاشرے میں نہ صرف ایک نہتی لڑکی ہو کر ڈکٹیٹر جنرل ضیاء الحق کا مقابلہ کیا بلکہ مردانہ تسلط اور عورت کو کم اہمیت دینے کی اصلاحات کا مقابلہ کرتے ہوئے وہ کر دکھایا کہ جس کی مثال نہیں ملتی یہی وجہ ہے کہ میری والدہ کے بارے میں اس زمانے میں یہ کہا جاتا تھا کہ بندوقوں والے نہتی لڑکی سے ڈرتے تھے۔ انہوں نے انصاف پسندی اور انصاف کے حصول اور جمہوری عمل کی بحالی اور بلادستی کیلئے اپنی زندگی وقف کر دی تھی ۔انہوں نے اپنی زندگی کا انتہائی کٹھن سفر بھی اس طرح طئے کیا کہ آج انکا ذکر انتہائی عزت واحترام کے ساتھ کیا جاتا ہے ۔انہوں نے ایک وقت میں نہ صرف ہماری پروش وتربیت کی بلکہ جیل میں قید میرے والد صاحب کی تیمارداری کے ساتھ ساتھ پاٹی امور بھی چلائے اور ڈکٹیٹر شپ کا مقابلہ کیا۔ وہ نہ صرف ہمارے لیئے اور پارٹی کارکنان کیلئے بلکہ اس بھی کہیں زیادہ خواتین کیلئے رول ماڈل تھیں۔ عظیم خاندان کیلئے عظیم قربانیاں دینے کے سفر کو جاری رکھتے ہوئے انہوں نے جام شہادت نوش کیا۔ آج بھی پاکستان میں خواتین کو کس نظر سے دیکھا جاتا ہے ہم سب کو اچھی طرح معلوم ہے میں اپنی والدہ کے ساتھ کیا کچھ نہیں دیکھا اور وہی کچھ میں آج بھی دیکھ رہی ہوں ۔خواتین کو مرد کی نسبت آدھی عزت حاصل کرنے کیلئے دگنی محنت کرنی پڑتی ہے ۔ میں سمجھتی ہوں کہ دنیا میں دو بڑی طاقتیں ہیں ایک تلوار اور دوسری طاقت ہے قلم اور دنوں کے درمیان بہت زیادہ دشمنی ہے ایک تیسری طاقت ہے جو دونوں سے بڑی ہے اور وہ ہے ہماری خواتین میں نے جتنا بھی وقت گزارہ ہے یہی دیکھا ہے کہ ہم کتنی مضبوط طاقت ہیں اور خواتین کو جن مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے چاہے وہ پاکستان میں ہوں یا عالمی سطح پر ہم ان کا سامنا کر رہے ہیں وہ عدم مساوات ہو، تعلیم ہو، صحت ہو اور حفاظت کی طاقت ہو۔


محترمہ صنم بھٹو صاحبہ شہید ذوالفقار علی بھٹو صاحب کیلئے صدارتی ایوارڈ نشان پاکستان صدر آصف علی زرداری سے وصول کرتے ہوئے اس موقع پر آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ بھی موجود ہیں

انسانی حقوق کی علمبردار محترمہ بینظیر بھٹو عوام کیلئے امید اور جمہوریت کی علامت تھیں

ادی فریال ٹالپُر صاحبہ

صدر پاکستان پیپلز پارٹی شعبہ خواتین



وزیر اعظم پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اور ایم این اے فریال ٹالپر کی ایک یادگار تصویر

بی بی کو آپ شخصیت سے اور سیاست سے آپ لوگ الگ نہیں کر سکتے ۔ جہاں پر محترمہ بینظیر بھٹو کی شخصیت تھی وہیں پر انکی سیاست تھی انہوں نے سیاست، سیاسی طرح سے نہیں کی محترمہ بینظیر بھٹو نے سیاست بھی ایک شخصیت کی طرح کی ۔جن لوگوں کی محترمہ بینظیر بھٹو کے ساتھ سیاسی ملاقاتیں تھیں اس میں بھی محترمہ کا ایک بڑا پرسنل ٹچ ہوتا تھا۔اس وقت آپ جتنے بھی بڑے لیڈر دیکھتے ہیں جو اس ملک میں ہیں ان سب کے ساتھ محترمہ کا ایک شخصی بہن بھائیوں والا تعلق تھا۔وہ اپنی پارٹی کے کارکنوں کو اپنے بچوں کی طرح سمجھتی تھیں ان کی شخصیت ایسی تھی کہ وہ سب کے ساتھ گھل مل جاتی تھیں اور ان کی پرسنل باتیں بھی محترمہ کو یاد ہوا کرتی تھیں ۔ اگر کسی شخص یا کسی عورت کا جنم دن ہو تو محترمہ کو وہ یاد ہوتا تھا اور محترمہ انہیں خود فون کر کے مبارکباد ضرور دیا کرتی تھیں ۔ میرے سامنے ایسی بہت ساری مثالیں موجود ہیں ایسے شخص اور اشخاص اس بات کو آج بھی یاد کرتے ہیں اور لوگ آج بھی اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ مجھے فلاں وقت میں محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے یاد کر کے مبارکباد دی تھی یا پھر میری بیماری کا ذکر کیا یا میری پریشانی کے وقت بھی محترمہ بینظیر بھٹو نے مجھے یاد رکھا۔ بی بی شہید کی اس عادت کی وجہ سے انہوں نے ہر انسان کے دل میں اپنا ایک مقام بنا لیا تھا۔آپ کسی نے کسی طرح چاہے شخصیات کے ساتھ آپ کا تعلق ہو، سوشل تعلق ہو یا سیاسی تعلق وہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ ہر کسی کو یاد رکھا کرتی تھیں ۔محترمہ بینظیر بھٹو شہید وفاقِ پاکستان کی علامت اور عوامی امنگوں کی مظہر تھیں انہوں نے پاکستان کے طول وارض میں سیاسی فراست، ذہانت اور سوجھ بوجھ کے عظیم الشان نقش ثبت کیئے اور وقت کے ساتھ ان کی عزت وتکریم میں بیش بہا اضافہ ہوا، وہ واحد قومی رہنماء تھیں جو پاکستان کا ایجنڈا لے کر آگے چل سکتی تھیں، بی بی شہید عالمی شخصیت تھیں، مفاہمت پر یقین رکھتی تھیں، لوگوں کو قریب لانا جانتی تھیں، وہ اکثر کہا کرتی تھیں کہ ہر معاملہ میں فاصلوں کو کم کرنا اور مثبت اندازِ فکر اپنانا



صدر پاکستان پیپلز پارٹی شعبہ خواتین وممبر نیشنل اسمبلی آف پاکستان ادی فریال ٹالپُر صاحبہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی قبر پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کرنے کے بعد دُعا کرتے ہوئے

چاہئے ان کی مثبت سوچ کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ وہ غربت اور افلاس کا خاتمہ کر کے عالم اسلام کو امن و ترقی کا گہوارہ بنانا چاہتی تھیں۔ وہ انسانی حقوق کی بہت بڑی علمبردار تھیں۔ پیپلز پارٹی شہید محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے فلسفہ نظریہ کو بنیاد بنا کر اصولی سیاست اور عوامی حق حکمرانی کیلئے اپنا بھر پور کردار ادا کرتی رہیں گی۔ پاکستان پیپلز پارٹی آئینی اصولوں پر مبنی معاشرے کے قیام تک سکھ کا سانس نہیں لے گی۔ عوام کو حق حاکمیت واپس دلانے، پارلیمان کی بالادستی اور مساوات پر مبنی معاشرے کے قیام کیلئے ہماری جدوجہد جاری رہے گی۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو خراج عقیدت پیش کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم جمہوریت کیلئے ہونے والی جدوجہد کا حصہ بنیں اور جمہوریت کے خلاف سازشوں کا مقابلہ کریں۔



صدر پاکستان پیپلز پارٹی شعبہ خواتین ادی فریال ٹالپر صاحبہ، صدر پاکستان آصف علی زرداری صاحب محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی 71 ویں یوم پیدائش کا کیک کاٹتے ہوئے

میں محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو خراج عقیدت پیش کرتی ہوں محترمہ بینظیر بھٹو عوام کیلئے امید اور جمہوریت کی علامت تھیں۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ ظلم اور ناانصافی کے خلاف بے خوف کھڑی رہیں۔ پارٹی کارکنان نے ہمیشہ توقعات سے بڑھ کر اپنا کردار ادا کیا اور ساتھ دیا محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کا ذکر ہو اور شہداء کارساز کی لازوال قربانی کو فراموش کرنا ناممکن ہے کارساز کے شہدا کی قربانی لازوال ہے انہوں نے اپنی رہنماء محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی حفاظت کیلئے اپنی جان کی پرواہ نہیں کی اور دہشت گردوں کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن کر اپنی قائد کی حفاظت کی۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے اپنی جان کو درپیش خطرات کو نظر انداز کر کے اپنے عظیم والد ذوالفقار علی بھٹو کی سیاسی وارث ہونے کا حق ادا کیا اور پاکستان کی خاطر اپنی جان دے دی۔ جن قوتوں نے محترمہ بینظیر بھٹو کی جدوجہد کے دنوں میں ان کی آزادی چھینی تھی انہیں قوتوں نے ان کی زندگی بھی چھین لی۔ اس کے باوجود بی بی شہید کا نام وقت کے ساتھ درخشاں ستارہ کی مانند پاکستان کے سیاسی افق پر چمک رہا ہے۔ بینظیر بھٹو کا سبق یہ ہے کہ جمہوریت بہترین انتقام ہے۔ پاکستان میں شاید کوئی بھی ایسی آنکھ نہ ہوگی کہ جس میں سے بینظیر بھٹو شہید کیلئے آنسو نہ گرا ہو بلاشبہ بینظیر بھٹو شہید ایک بہادر خاتون تھیں، ہمارے جیسے ملک میں ایک عورت کا ہر طرح کی مصیبتوں کو جھیلتے ہوئے دوبارہ وزیراعظم بن جانا معمولی بات نہیں ہے، بینظیر بھٹو شہید باپ کی سیاسی وراثت کے ذریعے آگے آئیں مگر جو ظلم ناانصافی الزامات اور صدمے انہوں



صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری صاحب اور صدر پاکستان پیپلز پارٹی شعبہ خواتین ادی فریال ٹالپر صاحبہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی قبر پر دُعا کرتے ہوئے

نے برداشت کرتے ہوئے خود کو میدان عمل میں رکھا کسی سیاست دان کی جدو جہد میں بینظیر بھٹو شہید جیسی جدو جہد نظر نہیں آتی ، اللہ تعالی محترمہ بینظیر بھٹو کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے ۔آج بلاول بھٹو زرداری اپنی شہید



صدر پاکستان پیپلز پارٹی شعبہ خواتین ادی فریال ٹالپر صاحبہ شہید بینظیر آباد میں ایک تقریب کے موقع رربن کاتتے ہوئے

والدہ کے پرچم کو تھامے ان کے مشن کی تکمیل کے لئے عملی سیاست میں متحرک ہیں اور اپنی والدہ کی میراث پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت کررہا ہے ۔چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی بلاول بھٹو زرداری محترمہ بینظیر بھٹو کے مشن کو آگے بڑھا رہے ہیں انشا اللہ بہت جلد بلاول بھٹو وزیراعظم پاکستان بن کر اپنی والدہ کے خواب کو شرمندہ تعبیر کریں گے۔صدر پاکستان آصف علی زرداری محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی سوچ کے امین ہیں انہوں نے جس طرح محترمہ کی شہادت کے بعد پارٹی کو منظّم رکھا اور محترمہ کی سیاسی سوچ کو آگے بڑھایا ہے اس کی مثال نہیں ملتی بلاشبہ آصف علی زرداری نے اپنی فہم وفراست اور عقل و دانش کی بدولت محترمہ بینظیر بھٹو کی شہادت کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی کی تعمیر وترقی میں جو کردار ادا کیا وہ قابل تعریف ہے آصف علی زرداری صاحب نے سیاسی مخالفین کو بھی مجبور کردیا کہ وہ رسہ کشی کی سیاست سے علحیدگی اختیار کرکے پاکستان اورعوام کی فلاح و بہبود کیلئے کردارادا کریں۔



محترم حاکم علی زرداری صاحب ادی فریال ٹالپر صاحبہ کے سر پرشفقت سے ہاتھ رکھتے ہوئے جبکہ عقب میں سابق وزیراعظم پاکستان ظفراللہ جمالی نظر آرہے ہیں

بلاول، بینظیر ہماری اور جیالوں کی امیدوں پر پورا اتر کر ایک نئی صبح ثابت ہونگے



محترمہ ڈاکٹر عذرا فضل پیچوہو صاحبہ اور محترمہ آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ شہید جمہوریت بینظیر بھٹو صاحبہ کی سالگرہ کا کیک کاٹتے ہوئے

ڈاکٹر عذرا پیچوہو

صوبائی وزیر صحت حکومت سندھ

27 دسمبر 2007 تاریخ کا وہ سیاہ دن جب پورے ملک پر سکتہ طاری ہوگیا تھا لوگ زار وقطار رو رہے تھے کسی کو یقین نہیں آرہا تھا کہ کوئی ظالم بینظیر بھٹو کو گولیوں سے شہید کرسکتا ہے، کوئی بھی یہ یقین کرنے کو تیار نہیں تھا کہ محترمہ بینظیر بھٹو تو ایسی نہیں تھیں کہ انہیں بموں اور گولیوں سے مار دیا جاتا انہوں نے تو ہر شخص کے ساتھ اچھا سلوک کیا تھا، محترمہ بینظیر بھٹو نے زیادتی کرنے والوں کو نہ صرف معاف کیا بلکہ اپنے ساتھ اپنے قافلے میں شامل کرلیا ایسی سحر انگیز شخصیت کو آخر کار کیوں مار دیا گیا گولی انکا مقدر کیوں بنادی گئی۔ مجھے شکسپیئر کی وہ تحریر یاد آرہی ہے کہ یہ دنیا ایک اسٹیج کی مانند ہے اور یہاں پر آنے والے کو اپنا کردار ادا کرنے کے بعد چلے جانا ہے، شہادت سے چند لمحے قبل عوام کی ہر دلعزیز رہنماء عوام کے کے ٹھاٹھیں مارتے سمندر میں چاہنے والوں میں گھری ہوئی تھیں اور ہمیشہ کی طرح مسکراتے اور کھلکھلاتے چہرے کے ساتھ خوشی سے نہال اپنے دونوں ہاتھ فضاء میں بلند کر کے اپنے چاہنے والوں کے زبردست نعروں کا جواب دے رہی تھیں اور کیسی بدقسمتی کہ دوسرے ہی لمحے منظر یکسر تبدیل ہوگیا محترمہ کیلئے کئے جانے والے والہانہ استقبال میں خوشی کی بجائے موت رقص کررہی تھی 27 دسمبر 2007 کی شام روشنی کی یہ کرن بجھ گئی۔ دلیر اور جرات مندانہ آواز کو ختم کرنے کی سازش ہوئی لیکن آپ کسی شخص کو قید کرسکتے ہیں مگر سوچ کو نہیں آپ فرد کو جلاوطن کرسکتے ہیں مگر سوچ کو دیس سے نہیں نکال سکتے، آپ کسی انسان کو قتل کرسکتے ہیں مگر اس کی سوچ اور نظریہ کو قتل نہیں کرسکتے، محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی سوچ اور نظریہ آج بھی للکار رہا ہے۔ اگر ہم انتہا پسندی اور دہشت گردی کے خلاف جنگ جیتنا چاہتے ہیں تو ہمیں پاکستان میں جمہوریت کی حمایت کرنا ہوگی۔ آمر قوتوں کے ساتھ ساتھ دہشت گرد اور انتہا پسند محترمہ بینظیر بھٹو سے خائف تھے وہ جانتے تھے کہ بینظیر بھٹو ہی وہ واحد سیاسی رہنماء ہیں ان کے گٹھ جوڑ کو بے نقاب کر کے انہیں شکست فاش دینے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہیں۔ تاریک ماضی کے یہ نقیب مستقبل کی اس اُمید سے ڈرتے تھے وہ



محترمہ آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ انتخابی کاغذات جمع کراتے ہوئے اس موقع پر ڈاکٹر عذرا فضل پیچوہو صاحبہ بھی موجود ہیں

لرزاں تھے کہ بینظیر بھٹو کی قیادت میں پاکستان کے عوام کو آمریت کے مقابلے میں جمہوریت، جہل کے مقابلے میں علم، مذہبی جنونیت کے مقابلے میں رواداری اور انتہا پسندی کے مقابلے میں اعتدال پسندی کا انتخاب کرینگے۔ یہی وجہ ہے ان ملک اور جمہوریت دشمن قوتوں نے بی بی کو اپنے وطن واپس آنے سے منع کیا اور انہیں کہا گیا کہ بینظیر بھٹو کو سیکیورٹی فراہم نہیں کی جاسکتی، مگر کوئی بھی دھمکی نڈر و بہادر رہنماء کو خوفزدہ نہ کرسکی، کراچی میں ہونے والے خوفناک بم دھماکے جس میں بی بی کے کئی



محترمہ ڈاکٹر عذرا فضل پیچوہو صاحبہ اور محترمہ آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ اور بختاور بھٹو زرداری صاحبہ اپنا ووٹ داخل کرتے ہوئے

جانثاروں اور جیالوں نے جام شہادت نوش کیا۔ ایسے دل دہلا دینے والے واقعات بھی محترمہ بینظیر بھٹو کو آمریت اور انتہا پسندی کے خلاف آواز بلند کرنے سے نہ روک سکے۔ بینظیر بھٹو شہر شہر، گاؤں گاؤں جمہوریت اور امن کا پیغام لیکر جاتی رہیں اور دہشت گردوں کو للکارتی رہیں باوجود اسکے کہ انہیں یہ معلوم تھا کہ دشمن طاق میں بیٹھا ہے اور کسی بھی وقت انہیں قتل کیا جاسکتا ہے لیکن ونڈر اور بہادری کی اعلیٰ مثال رہنماء خاتون ہونے کے باوجود تن تنہا دہشت گردوں کو للکارتی رہیں۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی للکار آج بھی ہمارے کانوں میں گونج رہی ہے کہ میرا ملک خطرے میں ہے اسے کون بچائے گا۔ پاکستان کو میں بچاؤں گی ہم بچائیں گے ہمارے جیالے کارکنان اور جمہوریت پسند عوام بچائے گی۔ افسوس کہ محترمہ بینظیر بھٹو آج ہمارے درمیان نہیں لیکن اس حقیقت سے آنکھیں نہیں پھیری جاسکتیں کہ جو آیا ہے آخر ایک نہ ایک دن اسے جانا ہے۔ امید کی ایک کرن آج بھی روشن ہے بلاول بھٹو زرداری سے نہ صرف مجھے ہمارے جیالے کارکنان، قیادت بلکہ ملک کی جمہوریت پسند عوام کو امیدیں وابستہ ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ بلاول بھٹو زرداری اپنے والدہ کے نقش قدم اور اپنے والد آصف علی زرداری کی فہم و فراست، عقل و دانش اور سب سے بڑھ



محترمہ آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ کاغذات نامزدگی جمع کرانے کے بعد ڈاکٹر عذرا فضل پیچوہو صاحبہ، آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے

کر ہم سب کی دعاؤں اور اپنی قابلیت کے بل بوتے پر وزیراعظم پاکستان بن کر نہ صرف اپنی والدہ کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرینگے بلکہ عوام اور کارکنان کی امیدوں پر پورا اتر کر ایک نئی صبح ثابت ہونگے۔

بی بی شہید کے قاتل پاکستان کے روشن مستقبل کے قاتل ہیں

نئیر حسین بخاری
سیکریٹری جنرل پاکستان پیپلز پارٹی پارلیمنٹیرینز



سیکریٹری جنرل پاکستان پیپلز پارٹی پارلیمنٹیرین محترم نئیر حسین بخاری صاحب صدر اسلامی جمہوریہ پاستان قابل احترام آصف علی زرداری صاحب سے ملاقات کرتے ہوئے

بینظیر بھٹو صاحبہ نے پاکستان کے تحفظ کیلئے اپنی جان کا نظرانہ پیش کیا، جمہوریت کیلئے شہید محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی بے باک اورنڈر جدوجہد تاریخ کا وہ سنہری باب ہے جسے صدیوں تک یاد رکھا جائے گا۔ امن اور جمہوریت کیلئے شہید محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے لازوال قربانیاں دی ہیں اور ان کا بے مثال سیاسی کردارقوم کیلئے مشعلِ راہ ہے۔محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ عوام کو بااختیار بنانے کیلئے انتھک لگن اور جمہوری اصولوں پر ثابت قدم رہ کر جدوجہد کی انہوں نے ہمیشہ یہی کہا کہ اقتدارعوام کا ہےاورسیاسی جنت عوام کے قدموں میں ہے۔محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی عمر جب صرف 35 برس تھی تو انہوں نے دنیا کی پہلی خاتون وزیراعظم بن کر اپنے مخالفین کو باآورکرادیا تھا کہ وہ قائدعوام کی دُختر بینظیر بھٹو ہیں جن کا سیاست میں کوئی ثانی نہیں ہے۔ ہماری پارٹی کے خلاف سیاسی مخالفین کی جانب سے اس وقت سے اتحاد بنائے جارہے ہیں جب قائدعوام شہید ذوالفقارعلی بھٹو صاحب نے 1970 کی دہائی میں پارٹی کی بنیادرکھی اس وقت بھی ہماری پارٹی نے کلین سوئپ کیا، پیپلز پارٹی سیاسی مخالفین سے گھبراتی نہیں ہے ہم عوامی قوت پر اعتماد بھی کرتے ہیں اور انحصار بھی کرتے ہیں کیونکہ پاکستان پیپلز پارٹی عوامی پارٹی ہے۔88 سے لیکر آج تک پاکستان پیپلز پارٹی کو کمزور کرنے کی کوششیں کی جاتی رہی ہیں، جب بھی فیئر اینڈ فری انتخابات ہوئے پاکستان پیپلز پارٹی کلین سوئپ کرے گی۔محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت نے ملک کواندھیروں میں ڈالا اوراسے صدیوں پیچھے کردیا، قائدعوام ذوالفقار علی بھٹو اورشہید جمہوریت محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کا جمہوری نظریہ آئین، پارلیمنٹ اور جمہوریت کے ذریعے فتح حاصل کررہاہے، بھٹوخاندان کے حامی جمہوریت کی نظریاتی یونیورسٹی گڑھی خدابخش میں اپنے نظریات سے وابستگی کا اعادہ کرتے ہیں۔ بلاول بھٹوزرداری صاحب کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے انہوں نے واقعی ثابت کرکے دکھایاہے کہ وہ ذوالفقارعلی بھٹواورمحترمہ بینظیر بھٹوصاحبہ کے سیاسی وارث ہیں۔ بلاول بھٹوزرداری صاحب مستقبل کے وزیراعظم ہونگے۔



سیکریٹری جنرل پاکستان پیپلز پارٹی پارلیمنٹیرین محترم نئیر حسین بخاری صاحب محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی سالگرہ کا کیک کاٹتے ہوئے

محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی دانشمندی کی مثال ملنا ناممکن ہے


سیکریٹری جنرل پاکستان پیپلز پارٹی محترم تاج حیدر صاحب سیکریٹری اطلاعات محترمہ شازیہ عطا مری صاحبہ میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے

تاج حیدر

سیکریٹری جنرل پاکستان پیپلز پارٹی

ہمت ہے حوصلہ ہے سب کو ساتھ لینے کی کوالٹی ہے اور اگر قوم کی سربراہی کرنی ہے تو اس کیلئے پہلی شرط یہ ہے کہ قوم کو متحد و منظم کیا جائے کیونکہ قوم کو تقسیم کر کے قوم کی سیاست نہیں ہوسکتی محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اس چیز کو سمجھتی تھیں اور انہوں نے ہر مقام و مرحلے پر قوم کو منظم و متحد کیا، چارٹرڈ آف ڈیماکریسی ہو یا مفاہمتی پالیسی ہو انہوں نے اقدامات اٹھائے تا کہ قوم متحد ہو اور مشترکہ دشمن بالخصوص جو جمہوریت دشمن عناصر ہیں ان کا مقابلہ متحد ہو کر کیا جا سکے ۔ یہ جمہوریت سے انکی وابستگی تھی ۔عوام کے ساتھ بالخصوص محنت ،غریب اور محروم طبقات ہیں انکے ساتھ محترمہ حد درجہ محبت کرتی تھیں انکے ساتھ محترمہ کی گہری وابستگی تھی محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے ہمیشہ عوامی مفادات کی بات کی انکی بھلائی ،انکی بہتری کی بات کی ،جس عظم واستقلال سے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے پارٹی کی قیادت کی جس طریقے سے وہ اپنے جائز موقف پر جمہوریت کیلئے کھڑی رہتی تھیں یہ انہی کا کمال تھا۔محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی دانشمندی کی مثال ملنا ممکن نہیں انہیں معلوم ہوتا تھا کہ سامنے کتنی بڑی رکاوٹ ہے اور کس طریقے سے اسکا مقابلہ کیا جائے بلکہ وہ راستہ نکالا جائے کہ جس سے تحریک آگے بڑھتی رہے ۔ میں محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی دانشمندی کا بہت قائل ہوں انہوں نے ہمارے بکھرے ہوئے سیاسی کارکنان کو کہ جو ضیاء الحق کے مظالم اور ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی شہادت کے بعد ناامید ہو چکے تھے اور خاموش ہو کر بیٹھ گئے تھے انہیں کس طریقے سے جمع کیا انہیں متحد کیا یہ انہی کا کارنامہ تھا۔ نہ صرف یہ بلکہ محترمہ نے دیگر


سیکریٹری جنرل پاکستان پیپلز پارٹی محترم تاج حیدر صاحب گلگت کے حوالے سے بلائے جانے والے اجلاس کی صدارت کررہے ہیں

سیاسی جماعتوں کو کہ جو ملک میں جمہوریت چاہتی تھیں انہیں اپنے ساتھ ملایا اس میں بہت ساری ایسی جماعتیں بھی تھیں کہ جو بھٹو صاحب کے خلاف تحریک میں شامل تھیں لیکن محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے ان کے ساتھ اتحاد بنایا اور پھر PDMA مومنٹ میں کس طرح پاکستان کی عوام کو جمہوریت کے پلیٹ فارم پر متحد و منظم کیا میں سمجھتا ہوں کہ یہ یہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کا ہی کارنامہ تھا۔ بلاشبہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ دنیا کی پہلی مسلم خاتون وزیراعظم تھیں لیکن

اس سے بھی بڑھ کر یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں سوچ تھی کہ خواتین کو آگے نہیں بڑھنے دیا جائے محترمہ مشکلات و مصائب کے باوجود آگے بڑھیں جدوجہد کی اور پھر وزیر اعظم بنیں انہوں نے خواتین کیلئے ایک مثال قائم کی بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ برصغیر ایشیا اور مسلم دنیا کی خواتین کیلئے رول ماڈل اور امید کی کرن ہیں ۔ انہوں نے اپنے کردار اور اقدامات کے ذریعے تمام خواتین کو یہ پیغام دیا کہ آپ جدوجہد کریں آپ آگے بڑھیں اپنے حقوق کیلئے اور جہاں پر صرف مرد پہنچ سکتے تھے وہاں پر آپ بھی پہنچ سکتی ہیں اور شاید آپ مردوں سے بہتر کام کر سکتی ہیں ۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے صدیوں سے غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھیں نہ صرف انہیں بلکہ پوری مسلم دنیا کی خواتین کو روشناس کروایا کہ ہم اپنی اسلامی روایات اور اسلامی اصولوں پر عمل پیرا ہوتے ہوئے مشکلات اور رکاوٹوں کا سامنا کر کے آگے جا سکتے ہیں ۔ انہوں نے یہ ثابت کیا کہ کوئی رکاوٹ ایسی نہیں ہے کہ جس سے مسلم خواتین عبور کر کے کامیابی حاصل نہیں کر سکتیں ۔ مجھے یقین ہے کہ چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی محترم بلاول بھٹو زرداری صاحب اپنی والدہ شہید جمہوریت محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے بہت موزوں اور بہت اچھی قیادت فراہم کر رہے ہیں نظریاتی طور پر بلاول بھٹو صاحب ایک مستحکم سیاست دان کا رول ادا کر رہے ہیں وہ اپنی والدہ کی طرح ملک مظلوم ومحروم طبقات بالخصوص محنت کش، کسان اور دیگر کی محرومیوں کے خاتمہ کیلئے جدوجہد کر رہے ہیں ۔ اور اپنی والدہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ٹکراؤ کی سیاست سے اجتناب کر رہے ہیں اور یہ انتہائی خوش آئندہ اقدام ہے ۔



سیکریٹری جنرل پاکستان پیپلز پارٹی محترمہ تاج حیدر صاحب وچیئر مین CPEC کمیٹی کی سربراہی میں CPEC کمیٹی کے ممبران گلگت کا دورہ کرتے ہوئے



سیکریٹری جنرل پاکستان پیپلز پارٹی محترمہ تاج حیدر صاحب میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے اس موقع پر شرجیل انعام میمن اور مولا بخش چانڈیو صاحب بھی موجود ہیں

بے نظیر شہید کی جدائی کا زخم

تحریر۔سید یوسف رضا گیلانی
چئیر مین سینٹ آف پاکستان


ایم این اے محترمہ فریال ٹالپر صاحبہ، وزیر اعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی، سید قائم علی شاہ صاحب، جناب قمرالزمان قائرہ، آغا سراج کا درانی و دیگر محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی قبر پر فاتحہ اور دعا کرتے ہوئے

پاکستان کی تاریخ سیاسی رہنماؤں، کارکنان، اور ہیروز کی جانب سے جمہوریت اور جمہوری اقدار کے فروغ کے لئے جدوجہد اور قربانیوں کی انگنت مثالوں سے بھری پڑی ہے، آزادی حاصل کرنے کے بعد بھی مقبول رہنماؤں کو اکثر نا معلوم قوتوں نے نشانہ بنایا تا کہ عوام کے حقوق اور خودمختاری کی آواز کو خاموش کیا جا سکے۔ان عظیم شخصیات میں محترمہ بینظیر بھٹو شہید بھی شامل ہیں جو نہ صرف پاکستان کی بلکہ مسلم دنیا کی پہلی خاتون وزیر اعظم تھیں اور پاکستان کی سب سے با اثر سیاسی شخصیات میں سے ایک تھیں، انہیں نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر میں عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، 27 دسمبر کی سرد ہوائیں ایک غیر متوقع اور گہری اداسی لے آئیں، جس نے سیاسی اور جمہوری خلاء کو مزید گہرا کر دیا، اس دن راولپنڈی میں ایک عوامی جلسے کے دوران بینظیر کو نشانہ بنایا گیا جس کے بعد پاکستان کے عوام گہرے غم اور غیر یقینی کی صورتحال میں مبتلا ہو گئے۔ 17 سال قبل ہم نے ایک عالمی رہنماء کو کھو دیا۔تاہم ان کا سیاسی فلسفہ آج بھی ہمارے لئے ایک رہنماء اصول کی حیثیت رکھتا ہے، وہ آج بھی پاکستان کے وفاق کی علامت کے طور پر جانی جاتی ہیں۔اپنی زندگی میں انہوں نے مشکلات کا سامنا کیا لیکن ان کی مقصد سے وابسطگی غیر متزلزل رہی۔انہوں نے پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت اس وقت سنبھالی جب آزادیوں کو محدود کر دیا گیا تھا۔انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں عام تھیں اور آزادی اظہار کو جمہوری قوتوں نے کچل دیا تھا، آمر حکومتوں نے انہیں پیچھے دھکیلنے کی کوشش کی ،لیکن انہوں نے پاکستانی عوام کی امیدوں کو زندہ رکھا اور جمہوریت اور شراکتی وفاقیت کے نظریات کو فروغ دیا۔انکی قائدانہ صلاحیتوں اور سیاسی بصیرت نے ،صبر، جرات و برداشت کے ساتھ ظلم وستم کی زنجیریں توڑنے کے ان کے عزم کو مضبوط کیا۔مجھے ان کے یہ الفاظ آج بھی یاد ہیں۔

مشکلات کا سامنا کرنے میں جرات و وقار
ایک عظیم رهنماء کی پهچان هیں

وہ ایک عظیم رہنماء تھیں اور اپنی زندگی میں انہوں نے اس کا عملی مظاہرہ کیا۔ ان کا فلسفہ آج بھی ہمیں اور بہت سے دوسروں کو مشکلات کا مقابلہ کرنے اور سمجھوتہ نہ کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ انہوں نے ایک مقصد کیلئے اپنی جان قربان کرنے کا انتخاب کیا اور شہادت کو قبول کیا۔ انہوں نے اپنے دو عزیز بھائیوں کی موت کا بھی غم برداشت کیا، شدت پسندوں اور غیر ریاستی عناصر کی جانب سے ان کی زندگی کو مسلسل خطرات کا سامنا رہا۔ انہوں نے جلاوطنی اور قید کا سامنا کیا لیکن ان کا عزم چٹان کی مانند مضبوط رہا۔ اپنی ثابت قدمی اور کردار کے ذریعے انہوں نے عوام کے دل جیت لئے۔ تاریخ کے صفحات میں انہیں امید کی کرن، ایک رہنماء اور جمہوریت کی علمبردار کے طور پر یاد رکھا جائے گا۔ اپنے سیاسی مخالفین کو معاف کرنا ان کی شخصیت کا ایک اور نمایاں پہلو تھا۔ یہ ان کا ویژن اور رہنمائی تھی جس کی بدولت ہم نے بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کا آغاز کیا۔ جو پاکستان کے غریب طبقات کی مدد کیلئے ایک نمایاں اقدام ہے۔ آج یہ پروگرام ملک بھر میں اپنی رسائی رکھتا ہے اور لاکھوں لوگوں کی مختلف طریقوں سے مدد کر رہا ہے۔ جمہوری اقدار کی حامی ہونے کے ناطے انہوں نے جمہوریت کی بحالی کی کوششوں کی قیادت کی، جو بعد میں سیاسی حریف جماعت مسلم لیگ (ن) کے ساتھ ۔ میثاق جمہوریت۔ کی شکل میں سامنے آئیں۔ انہوں نے نظام کو دوبارہ درست راہ پر لانے کیلئے بات چیت کی بنیاد رکھی، کیونکہ غیر جمہوری حکومتوں کے جمہوریت مخالف اقدامات نے جو جمہوری روح کو نقصان پہنچایا تھا اور عوام اور انکے نمائندوں کے درمیان خلاء پیدا کر دیا تھا۔ میثاق جمہوریت نے حقیقی معنوں میں جمہوریت اور پارلیمان کی عظمت کو بحال کیا۔ 1973 کا آئین اپنی اصل شکل میں بحال کیا گیا۔ جس سے پارلیمانی جمہوریت کو فروغ حاصل ہوا۔ صوبوں کو فیصلہ سازی کے مزید اختیارات دیئے گئے، این ایف سی ایوارڈ کے طریقہ کار پر نظر ثانی کی گئی، 18 ویں آئینی ترمیم، جی بی ایکٹ، آغاز حقوق بلوچستان اقدام اور دیگر کئی اقدامات سیاسی قوتوں کے درمیان میثاق جمہوریت کی تاریخی مفاہمت کے ثمرات ہیں، آج ہم تاریخ کے ایک اہم موڑ پر کھڑے ہیں، ملک غیر یقینی کی صورتحال سے گزر رہا ہے، معاشی استحکام ایک بڑا چیلنج ہے۔ سیاسی خلاء ایک بار پھر بہت وسیع اور گہرا ہو چکا ہے۔ ہمیں محترمہ بے نظیر بھٹو کے ہم آہنگی اور مفاہمت کے نظریے سے سیکھنے کی ضرورت ہے۔ ملکی سیاسی قوتوں کو آپس میں بات چیت کرنی چاہئے اور ہم آہنگی کو فروغ دینا چاہئے تاکہ سیاسی اور معاشی ترقی کے ایجنڈے کو اجتماعی طور پر آگے بڑھایا جا سکے۔ آیئے مل کی ترقی کے لئے ہاتھ ملائیں۔ آیئے ایک ساتھ کام کریں تاکہ اپنی آنے والی نسلوں کا مستقبل محفوظ بنایا جا سکے اور برداشت، مفاہمت، اور باہمی احترام کو فروغ دیا جا سکے۔

بشکریہ روزنامہ نوائے وقت 27 دسمبر 2024

ہم نے اپنی عظیم رہنماء کو نہیں بھلایا


سید قائم علی شاہ، راشد حسین ربانی، وزیر اعظم راجہ پرویز اشرف و دیگر رہنماء
شہید جمہوریت محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی قبر پر فاتحہ پڑھتے ہوئے اور دعا کرتے ہوئے

راجہ پرویز اشرف
سابق وزیر اعظم پاکستان
صدر پاکستان پیپلز پارٹی (سینٹرل پنجاب)

جمہوریت کا قافلہ چل رہا ہے اور اور رواں دواں رہے گا، شہیدوں کا فلسفہ ہماری رگوں میں ہے، شہید محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے نظریئے، جدو جہد اور جمہوریت پر یقین رکھنے والے عقیدت مند انہیں ہر سال پاکستان سے کونے کونے سے گڑھی خدا بخش پہنچ کر سلام پیش کرنے آتے ہیں جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ ہم نے اپنی عظیم رہنماء کو نہیں بھلایا اور ہمارے دلوں میں بستی ہیں اور ہماری سوچ کا محور ہیں، محترمہ بلاول بھٹو زرداری صاحب اپنی شہید والدہ کی جمہوریت کیلئے روشن کی گئی شمع اپنے ہاتھوں میں تھامے ہوئے ہیں اور پاکستان پیپلز پارٹی کا قافلہ اب ہمارے نوجوان رہنماء بلاول بھٹو زرداری صاحب کی قیادت میں آگے بڑھتا رہے گا۔ صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری صاحب نے بلاول بھٹو زرداری کی قیادت میں ہمیں نوجوان قیادت دی ہے۔ بلاول بھٹو زرداری صاحب پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنان کے دل کی آواز ہیں۔ شہید ذوالفقار علی بھٹو اور شہید محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کا وارث آج میدان میں آچکا ہے۔ بلاول بھٹو اپنے نانا اپنی والدہ اور والد کے نقش قدم پر چلتا ہے وہ بھی مفاہمت کی بات کرتا ہے وہ بھی محبت کی بات کرتا ہے وہ بھی پیار کی بات کرتا ہے وہ پاکستانیوں کو ساتھ بٹھانے کی بات کرتا ہے۔


بلاول بھٹو زرداری صاحب اسلام آباد میں لانگ مارچ کی قیادت کرتے ہوئے
اس موقع پر سابق وزیر اعظم پاکستان راجہ پرویز اشرف اور چن صاحب بھی موجود ہیں

وہ پورے پاکستان کی بات کرتا ہے۔ بلاول بھٹو زرداری صاحب نے جس طرح وزیر خارجہ کے طور پر کام کیا دنیا کے لوگ مان گئے بڑے بڑے سیاست دان مان گئے۔ ہمارا مستقبل بلاول بھٹو زرداری صاحب ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ وقت دور نہیں ہے جب بلاول بھٹو زرداری صاحب وزیر اعظم پاکستان بنیں گے اور پاکستان کی تمام تکالیف کا ازالہ کرینگے اور پاکستان کی غریب عوام کو خوشحال کرینگے اور غریبوں کا ساتھ دینگے ہمیں ہماری قائد شہید جمہوریت محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے فرزند بلاول بھٹو زرداری صاحب کو وزیر اعظم بنانا ہے اور ہر ایک پاکستانی کو بلاول بھٹو زرداری صاحب کے ہاتھ مضبوط کرنے ہیں۔

محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی جدائی کا غم


سید خورشید احمد شاہ صاحب، محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اور نثار احمد کھوڑو صاحب کی ایک یادگار تصویر

تحریر۔ سید خورشید احمد شاہ
سابق لیڈر آف اپوزیشن وسینیئر سیاست دان

آپ سندھ کے بیٹے شہید ذوالفقار علی بھٹو اور ایران اصفحان میں جنم لینے والی بیگم نصرت بھٹو صاحبہ کی لازوال محبت کی پہلی نشانی تھیں ۔ جب نصرت بھٹو صاحبہ نے کراچی کے پنٹو نرسنگ ہوم میں آپ کو جنم دیا تو آپ گلاب کے پھول کی نازک کلیوں کی طرح خوبصورت اور گلابی دکھائی دے رہی تھیں ۔ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو جب برطانیہ میں یہ پیغام دیا گیا کہ آپ کو بیٹی پیدا ہوئی ہے تو آپ جیسے خوشی سے جھوم اٹھے اور بلند الفاظ میں کہنے لگے کہ وہ آج باپ بن گئے ہیں ۔محترم ذوالفقار علی بھٹو صاحب فوری طور پر اپنی پہلی بیٹی کو دیکھنے کیلیئے وطن واپس آئے ۔آپ نے جب پہلی نظر اپنی لخت جگر پر ڈالی تو محترمہ کا گلابی چہرہ دیکھ کر فوری طور پر یہ کہا کہ یہ پنکی ہے، ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے اپنی پیاری بیٹی کا نام تو اپنی بہن بینظیر کے نام کی مناسبت سے بینظیر رکھا لیکن آپ کو ہمیشہ پیار سے پنکی کے نام سے پکارتے رہے ۔شہید ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے اپنی اس پیاری بیٹی کی تربیت بیٹوں کی طرح کی بینظیر بھٹو صاحبہ جب اعلیٰ تعلیم کے حصول کیلیئے انگلینڈ روانہ ہو رہی تھیں تو 70 کلفٹن سے آپ کو آپ کی والدہ نے قرآن پاک کی چھاؤں میں الوداع کیا، آپ نے برطانیہ سے سیاست، معاشیات اور قانون کی تعلیم حاصل کی، محترم ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو اپنی بیٹی پر بے انتہا بھروسہ تھا جب ہی تو ایک بار جب بینظیر بھٹو صاحبہ کو آپ کی والدہ بذریعہ ٹرین لاڑکانہ لے جا رہی تھیں اور سندھ کے قدامت پسند ماحول کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کو برقعہ پہنایا تو اس وقت المرتضٰی میں جب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے اپنی بیٹی محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو برقعہ میں دیکھا تو بیگم نصرت بھٹو صاحبہ سے کہنے لگے بینظیر کو برقعہ پہننے کی ضرورت نہیں ہے، عورت کی اصل حیاء اس کی آنکھوں میں ہونی چاہئے اور مجھے اپنی بیٹی پر نہ صرف بھروسہ بلکہ فخر ہے، ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے اپنی لخت جگر کی تربیت خود کی ۔ 71 کی پاک بھارت جنگ میں سانحہ بنگلہ دیش کے وقت بینظیر بھٹو صاحبہ لندن میں زیر تعلیم تھیں تو آپ کو محترم ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے فوری طور پر نیویارک بلوایا اور سلامتی کونسل کے تاریخی اجلاس میں محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اپنے والد شہید ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے ساتھ رہیں ۔ اس کے بعد جب ذوالفقار علی بھٹو صاحب صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان منتخب ہوئے اور شملہ مذاکرات کا وقت آیا تو ذوالفقار علی بھٹو صاحب اور اندرا گاندھی کے درمیان اہم ملاقات کے وقت

بینظیر بھٹو صاحبہ ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے ساتھ رہیں۔ بینظیر بھٹو صاحبہ اس رات بھی اپنے والد کے ساتھ تھیں جب 5 جولائی 1977 کی بھیانک سیاہ رات کو ڈکٹیٹر ضیاء الحق نے ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی حکومت پر غاصبانہ قبضہ کرلیا اور اقتدار پر قابض ہوگیا۔ اس وقت محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ پاکستان میں چھٹیوں پر آئی ہوئی تھیں لیکن انہیں کیا معلوم کہ انکی زندگی کا رخ ہی تبدیل ہوجائے گا۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ چھوٹی عمر میں کہ جب آپ تعلیم حاصل کررہی تھیں اس وقت آپ پر دکھ اور مصیبتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے اس وقت اپنے دونوں بیٹوں کو ملک چھوڑنے کی ہدایت کی جبکہ بینظیر بھٹو صاحبہ اس وقت کہ جب ایک جانب قیدی باپ، دوسری جانب بیمار والدہ تھیں آپ نے پاکستان پیپلز پارٹی کی (کمان) ذمہ داری سنبھالی اور جنرل ضیاء الحق جیسے



چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی بلاول بھٹو زرداری صاحب، سید فرخ شاہ کے فرزند سید خرم شاہ اپنے دادا سید خورشید احمد شاہ صاحب کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں جبکہ سہیل انور سیال، سید ناصر حسین شاہ صاحب اور سید فرخ شاہ صاحب بھی نیشنل اسٹیڈیم کراچی میں انکے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں

آمر کا مقابلہ کیا۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے اپنے والد جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی آزادی کیلئے کراچی سے لیکر خیبر تک جدوجہد شروع کردی، آپ نے جیل میں نظر بندی کے دن بھی گزارے آپ کیلئے وہ وقت انتہائی دردناک تھا کہ جب سہالا پولیس کیمپ میں آپ کی بیمار والدہ بیگم نصرت بھٹو صاحبہ کو عوام کے محبوب قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب سے راولپنڈی ڈسٹرکٹ جیل میں پھانسی سے قبل آخری ملاقات کیلئے جانا پڑا۔ 4 اپریل کی وہ بھیانک رات جب بینظیر بھٹو صاحبہ اپنے پیارے والد کہ جو محترمہ کے آئیڈیل تھے سے دل کھول پر باتیں بھی نہ کرسکیں اور روتی ہوئی بینظیر بھٹو صاحبہ کو جیل اسٹاف نے ذوالفقار علی بھٹو صاحب سے جدا کردیا۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو تختہ دار پر لٹکانے کے سانحہ نے بینظیر بھٹو صاحبہ کو باغی بنا دیا اور پھر محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے عوام کے قافلے کی سربراہی کی اور پھر عوام نے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو پاکستان کے چاروں صوبوں کی زنجیر پکارنا شروع کردیا۔ جبکہ سرزمین سندھ کے باسیوں نے آپ کو ماروی ملیر کی کے القابات سے نوازہ۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ آپ نے عوامی جدوجہد کی خاطر جب سخت گرمی کے دنوں میں سینٹرل جیل سکھر اور کراچی میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں لیکن کسی بھی صورت اپنے مشن سے ایک قدم پیچھے نہیں ہٹیں۔ آپ پورے پاکستان میں جدوجہد کی مثال بن کر ابھریں عوام نے آپ کو بے پناہ پیار دیا اور آپ کو اپنا رہنماء بنالیا آپ اس دھرتی کی جھانسی کی رانی، رضیہ سلطانہ اور چاند بی بی بن کر ابھریں اور آپ نے کئی نام نہاد بتوں کو گرادیا آپ نے عوام کو اپنے حقوق حاصل کرنے اور انہیں چھیننے کا حوصلہ دیا۔

محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے ساتھ ہمارا رشتہ الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا


محترمہ شازیہ مری صاحبہ دُختر مشرق محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو چادر پہناتے ہوئے

شازیہ عطاء مری
انفارمیشن سیکریٹری پاکستان پیپلز پارٹی پارلیمنٹیرئنز

27 دسمبر محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت کا دن ہے۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے پاکستان کے اندر جمہوریت کیلئے انسانی حقوق کیلئے لوگوں کے معاشی حقوق کیلئے بے انتہا جدوجہد کی اور انہوں نے پاکستان کے اندر دہشت گردی کا مقابلہ کرتے ہوئے اس قوم کی خاطر بہت بڑی قربانی دی اپنی جان کا نذرانہ دیا۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے متعدد کارکنان شہید ہوئے لیکن آج بھی پاکستان پیپلز پارٹی اسی شہید قائد کے مشن پر قائم و دائم ہے ہمارا محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے ساتھ ایک ایسا رشتہ ہے جو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا، محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی جو قربانیاں ہیں بالخصوص پاکستان میں ایسے وقت میں انکی آمد کہ جب پاکستان دہشت گردی کی لپیٹ میں تھا اور محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ یہ جانتی تھیں کہ انکی زندگی کو خطرہ ہے وہ جانتی تھیں کہ محترمہ اپنے بچوں کو چھوڑ کر ایک ایسے خطرے کی طرف آ رہی ہیں لیکن ہماری قائد کو ذمہ داری کا احساس تھا جو انکے اندر درد تھا جو اپنی اولاد سے زیادہ اپنے ملک کی عوام کی خدمت کو اہمیت دیتی تھیں۔ انکی شہادت کو ایک طویل عرصہ گزر چکا لیکن وہ تکلیف اور درد آج بھی ہمارے اندر موجود ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی شہید محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے ویژن کے مطابق ملک کو ترقی و خوشحالی اور خواتین کو بااختیار بنانے کیلئے کوشاں ہے۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے عوام کے حقوق کیلئے جدوجہد کرتے ہوئے ضیاء الحق جیسے آمر کا بہادری سے مقابلہ کیا بینظیر بھٹو صاحبہ نے بینظیر بھٹو انکم سپورٹ پروگرام کا آغاز کر کے غریب عوام کو مالی مدد فراہم کرنے کا بیڑا اٹھایا محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی خواتین کے حقوق اور انہیں بااختیار بنانے کیلئے خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ مصیبتوں میں عوام کے ساتھ کھڑے ہونا عورت کو اس کا مقام اس کی حیثیت دلانے کی جدوجہد کرنا یہ سب میری قائد نے مجھے سکھایا ہے بینظیر جو واقعی بینظیر ہے۔ محترمہ ہمارے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہیں گی انکی تعلیمات ہمارے لیئے آج بھی مشعل راہ ہیں دنیا جانتی کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نڈر اور انتہائی ذہین سیاسی رہنماء ہونے کے ساتھ ساتھ عوام کے حقوق کیلئے ہمیشہ کوشاں رہتی تھیں اور انہیں اپنی اولاد کی طرح سمجھتی تھیں۔ آپ کی جمہوریت کیلئے طویل جدوجہد اور عوامی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ پاکستان پیپلز پارٹی امن کے حصول کیلئے محترمہ کے فلسفہ پر عمل پیرا ہیں اور ہم دہشت گرد ملک دشمن عناصر کے خلاف لڑتے رہیں گے۔

محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے بچھڑنے کا خلاء کوئی بھی پُر نہیں کرسکتا

فیصل کریم کنڈی

انفارمیشن سیکریٹری پاکستان پیپلز پارٹی



گورنر خیبر پختونخواہ اور انفارمشن سیکریٹری پاکستان پیپلز پارٹی جناب فیصل کریم کُنڈی صاحب دُخترِ مشرق محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی قبر پر فاتحہ پڑھتے ہوئے اس موقع پر ندیم افضل چن موجود ہیں

27 دسمبر پاکستان کی تاریخ کا سیاہ دن ہے جس سے پاکستان پیپلز پارٹی کے ورکز، جیالے اور قیادت کبھی بھی نہیں بھلاسکتی ان کا ہم سے بچھڑنے کا خلاء کوئی بھی پُر نہیں کرسکتا۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ خاتون ہونے کے باوجود بہت بہادر اور نڈر خاتون تھیں ہماری قائد کا کسی سے موازنہ نہیں کیا جاسکتا۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو معلوم تھا کہ ان پر قاتلانہ حملے ہوسکتے ہیں لیکن اس کے باوجود انہوں نے اپنے قدم پیچھے نہیں ہٹائے اور وطن واپسی کا فیصلہ کیا وطن واپس آتے ہی ہماری قائد پر کارساز کے مقام پر بہت بڑا حملہ کیا گیا جس میں ہمارے متعدد کارکنان نے اپنی جان کے نذرانے پیش کیئے اس سانحہ کے باوجود محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ ثابت قدم رہیں اور سیاسی جدوجہد جاری رکھی اور خیبر پختون خواہ جیسے صوبے میں بار بار آکر سیاسی جلسے بھی کیئے اور دہشت گردوں کو للکارہ بھی۔ انہوں نے کہا کہ ہم سوات میں پاکستان کا جھنڈا واپس لہرائیں گے وہ آج ہمارے درمیان نہیں رہیں لیکن جب پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت آئی ہم نے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے مشن کو پورا کیا اور ہم سوات میں امن لیکر آئے اور ہم نے پاکستان کا جھنڈا لہرایا اس وقت سوات فوجیوں کے پاس تھا لیکن ہم نے سوات کا نظم وضبط سول حکومت کے حوالے کیا۔ بہت سی قربانیاں دی ہیں پاکستان پیپلز پارٹی نے اگر آپ گڑھی خدا بخش آئیں تو گڑھی خدا بخش کا قبرستان گواہی دیتا ہے کہ ہم نے پاکستان میں جمہوریت کیلئے اور پاکستان میں آئین وقانون کی حکمرانی کیلئے جن جانوں کے نذرانے دیئے ہیں ان کی مثال نہیں ملتی۔ محترمہ کی شہادت کے بعد جناب آصف علی زرداری صاحب نے جیسے ہی پارٹی کی قیادت سنبھالی ملک مخالف آوازوں کو پاکستان کھپے کا نعرہ لگا کر یہ ثابت کردیا کہ محترمہ بینظیر بھٹو چاروں صوبوں کی زنجیر تھیں اور ہم ان کے اصولوں کو کبھی بھی اور کسی بھی قیمت پر نہیں چھوڑ سکتے۔ محترمہ شہید بینظیر بھٹو صاحبہ کا علم آج ہمارے نوجوان قائد بلاول بھٹو زرداری صاحب نے بلند کیا ہوا ہے۔ بلاول بھٹو زرداری صاحب نے وزیر خارجہ کے منصب پر فائز ہوکر جس انداز سے پاکستان کا مقدمہ دنیا میں لڑا ہم سب نے دیکھا کس طرح بلاول بھٹو زرداری صاحب نے انڈیا کے ساتھ آنکھوں میں آنکھیں ملا کر بات کی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔

مجھے یقین ہے کہ وہ بینظیر بھٹو صاحبہ ہمیں دیکھ رہی ہوں گی



محترم سلیم مانڈوی والا صاحب بلاول بھٹو زرداری اور دیگر کے ساتھ

سلیم مانڈوی والا

فنانس سیکریٹری و ڈپٹی چیئر مین سینٹ
پاکستان پیپلز پارٹی پارلیمنٹیرئنز

میری دبئی میں 2000 میں محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ سے ملاقات ہوئی اس وقت میرا کوئی پولیٹیکل بیک گراؤنڈ نہیں تھا۔ میں نے پاکستان میں سیاست کی ہے اور سیاسی تعلیم محترمہ سے حاصل کی اور 2002 میں محترمہ نے مجھے کہا کہ آپ سیاست میں کیوں نہیں آ جاتے تو میں نے اس وقت پارٹی جوائن کرنے سے معذرت کی لیکن یہ وعدہ کیا کہ آپ جب پاکستان واپس آئیں گی میں پاکستان پیپلز پارٹی جوائن کرلونگا۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو عام خاتون ہرگز نہیں تھیں آپ بہت بہادر اور انتہائی مضبوط اعصاب کی مالک اور بہت اچھی انسان تھیں اور مجھے خوشی ہے کہ میں آج پاکستان پیپلز پارٹی کا حصہ ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی خوشی ہے کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے مجھے پارٹی میں شمولیت کی دعوت دی اور انہی کی بدولت آج میں نے بہت سارے ایسے ساتھیوں کو پارٹی میں شمولیت کی دعوت دے چکا ہوں کہ جن کا سیاست سے کوئی تعلق یا واسطہ نہیں تھا اور وہ لوگ آج پارٹی اور بالخصوص پاکستان کیلئے اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ میں یہی کہنا چاہتا ہوں کہ میں انہیں بہت یاد کرتا ہوں ان کے ساتھ کی یادوں کو کبھی نہیں بھلا سکتا، محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اسپیشل نہیں بلکہ بہت اسپیشل خاتون تھیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ہمیں دیکھ رہی ہوں گی اور میری خواہش ہے کہ ہم اس کارگردی کا مظاہرہ کرسکیں جس کی شہید بی بی نے ہم سے امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں۔



ڈپٹی چیئر مین سینٹ محترم سلیم مانڈوی والا صاحب صدر ممنون حسین سے تبادلہ خیال کرتے ہوئے

رخسانہ بنگش صاحبہ شہید محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی بھی معاونت کرتی رہیں

فنانس سیکریٹری پاکستان پیپلز پارٹی
پولیٹیکل سیکریٹری آصف علی زرداری


محترمہ رخسانہ بنگش صاحبہ صدر آصف علی زرداری صاحب کے ساتھ آتے ہوئے

محترمہ رخسانہ بنگش صاحبہ کا پاکستان پیپلز پارٹی اور بھٹو خاندان سے بہت پرانہ تعلق ہے۔آپ کا سیاسی سفر بانی پاکستان پیپلز پارٹی شہید ذوالفقار علی بھٹو صاحب سے شروع ہوا۔محترمہ رخسانہ بنگش صاحبہ کا تعلق راولپنڈی ہے آپ کے والد محمد اسلم صاحب سابق وفاقی سیکریٹری رہ چکے ہیں جبکہ آپ کی بہن محترمہ شمع بنگش صاحبہ محترمہ نصرت بھٹو صاحبہ کی پولیٹیکل سیکریٹری تھیں اور یہ ذمہ داری محترمہ شمع بنگش صاحبہ نے اس وقت شروع کی جب شہید عوام ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے خواتین ونگ کو متعارف کروایا لیکن اس کے کچھ عرصہ بعد شمع بنگش صاحبہ امریکہ منتقل ہوگئیں جبکہ انکی جگہ محترمہ رخسانہ بنگش صاحبہ نے لے لی اور کافی عرصہ تک محترمہ رخسانہ بنگش صاحبہ شہید محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی بھی معاونت کرتی رہیں ہیں۔جس کے بعد محترمہ رخسانہ بنگش صاحبہ جناب آصف علی زرداری صاحب کی پولیٹیکل سیکریٹری مقرر ہوئیں،شہید محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے 2007 میں جن خواتین کو مخصوص نشستوں پر نامزد کیا تھا ان میں محترمہ رخسانہ بنگش صاحبہ کا نام سرفہرست تھا۔ جبکہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ شہادت کے بعد 2008 میں انتخابات ہوئے تو محترمہ رخسانہ بنگش صاحبہ مخصوص نشست پر رکن قومی اسمبلی منتخب ہوئیں اور اس کے ساتھ ساتھ آپ جناب آصف علی زرداری صاحب کی پولیٹیکل سیکریٹری کے فرائض بھی سرانجام دیتی رہیں،محترمہ آصف علی زرداری صاحب جب پہلی بار صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان بنے اس وقت بھی محترمہ رخسانہ بنگش صاحبہ آپکی پولیٹیکل سیکریٹری تھیں جبکہ نیب میں پیشیوں کے وقت بھی آپ جناب آصف علی زرداری صاحب کے ساتھ رہیں،عمران خان حکومت کے دوران جناب آصف علی زرداری صاحب پر دباؤ ڈالنے کیلئے محترمہ رخسانہ بنگش صاحبہ اور انکے بیٹے جناب عمر منظور کے خلاف مبینہ کرپشن کے ریفرنس کی تیاری شروع کی گئی۔آپ انتہائی کم گو ہیں۔


صدر آصف علی زرداری صاحب میڈیا سے خطاب کرتے ہوئے محترمہ رخسانہ بنگش صاحبہ نظر آرہی ہیں

بینظیر بھٹو جدوجہداور بہادری کی لازول مثال

تحریر۔ جناب نثاراحمد کھوڑو
صدر پاکستان پیپلز پارٹی (سندھ)



محترمہ بینظیر بھٹوصاحبہ 18 اکتوبر کو وطن واپسی کے بعد پہلی بار 27 اکتوبر 2007 لاڑکانہ پہنچنے کے بعد میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے اس موقع پر صدر پاکستان پیپلز پارٹی (سندھ) جناب نثاراحمد کھوڑو صاحب بھی آپکے ساتھ موجود ہیں

وہ جوتدبراوردلیری کی اعلیٰ مثال تھیں، جنہیں عوام سے دور کرنے کیلئے جلاوطنی پر مجبور کیا گیا تھا۔محترمہ بینظیر بھٹوصاحبہ جب ان پابندیوں کی زنجیروں کوتوڑکررہبری و رہنمائی کے متلاشی عوام کے پاس پہنچیں تو کراچی ائیر پورٹ پرانکے استقبال کیلئے آئے ہوئے 30 لاکھ عوام کا سمندر دیکھ کر جمہوریت کے ازلی دشمن اپنی عقل اورفہم و فراست کھو بیٹھے انکے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ جمہوریت کے متلاشی عوام اور پاکستان کا بچہ بچہ بینظیر سے والہانہ عقیدت ومحبت کرتا ہے، جمہوریت دشمن قوتوں نے حواس باختہ ہوکر کارساز کےقریب اس قافلے پردھماکے کرکےمحترمہ بینظیر بھٹوصاحبہ اورانکے جیالوں کوڈرانے کی کوشش کی لیکن ناکام ہوگئیں اورایسی قوتوں کومنہ کی کھانی پڑی، جمہوریت کےسینکڑوں سپاہیوں نے جام شہادت نوش کرکے جمہوریت دشمن قوتوں کوجوپیغام دیااس کی نظیر نہیں ملتی۔اسی دن سےمحترمہ بینظیر بھٹوصاحبہ کے دنوں کی گنتی شروع کردی گئی اورآخرکاروہ قوتیں اپنے مکروہ عزائم اورارادوں میں کامیاب ہوگئیں۔ایسی قوتوں نے ہم سے ہماری رانی توجدا کرلی لیکن وہ آج بھی ہمارے دلوں میں زندہ وجاوید ہیں۔اس بات سے تومتحرمہ بنیظیر بھٹوصاحبہ کے بدترین مخالفین بھی انکارنہیں کرسکتے کہ محترمہ بینظیر بھٹوصاحبہ انتہائی بہادرانسان تھیں۔آپ نہ صرف بہادرتھیں بلکہ توکل کرنے والی بھی تھیں۔مثال کے طور پر جب پاکستان واپسی کے بعد کارساز کے مقام پر محترمہ بینظیر بھٹوصاحبہ پرحملہ ہواتواس کے دوسرے دن آپ جس جرات، ہمت اور بہادری کے ساتھ بلاول ہاؤس پرکی جانے والی پریس کانفرنس میں سامنےآئیں تو آپ نے نہ صرف دنیا کوحیران پریشان کردیا بلکہ آپ کےمخالفین سکتہ کے حالت میں تھے کہ کوئی انسان بالخصوص ایک لڑکی اتنی بہادرہوسکتی ہے۔آپ اس بارایک نئی اورمختلف بینظیر کی صورت میں سامنےآئیں آپ کے چہرے پرموت کےخوف کےکوئی آثارنہیں تھے۔محترمہ تو شاید زندہ ہی اپنی بہادری کی وجہ سے تھیں آپ جسمانی موت کوشکت دے چکی تھیں آپ سیکورٹی کی پرواہ کئے بغیر



محترم آصف علی زرداری صاحب اورنثاراحمد کھوڑوصاحب


محترمہ نثار احمد کھوڑو صاحب، صدر پاکستان آصف علی زرداری صاحب اور سید قائم علی شاہ صاحب

عوام کے درمیان موجود ہوتی تھیں ۔ بینظیر بھٹو صاحبہ بہادری ، ثابت قدمی اور جدوجہد کی ایک مثال تھیں ۔ ویسے تو آپ کی سیاسی تربیت ابتدائی طور پر شہید ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے کی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی اصل تربیت آپ کے سفر اور جدوجہد نے کی اور ویسے بھی جہد مسلسل، سفر اور جدوجہد سے بڑا استاد کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ ایک مردانہ معاشرے میں آپ نے اپنی سوچ ، سفر اور قربانیوں سے اپنے آپ کو نہ صرف سندھ اور پاکستان کی بلکہ دنیا کی ایک قد آور رہنما کے طور پر منوایا اور ثابت کیا۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نہ صرف پاکستان کی بلکہ اپنے ہم عصر دور کی ایک عالمگیر جمہوریت پسند رہنماء تھیں جس کی زندگی بھی جمہوریت کیلئے وقف تھی اور جو شہید بھی جمہوریت کیلئے ہوئیں ۔


رضا حسین ربانی صاحب، نثار احمد کھوڑو صاحب اور سید قائم علی شاہ صاحب ایک یادگار تصویر

عوام کے دلوں پر راج کرنے والی وہ شہزادی اپنے شہید بابا کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عوام کی طرفداری کے جرم میں تخریب اور دہشت گردی کے راکشسوں کی منصوبہ بندی کا شکار ہوگئیں ۔اس کی سلطنت تو اس کے کارکن تھے محترمہ کی سلطنت وہ کروڑوں دل ہیں جن پر ان کی محبت اور عقیدت کی حکمرانی تھی ۔شہید رانی نے جمہوریت کے لئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کردیا ۔ ویسے تو بینظیر بھٹو صاحبہ چاروں صوبوں کی زنجیر تھیں لیکن بلاشبہ بینظیر بھٹو سندھ کی بیٹی تھیں اور فطری طور پر اپنی بیٹی کے قتل پر اس کی والدہ ہی سب سے زیادہ ماتم کرتی ہے ۔میں نے 1987 میں سیاسی کارکن کی حیثیت سے بینظیر بھٹو صاحبہ کی قیادت میں اپنے سفر کا آغاز کیا اور آپ سے بہت کچھ سیکھا۔شہید بینظیر بھٹو صاحبہ جمہوریت کی چیمپین تھیں انہوں نے اپنی ہمت ، ویژن اور پاکستانی عوام کے ساتھ غیر متزلزل وابستگی سے نسلوں کو متاثر کیا اور پاکستان کی پہلی وزیر اعظم کی حیثیت سے ملک میں امن قائم کرتے ہوئے وطن عزیز کو ترقی کی راہ پر گامزن کیا۔آپ کی قیادت میں تعلیم ،صحت اور خواتین کو بااختیار بنایا گیا۔شہید بینظیر بھٹو صاحبہ نے رواداری ، مکالمے اور امن کو فروغ دیا اور قوم کو دہشت گردی کی لعنت سے نجات دلانے کی کوشش کی، محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کا مشن ایک جمہوری نظام اور مساوات پر مبنی معاشرے کا قیام تھا۔محترمہ بینظیر بھٹو


ادی فریال ٹالپر صاحب، بلاول بھٹو زرداری صاحب اور نثار احمد کھوڑو صاحب میڈیا سے باتیں کرتے ہوئے



جنرل سیکریٹری پاکستان پیپلز پارٹی (سندھ) وقار مہدی صاحب، صدر پاکستان پیپلز پارٹی (سندھ) محترم نثار احمد کھوڑو صاحب، چیئر مین پاکستان پیپلز پارٹی جناب بلاول بھٹو زرداری صاحب، چیئر پرسن پاکستان پیپلز پارٹی خواتین ونگ محترمہ (ادی) فریال ٹالپر صاحبہ اور پبلک ریلیشن وکوآرڈیشن سیکریٹری نعیم شیخ صاحب کا گروپ فوٹو

صاحبہ کی شہادت اور ان کی قربانیوں سے ملک میں جمہوریت قائم ہے، ہم بینظیر بھٹو صاحبہ کے سپاہی کی حیثیت سے یہ اعادہ کرتے ہیں کہ شہید رانی کے ویژن کو آگے بڑھانے کیلئے آپ کے فرزند چیئر مین بلاول بھٹو زرداری صاحب کو وزیر اعظم پاکستان بنا کر آپ کے اس مشن کو جاری رکھیں گے کہ جس کیلئے آپ نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا۔ شہید رانی محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ ہمارے چیئر مین بلاول بھٹو زرداری کی صورت میں آج بھی زندہ ہیں۔ یہی وجہ ہے بلاول بھٹو زرداری صاحب سیاسی منظر نامے پر حاوی ہیں۔ جب اس ملک کے پاس دو تہائی اکثریت نہیں تھی تو بلاول بھٹو زرداری صاحب نے دو تہائی سے بل پاس کروایا اور یہ ثابت کیا کہ بلاول بھٹو زرداری صاحب نئی نسل کے حقیقی رہنماء ہیں نہ صرف پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنان بلکہ پاکستان کی 24 کروڑ عوام آپ اپنا وزیر اعظم سمجھتے ہیں انہیں یقین ہے کہ آپ اقتدار میں آکر محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے خواب کو عملی جامہ پہنائیں گے۔















محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی پوری زندگی جہد مسلسل تھی

چوہدری محمد یاسین
صدر پاکستان پیپلز پارٹی (آزاد و جموں کشمیر)


صدر محترم آصف علی زرداری صاحب اور صدر پاکستان پیپلز پارٹی آزاد کشمیر جناب چوہدری محمد یاسین صاحب کا گروپ فوٹو

محترمہ بینظیر بھٹو شہید اس صدی کی عظیم ترین شخصیت تھیں انہوں نے دو مرتبہ ایک اسلامی ملک کی وزارت عظمیٰ پر فائز رہ کر ایک نئی تاریخ رقم کی اور مرتبہ شہادت حاصل کر کے امر ہو گئیں ، محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ جیسی دلیر اور عوام سے محبت کرنے والی شخصیات صدیوں میں پیدا ہوتی ہیں جو دنیا پر انمٹ نقوش چھوڑ کر جاتی ہیں ، محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی پوری زندگی جہد مسلسل تھی آپ نے آمریت کے خلاف ایک طویل جدوجہد کی اپنے اوپر عائد کیئے جانے والے بے بنیاد مقدمات کا سامنا کیا ، محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نہ صرف تیسری دنیا بلکہ دنیا بھر کی خواتین کیلیئے رول ماڈل تھیں اور آج بھی رول ماڈل ہیں ۔ آپ کو امت مسلم کی پہلی خاتون وزیر اعظم ہونے کا اعزاز ملا ، ہمارے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے وطن عزیز کو ایٹمی طاقت بنایا تو محترمہ شہید بینظیر بھٹو صاحبہ نے اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ملک کو میزائل ٹیکنالوجی دی اور آج انہی کی بدولت ملک نا قابل تسخیر ہے ، اگر محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ آج زندہ ہوتیں تو کشمیری آج آزادی کا سانس لے رہے ہوتے ، شہید بی بی کی شخصیت کا الفاظ میں احاطہ کرنا ناممکن ہے وہ قابل فخر بیٹی ، بہترین ماں اور اعلیٰ پائے کی سیاستدان تھیں نہ صرف یہ بلکہ آپ پوری دنیا کی خواتین کیلیئے ایک مثال تھیں ، شہید عوام ذوالفقار علی بھٹو اور شہید جمہوریت محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے اپنے خون کے نذرانے دیکر پاکستان پیپلز پارٹی کی آبیاری کی ہے پاکستان پیپلز پارٹی


چیئر مین پاکستان پیپلز پارٹی بلاول بھٹو زرداری ، چوہدری محمد یاسین اور قمر الزماں کائرہ صاحب

کسانوں ، مزدوروں کی جماعت ہے ، محترم ذوالفقار علی بھٹو اور محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے مزدوروں اور کسانوں کو سر اٹھا کر جینے کا حق دیا اور جمہوریت کی بقاء کی خاطر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیئے ، محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے پاکستان میں جمہوریت کے فروغ کیلیئے قربانی دی انہوں نے ہمیشہ نظریاتی سیاست اور قانون کی پاسداری کی ہر ظلم وتشدد کے خلاف جرات مندی سے آواز بلند کی ہم انکے فرزند ہمارے نوجوان قائد بلاول بھٹو زرداری صاحب کی قیادت میں پاکستان پیپلز پارٹی کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کے لئے جدوجہد جاری رکھیں گے ۔

محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو سیاسی تدبر اور بہادری کی وجہ سے دُخترِ مشرق، دُخترِ اسلام اور آئرن لیڈی کے ناموں سے پکارا جاتا تھا



صدر پاکستان پیپلز پارٹی (ساؤتھ پنجاب) مخدوم احمد محمود صاحب گورنر پنجاب کا حلف اٹھاتے ہوئے اس موقع پر وزیر اعظم پاکستان شہباز شریف تشریف فرما ہیں

مخدوم احمد محمود

صدر پاکستان پیپلز پارٹی (ساؤتھ پنجاب)

محترمہ بینظیر بھٹو شہید کی زندگی ایسی کہ تاریخ اس پر لکھ لکھ کر تھک چکی، شہادت ایسی کہ لوگ رشک وتمنا کریں، ساڑھے 29 سالہ سیاسی زندگی میں انہوں نے 24 سال سیاسی جدوجہد ومشکلات اور حزب اختلاف میں گزارے، محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو دوبارا اقتدار تو ملا لیکن انہیں مدت اقتدار پورا کرنے نہیں دیا گیا، محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اپنے والد سابق وزیراعظم پاکستان قائدعوام جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے نقش قدر پر چلتے ہوئے سیاسی میدان میں داخل ہوئیں، بینظیر بھٹو کو ان کے سیاسی تدبر اور بہادری کی وجہ سے دُخترِ مشرق، دُخترِ اسلام اور آئرن لیڈی کے ناموں سے پکارا جاتا تھا۔ وہ وفاق پاکستان کی علامت اور عوامی امنگوں کی ترجمان تھیں یہی وجہ ہے کہ ان وفاقیت پسند پالیسیوں کے باعث چاروں صوبوں کی زنجیر، بے نظیر، بے نظیر کا نعرہ بہت مقبول ہوا، انہوں نے اپنی فہم وفراست، سوجھ بوجھ اور میثاق جمہوریت کے ذریعے پاکستانی سیاست پر انمٹ نقوش چھوڑے، جس کی وجہ سے سیاسی مخالفین میں بھی انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ عالمی پائے کی لیڈر تھیں وہ امن کی سفیر تھیں، اسلامی اور انسانی روایات کا بہترین امتزاج تھیں۔ دسمبر 1988 کو بے نظیر بھٹو صاحبہ کرسی اقتدار پر جب براجمان ہوئیں تو ملک وعوام دشمن اور جمہوریت مخالفین کے



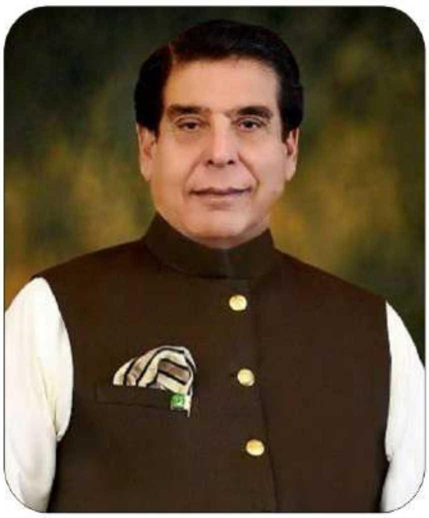
صدر پاکستان پیپلز پارٹی (ساؤتھ پنجاب) وگورنر پنجاب مخدوم احمد محمود صاحب صدر پاکستان محترمہ آصف زرداری صاحب سے ملاقات کرتے ہوئے

گھروں میں صف ماتم بچھ گئی۔ ان کے خلاف یہ قوتیں یکجا ہوگئیں۔ دشمن ان کی جان کے درپے تھے۔ 1988 سے لیکر 2007 تک ملکی وبین الاقوامی سیاست پر ان کی گہری نظر رہی، وہ دہشت گردی کے خلاف واضح موقف رکھنے والی واحد رہنماء تھیں۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے مشن کی تکمیل تک جدوجہد جاری رکھنے کا عزم کیا اور 2008 کی الیکشن مہم کے دوران 27 دسمبر کو لیاقت باغ میں ہماری ہردلعزیز رہنماء وقائد کو شہید کردیا گیا۔ بھٹو کی بیٹی بھٹو کو پاکستان کی تعمیر وترقی کے لیے کی جانے والی کوششوں سے کسی کو انکار کرنے کی ہمت وجرات نہیں ہوسکتی

البتہ ڈھیٹ پن کا کوئی علاج نہیں، اسی طرح محترمہ بینظیر بھٹو کی آمریت کے خاتمے اور جمہوریت کی بالادستی قائم کرنے کیلیئے کی جانے والی جدوجہد بھی انکے نام کی مانند بینظیر ہے۔ پاکستان میں اق وقت جس جمہوریت کو بچانے اور ڈی ریل ہونے نہ دینے کی باتیں کی جا رہی ہیں وہ محترمہ بینظیر بھٹو کی جدوجہد اور ان کی جانب سے مسلم لیگ نواز کے ساتھ کیئے گیئے میثاق جمہوریت کی وجہ سے ہی ہے۔ دشمن لاکھ باتیں بنائیں لیکن چاند کی جانب منہ کر کے تھوکنے والے ناکام ہوتے رہیں گے۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اپنے چاہنے والوں کے دلوں میں آج بھی بستی ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے ملک و قوم کیلیئے خود کو قربان کردیا، ظلم کے سامنے سر نہیں جھکایا، عورت ہونے کے باوجود مردانہ تسلط پسند نے معاشرے میں خود کو منوایا، جمہوریت، انسانیت، امن وآشتی، آزادی، خودمختاری اور اعلیٰ اقدار و مقاصد کے لئے جان دے دی تاریخ میں ایسی مثالیں بہت کم دکھائی دیتی ہیں۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اپنے پرایوں کو معاف کرنے کی صلاحیت رکھتی تھیں۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالی ہماری عظیم قائد کی مغفرت اور انکے درجات بلند فرمائے۔ (آمین)



صدر پاکستان پیپلز پارٹی (ساؤتھ پنجاب) وگورنر پنجاب مخدوم احمد محمود صاحب محترمہ آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ کی سالگرہ کا کیک کاٹتے ہوئے (سیدھے ہاتھ سے تیسرے نمبر پر)

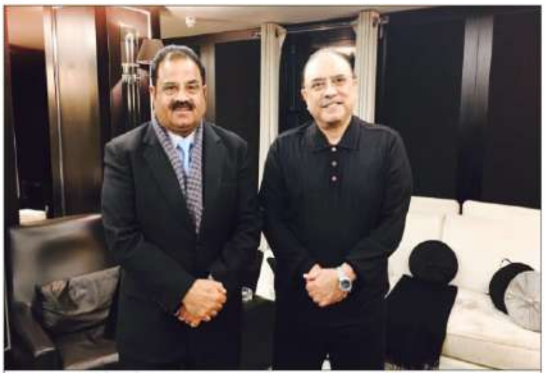


راجہ پرویز اشرف صاحب
صدر پاکستان پیپلز پارٹی (سینٹرل پنجاب
اور سابق وزیراعظم پاکستان



نثار احمد کھوڑو صاحب
صدر پاکستان پیپلز پارٹی (سندھ)

بی بی نے جو کہا وہ کر دکھایا


صدر محترم آصف علی زرداری صاحب اور صدر پاکستان پیپلز پارٹی آزاد کشمیر جناب چوہدری محمد یاسین صاحب کا گروپ فوٹو

سید محمد علی شاہ باچا
صدر پاکستان پیپلز پارٹی (خیبر پختونخواہ)

مجھے وہ منظر نہیں بھولتا جب روالپنڈی کے جلسے کی کامیابی پر خوشی سے نہال ہماری قائد محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اسٹیج سے اتر رہی تھیں اس وقت ان کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا وہ مسکراتے ہوئے اپنی گاڑی کی جانب بڑھ رہی تھیں اس وقت انہیں کیا معلوم تھا کہ یہ دنیا چند لمحوں کے بعد ان کے لئے ختم ہونے والی ہے، موت کا وقت تو کسی کو بھی معلوم نہیں ہوتا، ہمارے قائد کی شہادت سے قبل جناب بشیر احمد بلور کے ساتھ بھی یہی ہوا، مرنے والوں کا مسئلہ ہی نہیں ہوتا کہ وہ کیسے موت کا شکار ہوئے؟ اصل دکھ، سوال اور پچھتاوے تو زندہ رہنے والوں کے حصے میں آتے ہیں، ہماری قائدی موت کا غم آج بھی ہمارے دل میں پیوست ایک چاقو کی مانند درد کی ٹیسوں کی صورت میں محسوس ہوتا ہے۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ ایک مقبول اور بہت بڑی سیاسی رہنماء تھیں ان سے سیاسی اختلاف رکھنے والے بھی ان کی ناگہانی موت پر غم اور دکھ کی کیفیت میں ڈوب گئے تھے، اتنا وقت بیت جانے کے بعد بھی ہماری ہر دلعزیز قائد کی شہادت ابھی کا واقعہ ہی لگتی ہے۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ ایک جمہوری ذہن رکھنے والی سیاسی رہنماء تھیں اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اپنے عظیم والد کی سیاست کو بہت قریب سے اور غور سے دیکھا تھا، قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب اپنی زندگی میں ہی محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو اپنا سیاسی جانشین قرار دے چکے تھے پھر اس کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی اور بھٹو خاندان پر مشکلات و مصائب کا جو دور آیا اس وقت محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ ہی تھیں جنہوں نے ایک سیاسی وارث کے طور پر اپنی والدہ محترمہ نصرت بھٹو صاحبہ کے ساتھ صعوبتیں برداشت کیں اور ڈکٹیر ضیاء الحق کا مقابلہ کیا، اپنے عظیم باپ کی ایک آمر کے ہاتھوں شہادت کے بعد ہماری قائد محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے خود کو سیاست سے جدا نہیں کیا وہ نہتی اور کمزور ہونے کے باوجود ڈری نہیں اور پھر جب 1986 میں محترمہ جلاوطنی کے بعد پہلی بار لاہور آئیں تو انہوں نے اپنی سیاسی بلوغت کو ثابت کر دیا ان کی آمد پر لاہور کی تاریخ کا سب سے بڑا استقبال ہوا اور محترمہ نے جلسے سے خطاب کے دوران کہا کہ وہ


صدر محترم آصف علی زرداری صاحب اور صدر پاکستان پیپلز پارٹی آزاد کشمیر جناب چوہدری محمد یاسین صاحب کا گروپ فوٹو

ملک میں جمہوریت بحال کرائیں گی اور عوامی مینڈیٹ سے اقتدار میں آئیں گی اور پھر بی بی نے جو کہا وہ کر دکھایا محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ وزیر اعظم پاکستان منتخب ہوئیں نہ صرف یہ بلکہ انہوں نے عالم اسلام کی پہلی خاتون وزیر اعظم ہونے کے ساتھ ساتھ دنیا کی کم عمر ترین وزیر اعظم کا اعزاز بھی حاصل کیا لیکن افسوس کے عوامی طاقت سے اقتدار حاصل کرنے والی ہماری قائد کو دونوں بار مدت پوری کرنے نہیں دی گئی۔ ایک بار پھر ڈکٹیٹر کی جانب سے انہیں جلاوطن ہونا پڑا فرق صرف یہ تھا کہ پہلی بار اس آمر کا



صدر پاکستان محترم آصف علی زرداری صاحب کو گورنر خیبر پختونخواہ حاجی غلام علی اور صدر پاکستان پیپلز پارٹی خیبر پختونخواہ سید محمد علی شاہ باچا تحفہ پیش کر رہے ہیں

نام ضیاء الحق تھا جبکہ دوسری بار پرویز مشرف نامی آمر نے جمہوریت پسند رہنماء کو عوام سے دور کر دیا۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی پاکستان آمد پر سانحہ کارساز پیش آیا تاہم وہ بچ گئیں اتنے بڑے واقعہ اور سانحہ کے باوجود ہماری قائد ثابت قدم رہیں اور خود کو محدود نہیں کیا بلکہ عوام کے درمیان رہیں، یہ حقیقت اس امر کی غمازی ہے کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ زندگی کے آخری دنوں میں کس قدر مضبوط ارادے اور حوصلے کی مالک تھیں اور یہی باتیں کسی بھی بڑے رہنماء کے بنیادی اوصاف قرار پاتی ہیں کیونکہ اگر ان میں حوصلہ اور مضبوط ارادہ نہ ہو تو وہ جرات مندانہ فیصلے کر ہی نہیں سکتا یہی جرات مندی اور حوصلہ تھا جو انہیں لیاقت باغ راولپنڈی کے جلسے میں لے گیا، وہاں پر انہوں نے جس عوامی انداز میں خطاب کیا اس کا آج کل تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ہماری قائد اسی عزم و حوصلے کے ساتھ جب اسٹیج سے اتر کر واپس جانے لگیں تو گھات میں بیٹھے قاتلوں کا ہدف بن گئیں اس سارے عمل میں ان کا پست حوصلہ ہونا ثابت نہیں ہوتا گویا محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ زندگی کے اس مرحلے میں بھی بہت باہمت، نڈر، پر اعتماد اور مسائل سے نبرد آزما ہونے کی صلاحیت سے مالا مال شخصیت تھیں۔



محمد علی شاہ باچا صدر پاکستان پیپلز پارٹی (خیبر پختونخواہ) اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے

محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ پاکستان کے عوام کیلئے قدرت کی جانب سے بے مثال تحفہ تھیں

امجد حسین اظہر
صدر پاکستان پیپلز پارٹی (گلگت بلتستان)


صدر پاکستان پیپلز پارٹی (گلگت بلتستان) امجد حسین ایڈووکیٹ ودیگر رہنماؤں کا چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی بلاول بھٹو زرداری صاحب کے ساتھ گروپ فوٹو

عالمی تاریخ میں صرف انہی ہستیوں کے نام سنہری حروف میں باقی رہتے ہیں جنہوں نے تن من دھن اپنی قوم اور انسانیت کی خدمت کیلئے وقف کر دیا ہو۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ بھی ایسی ہی ایک عظیم ہستی اور پاکستان کے عوام کیلئے قدرت کی جانب سے بے مثال تحفہ تھیں، جنہوں نے اپنے ذاتی مفادات اور سکون و آرام کو اپنی قوم کے اجتماعی مفاد اور بہتر مستقبل کیلئے قربان کر دیا تھا انہوں نے عوام کی طاقت اور اپنی جدوجہد اور سیاسی تدبر کی بدولت بے پناہ رکاوٹوں کے باوجود ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جنہوں نے حقیقی معنوں میں قوم کی تقدیر بدلنے کی بنیاد فراہم کی۔ پاکستان کے حوالے سے محترمہ بینظیر بھٹو شہید کا شمار ہمیشہ ان عظیم رہنماؤں میں کیا جاتا رہے گا جنہوں نے اپنا آج قوم کے روشن کل کیلئے قربان کر دیا۔ اگر ہم پاکستان کی تاریخ پر نگاہ دوڑائیں تو قائداعظم کے بعد ذوالفقار علی بھٹو شہید کی صورت میں عوم کو ایک ایسی قیادت میسر آئی جس نے ایک بکھری ہوئی قوم میں ولولہ تازہ پیدا کیا، عوام دشمن قوتوں کی جانب سے ذوالفقار علی بھٹو جیسی قیادت کو راستے سے ہٹائے جانے کے بعد یہ اعزاز انکی بیٹی محترمہ بینظیر بھٹو شہید کے حصے میں آیا اور انہوں نے اپنے شہید والد کی جانب سے روشن کی گئی شمع کو جلائے رکھا جس کا مقصد ملک کے محروم طبقات کی تقدیر بدلنا تھا۔ یہی وجہ ہے پاکستانی قوم آج بھی ان کی سیاسی جدوجہد اور اپنے لیئے مشعل راہ تصور کرتی ہے اور ملک کی عوام اپنے اس عزم کا بڑے فخر سے اظہار کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں کہ محترمہ بینظیر بھٹو کے افکار اور انکے ویژن کی روشنی میں ملک کو جدید جمہوری اور فلاحی مملکت بنانے کا سفر جاری رکھا جائیگا۔ محترمہ بینظیر بھٹو نے ایک ایسے پاکستان کیلئے اپنی جان کی قربانی دی جس میں تمام شہریوں کو بنیادی اور جموری حقوق حاصل ہوں۔ ان کا کہنا تھا کہ میں اس بات پر یقین رکھتی ہوں کہ پاکستان میں عوامی حقوق کی پامالی کا سلسلہ اب ختم ہونا چاہئے کیونکہ پاکستان کے لوگ قائداعظم کے خیالات پر یقین رکھتے ہیں اور پاکستان کے عوام اور پاکستان کے صوبے اختیارات میں شرکت چاہتے ہیں۔ محترمہ بینظیر بھٹو کی سیاسی سوچ اور ان کا ویژن آج بھی وفاق پاکستان کی علامت ہے اور یہ ان کی سیاسی بصیرت کا اعجاز ہے کہ صوبوں کو حقوق دیئے جا چکے ہیں۔ ملک کی نصف آبادی یعنی خواتین کو ان کا مقام اور حقوق دینے کے لئے کئی اقدامات دیکھنے میں آ رہے ہیں اور ہم سب آگاہ ہیں کہ ان حقوق کے لئے سب سے پہلے محترمہ بینظیر بھٹو نے آواز بلند کی اور اپنی وزارت عظمٰی کے دونوں ادوار میں انہوں نے اس حوصلے سے واضح پیشرفت کا آغاز بھی کیا تھا

بینظیر بھٹو صاحبہ نے جان کا نذرانہ دیکر یہ ثابت کر دیا کہ عوام کا قائد شان سے جیتا ہے اور باوقار انداز سے امر ہوتا ہے

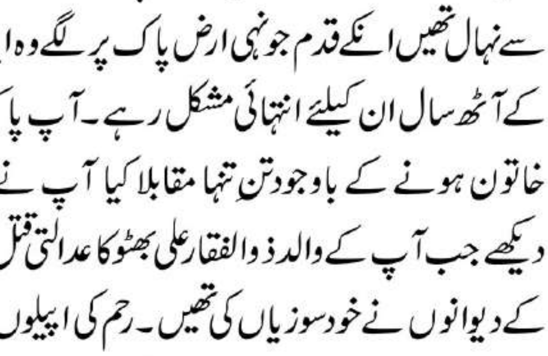
تحریر۔سید وقار مہدی

جنرل سیکریٹری پاکستان پیپلز پارٹی (سندھ)



صدر آصف علی زرداری صاحب 18 ماہ کی خود ساختہ جلاوطنی کے بعد کراچی پہنچنے پر والہانہ خیر مقدم، اس موقع پر جنرل سیکریٹری پاکستان پیپلز پارٹی (سندھ) سید وقار مہدی صاحب اور راجہ پرویز اشرف بھی موجود ہیں

27 دسمبر 2007 کی رات بھولنے والی نہیں جب محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت کی خبر سن کر ہر چھوٹا بڑا مرد و زن سڑکوں، گلیوں بازاروں میں نکل آئے تھے، ہر سو صدائے احتجاج بلند ہو رہی تھی۔ آگ لگائی جارہی تھی، راولپنڈی جلسے سے خطاب کے بعد محترمہ جلسہ گاہ سے جاتے ہوئے ہجوم کے والہانہ جذبوں کا جواب دینے کیلیئے گاڑی کی سن روف سے نمودار ہوئیں۔عین اسی لمحے انہیں شہید کر دیا گیا۔وہ اپنی شہادت سے چند ہفتے قبل 18 اکتوبر 2007 کو طویل جلاوطنی سے واپس پہنچیں تو آپ کے ساتھ آپ کے چاہنے والوں کا ٹھاٹیں مارتا عوامی سمندر تھا۔وہ خوشی سے نہال تھیں انکے قدم جونہی ارض پاک پر لگے وہ اپنی آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں پر قابو نہ رکھ سکیں۔جلاوطنی کے آٹھ سال ان کیلیئے انتہائی مشکل رہے۔آپ پاکستان کی پہلی وزیر اعظم تھیں جنہوں نے دو آمروں کے ساتھ خاتون ہونے کے باوجود تنِ تنہا مقابلا کیا آپ نے مشرف آمریت سے پہلے ضیاء آمریت کے کٹھن ماہ و سال دیکھے جب آپ کے والد ذوالفقار علی بھٹو کا عدالتی قتل ہوا تھا مجھے وہ وقت آج بھی اچھی طرح یاد ہے کہ بھٹو صاحب کے دیوانوں نے خود سوزیاں کی تھیں۔رحم کی اپیلوں کی بھرمار تھی لیکن سنگ دل و جلاد ضیاء الحق پر کوئی پکار کوئی اپیل اثر نہ کرسکی۔دنیا نے دیکھا کہ اسی دیس میں ریمنڈ ڈیوس جیسے امریکی بدمعاش دن دیہاڑے پاکستان کا خون کرنے کے بعد بچ نکلے بلکہ نکال دیئے گئے نہ صرف یہ بلکہ کئی بااثر پاکستانی ریمنڈ ڈیوس بھی قتل کی سزا بھگتنے کے بجائے سرحد پار چلے گئے۔ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت ایک بہت بڑا سانحہ ہے وہ ایک زیرک سیاست دان، ہوش مند رہنماء، بردبار خاتون اور انتہائی شفیق ماں تھیں ان کی نظیر ملنا ممکن نہیں بینظیر واقعی بینظیر تھیں۔بھٹو خاندان کی تاریخ خون سے رنگین ہے۔ پاکستان کی سالمیت، ترقی، بقاء اور استحکام کے لیئے جتنی قربانیاں بھٹو خاندان نے دی ہیں شاید ہی دنیا کی تاریخ میں اس کی مثال موجود ہو بے شمار



چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی محترم بلاول بھٹو زرداری صاحب
جنرل سیکریٹری پاکستان پیپلز پارٹی (سندھ) وقار مہدی سے گفتگو کرتے ہوئے

آمرانہ ظلم و جبر کے باوجود بھٹو کا طلسم آج بھی نہ صرف زندہ و جاوید ہے بلکہ چاروں جانب پھیلا ہوا ہے۔ ہر جانب آج بھی بھٹو زندہ ہے کی گونج سنائی دے رہی ہے۔ پاکستان کی سالمیت اور استحکام کے دشمن عناصر نے 27 دسمبر 2007 کے دن ہماری عظیم قائد بینظیر بھٹو کو شہید کر کے اُنکے جسمانی وجود سے تو چھٹکارا حاصل کر لیا مگر ان کی مقبولیت لوگوں کے دلوں پر حکمرانی اور طلسماتی و کرشماتی شخصیت کو نہیں مٹایا جا سکا۔ انکی تقریر کا ایک ایک لفظ آج بھی لوگوں کے ذہنوں اور دلوں میں گونج رہا ہے۔ بینظیر بھٹو شہید نے اپنے آخری خطاب میں بھی اپنے ملک کو درپیش خطرات کی نشاندہی کرتے ہوئے کہا کہ آپ کا اور



جنرل سیکریٹری پاکستان پیپلز پارٹی (سندھ) وقار مہدی صاحب کی چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی محترم بلاول بھٹو زرداری صاحب اور پاکستان پیپلز پارٹی شعبہ خواتین کی مرکزی صدر محترمہ فریال ٹالپر صاحبہ سے ملاقات

میرا ملک خطرے میں ہے۔ سوہنی دھرتی مجھے پکار رہی ہے اور ہم دہشت گردوں کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالیں گے۔ بینظیر بھٹو صاحبہ کی تقریر کا ایک ایک لفظ اس قوم اور غریب عوام کے دلوں پر رقم ہے۔ آج بھی بے اختیار ہاتھ اپنی محبوب قائد کی عظمت کو سلام کیلئے اٹھ جاتے ہیں۔ بینظیر بھٹو صاحبہ ہمیشہ زندہ رہیں گی وہ ایک لازوال داستان چھوڑ گئی ہیں جس کو مشعل راہ بنا کر ہی پاکستان پیپلز پارٹی سمیت تمام سیاسی پارٹیاں پاکستان اور غریب عوام کی ترقی کیلئے کوششیں کر سکتی ہیں۔ آپ نے پاکستان کے پرامن ایٹمی پروگرام کے خواب کی مکمل تعبیر کی۔ محترمہ بینظیر بھٹو شہید نے پاکستان کو میزائل ٹیکنالوجی دی۔ میراج طیارے اور آگسٹا سب میرین ان کا ہی ملک کیلئے تحفہ تھا۔ پولیو سے پاک ملک آپ کا خواب تھا یہی وجہ ہے کہ آپ نے محترمہ آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ کو بچن میں خود پولیو کے قطرے پلا کر اس مہم کا آغاز کیا تھا۔ محترمہ بینظیر بھٹو شہید میں بھرپور صلاحیت تھی کہ وہ ملک کو مشکلات کی دلدل سے نکالیں۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے جان کا نذرانہ دیکر یہ ثابت کر دیا کہ عوام کا قائد شان سے جیتا ہے اور باوقار انداز سے امر ہوتا ہے۔ ان کے سیاسی جانشین جناب آصف علی زرداری صاحب نے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے ہر خواب کی تعبیر کی اور ان کے مشن کی تکمیل کی۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے زندگی بھر 1973 کے آئین کی بحالی کیلئے جدوجہد کی اور جناب آصف علی زرداری صاحب نے اس آئین کو اصل صورت میں بحال کر کے پارلیمنٹ کو بااختیار بنایا، صوبوں کو خود مختاری دی گئی، گلگت بلتستان کے عوام سے محترمہ شہید کا کیا گیا وعدہ پورا کرتے ہوئے گلگت بلتستان کو صوبہ بنایا۔ مہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو قتل کرنے کی منصوبہ بندی کرنے والوں کا خیال تھا کہ محترمہ بینظیر بھٹو شہید کے بعد بھٹو شہید کا نظریہ ختم ہو جائے گا اور وفاق کی زنجیر ٹوٹ جائے گی مگر ان کا یہ خواب اس وقت چکنا چور ہو گیا جب بلاول بھٹو زرداری نے (جمہوریت بہترین انتقام ہے) کا نعرہ لگایا۔ چیئرمین بلاول بھٹو زرداری صاحب نے اب پاکستان پیپلز پارٹی کا پرچم تھام لیا ہے عوام کو بلاول بھٹو زرداری میں قائد عوام بھٹو شہید بھی نظر آتے ہیں اور محترمہ بینظیر بھٹو شہید بھی۔

بی بی کی یاد کے چراغ ہمارے دلوں میں آج بھی روشن ہیں

تحریر۔سید ناصر حسین شاہ
ڈپٹی جنرل سیکریٹری پاکستان پیپلز پارٹی (سندھ)



ڈپٹی جنرل سیکریٹری پاکستان پیپلز پارٹی (سندھ) سید ناصر حسین شاہ صاحب صدر پاکستان محترم آصف علی زرداری صاحب کے ساتھ خوشگوار موڈ میں

لیڈر نہ تو بنائے جا سکتے ہیں اور نہ ہی بن سکتے ہیں بلکہ لیڈر پیدا ہوتے ہیں۔لیڈر کبھی بھی چھپ کر نہیں رہ سکتا بالآخر سامنے آ ہی جاتا ہے۔تاریخ گواہ ہے کہ پاکستان بننے سے آج تک نہ تو بھٹو جیسا کوئی لیڈر پیدا ہوا اور نہ اس کے اصولوں پر چلے بغیر کوئی خود کو لیڈر منوا سکا۔بھٹو کے بعد آمروں اور ان کے حامیوں نے سمجھا کہ بس اب غریبوں، مزدوروں، ہاریوں، اقلیتوں، خواتین اور طالب علموں کی آواز ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دفن ہوگئی۔اب صرف سرمایہ داروں، طاقتوروں اور وڈیروں کا راج رہے گا۔لیکن کسی کو اندازہ نہیں تھا کہ بظاہر کمزور اور کم عمر نظر آنے والی ایک لڑکی وقت کے جابروں کے سامنے کھڑی ہوجائے گی اور للکار للکار کر انہیں کہے گی کہ وہ غریب عوام کیلئے اپنی جان کی بازی لگا دیگی لیکن تمہارے ارادوں کو کبھی بھی پورا نہیں ہونے دیگی۔وقت نے دیکھا کہ وہ کمزور سی لڑکی تن تنہا ڈٹ گئی اور تمام قوتوں کو اپنی ساکھ کے لالے پڑ گئے۔اسی ظلم کی فضاء میں 1986 میں یہ لڑکی فضاؤں کو چیرتی ہوئی جب لاہور ائیر پورٹ پر اُتری تو تمام رکاوٹوں اور خوف کے سائے کے باوجود لاکھوں لوگ اس کے استقبال کیلئے موجود تھے۔آمریت کا سورج غروب ہونے کے بعد الیکشن ہوئے تو لوگوں نے شہید عوام ذوالفقار علی بھٹو کی بیٹی کو ووٹ کے ذریعے وزیر اعظم پاکستان بنا دیا۔لیکن جمہوریت کے دشمنوں کو یہ کامیابی ہضم نہ ہوئی اور دو سال بعد ہی بینظیر بھٹو کی حکومت ختم کردی گئی۔ 1993 میں ایک بار پھر تمام ظاہری اور پوشیدہ طاقتوں کو شکست دیتے ہوئے بینظیر بھٹو ملک کی وزیر اعظم بن گئیں لیکن اس بار بھی انہی کام کرنے نہیں دیا گیا اور پھر ماضی کی طرح ان کی حکومت کو توڑ دیا گیا۔یہ چوہے بلی کا کھیل آمریت کے گیارہ سالوں سے بھی بدتر تھا جب عوام کی منتخب حکومت کو کام نہیں کرنے دیا جا رہا تھا۔پھر مشرف کے آمرانہ دور میں وہ وقت بھی آیا جب بینظیر بھٹو نے خود پر اور پاکستان پیپلز پارٹی پر کی گئی تمام تر زیادتیوں کو معاف کر دیا اور ایک با پھر جمہوریت کے قیام کیلئے اپنے سخت ترین مخالفین کو عام معافی دیکر تحریک چلائی اور اپنے والد جناب ذوالفقار علی بھٹو کی طرح



ڈپٹی جنرل سیکریٹری پاکستان پیپلز پارٹی (سندھ) سید ناصر حسین شاہ صاحب چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی بلاول بھٹو زرداری صاحب کے ساتھ خوشگوار موڈ میں

ملک دشمن طاقتوں کے خلاف ایک خطرہ بن گئیں ڈکٹیٹر اور ملک دشمن عناصر کے خلاف علم بغاوت بلند رکھا اس لئے باپ کی طرح بیٹی کو بھی راستے سے ہٹا دیا گیا۔ 27 دسمبر 2007 کا سورج دُختر مشرق کو اپنے ساتھ لیکر ڈوبا اور بھٹو خاندان کا ایک اور فرد قوم ملت کیلئے قربان ہو گیا۔ آج بینظیر بھٹو صاحبہ کیلئے ان کے سخت سے سخت دشمن بھی اُن کا نام لئے بغیر سیاست نہیں کر سکتے اور انہیں جمہوریت کا نام لینے سے پہلے شہید بینظیر بھٹو اور ذوالفقار علی بھٹو کی قربانیوں کا ذکر کرنا پڑتا ہے۔ آج ایک دہائی بیت جانے کے بعد بھی جمہوریت دشمن قوتوں کیلئے بینظیر بھٹو خطرے کی علامت ہیں۔ شہید رانی محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو نہ تو کسی نے لیڈر بنایا اور نہ انہوں نے کوئی سہارا لیا بلکہ اپنے بل بوتے پر خود کو منوایا۔ ہماری ملکی تاریخ میں بہت سے وزرائے اعظم آئے لیکن ان کے نام صرف وزیر اعظم ہاؤس میں لگی تختیوں تک ہی محدود ہو کر رہ گئے۔ بھٹو خاندان کی لازوال قربانیوں کی بدولت قوم اور تاریخ نے صرف اور صرف شہید عوام ذوالفقار علی بھٹو اور دُختر مشرق شہید رانی محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو یاد رکھا ہوا ہے۔ محترمہ کی شہادت کو ایک عرصہ ہوا لیکن وہ ہم سے جدا نہیں ہوئیں ان کی یاد کے چراغ ہمارے دلوں میں آج بھی روشن ہیں۔ بی بی کی شخصیت بہت متاثر کن تھی۔ جو لوگ ان سے ایک بار مل لیتے وہ ہمیشہ کے لئے ان کے فکری پیروکار ہو جاتے۔ بی



ڈپٹی جنرل سیکریٹری پاکستان پیپلز پارٹی (سندھ) سید ناصر حسین شاہ صاحب کی دُختر جمہوریت شہید رانی محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے ساتھ ایک یادگار تصویر

بی نے ہر نوع کی صورتحال کا مقابلہ کیا۔ انہیں جلاوطنی کے ایام میں بھی ملک کے دور دراز علاقوں اور شہروں میں رہنے والے غریب کارکنوں کا حال معلوم ہوتا تھا۔ بی بی اور ان کی یادیں بہت خوبصورت ہیں ان کا آخری خطاب مجھے آج بھی اچھی طرح یاد ہے وہ پاکستان کے عوام اور پارٹی کارکنوں کی زندگی خوبصورت بنانا چاہتی تھیں۔ ان کی ساری زندگی جدوجہد میں گزری انسانیت کی سر بلندی اور عوام کے سیاسی حقوق کی جدوجہد میں وہ پارٹی کارکنوں کی امیدوں کا محور تھیں۔ ان کی شہادت پاکستان کے عوام اور ملک وقوم کا عظیم نقصان ہی نہیں بلکہ یہ شہادت انسانیت کا قتل ہے۔ بی بی کے یہ یادگار الفاظ ان کی عظمت کا آئینہ دار ہیں۔ میں اپنے لوگوں اور جمہوریت سے کس قدر لگاؤ رکھتی ہوں میں کس قدر انسانی مرتبے کی قائل ہوں۔ تاریخ مجھے کس طرح یاد رکھے گی یہ تو میں تاریخ پر چھوڑتی ہوں۔ البتہ یہ یقین کے ساتھ کہہ سکتی ہوں کہ میں نے جو بھی کیا ہمیشہ اپنے ملک کی بھلائی کیلئے کیا۔ پیپلز پارٹی کی قیادت اب شہید بی بی کے فرزند بلاول بھٹو زرداری صاحب کے پاس ہے عوام سے وابستگی، جمہوری اقدار کی پاسداری اور وطن سے محبت کی جو مشعل بی بی نے روشن کی تھی۔ بلاول کی صورت میں اس کا تسلسل آج بھی جاری ہے۔

بینظیر بھٹو صاحبہ ہو بہو اپنے والد کی تصویر تھیں آج بھی انکی یاد میں آنکھیں نم ہو جاتی ہیں

تحریر۔سعید غنی (بھائی جان)
صدر پاکستان پیپلز پارٹی کراچی ڈویژن



صوبائی وزیر اطلاعات ولوکل گورنمنٹ اور صدر پاکستان پیپلز پارٹی (کراچی ڈویژن)
سعید غنی شہید رانی محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی مزار پر دُعا کرتے ہوئے

شہید ذوالفقار علی بھٹو کو جب دفنانے کیلئے لے جایا جانے لگا تو بی بی شہید محترمہ بینظیر بھٹو صاحب اور انکے بچوں کو باپ کا آخری دیدار نہیں کرنے دیا گیا وہ جبر تھا ایک آمر کا ضیا الحق کا کہ جس نے بچوں کو اپنے باپ کا دیدار تک نہیں کرنے دیا گیا لیکن مقافاتِ عمل ہے کہ ڈکٹیٹر ضیاء الحق کا چہرہ دیکھنا کسی کو نصیب نہ ہوا اس کی شکل اس قابل نہیں چھوڑی گئی کہ اسکے بچے دیکھ سکیں خدا کا نظام تھا۔لوگوں کو ذوالفقار علی بھٹو کا جنازہ پڑھنے نہیں دیا گیا صرف چند درجن لوگوں نے اتنے بڑے عظیم قائد کا جنازہ پڑھا۔جبکہ ضیا الحق کا جنازہ تابوت میں رکھ کر پڑھایا گیا لیکن اس کے باوجود مقافات عمل دیکھیں کہ ضیاء الحق کو دفن کیا گیا فیصل مسجد میں اسلام آباد کے عین مرکز میں لیکن آج اس کی برسی پر اس کے بچے بھی نہیں جاتے اس کی قبر پر لیکن جائیں دیکھیں گڑھی خدا بخش میں لاڑکانہ کی ایک گاؤں میں دفن کئے جانے والے ذوالفقار علی بھٹو کی برسی میں ہر سال لاکھوں لوگ جاتے ہیں اور اپنے عظیم قائد کیلئے فاتحہ کرتے ہیں۔ ذوالفقار علی بھٹو نے آمر کے ہاتھوں زندگی کی بھیک مانگنے کے بجائے سولی پر چڑھ جانے کو ترجیح دی انہوں نے کہا تھا کہ میں تاریخ کے ہاتھوں مرنے سے بہتر ہے کہ میں کسی آمر کے ہاتھوں مر جاؤں اور ایسا ہی ہوا فوجی آمر کے ہاتھوں وہ قتل ہوئے لیکن تاریخ میں آج بھی زندہ وہ جاوید ہیں ۔ان کی بیٹی جو ہو بہو اپنے والد کی تصویر تھیں۔اپنے والد کی طرح نڈر وبے باک تھیں۔اپنے والد کی طرح سیاسی فہم وفراست رکھتی تھیں۔اپنے والد کی طرح ملک وقوم کی فلاح و بہبود پر یقین رکھتی تھیں اپنے والد کی طرح غربت بے روزگاری اور بدحالی کے شکار عوام کیلئے کچھ کرنے کا حوصلہ رکھتی تھیں۔ جو اپنے والد کی طرح عوام کے حقوق اور جمہوریت کی بحالی کیلئے ڈکٹیٹر کے آگے ڈٹ گئیں۔ جنہوں نے اپنے والد کی طرح موت کو قبول کیا لیکن کسی کے سامنے جھکنا انہیں گوارا نہیں تھا۔محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ جو نہ صرف میری ہماری پارٹی کے کارکنان اور عہدیداران کی رہنماء تھیں بلکہ وہ ہماری دھڑکن تھیں آج بھی جب



جنرل سیکریٹری PPP سندھ وقار مہدی، صدر پاکستان پیپلز پارٹی (کراچی ڈویژن)
سعید غنی شہید رانی محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی سالگرہ کا کیک کاٹتے ہوئے

محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کا ذکر ہوتا ہے تو ہماری آنکھیں نم ہو جاتی ہیں ۔ہم چاہے کتنا ہی کیوں نہ چھپائیں لیکن آنسو ہماری آنکھوں سے ٹپک کر یہ گواہی دیتے ہیں کہ ہماری رہنماء ہمارے وجود کا ایک حصہ، ہماری دھڑکن ہم سے جدا ہوگئی ہے۔انکی کمی کسی بھی صورت میں پوری نہیں ہوسکتی ۔شہید محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے جانے کے بعد جو خلاء پیدا ہو چکا ہے وہ کسی بھی صورت پُر نہیں ہوسکتا۔محترمہ کا ذکر ہو اور جناب آصف علی زرداری صاحب کے بارے میں کچھ نہ کہا جائے تو میں سمجھتا ہوں یہ زیادتی اور ناانصافی ہے آصف علی زرداری صاحب نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں ان پر من گھڑت الزمات لگائے گئے لیکن سلام ہے انہیں کہ زرداری صاحب نے کبھی بھی محترمہ کا ساتھ نہیں چھوڑا اور ہمیشہ ان کا عکس بن کر ساتھ رہے، مجھے آج بھی اچھی طرح یاد ہے کہ جب محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کا جسد خاکی گڑھی خدا بخش لایا گیا تو ہر جانب سے یہی صدائیں بلند ہو رہی تھیں کہ نہ کھپے پاکستان نہ کھپے ایسے وقت میں زرداری صاحب نے چاروں صوبوں کی زنجیر بینظیر بھٹو صاحبہ کی



1986 محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی سعید غنی بھائی جان کے والد محترم عثمان غنی صاحب کے ساتھ ایک یادگار تصویر

لاش کے سامنے یہ کہا تھا کہ ہم وفاق کی علامت کے سامنے کھڑے ہیں اور ہمیں پاکستان کھپے۔انہوں نے پاکستان توڑنے کے بجائے ہمیشہ ملک کو جوڑنے اور جمہوریت کے فروغ کی بات کی۔بی بی شہید بھٹو وہ رہنماء تھیں جس کی مثال تاریخ میں ملنا ناممکن ہے ۔ مردوں کے اس معاشرے میں محترمہ بینظیر بھٹو نے انتہائی کٹھن حالات کے باوجود نہ جھکنے کے عزم کے ساتھ مقابلہ کیا ۔بینظیر بھٹو اس ملک میں جمہوریت کی علامت تھیں ۔ان کی زندگی ملک کے عوام خصوصاً غریب کی فلاح و بہبود کیلئے گزری ، جمہوریت کو بحال کرانے کیلئے انہوں نے جیل اور جلاوطنی برداشت کی، 1988 میں



چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی محترم بلاول بھٹو زرداری صاحب صدر پاکستان پیپلز پارٹی کراچی ڈویژن محترم سعید غنی بھائی جان اور سینئر وزیر شرجیل انعام میمن کے ساتھ خانہ کعبہ میں

اسلامی دنیا کی پہلی خاتون وزیراعظم کا اعزاز نصیب ہوا۔محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے انتقامی سیاست کو دفن کر کے مفاہمت کی سیاست کا آغاز کیا پاکستان پیپلز پارٹی کی مخالفت کرنے والوں اور جنرل ضیاء الحق کا ساتھ دینے والوں کو معاف کر دیا اور انہیں اپنے ساتھ کام کرنے کا موقع فراہم کیا اس طرح شہید بی بی کی مفاہمتی پالیسی اپنے عروج کو پہنچ گئی۔محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے ماضی کے بدترین مخالفوں کو MRD کے پلیٹ فارم پر اکٹھا کر دیا، بینظیر بھٹو صاحبہ نے MRD میں شامل ہو کر جمہوریت سے اپنی وابستگی کا برملا اظہار کر دیا، محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کا نواز

شریف سے اتحاد ذاتی مفاد کیلئے نہیں بلکہ جنرل مشرف کے مارشل لاء کے خلاف تھا اور ان کا مقصد جمہوریت کو



ممبر سندھ کونسل NA-238 کراچی شرقی ظفر جھنڈیر کی جانب سے پنجو نرسنگ ہوم کے قریب 23 جون 2024 کو منعقد جشن بینظیر تقریب کے موقع صدر پاکستان پیپلز پارٹی کراچی ڈویژن محترمہ سعید غنی (بھائی جان) جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے

بحال کرنا تھا، بینظیر بھٹو صاحبہ نے ہمیشہ اپنے دشمنوں کو معاف کیا وہ سمجھتی تھیں کہ ملک کی مضبوطی کیلئے، جمہوریت کے فروغ کیلئے، عوام کی فلاح و بہبود کیلئے اور معاشی استحکام کیلئے مفاہمتی پالیسی بہت ضروری ہے۔ مجھے آج بھی محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کا وہ مقولہ یاد آتا ہے کہ وہ کہتی تھیں کہ (آپ کسی شخص کو جلاوطن تو کر سکتے ہیں لیکن اس کے نظریئے اور بنیادی تصور کو نہیں) اسے جیل میں تو بند کر سکتے ہیں لیکن اس کے خیال یا تصور کو نہیں۔ اسی طرح آپ کسی شخص کو جان سے تو مار سکتے ہیں یا پھانسی پر چڑھا سکتے ہیں لیکن اس کی سوچ اور نظریے کو نہیں۔ بینظیر بھٹو ایک سوچ کا نام تھا۔ ایک فکر کا نام تھا، عوامی فلاح و بہبود کا نام تھا، عدلیہ اور میڈیا کی آزادی کا نام تھا۔ آیئے شہید بی بی بینظیر بھٹو صاحبہ کی روح کو تسکین پہنچانے کیلئے ان کے دیئے ہوئے راستے کو مشعل راہ بنائیں۔

صدر پاکستان پیپلز پارٹی (کراچی ڈویژن) سعید غنی (بھائی جان) کی یادگار تصاویر





سعید غنی بھائی جان کے والد عثمان غنی صاحب کی محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے ساتھ ایک یادگار تصویری



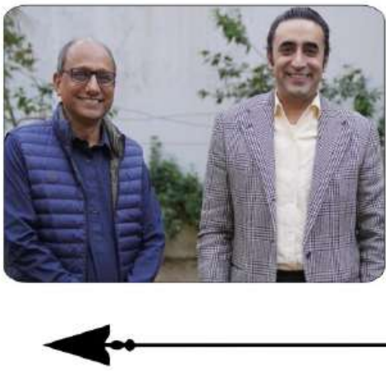






بلاول بھٹو زرداری صاحب عثمان غنی (جونیئر) کی دسویں سالگرہ کا کیک کاٹتے ہوئے





بینظیر کی شہادت رہنماؤں کا ردعمل

بینظیر بھٹو میری بہن تھیں میں انکی موت کا بدلہ لینے کیلئے پی پی کارکنان کے ساتھ ہوں۔نواز شریف

محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت نے دنیا کو ہلا کر رکھ دیا ماضی میں آپ کے سخت ترین سیاسی حریف نواز شریف بھی آپ کی شہادت پر غم سے نڈھال ہو گئے جیسے ہی نواز شریف کو یہ اطلاع ملی کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے وہ اپنا سیاسی جلسہ چھوڑ کر 3 گھنٹے سے بھی کم وقت میں راولپنڈی اسپتال پہنچے انہیں جیسے ہی یہ اطلاع ملی کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اب ہمارے درمیان نہیں رہیں تو نواز شریف کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔نواز شریف محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ پر



دختر مشرق محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت کی خبر سن کر نواز شریف ہسپتال آتے ہوئے

حملے کی خبر سن کر پہلے سیاسی رہنماء تھے جو ہسپتال پہنچے اور نعش دیکھ کر دھاڑیں مار کر رونے لگے۔اس موقع پر پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنان نے نواز شریف کو گھیر لیا اور دھاڑیں مار کر انکے سامنے روتے ہوئے نواز شریف کو درازی عمر اور ثابت قدمی کی دعائیں دیتے رہے اس موقع پر بعض کارکنان نے انتہائی جذباتی اور رقت آمیز لہجے میں میاں صاحب آپ بی بی کو اکیلا چھوڑ کر نہ جائیں جبکہ بعض افراد روتے ہوئے یہ دہائی دے رہے تھے کہ میاں صاحب خدا کیلئے آپ اپنا خیال رکھیں یہ ظالم آپ کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔اس موقع پر نواز شریف نے کہا کہ یہ کوئی غم کا دن نہیں ہے یہ ایک سیاہ دن ہے کچھ ایسا ہوا ہے جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا یہ اس ملک کی تاریخ کا سب سے افسوسناک دن ہے۔مجھے ابھی تک یقین نہیں آ رہا کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ ہمارے درمیان نہیں ہیں وہ ہمیں چھوڑ کر چلی گئی ہیں۔نواز شریف نے کہا کہ بینظیر بھٹو میری بہن تھیں اور میں ان کی موت کا بدلہ لینے کیلئے آپ کے ساتھ ہوں گا۔انہوں نے اپنے گرد جمع ہونے والے کارکنان کے ایک بڑے ہجوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ لوگ خود کو تنہا مت محسوس کریں میں تمہارے ساتھ ہوں ہم حکمرانوں سے بدلہ لیں گے۔انہوں نے اس موقع پر میڈیا سے باتیں



دختر مشرق محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت کے بعد مسلم لیگ کے رہنماء نواز شریف کی گڑھی خدا بخش آمد۔محترم آصف علی زرداری ودیگر سے اظہار افسوس کے بعد دُعا کرتے ہوئے

کرتے ہوئے کہا کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کا قتل پوری قوم کیلئے ایک المیہ ہے ان کی سیکیورٹی میں سنگین کوتاہی کی گئی ہے حکومت کو محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کا تحفظ یقینی بنانا چاہئے تھا یہ وقت کسی قسم کا سیاسی فائدہ اٹھانے کا وقت نہیں ہے

یہ نہ سانحہ نہ صرف پاکستان پیپلز پارٹی کیلئے ایک المیہ ہے بلکہ ہماری پارٹی کیلئے بھی ایک بہت بڑا المیہ ہے کوئی بھی فائدے کیلئے نہیں کھڑا اور کسی کو بھی فائدے کی تلاش میں نہیں رہنا چاہئے یہ ملک کے لئے بہت سنگین صورتحال ہے ہمیں آنے والے دنوں میں موجودہ صورتحال کا سنجیدگی سے جائزہ لینا ہوگا۔ ہم فوجی بغاوت کے ذریعے اقتدار پر قبضہ کرنے والے کو پاکستان کا قانونی صدر تسلیم نہیں کرتے ہم مشرف سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کررہے ہیں چاہے جیسا بھی مشرف ہی ہے جو انچارج ہے اور اس لیئے آج پاکستان میں جو کچھ ہورہا ہے اور محترمہ کے قتل کا ذمہ دار بھی مشرف کو ہی سمجھتے ہیں اس ملک میں ہر کوئی مشرف کو اور اس کی پالیسیوں کو اس قتل کا ذمہ دار ٹھراتا ہے۔ ہم محترمہ بینظیر بھٹو کے قتل کے المناک سانحہ پر 8 جنوری کو ملک میں ہونے والے انتخابات کا بائیکاٹ کرتی ہے ہم سمجھتے ہیں کہ مشرف کی موجودگی میں آزادانہ انتخابات ممکن نہیں ہیں۔ مسلم لیگ (ن) محترمہ بینظیر بھٹو کی ہلاکت پر پوری قوم کے ساتھ دکھ کی اس گھڑی میں برابر کی شریک ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی اور پوری قوم اس نازک ترین مرحلے پر حوصلے اور صبر سے کام لے، محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کا خواب جو ادھورا رہ گیا تھا ہم پورا کریں گے۔ محترمہ بینظیر بھٹو بے باک لیڈر تھیں اور ان کی جنگ اب میں لڑوں گا میں اور پوری قوم اس المناک سانحہ پر پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنان کے ساتھ کھڑے ہیں۔ ہم نے انتخابات کے بائیکاٹ کا اعلان کردیا ہے اور یہ اعلان پاکستان پیپلز پارٹی کے ایک مرکزی رہنما اعتزاز احسن سے مشاورت کے بعد کیا گیا ہے۔ موجودہ دور میں الیکشن میں حصہ لینے کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔ نواز شریف کی جانب سے کہا گیا کہ بینظیر بھٹو کی موت سے وفاق کو نقصان پہنچا ہے جمہوریت کی بحالی کی تحریک کو نقصان پہنچا ہے۔ پورے ملک میں سوگ کا عالم ہے اتنا بڑا المیہ ہونے پر ہم انتخابات کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ ہم صوبہ سندھ کے عوام کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور ہم نے بینظیر بھٹو صاحبہ سے یکجہتی کیلئے پورے ملک میں ہڑتال کی اپیل کی ہے۔ بینظیر بھٹو صاحبہ نے میری سالگرہ پر مجھے یاد رکھا تھا میری سالگرہ پر مجھے مبارک باد دی اور پھولوں کا گلدستہ بھجوایا تھا۔ وہ آج ہمارے درمیان نہیں یہ سوچ کر بھی سکتہ طاری ہوجاتا ہے۔ ملکی ترقی کیلئے میں نے اور محترمہ بینظیر بھٹو نے الیکشن کے بعد اکٹھے مل کر کام کرنا تھا لیکن ایسا نہیں ہوا۔


محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اور نواز شریف صاحب میثاق جمہوریت کے بعد خوشگوار موڈ میں

محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو قتل کر کے سیاسی فضاء کو خراب کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مولانا فضل الرحمن

متحدہ مجلس عمل کے جنرل سیکریٹری اور جمعیت علمائے اسلام (ف) کے مرکزی رہنماء مولانا فضل الرحمٰن نے اپنے بیان میں کہا کہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت پاکستان کیلئے ایک بہت بڑا المناک سانحہ ہے جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے انہوں نے کہا کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کا قتل ایک بہت بڑی اور گہری سازش ہے جس کے منفی اثرات پاکستان کی سیاست پر ایک طویل وقت تک رہیں گے انہوں نے کہا کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو قتل کر کے ملک میں پرامن سیاسی فضاء کو جان بوجھ کر خراب کرنے کی کوشش کی گئی ہے



محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ، محترمہ نصرت بھٹو صاحبہ، مخدوم فیصل صالح حیات، راؤ عبدالراشد صاحب مولانا فضل الرحمٰن صاحب سے ملاقات کرتے ہوئے

اس وقت ہمیں صبر وتحمل کا مظاہرہ کرنے کی اشد ضرورت ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ملک میں حالات کو بہتر بنانے کیلئے اس انتہائی کٹھن اور مشکل گھڑی میں تمام سیاسی جماعتوں کو متحدہ و منظم ہونے کی ضرورت ہے کیونکہ اگر اس وقت سیاسی قوتیں ایک نہ ہوئیں اور متحدہ ہو کر یکسوئی کا مظاہرہ نہیں کیا گیا تو ملک دشمن عناصر اس موقع کا ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے اس موقع پر جناب مولانا فضل الرحمٰن نے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے ورثاء جناب آصف علی زرداری صاحب انکے بچوں اور پارٹی کارکنان کے ساتھ اس سانحہ پر اپنے گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے انہیں صبر کی تلقین کی۔

بینظیر بھٹو کا المناک واقعہ میں شہید ہو جانا ٹریجڈی ہے۔ قاضی حسین احمد

جماعت اسلامی کے سربراہ محترمہ قاضی حسین احمد نے کہا کہ ے بینظیر بھٹو کا المناک واقعہ میں شہید ہو جانا ٹریجڈی ہے۔ ان کے قتل کا ذمہ دار پرویز مشرف ہے اتنے بڑے سانحہ کے بعد پرویز مشرف کو اقتدار میں رہنے کا کوئی حق نہیں پرویز مشرف کو استعفیٰ دے دینا چاہیئے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ ذوالفقار علی بھٹو، میر مرتضیٰ بھٹو اور شاہنواز بھٹو کے یہ ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔ سیاسی اختلافات سے ہٹ کر بینظیر بھٹو کے غمگین خاندان پارٹی لیڈرشپ اور کارکنان کے ساتھ اس دکھ کی گھڑی میں انکے ساتھ ہیں۔ قاضی حسین احمد نے مطالبہ کیا کہ فوری طور پر سویلین حکومت قائم کی جائے انہوں نے دُعا کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ محترمہ بینظیر بھٹو کی قربانی کو قبول فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائیں۔ قاضی حسین احمد نے اس المناک سانحہ میں مرنے والوں کی مغفرت اور زخمیوں کی جلد صحتیابی کی دُعا کی۔



قاضی حسین احمد صاحب اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے

محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت بہت بڑا قومی سانحہ ہے۔ چوہدری شجاعت حسین


چوہدری شجاعت حسین صاحب محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت پر اظہار افسوس کرتے ہوئے

مسلم لیگ (ق) کے رہنماء چوہدری شجاعت حسین اور چوہدری پرویز الاہی نے انتخابی سرگرمیاں معطل کرنے کا اعلان کرتے ہوئے میڈیا سے خطاب کے دوران کہا کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت بہت بڑا قومی سانحہ ہے جس کی وجہ سے پاکستان مسلم لیگ (ق) اپنی انتخابی سرگرمیاں 3 روز کیلئے معطل کرنے کا اعلان کرتی ہے۔ محترم آصف علی زرداری انکے بچوں اور پارٹی کارکنان سے گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اللہ مرحومہ کے ورثاء اور پارٹی کارکنان کو صبر وجمیل عطا فرمائے۔ ہم دکھ کی اس گھڑی میں پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنان اور رہنماؤں کے ساتھ ہیں

آج پھر ایک اور لاش ہماری جانب روانہ کی گئی ہے۔ فاطمہ بھٹو


فاطمہ بھٹو صاحبہ اپنی پھوپھو محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت پر اظہار افسوس کرتے ہوئے، ذوالفقار جونیئر بھی موجود ہیں

پی پی پی چیئر پرسن سابق وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت کی اطلاع جب المرتضیٰ ہاؤس میں موجود شہید مرتضیٰ بھٹو کی زوجہ محترمہ غنویٰ بھٹو۔ فرزند ذوالفقار علی بھٹو جونیئر، دُختر شہید مرتضیٰ بھٹو محترمہ فاطمہ بھٹو کو ملی تو دھاڑیں مار کر زار وقطار رونے لگے جس کی وجہ سے المرتضیٰ ہاؤس کی فضاء سوگوار ہوگئی اور تمام ملازمین رونے لگے اس موقع پر محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی یادوں کا ذکر کرتے ہوئے محترمہ فاطمہ بھٹو نے کہا کہ ہمارے خاندان نے پاکستان کیلئے بہت بڑی قربانیاں دی ہیں انہوں نے انتہائی جذباتی انداز میں کہا کہ آج پھر ایک اور لاش ہماری جانب روانہ کی گئی ہے انہوں نے کہا کہ بینظیر بھٹو صاحبہ کہ ساتھ گزارے ہوئے لمحات ہم کبھی بھی فراموش نہیں کر سکتی محترمہ بینظیر بھٹو کے ساتھ کی جانے والی ملاقاتیں مجھے زندگی بھر یاد رہیں گی۔ اس موقع پر محترمہ غنویٰ بھٹو نے کہا کہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت بہت بڑا سانحہ ہے میں اس دکھ کی گھڑی میں بینظیر بھٹو کے بچوں کے ساتھ برابر کی شریک ہوں انہوں نے کہا کہ بینظیر بھٹو نے میرے خلاف جمع کرائے گئے اپنے نامینیشن فارم واپس لے کر انتہائی اہم قدم اٹھایا تھا جو میں کسی بھی صورت فراموش نہیں کر سکتی۔ اس موقع پر المرتضیٰ ہاؤس میں پاکستان پیپلز پارٹی شہید بھٹو کی جانب سے چٹائیاں بچھائی گئیں۔

بینظیر بھٹو کا قتل ایک المناک سانحہ ہے ۔ پیر صبغت اللہ شاہ راشدی

حر جماعت کے روحانی پیشوا پیر پگارو پیر صبغت اللہ شاہ راشدی اور فنکشنل مسلم لیگ کے پارٹی پیر صدر الدین شاہ راشدی نے راولپنڈی کے لیاقت باغ کے جلسہ کے دوران چیئر پرسن پاکستان پیپلز پارٹی محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ اور 20 سے زائد کارکنان کے قتل پر رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہم اس المناک سانحہ کی سخت الفاظ میں مذمت کرتے ہیں یہ سانحہ ملک کیلئے بہت بڑا نقصان ہے ہماری دعا ہے کہ باری تعالی بینظیر بھٹو کے شوہر جناب آصف علی زرداری ، انکے بچوں اور پارٹی کارکنان کو یہ صدمہ برداشت کرنے کے توفیق عطاء فرمائے ۔


پیر صبغت اللہ شاہ راشدی (پیر پگارو) محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت پر اظہار افسوس کرتے ہوئے

محترمہ بینظیر بھٹو کی شہادت کے واقعہ کی جتنی مخالفت کی جائے کم ہے ۔ الطاف حسین

متحدہ قومی مومنٹ کی جانب سے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت پر سوگ کا اعلان کیا گیا اور تمام سیاسی معطل کردی گئیں اس سلسلے میں اپنے تعزیتی بیان میں متحدہ قومی مومنٹ کے سربراہ الطاف حسین نے کہا کہ بینظیر بھٹو کے قتل کی خبر میں تسلیم نہیں کرتا ان کے بارے میں یہ نہیں کہا جائے کہ وہ قتل ہوئی ہیں بلکہ محترمہ بینظیر بھٹو اپنے والد عظیم رہنماء شہید ذوالفقار علی بھٹو کی شہید ہوئی ہیں ۔ ان کی شہادت کے پیچھے لبرل جمہوریت پسند مخالف قوتوں کا ہاتھ ہے اور یہ سازش لبرل ڈیموکریٹ مخالف قوتوں کی جانب سے رچائی گئی ہے ۔ انہوں نے کہا کہ محترمہ بینظیر بھٹو کی شہادت کے واقعہ کی جتنی مخالفت کی جائے کم ہے ایم کیو ایم کے کارکنان اس دکھ کی گھڑی میں آصف علی زرداری اور ان کے بچوں کے ساتھ ہیں ۔ انہوں نے کہا کہ بینظیر بھٹو کی شہادت پاکستان کی تاریخ کا المناک سانحہ ہے ۔ اس بار پھر ماضی کی طرح سندھ سے تعلق رکھنے والی وزیر اعظم کو شہید کردیا گیا ہے اس سے قبل لیاقت علی خان اور ذوالفقار علی بھٹو شہید ہوئے اور اب سندھ کی بیٹی کو شہید کردیا گیا ہے ۔ جبکہ ایم کیو ایم کے رہنما ڈاکٹر عمران فاروق کی جانب سے کہا گیا کہ بینظیر بھٹو کی شہادت سندھ اور پاکستان کی تاریخ کا سیاہ دن ہے اور یہ سانحہ ملک کیلئے انتہائی خطرناک ہے انہوں نے کہا کہ ہم دکھ کی اس گھڑی میں آصف علی زرداری انکے بچوں اور پی پی پی کے کارکنان کے ساتھ ہیں اور ہم نے بینظیر بھٹو کی شہادت پر سوگ کا اعلان کرتے ہوئے ایم کیو ایم کی جانب سے تمام سیاسی سرگرمیاں معطل کردی ہیں ۔



متحدہ قومی مومنٹ کے رہنما الطاف حسین محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت پر اظہار افسوس کرتے ہوئے

محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت کا ذمہ دار پرویز مشرف ہے۔عمران خان


تحریک انصاف کے رہنما عمران خان محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت پر اظہار افسوس کرتے ہوئے

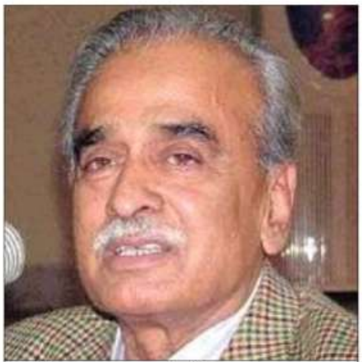
تحریک انصاف کے مرکزی رہنماء عمران خان نے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ملک کے موجودہ حالات میں انتخابات ممکن نہیں ہیں ۔اس کیلئے پہلے عدلیا کو بحال کیا جائے اور تمام پارٹیوں کی جانب سے مشترکہ حکومت قائم کئی جائے اوراس کی نگرانی میں آزاد اورشفاف انتخابات کرائے جائے ۔انہوں نے کہا کہ اتنے بڑے سانحے کے بعد پرویز مشرف کواقتدار میں رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے پرویز مشرف کو چاہئے کہ اقتدار کی کرسی چھوڑ دیں کیونکہ جنرل پرویز مشرف کے دوراقتدار میں دہشت گردی میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے ۔عمران خان نے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت کا ذمہ دار پرویز مشرف کوقرار دیتے ہوئے کہا کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ انتہائی باہمت اور بے خوف عورت تھیں انہیں معلوم تھا کہ ان پر مزید قاتلانہ حملے ہوسکتے ہیں اور انہوں نے متعدد باراس کا اظہار بھی کیا لیکن پھر بھی عوام کے درمیان رہیں ۔عمران خان نے کہا کہ محترمہ بینظیر بھٹو امریکہ کے ساتھ معاہدہ کے تحت پاکستان واپس آئیں لیکن اس کے باوجود بھی وہ محفوظ نہیں رہ سکیں تو پھر ملک میں عام انسان کو کیا تحفظ حاصل ہوگا۔مخالف جماعتیں اب ریلی نکالنے اور جلسہ کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتیں ۔انہوں نے کہا کہ امریک پالیسیاں ناکام ہوچکی ہیں اس عرصہ میں انہوں نے دہشت گردی کا خاتمہ کرنے کے بجائے دہشت گرد پیدا کیئے ہیں انہوں نے کہا یہ وقت ملک میں موجودہ طالبان اور بنیاد پرست سیاسی تنظیموں کو ساتھ لیکر چلنے کا ہے تاکہ ملک کے حالات بہتر ہوسکیں ۔انہوں نے مزید کہا کہ مجھے توقع ہے کہ ہندوستان اس صورتحال میں پاکستان میں جمہوریت کی بحالی کیلئے تعاون کریگا۔

بھٹو خاندان نے عوام کیلئے بے مثال قربانیاں دی ہیں۔صنم بھٹو


محترمہ صنم بھٹو صاحبہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت پر اظہار افسوس کرتے ہوئے

چئیر پرسن پاکستان پیپلز پارٹی محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی بہن اور قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی دُختر محترمہ صنم بھٹو نے عوام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ وہ اس مشکل گھڑی میں پاکستان پیپلز پارٹی کا ساتھ دیں ۔صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے محترمہ صنم بھٹو نے کہا کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے عوام کے ساتھ مضبوط تعلقات ہیں اور بھٹو خاندان نے اس کیلئے کئی قربانیاں دی ہیں، محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے بھی عوام کیلئے اپنی جان قربان کردی ،عوام کو چاہئیے کہ وہ صبر وتحمل کا مظاہر کریں اور کسی بھی قسم کے انتشار سے دور رہیں۔

پہلے ہی کہہ دیا تھا بینظیر بھٹو کو پنجاب میں قتل کر دیا جائے گا۔غلام مصطفیٰ کھر



قائدعوام ذوالفقار علی بھٹو کے ساتھی سینئر سیاست دان غلام مصطفیٰ کھر محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت پر اظہار افسوس کرتے ہوئے

شہید عوام ذوالفقار علی بھٹو کے ساتھی ، پاکستان پیپلز پارٹی کے رہنما اور سینئیر سیاست دان غلام مصطفیٰ کھر نے کہا کہ میں نے پہلے ہی اس خدشہ کا اظہار کر دیا تھا کہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی زندگی کو خطرہ ہے اور نہیں پنجاب میں ہی قتل کیا جا سکتا ہے انہوں نے کہا کہ میں اپنے دوست کی بیٹی اور پاکستان پیپلز پارٹی کیلئے جو کچھ کر سکا وہ کیا لیکن میری کسی نے بھی نہیں سنی اور مجھے بے عزت کے پارٹی سے نکال دیا گیا انہوں نے کہا کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو میں نے متعدد بار خطروں سے مطلع کیا۔محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے قافلہ پر کارساز کے مقام پر جب دھماکے ہوئے تو مجھے ایک صحافی نے کہا کہ یہ حملہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو قتل کرنے کیلئے کیا گیا تو میں نے اس وقت کہا تھا کہ بینظیر بھٹو کو سندھ میں نہیں بلکہ پنجاب میں قتل کیا جائے گا کیونکہ بینظیر چاروں صوبوں کی زنجیر اور وفاق کی علامت ہونے کے ساتھ ساتھ طاقتور ترین پارٹی (پاکستان پیپلز پارٹی) کی رہنماء ہیں اور کچھ قوتوں کو خدشہ ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کسی بھی وقت انقلاب لا سکتی ہے اس لیئے مافیا نے انہیں برداشت نہیں کیا۔غلام مصطفیٰ کھر نے کہا کہ یہ صورتحال انتہائی سنگین ہے اس وقت پاکستان پیپلز پارٹی کی موجودہ قیادت ہوش سے کام لیتے ہوئے اقدامات اٹھائے کیونکہ عملی طور پر اب بھٹو خاندان کا کوئی وارث سیاست میں نہیں ہے اور جو ہیں وہ چھوٹے بچے ہیں۔انہوں نے کہا کہ ذوالفقار علی بھٹو، شاہنواز بھٹو اور مرتضیٰ بھٹو کے بعد محترمہ بینظیر بھٹو کا جرم یہ ہے کہ عوام ان سے بے انتہا محبت کرتی ہے، انہوں نے کہا کہ اس وقت جناب آصف علی زرداری صاحب کا بہت بڑا اور اہم رول ہے اور اگر انہوں نے اپنے کارڈز صحیح انداز سے کھیلے اور وقتی طور پر درست صلاح و مشورے اور اتفاق رائے کے ساتھ کام کیا تو شاید پاکستان پیپلز پارٹی اس سے بھی بڑا رول ادا کر سکتی ہے۔انہوں نے کہا کہ موجودہ حالات میں انتخابات کرانا پاکستان کو ختم کرنے کے مترادف ہے۔پاکستان پیپلز پارٹی کو اس وقت انتخابات کا بائیکاٹ کر کے لیڈ کرنی چاہیے کیونکہ مشرف کی موجودگی میں ویسے بھی انتخابات شفاف نہیں ہو سکتے۔اگر اس وقت موجودہ لیڈر شپ خود کو نہ سنبھال سکی تو پاکستان پیپلز پارٹی کا بوریا بستر گول کرنے کر دیا جائے گا۔انہوں نے کہا کہ اگر اس وقت انتخابات ہوئے تو پاکستان پیپلز پارٹی سوئیپ کرے گی لیکن پرویز مشرف کے ہوتے ہوئے بینظیر بھٹو اور بھٹو خاندان کی قربانیاں صرف تین ماہ کے قلیل عرصہ میں ختم ہو جائیں گی اور پاکستان پیپلز پارٹی کا نام و نشان مٹ جائے گا۔میرا پاکستان پیپلز پارٹی کو مشورہ ہے کہ وہ مشروط طور پر اقتدار حاصل نہ کرے کیونکہ مشرف کی پرچھائیں پاکستان پیپلز پارٹی کیلئے موت ہے۔

بھٹو صاحبہ کی شہادت پاکستان کے خلاف بہت بڑی سازش ہے۔ فاروق لغاری


سابق صدر سینئر سیاست دان فاروق لغاری
محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت پر اظہار افسوس کرتے ہوئے

پاکستان کے سابق صدر فاروق لغاری نے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی المناک موت پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت کا واقعہ پاکستان کے خلاف بہت بڑی سازش ہے، بینظیر بھٹو صاحبہ کے ساتھ اس سے بڑا سانحہ نہیں ہوسکتا تھا جب سے محترمہ وطن واپس آئیں ہم ان کی زندگی اور خیر وعافیت کی دعائیں مانگتے رہتے تھے کیونکہ ان کی جان کو خطرہ تھا ہمیں خوف تھا کہ خدانخواستہ کوئی ایسا سانحہ نہ رونما ہوجائے انہوں نے کہا کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی سیکیورٹی انتہائی سخت ہونے کے باوجود انہیں شہید کردیا گیا۔

محترمہ بینظیر بھٹو ہماری بیٹی تھی۔ ممتاز علی بھٹو


سابق وزیراعلیٰ سندھ اور سینئر سیاست دان ممتاز بھٹو
محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت پر اظہار افسوس کرتے ہوئے

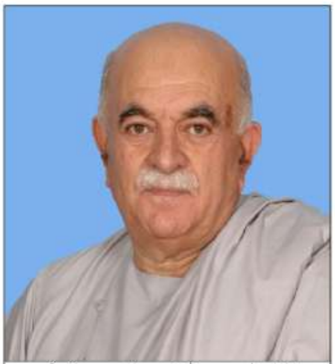
سندھ نیشنل فرنٹ کے چیئرمین ممتاز علی بھٹو نے کہا ہے کہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے قتل کی تحقیقات اقوام متحدہ کی نگرانی میں کرائی جائے ہم اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں چاہتے انہوں نے کہا کہ محترمہ بینظیر بھٹو کے قاتلوں کو گرفتار کیا جائے۔ ہم اس المناک سانحہ کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اتنی بڑی عالمی رہنماء کو سرعام گولیاں مار کر قتل کردیا گیا تو عام انسان کے ساتھ یہاں پر کیا حشر کیا جاتا ہوگا۔ ممتاز علی بھٹو نے کہا کہ محترمہ بینظیر بھٹو ہماری بیٹی تھی انہوں نے کہا کہ انتخابات کی اب کوئی بھی اہمیت نہیں رہی اور اب قوم مزید برداشت نہیں کریگی۔

محترمہ بینظیر بھٹو کے قتل کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔ رسول بخش پلیجو


عوامی تحریک کے سربراہ اور سینئر سیاست دان رسول بخش پلیجو
محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت پر اظہار افسوس کرتے ہوئے

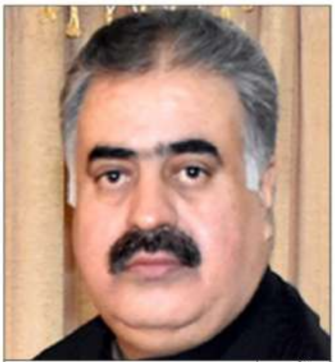
عوامی تحریک کے سربراہ رسول بخش پلیجو نے کہا کہ چیئرپرسن پاکستان پیپلز پارٹی محترمہ بینظیر بھٹو کے قتل کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے، شہید محترمہ بینظیر بھٹو کا قتل نہ صرف ملکی بلکہ پوری دنیا کیلئے بدترین دہشت گردی کا واقعہ ہے بینظیر کے اندوہناک قتل نے قوموں کے درمیان ملکی سالمیت پر اعتماد کو ختم کرکے رکھ دیا ہے۔ انہوں نے اس سانحہ پر مطالبہ کیا کہ اعلیٰ عدالتی کمیشن مرتب کرکے اس واقعی کی تحقیقات کرائی جائے انہوں نے کہا کہ ہم آج اس سانحہ پر محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے خاندان اور پی پی پی کے کارکنان کے ساتھ ہیں۔ پرویز مشرف اقتدار سے مستعفی ہوجائیں اور افتخار محمد چوہدری کو بحال کیا جائے اور جسٹس افتخار محمد چوہدری کی سربراہی میں اعلیٰ عدالتی کمیشن قائم کرکے اس سانحہ کی تحقیقات کرائی جائیں۔

سندھی قوم آج خون کے آنسو رو رہی ہے۔محمود خان اچکزئی


پختونخوہ ملی عوامی پارٹی کے سربراہ محمود خان اچکزئی
محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت پر اظہار افسوس کرتے ہوئے

اے پی ڈی ایم کے مرکزی کنوئنیر محمود خان اچکزئی نے پاکستان پیپلز پارٹی کی چئیرپرسن محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے قتل کے سانحہ پر اپنی تحریک کا احتجاجی پروگرام معطل کر کے یوم سیاہ منانے کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ شٹر بند و پہیہ جام ہڑتال کا اعلان کر دیا ہے، اے پی ڈی ایم کے کنوئنیر اور پختونخواہ عوامی پارٹی کے سربراہ جناب محمود خان اچکزئی نے کہا کہ سندھی قوم آج خون کے آنسو رو رہی ہے اور اب تمام سیاسی جماعتوں کو پاکستان کی فکر کرنی چاہیئے انہوں نے کہا کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے قتل سے ملک کی بنیادی ہل گئی ہیں۔

المناک وافسوس ناک سانحہ کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔ثناءاللہ زہری ودیگر رہنماء


نیشنل پارٹی کے مرکزی نائب صدر نواب ثناءاللہ زہری
محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت پر اظہار افسوس کرتے ہوئے

نیشنل پارٹی کے مرکزی نائب صدر ثناءاللہ خان زہری، صوبائی صدر میر محمد ایوب، صوبائی جنرل سیکریٹری میر طاہر بزنجو و دیگر رہنماؤں نے بینظیر بھٹو صاحبہ پر ہونے والے قاتلانہ حملے میں انکی شہادت پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس المناک وافسوس ناک سانحہ کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے، ثناء اللہ زہری نے کہا کہ پرویز مشرف سمیت تمام حکمران فوری طور پر مستعفی ہو جائیں کیونکہ پرویز مشرف نے ملک کو بدامنی، مہنگائی اور لاقانونیت کے سواء کچھ بھی نہیں دیا۔

محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت خفیہ ہاتھ ملوث ہیں۔گورنر سندھ عشرت العباد


ایم کیو ایم کے رہنماء و گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد
محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت پر اظہار افسوس کرتے ہوئے

گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد نے محترمہ بینظیر بھٹو صاحب کی شہادت پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے تمام سیاسی جماعتوں سے انتخابی سرگرمیاں معطل کرنے کی اپیل کرتے ہوئے کہا کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت کے واقعہ میں جو خفیہ ہاتھ ملوث ہیں ان کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے انہوں نے کہا کہ ہم پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنان محترم آصف علی زرداری اور انکے بچوں کیلئے اس سانحہ کو برداشت کرنے کی دُعا کرتے ہیں اور عوام سے پرامن رہنے کی اپیل کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ کسی بھی امکانی ہنگامی حالات کا سامنا کرنے کیلئے سرکاری سطح پر انتظامات کیئے گئے ہیں۔

میرے گھر کا ایک فرد مجھ سے جدا کر دیا گیا ہے۔ الا ہی بخش سومرو


سابق اسپیکر قومی اسمبلی اور سینئیر سیاست دان الا ہی بخش سومرو محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت پر اظہار افسوس کرتے ہوئے

قومی اسمبلی کے سابق اسپیکر سینئر رہنماء اور بزرگ سیاست دان جناب الا ہی بخش سومرو نے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت پر اپنی جانب سے گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ان کی شہادت پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس سانحہ میں میرے گھر کا ایک فرد مجھ سے جدا کر دیا گیا ہے، ملک ایک عالمی سیاست دان سے محروم ہوگیا ہے، محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت ایک سوچے سمجھے منصوبے کا نتیجہ اور اس حکومت کی نا اہلی ہے کہ وہ اتنی بڑی لیڈری کی حفاظت نہیں کرسکی جبکہ حکومت کو معلوم تھا کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ پر قاتلانہ حملہ ہوسکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب کچھ انتخابی عمل کو تباہ وو برباد کرنے کیلئے کیا گیا ہے۔ الا ہی بخش سومرو نے راولپنڈی میں نواز شریف کے جلسے میں فائرنگ کے واقعہ کی بھی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ یہ سب کچھ حکومت کے اشارے پر ہورہا ہے حکومت دنوں پارٹیوں کی مقبولیت کو دیکھ کر بوکھلاہٹ کا شکار ہوچکی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سب کو مل کر صبر وتحمل کے ساتھ حکومت کی اس سازش کو ناکام بنانا پڑے گا۔

بینظیر سندھ کی بیٹی اور اس دھرتی کا فخر تھیں۔ ڈاکٹر قادر مگسی


سندھ ترقی پسند پارٹی کے قائد ڈاکٹر قادر مگسی محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت پر اظہار افسوس کرتے ہوئے

سندھ ترقی پسند پارٹی محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت کو اس دور کا سب سے بڑا عالمی سانحہ قرار دیتی ہے، سندھ ترقی پسند پارٹی کے چئیرمین ڈاکٹر قادر مگسی بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت پر شدید ترین الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا کہ بینظیر بھٹو ایک غیرت مند بہادر باپ کی بہادر بیٹی تھیں اور سرزمین سندھ کی بیٹی ہونے کے ساتھ ساتھ اس دھرتی کا فخر تھیں انہوں نے جس بہادری کے ساتھ شہادت قبول کی اور دہشت گرد انتہا پسندوں کے آگے سر خم تسلیم نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت سے سندھی قوم لاوارث اور یتیم ہوگئی ہے اور آج پاکستان سندھی قوم کیلئے نا آشنا بن گیا ہے اور عوام کے دلوں میں دوری پیدا ہوگئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو صرف اور صرف اس لیئے سوچی سمجھی سازش کے تحت قتل کیا گیا کہ وہ سرزمین سندھ کی بیٹی تھیں اور سندھی قوم کی پارلیمانی رہنماء تھیں۔ سندھی قوم کی ملک میں نمائندگی اور جمہوری حق حکمرانی کے سے محروم کرنے کیلئے انہیں قتل کیا گیا۔ سندھ ترقی پسند پارٹی سمجھتی ہے کہ بینظیر بھٹو کے قتل میں مشرف حکومت اور اس کی اتحادی قوتیں شامل ہیں اور ہم سندھی قوم اسی ٹولے گروہ کو محترمہ بینظیر بھٹو کا قاتل اور مجرم سمجھتے ہیں اور ان کے قتل کی تحقیقات عالمی اداروں

سے کرانے کا مطالبہ کرتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ جسٹس افتخار محمد چوہدری کی سربراہی میں اعلیٰ سطحی تحقیقاتی کمیشن کے قیام کا بھی پرزور مطالبہ کرتے ہیں ہم محترمہ بینظیر بھٹو کے شوہر جناب آصف زرداری انکے خاندان اور پارٹی ورکروں کے ساتھ ساتھ عوام کے ساتھ دکھ اور اظہار یکجہتی کرتے ہوئے اس یقین محکم پر قائم ہیں کہ محترمہ بینظیر بھٹو کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔ سندھ ترقی پسند پارٹی ایک ماہ کے سوگ کا اعلان کرتی ہے اور سندھ بھر میں ایک ماہ تک محترمہ کے قتل ناحق پر احتجاج کا اعلان کرتی ہے۔

بینظیر بھٹو کی شہادت سندھ کی عوام کیلئے ناقابل برداشت سانحہ ہے۔ سید جلال محمود شاہ



مرکزی صدر سندھ یونائیٹڈ پارٹی سید جلال محمود شاہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت پر اظہار افسوس کرتے ہوئے

سندھ یونائیٹڈ پارٹی کے مرکزی صدر سید جلال محمود شاہ اور مرکزی جنرل سیکریٹری سید زین شاہ نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی مرکزی رہنما محترمہ بینظیر بھٹو کی شہادت سندھ کی عوام کیلئے ناقابل برداشت سانحہ ہے جس کے نتیجہ میں سندھ کے عوام کا ردعمل فطری نتیجہ ہے اس سانحہ پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے نہ صرف یہ بلکہ اس واقع کی آڑ میں لوٹ مار جیسے اقدامات بھی انتہائی قابل افسوس ہیں۔

بینظیر بھٹو کو قتل کر کے سندھی قوم کو ایک اور عالمی رہنماء سے محروم کر دیا گیا ہے۔ بشیر قریشی



جئے سندھ قومی محاذ چیئرمین بشیر قریشی محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت پر اظہار افسوس کرتے ہوئے

جئے سندھ قومی محاذ کے چیئرمین بشیر قریشی نے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت پر 7 دن کے سوگ کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ پارٹی کارکنان اور پوری سندھ کو 7 دن تک سوگ کرنے کی اپیل کی اور کہا کہ سندھیوں کو اب پنجاب سے اپنے تعلقات ختم کر دینے چاہئیں ایسا کرنے سے ہی محترمہ بینظیر بھٹو کی طرح قتل ہونے سے دوسرے رہنماء بچ سکتے ہیں انہوں نے کہا کہ ہمیں ایک ساتھ ملکر آزادی کی جدوجہد کرنی چاہئے۔ بینظیر بھٹو کو قتل کر کے سندھی قوم کو ایک اور عالمی رہنماء سے محروم کر دیا گیا ہے۔

بھٹو خاندان نے سیاست میں گاندھی خاندان سے زیادہ قربانیاں دی ہیں۔ ظفر جھنڈیر

سینیئر سیاست دان اور ممبر سندھ کونسل ظفر جھنڈیر نے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی المناک شہادت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ چاروں صوبوں کی زنجیر تھیں انہیں قتل کر کے سندھ کو پاکستان سے



سندھ دوست اتحاد پارٹی کے مرکزی چیئرمین ظفر جھنڈیر محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت پر اظہار افسوس کرتے ہوئے

علحیدہ کرنے کی سازش کی گئی ہے تاکہ سندھی قوم اور یہاں پر آباد دیگر قومیتیں اپنے ساتھ ہمیشہ سے ہونے والے ظلم و زیادتی پر سراپا احتجاج ہوتے ہوئے انتہائی اقدام اٹھانے پر مجبور ہو جائیں اور سندھ کو پاکستان سے علیحدہ کرنے کی سازش کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جاسکے انہوں نے کہ برصغیر ایشیا اور پوری دنیا میں ایسی کوئی سیاسی جماعت نہیں جس کے رہنماؤں کو بے دردی کے ساتھ قتل کر دیا گیا ہوانہوں نے کہا کہ بھارت کے گاندھی خاندان اور پاکستان کے بھٹو خاندان کے درمیان سیاست اور سیاسی قربانیوں کے حوالے سے کافی حد تک یکسوئی پائی جاتی ہے لیکن محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے قتل کے بعد ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ بھٹو خاندان نے سیاست میں گاندھی خاندان سے زیادہ قربانیاں دی ہیں کیونکہ ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو پھانسی دی گئی اور اس کے بعد شہید ذوالفقار علی بھٹو صاحبہ کے چھوٹے فرزند شاہنواز بھٹو صاحب، پھر انکے بڑی فرزند میر مرتضٰی بھٹو کو اور اب انکی دختر محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ جبکہ گاندھی خاندان میں سے محترمہ اندرا گاندھی اور ان کے فرزند راہول گاندھی نے جان کا نذرانہ دیا ہے۔

بینظیر بھٹو کی شہادت سندھی قوم کو ایک ہو کر آواز بلند کرنی ہوگی۔ ورلڈ سندھی کانگریس

محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت کے سانحہ پر پوری دنیا کے سندھیوں کیلئے المناک صورتحال کو جنم دیا ہے، ورلڈ سندھی کانگریس بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت پر انکے خاندان اولاد، شوہر محترمہ آصف علی زرداری اور پوری دنیا میں رہنے والی سندھی قوم کے دکھ میں برابر کی شریک ہے، سندھی قوم کو محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت کے بعد مستقبل کے بارے میں سنجیدگی کے ساتھ سوچنا ہوگا، سندھیوں کو ہمیشہ لاشوں کے تحفے دیئے گئے ہیں اس لئے اب سندھی قوم کو ایک ہو کر اپنے حقوق کیلئے آواز بلند کرنی ہوگی اگر سندھی قوم نے ایسا نہیں کیا تو ہمارا مستقبل اندھیرے کے سواء کچھ نہیں ہوگا۔ ان خیالات کا اظہار ورلڈ سندھی کانگریس کے چیئرمین ڈاکٹر حلیم بھٹی، سیکریٹری جنرل ڈاکٹر لکھو مل لوہانی، انفارمشن سیکریٹری ملک ڈنو شیخ، روبینہ شیخ اور دیگر نے اپنے مشترکہ بیان میں کیا انہوں نے کہا کہ سندھی قوم محترمہ بینظیر بھٹو کی موت کو المناک سانحہ کو صدیوں تک فراموش نہیں کر سکتی۔

تصویر بینظیر آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ

آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ کی پیدائش 3 فروری 1993 میں ہوئی آپ پاکستان کے موجودہ صدر جناب آصف علی زرداری صاحب اور سابق وزیراعظم پاکستان دخترِ مشرق شہید جمہوریت محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی دختر ہیں اور ہو بہو تصویر بینظیر ہیں۔ آپ خاتونِ اول اور قومی اسمبلی کی رکن ہیں۔ آپ کی پیدائش لندن میں ہوئی آپ کے پاس یہ ریکارڈ بھی ہے کہ آپ پاکستان کی پہلی بچی تھیں جسے ملک کے پہلے قومی حفاظتی ٹیکوں کے دن پر پولیو سے بچاؤ کے قطرے پلائے گئے، آپ کی والدہ اس وقت 1994 میں ملک کی وزیراعظم تھیں اور اس وقت محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے حفاظتی ٹیکوں کی ایک بہت بڑی مہم کا آغاز کیا تھا۔ مہم کی توثیق کے طور پر وزیراعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے ذاتی طور پر آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ کو پولیو سے بچاؤ کے قطرے پلائے۔ محترمہ آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ نے آکسفورڈ بروکس یونیورسٹی سے سیاست اور سماجیات میں بیچلر کی ڈگری حاصل کی اور جولائی 2016 میں یونیورسٹی کالج لندن سے عالمی صحت اور ترقی میں ماسٹر کی ڈگری حاصل کی۔ اکتوبر 2009 میں آپ کے والد جناب آصف علی زرداری صاحب جو اس وقت صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان تھے نے آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ کو پولیو کے خاتمے کی قومی مہم کے لئے پاکستان کی سفیر مقرر کیا۔ پاکستان میں پولیو کے خاتمے کی سفیر کے طور پر آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ کے کردار نے آپ کو اپنے بہن بھائیوں کے مقابلے میں عام لوگوں کیلئے ایک مانوس چہرہ بنا دیا ایک سفیر کے طور پر آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ نے اس بیماری کے خاتمہ کیلئے مہم چلائی حکام سے بات چیت کی اور پولیو سے متاثرہ خاندانوں سے ملاقاتیں کیں۔ روٹری انٹرنیشنل نے آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ کو پولیو کے خاتمہ کے سفیر کے طور پر ملک میں اس بیماری سے لڑنے میں کردار ادا کرنے پر اعزاز سے نوازا۔ محترمہ آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ کو اس موقع پر جو یادگار تختی دی گئی اس میں تحریر تھا کہ عوامی خدمت کی مہم میں آپکی فراخدلی سے شرکت کی وجہ سے ہم عالمی پولیو کے خاتمے کے راستے



محترمہ آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ انتخابی مہم کے دوران ایک ریلی کی قیادت کرتے ہوئے



صدر پاکستان محترم آصف علی زرداری صاحب دوران خطاب محترمہ آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ کا ہاتھ تھامے ہوئے

پر گامزن ہیں ۔محترمہ آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ کہ یہ تختی روٹری انٹرنیشنل کے چیئر مین عزیز میمن نے ایوان صدر میں منعقد ایک خصوصی تقریب میں پیش کی ۔ روٹری فاؤنڈیشن کے چیئر مین ولفرڈ جے ولکنسن نے ایک بیان میں 200 ممالک کے 1.2 ملین روٹیرینز کی جانب سے پولیو کے خاتمہ میں محترمہ آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے امید ظاہر کی کہ وہ اس مقصد کیلئے کام جاری رکھیں گی ۔آپ نے



محترمہ آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ ملتان میں بہت بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے

پولیو کے خاتمہ کی مہم کے دوران بل گیٹس ، ورلڈ ہیلتھ آرگنائیزیشن ، اقوام متحدہ کے بچون کے فنڈ یونیسیف سمیت بین الاقوامی معززین سے ملاقاتیں کیں اور سرگرم عمل رہیں اس حوالے سے آپ نے مختلف بین الاقوامی تقریبات اور فورمز پر بات چیت کی ۔ اقوام متحدہ کی ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ نے کہا کہ ان کی والدہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے انہیں 1994 میں ذاتی طور پر پولیو کے قطرے پلائے تھے جس نے پوری قوم کو پولیو سے بچاؤ کے قطرے پلانے کی ترغیب دی ۔آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ نے کہا کہ ان کی والدہ نے ایک ایسے دور کا خواب دیکھا تھا جس میں اس بیماری کے نتیجے میں معذور ہونے والے بچے اس بیماری کی وجہ سے مزید تباہ نہ ہوں ۔آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ نے اس موقع پر کہا کہ میں واضح کرنا چاہتی ہوں کہ جو بھی مشکلات ہوں ہم پولیو کے خاتمے کی مہم سے باز نہیں آئیں گے ۔ نہ صرف یہ بلکہ آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ 21 سال کی عمر میں آکسفورڈ یونین میں خطاب کرنے والی سب سے کم عمر پاکستانی بھی ہیں ۔



بلاول بھٹو زرداری صاحب ،آصف علی زرداری صاحب محترمہ بختاور بھٹو صاحبہ اور آصفہ بھٹو صاحبہ کارکنان کا ہاتھ ہلا کر جواب دے رہے ہیں

مئی 2017 میں رپورٹس سامنے آئیں کہ بلاول بھٹو زرداری صاحب کے علاوہ محترمہ آصفہ بھٹو زرداری بھی 2018 کے عام انتخابات میں انتخابی دوڑ میں شامل ہونگی وقت کے ساتھ ساتھ مختلف سماجی اور سیاسی مباحثوں میں آپ کی فعال شمولیت کی وجہ سے آپ کی جانب سے انتخابات حصہ لینا متوقع تھا ۔ 2018 کے انتخابات سے پہلے پاکستان پیپلز پارٹی کی جانب سے آصفہ بھٹو زرداری کا نام NA-248 کراچی ویسٹ یا NA-223 ٹیاری کے حلقے سے الیکشن لڑنے کیلئے تجویز کیا گیا تھا ۔محترمہ آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ نے اپنا سیاسی آغاز 30 نومبر 2020 کو

ملتان میں ایک جلسے سے کیا۔ 2024 کے پاکستانی عام انتخابات کے دوران آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ نے پی پی پی کی مہم میں ایک اہم کردار ادا کیا آپ نے اپنے بھائی بلاول بھٹو زرداری صاحب کی حمایت میں ریلیوں کی قیادت کی جو پارٹی کی جانب سے وزیر اعظم پاکستان کے امیدوار تھے۔ 10 مارچ 2024 کو پاکستان کے صدراتی انتخابات کے بعد آصف علی زرداری صاحب نے پاکستان کے صدر کے طور پر حلف اٹھایا انہوں نے آصفہ صاحبہ کہ پاکستان کی خاتون اول کے طور پر تسلیم کرنے کا اعلان کیا، واضح رہے کہ اس سے قبل 2008 سے 2013 میں صدر پاکستان آصف علی زرداری صاحب کی جانب سے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت کی وجہ سے خاتون اول کا اعلان نہیں کیا گیا تھا۔ آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ کو خاتون اول کے خطاب دیئے جانے پر بیٹی کی تقرری کے جواز کے بارے میں سوالات اٹھائے گئے کہ خاتون اول کا کردار صدور یا وزرائے اعظم کی بیویوں کیلئے مخصوص کیا گیا ہے تاہم قانونی ماہرین کی جانب سے تصدیق کی گئی کہ صدر اپنے خاندان کی کسی بھی خاتون رکن کو یہ اعزاز دینے کا اختیار رکھتے ہیں۔


پاکستان کرکٹ ٹیم کے کپتان بابر اعظم، خاتون اول پاکستان محترمہ آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ اور صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان محترمہ آصف علی زرداری صاحب آئی سی سی کی ٹرافی کے ساتھ نیشنل اسٹیڈیم کے میدان میں آرہے ہیں

محترمہ آصفہ بھٹو صاحبہ کا پارلیمانی کیریئر

آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ کا سیاست میں صف اول کا سفر اپنے والد اور پی پی پی کیلئے انتہائی اہمیت کا حامل ہے، پچھلی دہائی کے دوران محترمہ آصفہ زرداری صاحبہ سیاسی طور پر آواز بلند کرتی رہیں ہیں اور مختلف مقامات میں اپنے والد آصف علی زرداری صاحب کے ساتھ کھڑی رہی ہیں۔ خاص طور پر اپنے والد کی حلف کی تقریب میں ان کی موجودگی پارٹی کے مقصد کیلئے ان کی غیر متزلز وابستگی کا ثبوت ہے۔ 17 مارچ 2024 کو آپ نے پاکستان پیپلز پارٹی کی امیدوار کے طور پر حلقہ NA-207 نوابشاہ سے قومی اسمبلی کی نشست پر ضمنی انتخاب لڑنے کیلئے کاغذات نامزدگی جمع کروا کر انتخابی سیاست میں اپنے داخلے کا اعلان کیا۔ یہ نشست آپ کے والد جناب آصف علی زرداری صاحب نے 2024 کے انتخابات میں حاصل کی تھی


خاتون اول پاکستان محترمہ آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ اپنے والد صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان آصف علی زرداری صاحب کے ساتھ



محترمہ آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ سیاسی کمپئن میں پرجوش انداز سے خطاب کرتے ہوئے

تاہم صدر پاکستان منتخب ہونے کے بعد یہ نشست خالی ہوگئی تھی ۔ جیسے جیسے ضمنی انتخابات قریب آرہے تھے سب کی نظریں آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ کی مہم پر مرکوز تھیں ۔ آپ نے 17 مارچ کو ہونے والے ضمنی انتخابات میں حصہ لینے کیلئے اپنے کاغذات نامزدگی جمع کروائے ، جانچ پڑتال کے عمل کے بعد آپ کے کاغذ نامزدگی منظور کر لئے گئے ۔اس حلقے میں ضمنی انتخاب میں حصہ لینے کے لئے کل گیارہ امیدواروں نے کاغذات نامزدگی جمع کرائے جن میں اکثریت پیپلز پارٹی کے کارکنوں اور عہدیداروں کی تھی جنہیں آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ کے کورنگ امیدوار کے طور پر دیکھا جا رہا تھا۔ آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ 29 مارچ بروز جمعہ NA-207 شہید بینظیر آباد (سابق نوابشاہ) سے بلا مقابلہ رکن قومی اسمبلی منتخب ہوگئیں ۔ کیونکہ دیگر امیدواروں کے کاغذات نامزدگی یا تو ان کے حق میں واپس لے لئے گئے یا مسترد کر دیئے گئے ۔آپ نے 15 اپریل 2024 کو قومی اسمبلی کے رکن کے طور پر حلف اٹھایا۔ 6 اپریل کو آپ کو پاکستان کی خاتون اول کا درجہ دیا گیا۔

حکومت سندھ 1988 تا 1990


وزیراعظم پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو صاحب اور وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ صاحب کی ایک یادگار تصویر

1990 میں وفاق میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت قائم ہوگئی اور محترمہ بینظیر بھٹو صاحب وزیراعظم پاکستان منتخب ہوئیں۔صوبہ سندھ میں پاکستان پیپلز پارٹی کے سینئیر رہنماء قابل احترام جناب قائم علی شاہ صاحب 2 دسمبر 1988 سے 25 فروری 1990 تک وزیراعلیٰ سندھ کے عہدے پر فائز رہے جبکہ اس وقت جسٹس ریٹائرڈ فخر الدین جی ابراہیم صاحب 19 اپریل 1989 سے 6 اگست 1990 تک گورنر سندھ تھے۔ جناب سید خورشید احمد شاہ صاحب، آغا سراج خان درانی صاحب، سید مراد علی شاہ صاحب، حاجی منور علی عباسی صاحب، سید محسن شاہ صاحب، میر منور علی خان ٹالپر صاحب، جام معشوق علی صاحب، صاحب ڈنو صاحب، بدر اقبال صاحب، طارق جاوید صاحب اور جناب محمد سلیم صاحب وزراء صوبائی وزراء تھے۔ اس وقت سید عبداللہ شاہ لکیاری صاحب بلا مقابلہ اسپیکر سندھ اسمبلی 1 دسمبر 1988 تا 5 نومبر 1990 منتخب ہوئے تھے جبکہ عبدالرزاق صاحب ڈپٹی اسپیکر سندھ اسمبلی 2 دسمبر 1988 تا 6 اگست 1990 منتخب ہوئے واضح رہے کہ جناب عبدالرزاق صاحب 5 نومبر 1990 سے 19 اکتوبر 1993 تک اسپیکر سندھ اسمبلی رہے اور سید امداد محمد شاہ صاحب لیڈر آف اپوزیشن 8 جنوری 1989 تا 15 نومبر 1989 رہے۔

سید قائم علی شاہ صاحب وزیراعلیٰ سندھ

2 دسمبر 1988 سے 25 فروری 1990


وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ صاحب

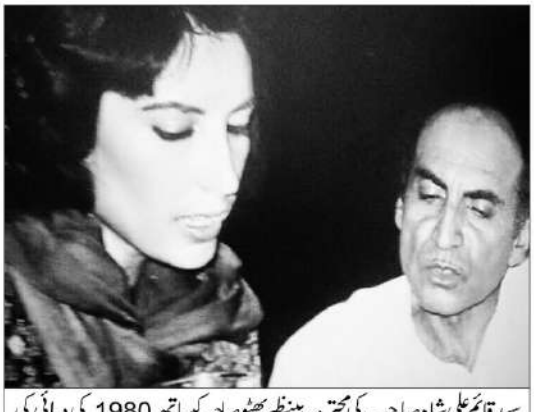
سید قائم علی شاہ صاحب کسی تعرف کے محتاج نہیں آپ پاکستان پیپلز پارٹی کا قابل فخر سرمایہ ہیں آپ مشکل سے مشکل حالات میں بھی پاکستان پیپلز پارٹی کیلئے ثابت قدم رہے آپ پاکستان پیپلز پارٹی کے بانی کارکنان و عہدیدار ہیں، شہید ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے کیبنٹ منسٹر سے لیکر آج تک نہ ختم ہونے والا سلسلہ، آپ کے بارے میں اگر یہ کہا جائے کہ آپ سیاست کے حوالے سے اور بالخصوص پاکستان پیپلز پارٹی کیلئے ایک اکیڈمی کی حیثیت رکھتے ہیں تو غلط نہ ہوگا۔ آپ پاکستان کی ان سیاسی شخصیات میں سے ہیں کہ جن کے بارے

میں جتنا لکھا جائے کم ہے ۔ جناب سید قائم علی شاہ صاحب نے تین بار سندھ کے منتخب وزیر اعلیٰ کے طور پر خدمات سرانجام دیں ۔ آپ کی آخری دو میعاوں کو ملا کر مجموعی طور پر 8 سال بنتے ہیں ۔ آپ سندھ کے سب سے طویل عرصہ تک رہنے والے وزیر اعلیٰ ہیں ۔ آپ پاکستان پیپلز پارٹی سندھ کے صدر رہ چکے ہیں ۔ سید قائم علی شاہ صاحب نے 1960 کی دہائی میں فیلڈ مارشل ایوب خان کے بنیادی جمہوری نظام کے تحت خیر پور کی ضلع کونسل کے چیئر مین منتخب ہو کر سیاست میں قدم رکھا ۔ شہید محترم ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے ساتھ قریبی وابستگی کی بنیاد پر 1967 میں پاکستان پیپلز پارٹی کے قیام کے فوری بعد پاکستان پیپلز پارٹی میں شمولیت اختیار کی ۔ آپ نے 1970 کے عام انتخابات میں خیر پور میرس سے پی پی پی کے ٹکٹ پر حصہ لیا اور اپنے مخالفین نامور شخصیت کامریڈ سید باقر علی شاہ



گورسندھ جناب رسول بخش ٹالپر نئے منتخب ہونے والے نوجوان صوبائی وزیر سید قائم علی شاہ صاحب سے حلف لیتے ہوئے

کہ جو اس وقت نیشنل عوامی پارٹی (ولی) کے صوبائی صدر اور کمیونسٹ پارٹی آف پاکستان کے کونسل ممبر تھے سمیت سید غوث علی شاہ کو شکست دی ۔ نوجوان سید قائم علی شاہ صاحب کی قابلیت کو تسلیم کرتے ہوئے وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان عزت مآب جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے سید قائم علی شاہ صاحب کو اپنی چھوٹی سی کابینہ میں صنعت اور امورِ کشمیر کا وفاقی وزیر مقرر کیا ۔ جولائی 1977 میں جنرل ضیاء الحق کی بغاوت کے بعد سید قائم علی شاہ صاحب کو ذوالفقار علی بھٹو صاحب اور کابینہ کے دیگر وزراء کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا ۔ غلام مصطفیٰ جتوئی ، غلام مصطفیٰ کھر ، مخدوم خلیق الزماں ، میر ہزار خان بجارانی جیسے بڑے قدر آور رہنماؤں کے برعکس جنہوں نے یا تو پارٹی چھوڑ دی یا غیر فعال ہو گئے سید قائم علی شاہ صاحب پارٹی کے وفادار رہے اور ایک قدم پیچھے نہیں ہٹے ،



سید قائم علی شاہ صاحب کی محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کیساتھ 1980 کی دہائی کی ایک یادگار تصویر

جنرل ضیاء الحق کی حکمرانی کے 11 سال کے دوران آپ پر اور آپ کے خاندان پر مشکلات کے پہاڑ توڑے گئے لیکن آپ پھر بھی ثابت قدم رہے ۔ جنرل ضیاء الحق کی موت اور بینظیر بھٹو صاحبہ کی ملک میں واپسی کے ساتھ سید قائم علی شاہ صاحب کو تحریک بحالی جمہوریت MRD اور پاکستان پیپلز پارٹی کیلئے خدمات کے اعتراف میں پاکستان پیپلز پارٹی سندھ کا صدر مقرر کیا گیا ۔ 1988 کے انتخابات میں

خیر پور میرس سے شاندار کامیابی کے بعد 2 دسمبر 1988 کو آپ کو صوبہ سندھ کا 17 واں وزیر اعلیٰ بنایا گیا۔ آپ نے 6 بار انتخابات جیت کر تاریخ رقم کی، ماسوائے 1997 کے انتخابات۔ آپ نے ہر بار کامیابی حاصل کی 1997 میں آپ ممبر سینٹ بنے۔ آپ 2 دسمبر 1988 سے لیکر 25 فروری 1990 تک پہلی بار وزیر اعلیٰ سندھ رہے۔ اس وقت محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ وزیر اعظم اور جناب غلام اسحٰق خان صاحب صدر پاکستان تھے۔ آپ سے قبل اختر علی غلام قاضی صاحب اور بعد میں جناب آفتاب شعبان میرانی صاحب وزیر اعلیٰ سندھ کے عہدے پر فائز رہے۔ دوسری بار 6 اپریل 2008 سے 20 مارچ 2013 تک آپ وزیر اعلیٰ سندھ کے عہد پر فائز رہے اس وقت جناب آصف علی زرداری صاحب صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان تھے جبکہ جناب یوسف رضا گیلانی، جناب راجہ پرویز اشرف اور جناب میر ہزار خان کھوسو صاحب وزیر اعظم پاکستان رہے۔



وزیر اعظم پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو صاحب اور وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ صاحب کی ایک یادگار تصویر

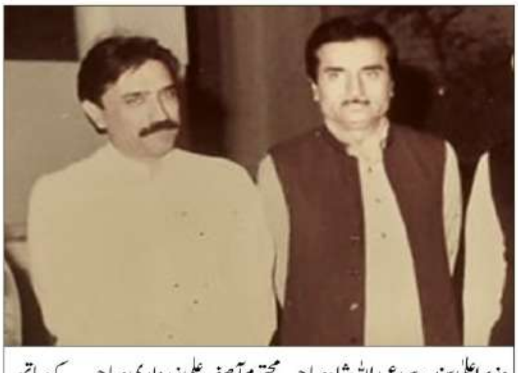
سید قائم علی شاہ صاحب نے 30 اپریل 2013 سے 25 جولائی 2016 کو ایک بار پھر وزارت اعلیٰ کی کرسی پر بیٹھ کر تیسری بار وزیر اعلیٰ ہونے کی تاریخ رقم کر دی حالانکہ اس وقت مرکز میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نہیں تھی۔ اس وقت نواز شریف وزیر اعظم پاکستان، جناب ممنون حسین صدر پاکستان اور عشرت العباد گورنر سندھ تھے۔ آپ سے قبل وزیر اعلی سندھ (کیئر ٹیکر) جناب زاہد قربان علوی صاحب جبکہ آپ کے بعد سید عبداللہ شاہ صاحب کے فرزند سید مراد علی شاہ صاحب کو وزیر اعلیٰ سندھ کے عہدے پر فائز کیا گیا۔ آپ کی دختر محترمہ نفیسہ شاہ صاحبہ بھی سیاسی میدان میں متحرک ہیں اور 2001 سے 2007 تک ڈسٹرکٹ ناظم خیر پور رہ چکی ہیں جبکہ 17 مارچ 2008 سے مئی 2018 تک خواتین کی مخصوص نشت پر ممبر نیشنل اسمبلی رہ چکی ہیں۔ محترمہ نفیسہ شاہ صاحبہ 13 اگست 2018 سے 10 اگست 2023 تک اور پھر 29 فروری 2024 سے بالترتیب حلقہ این اے 2008 خیر پور 1، حلقہ این اے 202 خیر پور 1 سے انتخابات جیت کر ممبر قومی اسمبلی ہیں۔ سید قائم علی شاہ صاحب کے چار فرزند اور سات بیٹیاں ہیں۔



چیف جسٹس سندھ اجمل میاں، جسٹس (ر) فخر الدین جی ابراہم سے عہدے کا حلف لیتے ہوئے اس موقع پر وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ صاحب تشریف فرما ہیں

سید عبداللہ شاہ ۔ اسپیکر سندھ اسمبلی

یکم دسمبر 1988 تا 5 نومبر 1990



وزیراعلیٰ سندھ سید عبداللہ شاہ صاحب محترم آصف علی زرداری صاحب کے ساتھ

سید عبداللہ شاہ صاحب لیکاری سید ہیں ۔ آپ 11 دسمبر 1934 کو صوبہ سندھ کے گاؤں وہور میں پیدا ہوئے ۔ آپ نے کراچی میں تعلیم حاصل کی اور وکیل کی حیثیت سے گریجویشن کیا ۔ سید عبداللہ شاہ صاحب نے 1970 میں پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی) میں شمولیت اختیار کی آپ ممتاز علی بھٹو کے وزارت اعلیٰ کے دور میں صوبائی وزیر رہے ۔ سید عبداللہ شاہ صاحب اگست 1988 سے 1990 تک سپیکر سندھ اسمبلی رہے ۔ جبکہ آپ 21 اکتوبر 1993 سے 6 نومبر 1996 تک وزیر اعلیٰ کے عہدے پر فائز رہے اس وقت محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ وزیر اعظم پاکستان تھیں جبکہ حکیم محمد سعید صاحب گورنر سندھ تھے آپ کے دور اقتدار میں محمد ہارون اور کمال الدین اظفر صاحب بھی گورنر سندھ رہے ۔ آپ سے قبل سید علی مددشاہ صاحب وزیر اعلیٰ سندھ اور آپ کے بعد ممتاز بھٹو وزیر اعلیٰ سندھ رہے ۔ عبداللہ شاہ صاحب وزیر اعظم پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے قریبی ساتھی تھے ۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے آپ کے بارے میں ایک بار کہا کہ شاہ صاحب سندھ اور پاکستان کی مٹی کے فرزند تھے، وہ ایک بہادر آدمی تھے ۔

سید امدام محمد شاہ ۔ اپوزیشن لیڈر

8 جنوری 1989 تا 15 نومبر 1989



سید امداد محمد شاہ سندھ اسمبلی کے اجلاس میں

جی ایم سید کے چھوٹے بیٹے پونم کے مرکزی رہنماء امداد محمد شاہ نے 30 دسمبر 1935 میں ضلع دادو کے شہر سن میں پیدا ہوئے ۔ آپ نے ابتدائی تعلیم سن اور اعلیٰ تعلیم کراچی میں حاصل کی آپ نے حیدرآباد لاء کالج سے قانون کی ڈگری حاصل کی اور دو سال تک پریکٹس کی ، امداد شاہ نے صدر ایوب خان کے مارشل لاء کے خلاف مہم میں حصہ لیا اور بعد میں بانی پاکستان کی بہن فاطمہ جناح کے حق میں انتخابی مہم چلائی ۔ آپ 1965 میں ضلع نوابشاہ کے تعلقہ سکرنڈ سے رکن صوبائی اسمبلی منتخب ہوئے ۔ آپ تعلیم کے بڑے حامی تھے خاص طور پر دور دراز علاقوں کی لڑکیوں کے لئے اور اپنے حلقے میں متعدد سرکاری اسکول قائم کیئے ۔ آپ کو بانی پاکستان پیپلز پارٹی شہید ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی جانب سے شمولیت کی دعوت دی گئی تاہم آپ

نے انکار کردیا، امداد شاہ نے سابق مشرقی پاکستان کے شیخ مجیب الرحمٰن کی عوامی لیگ میں شمولیت اختیار کی ۔آپ نے متحدہ قومی مومنٹ اور جئے سندھ قومی محاذ کے اتحاد کو قائم کرنے میں مرکزی کردار ادا کیا اور پاکستان آرگنائزیشن آف نیشنلسٹ مومنٹس (پونم) کے قیام اور قوم پرستوں کو ایک پلیٹ فارم پر لانے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ سید امداد شاہ کے تین بیٹے سابق اسپیکر سندھ اسمبلی سید جلال محمود شاہ، چیئر مین جئے سندھ محاذ سید زین شاہ اور ڈاکٹر ضیاء الدین شاہ جبکہ چار بیٹیاں ہیں ۔آپ سید ایسوسی ایشن سندھ کے رہنماء تھے اور پیر پگارا۔ الطاف حسین، پروفیسر غفور احمد، سردار عطاء اللہ خان مینگل، محمود خان اچکزئی ،ڈاکٹر عبدالحق بلوچ اور متعدد سرکردہ رہنماؤں اور سیاستدانوں سے ان کے گہرے رابطے تھے۔

سید قائم علی شاہ

لیڈر آف اپوزیشن 1993-1990


سید قائم علی شاہ صاحب

6 اگست 19990 سے 5 مارچ 1992 تک جام صادق وزیر اعلیٰ سندھ کے عہدے پر فائز رہے۔ انکے انتقال کے بعد 6 مارچ 1992 سے 19 جولائی 1993 تک مظفر حسین شاہ صاحب وزیر اعلی سندھ کے عہدے پر فائز رہے ۔اس وقت سید قائم علی شاہ صاحب 19 نومبر 1990 سے 19 جولائی 1993 تک سندھ اسمبلی میں لیڈر آف اپوزیشن کا کردار ادا کرتے رہے (تفصیلات صفحہ نمبر 152 پر ملاحظہ فرمائیں)

1993 میں سندھ، پنجاب اور بلوچستان اسمبلی میں ہونے والے اسپیکر کے انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی اور انکے اتحادیوں کی جانب سے نامزد کردہ امیدوار اسپیکر منتخب ہوگئے جبکہ ڈپٹی اسپیکر کے انتخاب میں غیر متوقع طور پر بلوچستان میں مسلم لیگ (ن) کے امیدوار نے کامیابی حاصل کی ۔صوبہ سندھ سے پاکستان پیپلز پارٹی کی جانب سے غوث بخش مہر 66 ووٹ حاصل کرکے اسپیکر سندھ اسمبلی جبکہ سردار نبیل احمد گبول 65 ووٹ حاصل کرکے ڈپٹی اسپیکر سندھ اسمبلی منتخب ہوئے ۔ سندھ اسمبلی میں موجود کل 93 ممبرز میں سے ایم کیوایم کی جانب سے سے اسپیکر کے امیدوار قاضی خالد اور ڈپٹی اسپیکر نے محض 28، 28 وٹ حاصل کیئے یہ تمام ووٹ ایم کیوایم کے ممبران کی جانب سے دیئے گئے ۔ نئے منتخب ہونے والے اسپیکر سندھ اسمبلی غوث بخش مہر سے سابق اسپیکر سندھ اسمبلی جناب رزاق خان نے حلف لیا جبکہ


اسپیکر سندھ اسمبلی جناب نثار احمد کھوڑو صاحب ادی فریال ٹالپر صاحبہ اور وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ صاحب ایک پروگرام میں شریک ہیں

ڈپٹی اسپیکر سندھ اسمبلی سردار نبیل احمد گبول سے اسپیکر سندھ اسمبلی جناب غوث بخش مہر نے حلف لیا۔ واضح رہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی جانب سے غوث بخش مہر صاحب کو اسپیکر بنائے جانے سے قبل پاکستان پیپلز پارٹی سندھ کے پارلیمانی اجلاس میں سید قائم علی شاہ، جناب نثار احمد کھوڑو صاحب اور پیر مظہر الحق میں سے کوئی بھی امیدوار اسپیکر شپ کے عہدے کیلئے رضا مند نہیں ہوا۔ جس کے بعد چئیر مین پاکستان پیپلز پارٹی محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی منظوری کے بعد سردار غوث بخش مہر کو اسپیکر جبکہ سردار نبیل احمد گبول کو ڈپٹی اسپیکر سندھ اسمبلی کے لیئے نامزد کیا گیا۔

غوث بخش مہر۔اسپیکر سندھ اسمبلی

1993-1996


غوث بخش مہر

غوث بخش مہر صاحب 27 اکتوبر 1945 میں شکارپور میں پیدا ہوئے۔آپ مارچ 1977 سے جولائی 1977 تک صوبائی اسمبلی کے حلقہ پی ایس 7۔سکھر سے صوبائی اسمبلی کے رکن رہے۔اور پاکستان پیپلز پارٹی کی جانب سے اپنے مدمقابل ایم کیو ایم کے امیدوار قاضی خالد کے مقابلے میں 66 ووٹ حاصل کر کے اسپیکر سندھ اسمبلی منتخب ہوئے۔آپ 2002 کے عام انتخابات میں انتخابی حلقہ NA-203 شکارپور 2 سے پاکستان مسلم لیگ (ق) کے امیدوار کے طور پر قومی اسمبلی کے لیئے منتخب ہوئے۔آپ نے 61432 ووٹ حاصل کیئے۔انہی انتخابات میں آپ نے صوبائی اسمبلی کے انتخاب میں بھی PS-10 شکارپور 2 سے حصہ لیا اور 38321 ووٹ لیکر کامیابی حاصل کی، 2008 کے عام انتخابات میں حلقہ NA-203 سے مسلم لیگ (ق) کے امیدوار کے طور پر 89921 ووٹ حاصل کر کے دوبارہ منتخب ہوئے۔ 2013 کے عام انتخابات میں حلقہ NA-203 سے پاکستان مسلم لیگ (ف) کے امیدوار کے طور پر ایک بار پھر 77065 ووٹ حاصل کر کے کامیاب ہوئے۔غوث بخش مہر صاحب 2018 کے عام انتخابات میں حلقہ NA-199 شکارپور 2 سے گرینڈ ڈیموکریٹک الائنس GDA کے امیدوار کے طور پر منتخب ہوئے۔

سید عبداللہ شاہ لکیاری

وزیر اعلیٰ سندھ


گورنر سندھ حکیم محمد سعید وزیر اعلیٰ سندھ عبداللہ شاہ صاحب سے حلف لیتے ہوئے

پاکستان پیپلز پارٹی کے سید عبداللہ شاہ نے اکتوبر 1993 میں وزیر اعلیٰ سندھ کا حلف اٹھا لیا، گورنر ہاؤس میں منعقد ایک تقریب میں گورنر سندھ حکیم محمد سعید نے وزیر اعلیٰ سندھ سید عبداللہ شاہ سے حلف لیا اس موقع پر نگران وزیر اعلیٰ سندھ جام مدد علی شاہ، چیف جسٹس سندھ ہائی کورٹ جسٹس ناصر اسلم زاہد سمیت دیگر معزز جج صاحبان، پاکستان پیپلز پارٹی اور حزب اختلاف ایم کیو ایم کے ممبران پی پی رہنماء مسرور احسن، راشد ربانی، رضا ربانی، اعجاز الحسن اور 70 کلفٹن کے ترجمان صفی جوکھیو کے علاوہ اعلیٰ سرکاری شخصیات اور جیالیوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی اس تقریب کا اختتام جئے بھٹو کے واشگاف نعروں سے ہوا۔ حلف لینے سے قبل سندھ اسمبلی کے اجلاس میں سید عبداللہ شاہ کو کثرت رائے سے قائد ایوان منتخب کیا گیا۔ عبداللہ شاہ کے مدمقابل ایم کیو ایم کے فاروق ستار کے حق میں صرف ایم کیو ایم کے ممبران نے ہاں کہا۔ جبکہ مسلم لیگ کے ممبرز اور ممتاز بھٹو خاموش بیٹھے رہے۔ واضح رہے کہ سید عبداللہ شاہ صاحب کے حوالے سے اعتماد کیلئے سندھ اسمبلی میں بلائے جانے والے اجلاس میں مسلم لیگ (ن) کے 8 ممبر اور سندھ نیشنل فرنٹ کے ممتاز بھٹو نے شرکت نہیں کی تھی۔ اعتماد کے ووٹ کیلئے پاکستان پیپلز پارٹی کے سید قائم علی شاہ، نثار احمد کھوڑو، پرویز علی شاہ، میر منور ٹالپر اور اقلیتی ممبر ڈ نشا سمیت 9 ممبران نے ایک قرار دار پیش کی تھی۔ 21 اکتوبر کو پہلے مرحلے میں سندھ کی 3 رکنی کابینہ نے حلف اٹھایا، تینوں صوبائی وزراء جناب نثار احمد کھوڑو، سید پرویز علی شاہ حاجی ظفر علی لغاری سے سندھ کے گورنر حکیم محمد سعید نے حلف لیا اس موقع پر وزیر اعلیٰ سندھ عبداللہ شاہ بھی موجود تھے۔ جناب نثار احمد کھوڑو صاحب کو وزیر تعلیم۔ سید پرویز علی شاہ صاحب کو مواصلات، حاجی ظفر لغاری کو محکمہ ایری گیشن دیا گیا۔ اس موقع پر رہنماء پاکستان پیپلز پارٹی اور صوبائی وزیر جناب نثار احمد کھوڑو صاحب نے کہا کہ ہم نے عوام کے تعاون سے اقتدار حاصل کیا ہے اور عوام کے مسائل ترجیحی بنیادوں پر حل کیئے


وزیر اعلیٰ سندھ سید عبداللہ شاہ لکیاری صاحب وزیر اعظم پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے ساتھ خوشگوار موڈ میں

ے جائیں گے ۔ مختلف وفود سے باتیں کرتے ہوئے جناب نثار احمد کھوڑو صاحب نے کہا کہ سندھ میں بڑے پیمانے پر ترقیاتی اسکیمیں شروع کی گئی ہیں اور پاکستان پیپلز پارٹی عوامی خدمت پر یقین رکھتی ہے اور بہت جلد عوام خود محسوس کرینگے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کو دیا جانے والا عوامی مینڈیٹ بیکار نہیں گیا۔



وزیر اعلیٰ سندھ عبداللہ شاہ صاحب کی وزیر اعظم پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے ساتھ ایک یادگار تصویر

دوسرے مرحلے میں 25 نومبر کو 13 وزراء نے حلف اٹھایا گورنر ہاؤس میں حلف لئے جانے کی تقریب میں وزیر اعلیٰ سندھ سید عبداللہ شاہ لکیاری کی موجودگی میں گورنر سندھ حکیم محمد سعید نے 13 وزراء پیر مظہر الحق ، عبدالحکیم بلوچ ، عبدالسلام تھیم ، میر منور ٹالپر ، سید مراد علی شاہ ، سید محسن شاہ بخاری ، پیر سید امجد شاہ جیلانی ، جام ممتاز ڈھر ، میر غالب حسین ڈومکی ، میر نادر علی خان مگسی ، آغا طارق پٹھان ، خواجہ محمد اور ہری رام کشوری لال شامل تھے ۔ وزیر اعلیٰ سندھ کی سفارش پر گورنر نے جن چار صوبائی مشیروں کا اعلان کیا ان میں پاکستان پیپلز پارٹی سندھ کے صدر اور سابق وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ کے فرزند سید اسد شاہ جیلانی ، منور سہروردی ، پاکستان پیپلز پارٹی لیڈیز ونگ کی رہنماء راحیلا ٹوانا اور طفیل شیخ شامل تھے ۔ مذکورہ تقریب میں سید قائم علی شاہ اور انکے فرزند غیر حاضر رہے ۔ سندھ کابینہ کے 12 نئے صوبائی وزراء اور 4 مشیروں کے محکموں کا اعلان کر دیا گیا جس کے مطابق عبدالحکیم بلوچ کو محکمہ رونیو ، آغا طارق پٹھان محکمہ بہبود آبادی اور ماحولیات جبکہ انہیں محکمہ صنعت کا اضافی چارج بھی دیا گیا ۔ غالب حسین ڈومکی کو امورِ نوجوانوں ، ہری رام کشوری لال وزیر اقلیت ، جام ممتاز حسین ڈھر محکمہ جنگلات ، خواجہ محمد کو لیبر ، میر منور ٹالپر کو ایکسائیز و ٹیکسیشن جبکہ نادر حسین مگسی کو وزارت داخلہ کے محکمے تفویض کیئے گئے ۔ صوبائی وزیر پیر امجد شاہ جیلانی کو فشریز و لائیو اسٹاک اور کو آپریٹو ڈپارٹمنٹ کا اضافی چارج بھی دیا گیا ۔ پیر مظہر الحق کو محکمہ قانون و پارلیمانی امور کے ساتھ ساتھ ڈیولپمنٹ اور شہری ترقی کا اضافی چارج بھی دیا گیا ۔ سید محسن شاہ بخاری صاحب کو محکمہ خوراک جبکہ سید مراد علی شاہ کو محکمہ زراعت کو وزیر بنایا گیا ۔ 4 صوبائی مشیران میں سے



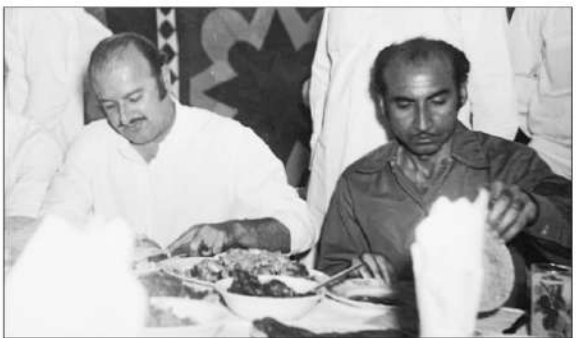
سندھ سید عبداللہ شاہ لکیاری صاحب محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے ساتھ خوشگوار موڈ میں

پاکستان پیپلز پارٹی سندھ کے صدر جناب سید قائم علی شاہ صاحب کے فرزند سید اسد علی شاہ جیلانی کو محکمہ خزانہ، راحیلہ ٹوانہ صاحبہ کو محکمہ سماجی بہبود، شیخ طفیل احمد کو اسپورٹس و سیاحت کے محکمے تفویض کیئے گئے۔ اسکے علاوہ جناب منور سہروردی صاحب کو وزیر اعلیٰ سندھ انسپیکشن ٹیم کا انچارج مقرر کیا گیا۔ جس کے بعد 28 اکتوبر بروز جمعرات کو وزیر اعلیٰ سندھ جناب سید عبداللہ شاہ لکیاری صاحب نے وقتی گورنر جناب حکیم محمد سعید کو ایک نوٹیکیشن ارسال کیا جس کے مطابق بلاول ہاؤس کے ترجمان جناب سید اعجاز الحسن صاحب کو وزیر اعلیٰ سندھ کا ترجمان اور معاونِ خصوصی مقرر کیا گیا۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے پرسنل حفاظتی امور پر معامور جناب منور سہروردی صاحب کو وزیر اعلیٰ کی جانب سے انسپیکشن اینڈ ویلیویشن ٹیم کا کا ممبر منتخب کیا گیا جبکہ غلام محمد بنگلانی کو بھی مشاورت دی گئی۔



محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے ساتھ منور سہروردی آتے ہوئے

جس وقت سید عبداللہ شاہ صاحب وزیر اعلیٰ سندھ تھے اس وقت سندھ کے حالات انتہائی کشیدہ تھے ایم کیو ایم کی جانب سے حکومت کو سخت مزاہمت کا سامنا تھا۔ جنرل نصیر اللہ بابر صاحب وزیر داخلہ کے منصب پر فائز تھے جبکہ سعید خان IG اور شعیب سڈل DIG سندھ پولیس اپنی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین کی جانب سے آئے روز ہڑتال کی کال دینا اور یومیہ 80 سے 100 افراد کی کو قتل کردینا زور کا معمول بن چکا تھا۔ راقم (ظفر جھنڈیر) کے سید عبداللہ شاہ صاحب کے ساتھ بہت اچھے تعلقات تھے اور میں اس وقت سندھ اتحاد پارٹی کے چیئرمین کی حیثیت سے سیاسی طور پر اپنی خدمات سرانجام دے رہا تھا اس وقت میں نے ایم کیو ایم کے خلاف علم بغاوت بلند کیا جس میں مجھے میرے ہر دلعزیز ساتھی وزیر اعلیٰ سندھ سید عبداللہ شاہ صاحب کا تعاون رہا جن کی توسط سے شہید جمہوریت محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی جانب سے مدد و سپورٹ رہی۔ ایسے وقت میں، میں نے سر ہتھیلی پر رکھ کر ایم کیو ایم کی سندھ دشمن اور جمہوریت دشمن پالیسی خلاف کردار ادا کیا نہ صرف یہ بلکہ ایم کیو ایم کے مرکز نائن زیرو کا گھیراؤ کر کے یہ باآور کروایا کہ کراچی سندھ کا دارالخلافہ ہے اور کراچی کسی ایک دہشت گرد سیاسی



سید قائم علی شاہ صاحب وزیر اعلیٰ سندھ ممتاز بھٹو کے ساتھ نواب شاہ میں ڈنر کرتے ہوئے

جماعت کی جاگیر نہیں ہے ۔اس وقت میرے ہر دلعزیز بھائیوں جیسے دوست صوبائی وزیر جناب نثار احمد کھوڑو صاحب کا ذکر نہ کروں تو زیادتی ہوگی جناب نثار احمد کھوڑو صاحب کا دست شفقت ہمیشہ سے ہی میرے اوپر رہا اور جب بھی میں نے آپ کو اپنی کسی تقریب میں مدعو کیا یا پھر آپ کی رہنمائی کی ضرورت محسوس کی آپ نے ہمیشہ میری مدد و رہنمائی فرمائی 1990 کی دہائی ہو یا آج آپ نے ہمیشہ میرا ساتھ دیا



انتہائی قابل احترام صدر پاکستان پیپلز پارٹی (سندھ) نثار احمد کھوڑو صاحب جھنڈیر ہاؤس ڈیفنس کراچی میں ممبر سندھ کونسل ظفر جھنڈیر کے ساتھ ملاقات کرتے ہوئے

ڈاکٹر فاروق ستار

لیڈر آف اپوزیشن 1996-1993



ڈاکٹر فاروق ستار

9 اپریل 1959 میں کراچی میں پیدا ہونے والے ڈاکٹر فاروق ستار نے جناح سندھ میڈیکل یونیورسٹی کراچی میں تعلیم حاصل کی ،9 جنوری 1988 سے 27 جولائی 1992 کراچی کے میئر کی حیثیت سے کام کیا،21 اکتوبر 1993 سے 6 نومبر 1996 تک سندھ کی صوبائی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف کے طور پر خدمات انجام دیں اور 1997 سے مختلف عہدوں پر صوبائی اور وفاقی کابینہ کے رکن رہے ۔فاروق ستار 22 فروری 1997 سے 30 اکتوبر 1998 تک حکومت سندھ میں صوبائی وزیر برائے لوکل گورنمنٹ رہے ۔اسکے بعد 2 دسمبر 1988 سے 6 اگست 1990 تک ممبر قومی اسمبلی ،6 نومبر 1990 سے 18 جولائی تک ممبر قومی اسمبلی ،24 جون 2003 سے 15 نومبر 2007 تک ممبر قومی اسمبلی ،16 مارچ 2008 سے 15 مارچ 2013 تک ممبر قومی اسمبلی ، یکم جون 2013 سے 31 مئی 2018 تک ممبر قومی اسمبلی اور پھر 29 فروری 2024 تک ایک بار پھر ممبر قومی اسمبلی منتخب ہوئے ۔فاروق ستار نے وفاقی وزیر اور سینئر پاکستانی خدمات سرانجام دیں اور ایم کیو ایم کے ڈپٹی کنوینئر کے ساتھ ساتھ قومی اسمبلی میں پارلیمانی لیڈر بھی رہ چکے ہیں۔

نثار احمد کھوڑو۔ اپوزیشن لیڈر

1997-1999 پہلی بار۔ 2002-2008 دوسری بار



اسپیکر سندھ اسمبلی نثار احمد کھوڑو صاحب، محترمہ ادی فریال ٹالپر صاحبہ اور وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ صاحب ایک تقریب میں

سیاسی میدان میں اپنا کوئی ثانی نہ رکھنے والی بے مثال شخصیت اور پاکستان پیپلز پارٹی کے انتہائی اہم ستون قابل احترام جناب نثار احمد کھوڑو صاحب کہ جنہوں نے مسلسل آٹھ بار صوبائی انتخابات میں کامیابی حاصل کر کے یہ ثابت کر دیا کہ سیاسی میدان میں انکا کوئی ثانی نہیں ہے، نہ صرف یہ بلکہ 2 بار پاکستان پیپلز پارٹی (سندھ) کے صدر کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتے ہوئے اپنی سیاسی فہم وفراست اور تدبر و بصیرت سے پارٹی کیلئے گرانقدر خدمات سرانجام دیتے ہوئے کارکنان و قیادت کا دل جیت لیا ہے یہی نہیں بلکہ آپ کے مخالفین بھی اس بات کا برملا اظہار کرتے ہیں کہ جناب نثار احمد کھوڑو صاحب نے پارٹی کو مضبوط و منظم کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ متعدد مقامات پر آپ کی تاریخ پیدائش 22 ستمبر 1950 تحریر کی گئی ہے لیکن بہت کم ساتھی یہ جانتے ہیں کہ آپ کی تاریخ پیدائش 22 جون ہے۔ لاڑکانہ میں پیدا ہونے والے محترمہ نثار احمد کھوڑو صاحب نے ابتدائی تعلیم پائیلٹ سیکنڈری اسکول لاڑکانہ سے حاصل کرنے کے بعد ڈی جے سندھ گورنمنٹ سائنس کالج کراچی میں زیر تعلیم رہے جس کے بعد کراچی یونیورسٹی سے گریجوئیشن کیا، جبکہ جرمنی کے شہر فرینکفرٹ میں پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کی۔ آپ 19 نومبر 1988 کو پہلی بار حلقہ PS-33 لاڑکانہ سے ممبر سندھ اسمبلی منتخب ہوئے۔ جبکہ اسی حلقہ انتخاب سے 4 نومبر 1990 سے 19 جولائی 1993 میں دوسری بار، 18 اکتوبر 1993 سے 7 نومبر 1996 میں تیسری بار ممبر سندھ اسمبلی رہے۔ 20 فروری 1997 سے 12 اکتوبر 1999 تک آپ حلقہ PS-31 لاڑکانہ 3 سے ممبر سندھ اسمبلی منتخب ہو کر عوامی حقوق کے حصول کیلئے آواز بلند کرتے رہے آپ 1997 سے 1999 تک لیڈر آف اپوزیشن رہے اس وقت سندھ کے گورنر کمال الدین اظفر اور بعد ازاں معین الدین حیدر تھے جبکہ مسلم لیگ اور انکی اتحادی حکومت میں وزیر اعلیٰ سندھ لیاقت علی جتوئی تھے۔ جس کے بعد گورنر رول کے دور میں معین الدین حیدر اس عہدے پر تعینات رہے۔ اس عرصہ میں سندھ کے حقوق اور عوام کے مسائل و مشکلات کے حوالے آپ اپنی آواز بلند کرتے رہے اور جدوجہد جاری رکھی۔ جناب نثار احمد کھوڑو صاحب صوبائی اسمبلی کے حلقہ



سندھ فنکار ویلفیئر ٹرسٹ کی جانب سے منعقد ایک پروگرام میں شریک نثار احمد کھوڑو صاحب، شمس جعفرانی اور ندیم بھٹو صاحب


اسپیکر سندھ اسمبلی محترمہ نثار احمد کھوڑو صاحب مہدی حسن اور محترمہ زیبا محمد علی کے ساتھ

2002-2007 میں PS-36 لاڑکانہ 2 سے ماضی کی طرح ایکبار پھر کامیابی حاصل کرکے مسلسل پانچویں بار ممبر سندھ اسمبلی منتخب ہوئے۔ 2008 سے 2013 میں اسی حلقہ PS-36 لاڑکانہ 2 میں چھٹی بار ممبر سندھ اسمبلی منتخب ہونے کے بعد 2013 سے 2018 تک ساتویں بار ممبر سندھ اسمبلی رہے، 2024 کے انتخابات میں حلقہ PS-15 قمبر شہداد کوٹ 2 سے آپ کو پارٹی ٹکٹ جاری کیا گیا، آپ کا حلقہ انتخاب تبدیل ہونے کے باوجود آپ نے 48 ہزار 810 ووٹ حاصل کرکے تاریخ ساز کامیابی حاصل کی اور 8 ویں بار ممبر سندھ اسمبلی منتخب ہوئے۔ جبکہ آپ کے مدمقابل میر ہمایوں خان محض 17 ہزار 211 ووٹ حاصل کرسکے۔ واضح رہے کہ آپ کا مخالفین اور اس حلقہ سے انتخابات میں حصہ لینے والے تمام امیدواروں کو صرف اور صرف 24 ہزار 377 ووٹ حاصل ہوسکے۔ حالیہ انتخابات میں ماضی کی طرح فتح حاصل کرکے آپ نے ایکبار پھر یہ ثابت کردیا کہ عوام آپ سے والہانہ محبت اور آپ پر اعتماد کا اظہار کرتے۔

جناب نثار احمد کھوڑو صاحب 1990 سے 1993 تک ڈپٹی لیڈر آف اپوزیشن سندھ اسمبلی رہے اس وقت جناب محمود ہارون گورنر سندھ جبکہ پاکستان پیپلز پارٹی کے سینیئر رہنماء جناب سید قائم علی شاہ صاحب لیڈر آف اپوزیشن تھے جبکہ آفتاب شعبان میرانی اور بعد ازاں سید مظفر حسین شاہ وزیر اعلیٰ سندھ تھے۔ 1993 سے 1996 تک آپ صوبائی وزیر برائے منصوبہ بندی و ترقی سندھ کے منصب پر فائز رہے۔ اس وقت سید عبداللہ شاہ صاحب وزیر اعلیٰ سندھ جبکہ حکیم سعید بعد ازاں محمود ہاروں، کمال الدین گورنر سندھ تھے۔ 1997 سے 1999 تک آپ پہلی بار قائد حزب اختلاف سندھ رہے جبکہ 2002 سے 2007 تک آپ کو دوسری بار قائد حزب اختلاف کا اعزاز حاصل ہوا۔ اس وقت میاں محمود سومرو اور بعد ازاں عشرت العباد گورنر سندھ جبکہ علی محمد خان مہر بعد ازاں ارباب غلام رحیم وزیر اعلیٰ سندھ تھے۔ آپ 2008 سے 2013 تک پارٹی قیادت کے اعتماد کی بناء پر اسپیکر سندھ اسمبلی کے منصب پر فائز ہوئے اور محترمہ شہلا رضا صاحبہ کو ڈپٹی اسپیکر سندھ اسمبلی منتخب کیا گیا۔ اس وقت جناب سید قائم علی شاہ صاحب وزیر


ھینڈ انسٹی ٹیوٹ آف کمیونٹی کی جانب سے کتاب کی تقریب رونمائی کے مہمان خصوصی نثار احمد کھوڑو صاحب کے ساتھ شرکاء تقریب کا گروپ فوٹو


وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ، آغا سراج درانی، محترمہ نثار احمد کھوڑو و دیگر محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی 60 ویں سالگرہ کے موقع پر قبر پر دعاء کرتے ہوئے

اعلیٰ سندھ جبکہ عشرت العباد گورنر سندھ تھے۔ جناب نثار احمد کھوڑو صاحب 2013 سے 2018 تک سینئر وزیر برائے تعلیم و خواندگی، وزیر خوراک و پارلیمانی امور کے منصب پر فائز رہے، 5 اگست 2019 سے 5 اگست 2021 تک آپ مشیر برائے ورکس اینڈ سروسز رہے۔ واضح رہے کہ اس وقت سید قائم علی شاہ صاحب بعد ازاں سید مراد علی شاہ صاحب وزیر اعلیٰ سندھ تھے۔ جبکہ 2022 میں آپ پاکستان پیپلز پارٹی کی جانب سے بلا مقابلہ سینٹر منتخب ہوئے۔ سیاست کے حوالہ سے کھوڑو خاندان نسل در نسل خدمات سرانجام دیتا آرہا ہے، (سیاسی نسب) پاکستان معرض وجود میں آنے سے پہلے کے کھوڑو خاندان کے سیاست دان ایوب کھوڑو کو سندھ کے پہلے وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے خدمات انجام دینے کا اعزاز حاصل ہے ایوب کھوڑو صاحب پاکستان مسلم لیگ کی جانب سے 16 اگست 1947 سے 28 اپریل 1948 تک پہلے وزیر اعلیٰ سندھ رہے اس وقت شیخ جی ایچ ہدایت اللہ صاحب 15 اگست 1947 سے 4 اکتوبر 1948 گورنر سندھ تھے، ایوب کھوڑو صاحب 25 مارچ 1951 سے 29 دسمبر 1951 تک پاکستان مسلم لیگ کی جانب سے دوسری بار وزیر اعلیٰ سندھ بنے اس وقت مسلم لیگ کے میاں امین الدین صاحب 1949 سے یکم مئی 1953 تک سندھ کے گورنر تھے جس کے بعد محمد ایوب کھوڑو صاحب نے پاکستان مسلم لیگ کی جانب سے 9 نومبر 1954 سے 13 اکتوبر 1955 تک تیسری بار وزیر اعلیٰ سندھ منتخب ہوکر خدمات سرانجام دیں اور تین بار وزیر اعلیٰ سندھ بننے کا اعزاز حاصل کیا۔ ایوب کھوڑو صاحب کے فرزند جناب پاشا کھوڑو نے محمد خان جونیجو کے دور اقتدار میں بطور وزیر مملکت خدمات سرانجام دے کر والد کے وراثت کو جاری رکھا۔ ایوب کھوڑو کے دوسرے بیٹے مسعود کھوڑو اور بیرسٹر خالد محمود کھوڑو بھی سیاست میں سرگرم تھے تاہم بنیادی جمہوریت کے نظام پر انکی بیٹی حمیدہ کھوڑو ایک دانشور اور پروفیسر تھیں انہوں نے سندھ یونیورسٹی، کراچی یونیورسٹی میں پڑھانے کے علاوہ سیاست میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ 1990 اور 2004 میں وزیر رہیں۔ ایوب کھوڑو کے بھائی علی گوہر کھوڑو نے بھی بنیادی جمہوریت کے نظام میں


اسپیکر سندھ اسمبلی نثار احمد کھوڑو، ادی فریال ٹالپر صاحبہ، صفدر عباسی، معشوق علی جتوئی و دیگر



نثار احمد کھوڑو صاحب اسپیکر جلال محمود شاہ سے گفتگو کرتے ہوئے

بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تاہم صوبائی یا قومی سطح پر نمایاں مقام حاصل نہیں کر سکے۔ ایوب کھوڑو کے پوتے اسد کھوڑو جو کہ کھوڑو قبیلے کے سردار بھی ہیں نے 2013 کے قومی اسمبلی کے انتخابات میں خیر پور کے حلقہ این اے 217 سے حصہ لیا لیکن انہیں شکست کا سامنا کرنا پڑھا، ایوب کھوڑو کے کزن محترم محمد نواز کھوڑو صاحب کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں تھا تاہم انکے فرزند جناب نثار احمد کھوڑو صاحب نے 1980 کی دہائی کے اوائل میں ائیر مارشل (ر) اصفر خان کی تحریک استقلال سے اپنے سیاسی کیرئیر کا آغاز کیا اور بعدازاں 1980 کی دہائی کے آخر میں پاکستان پیپلز پارٹی میں شمولیت اختیار کی۔ نثار احمد کھوڑو صاحب نے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے دوسرے دور اقتدار میں سندھ کابینہ میں منصوبہ بندی اور ترقی کے وزیر کے طور پر خدمات سرانجام دیں اور اپنے سیاسی کیئریئر کو بام عروج تک پہنچایا آج سندھ کی سیاست میں آپ ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں اور دوسری بار پاکستان پیپلز پارٹی (سندھ) کے صدر کے طور پر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ انتہائی ملنسار شخصیت اور خوش مزاج طبعیت کی وجہ سے آپ پارٹی کارکنان کے ہر دلعزیز عزیز رہنماء کی حیثیت رکھتے ہیں بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ آپ پاکستان پیپلز پارٹی کیلیئے بیش قیمت نگینہ کی حیثیت رکھتے ہیں تو غلط نہیں ہوگا۔



محترم نثار احمد کھوڑو صاحب اور سید مظفر حسین شاہ آپس میں گفتگو کر رہے ہیں

سید قائم علی شاہ ۔ وزیر اعلیٰ سندھ

دوسری مدت 2008-2013، تیسری مدت 2013-2016

سید قائم علی شاہ صاحب 06 اپریل 2008 سے 21 مارچ 2013 تک پاکستان پیپلز پارٹی کی جانب سے دوسری بار وزیر اعلیٰ کے عہدے پر فائز رہے اور دو بار وزیر اعلیٰ رہنے والے دوسرے وزیر اعلیٰ سندھ بن گئے اس سے قبل ممتاز بھٹو دو بار وزارت اعلیٰ کے منصب پر فائز ہوئے تھے، یکم مئی 1972 سے لیکر 20 دسمبر 1973 تک پاکستان پیپلز پارٹی کی جانب سے وزیر اعلیٰ سندھ منتخب ہوئے تھے جبکہ دوسری بار 7 نومبر 1996 سے لیکر 22 فروری 1997 تک پاکستان پیپلز پارٹی مخالف اتحاد کی جانب سے


وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ صاحب اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے

وزیراعلیٰ سندھ کے عہدے پر فائز ہوئے تھے۔ سید قائم علی شاہ صاحب کی جانب سے پہلی بار وزارت اعلیٰ کے منصب پر فائز ہونے کے بعد سے لیکر دوسری بار وزیر اعلیٰ منتخب ہونے کے درمیانی عرصہ میں آفتاب شعبان میرانی 25 فروری 1990 سے 6 اگست 1990 تک پاکستان پیپلز پارٹی کی جانب سے وزیراعلیٰ سندھ رہے، جس کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی مخالف اتحاد (اسلامی جمہوری اتحاد) کی جانب سے 6 اگست 1990 سے 5 مارچ 1992 تک وزیراعلیٰ سندھ، سید مظفر حسین شاہ 6 مارچ 1992 سے 19 جولائی 1993 تک وزیراعلیٰ سندھ رہے۔ جبکہ اس کے بعد 19 جولائی 1993 سے 21 اکتوبر 1993 تک سید امداد علی شاہ (کیئر ٹیکر) وزیراعلیٰ سندھ کے عہدے پر فائز رہے۔ جس کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی کی جانب سے سید عبداللہ شاہ لکیاری 21 اکتوبر 1993 سے 6 نومبر 1996 تک وزیراعلیٰ سندھ رہے (تفصیلات صفحہ نمبر 158 پر ملاحظہ فرمائیں)۔


وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ صاحب، سراج قاسم تیلی، نثار احمد کھوڑو صاحب، سید مراد علی شاہ صاحب KCCI کے وفد کے ساتھ ملاقات کرتے ہوئے

7 نومبر 1996 سے 22 فروری 1997 تک ممتاز علی بھٹو۔ پاکستان پیپلز پارٹی مخالف سندھ نیشنل فرنٹ پارٹی کی جانب سے (دوسری بار) وزیراعلیٰ سندھ بنے۔ جبکہ 22 فروری 1997 سے 30 اکتوبر 1998 تک لیاقت علی جتوئی پاکستان پیپلز پارٹی مخالف مسلم لیگ کی جانب سے وزیراعلیٰ سندھ کے عہدے پر فائز رہے۔ گورنر رول کے دور میں 30 اکتوبر 1998 سے 17 جون 1999 تک معین الدین حیدر وزیراعلیٰ سندھ، 17 دسمبر 2002 سے 9 جون 2004 تک علی محمد خان مہر (مسلم لیگ ق) کی جانب سے وزیراعلیٰ سندھ اور اسی پارٹی کی جانب سے 9 جون 2004 سے 19 نومبر 2007 تک ارباب غلام رحیم وزیراعلیٰ سندھ کے عہدے پر فائز رہے اور پھر 19 نومبر 2007 سے 6 اپریل 2008 تک جناب عبدالقادر ھالیپوٹو (کیئر ٹیکر) وزیراعلیٰ رہے۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی نے ماضی کی طرح ایک بار پھر کلین سوئپ کیا اور پاکستان پیپلز پارٹی کے سینئر رہنماء جناب سید قائم علی شاہ صاحب کو محترم آصف علی زرداری صاحب و سینئر قیادت کی جانب سے وزیراعلیٰ سندھ نامزد کیا گیا۔ جس کے بعد 21 مارچ


وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ صاحب کراچی چڑیا گھر انتظامیہ کی جانب سے منعقدہ ایک تقریب میں

2013 سے 30 مئی 2013 تک جناب زاہد قربان علوی صاحب (کیئر ٹیکر) وزیراعلیٰ کے عہدے پر فائز ہوئے اور ایکبار پھر پاکستان پیپلز پارٹی نے انتخابات میں کامیابی حاصل کی اور محترم سید قائم علی شاہ صاحب کو تیسری مدت کیلئے 30 مئی 2013 سے 25 جولائی 2016 تک وزیراعلیٰ سندھ کے عہدے پر فائز رہے ۔اس طرح سید قائم علی شاہ صاحب 3 بار وزیراعلیٰ سندھ کا اعزاز حاصل کرنے والے دوسری شخصیت بن گئے اس سے قبل یہ اعزاز جناب محمد ایوب کھوڑو صاحب کے پاس تھا واضح رہے کہ 1947 میں پاکستان معرضِ وجود میں آنے کے بعد جناب محمد ایوب کھوڑو صاحب نہ صرف سندھ کے پہلے وزیراعلیٰ منتخب ہوئے بلکہ تین بار وزیراعلیٰ سندھ منتخب ہوکر تاریخ رقم کی ،سید قائم کی شاہ صاحب سب سے زیادہ مدت تک یعنی 10 سال سے بھی زیادہ عرصہ تک وزیر اعلیٰ سندھ بننے والی پہلی شخصیت بن گئے

(دیگر تفصیلات صفحہ نمبر 152 پر ملاحظہ فرمائیں)


وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ صاحب کی موجودگی میں اسپیکر سندھ اسمبلی آغا سراج درانی، سید مراد علی شاہ کی جانب سے نئے وزیراعلیٰ کیلئے نامزدکاغذات پردستخط کرتے ہوئے

سید عبداللہ شاہ لکیاری صاحب سے لیکر سید قائم علی شاہ صاحب کی جانب سے دوسری اور تیسری بار وزیراعلیٰ سندھ بننے کے عرصہ میں 12 ستمبر 1988 سے 18 اپریل 1989 تک جناب جسٹس قدیرالدین احمد صاحب (سپریم کورٹ آف پاکستان کی جانب سے، 19 اپریل 1989 سے 6 اگست 1990 تک جناب جسٹس فخرالدین جی ابراہیم صاحب (سپریم کورٹ آف پاکستان) کی جانب سے، 6 اگست 1990 سے 18 جولائی 1993 تک جناب محمود ہارون صاحب (آزاد) (پہلی بار)، 19 جولائی 1993 سے 23 جنوری 1994 تک جناب حکیم سعید صاحب (آزاد)، 23 جنوری 1994 سے 21 مئی 1995 تک جناب محمود ہارون صاحب (آزاد) (دوسری بار)، 22 مئی 1995 سے 16 مارچ 1997 تک جناب کمال الدین اظفر صاحب، 17 مارچ 1997 سے 17 جون 1999 تک لفٹیننٹ جنرل (ر) معین الدین حیدر صاحب (مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر) (تیسری بار)، 19 جون 1999 سے 12 اکتوبر 1999 تک جناب ممنون حسین صاحب (پاکستان مسلم لیگ (ن) کی جانب سے، 25 اکتوبر



وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ صاحب شہید محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی قبر پر پھولوں کی چادر چڑھاتے ہوئے اس موقع پر جام مہتاب ڈہر اور آغا سراج درانی و دیگر موجود ہیں

1999 سے 24 مئی 2000 تک ائیر مارشل عظیم داؤد پوتا (مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر)، 25 مئی 2000 سے 26 دسمبر 2002 تک جناب محمد میاں سومرو صاحب (پاکستان مسلم لیگ ن) کی جناب سے، جبکہ متحدہ قومی مومنٹ کے جناب عشرت العباد 27 دسمبر 2002 سے لیکر 9 نومبر 2016 تک صوبہ سندھ کے گورنر کے عہدے پر فائز رہے۔ سندھ کے شہر دادو سے تعلق رکھنے والی معروف سیاسی شخصیت جناب عبداللہ شاہ صاحب کی جانب سے یکم دسمبر 1988 سے 5 نومبر 1990 تک اسپیکر سندھ اسمبلی بننے کے بعد کراچی سے تعلق رکھنے والی شخصیت جناب عبدالرزاق خان 5 نومبر 1990 سے 19 اکتوبر 1993 تک، شکارپور سے تعلق رکھنے والے غوث بخش خان مہر 19 اکتوبر 1993 سے 22 فروری 1997 تک، حیدرآباد سے وابسطہ جناب نواب مرزا ایڈوکیٹ 22 فروری 1997 سے 26 اکتوبر 1998 تک، میر پور خاص سے وابسطہ سید مظفر حسین شاہ 14 دسمبر 2002 سے جنوری 2008 تک اور پھر پاکستان پیپلز پارٹی کے سینئیر رہنماء وصدر پاکستان پیپلز پارٹی (سندھ) قائدعوام اور شہید جمہوریت کے شہر لاڑکانہ سے وابسطہ محترم جناب نثار احمد کھوڑو صاحب 18 فروری 2008 سے 30 مئی 2013 تک اسپیکر سندھ اسمبلی کے منصب پر فائز رہے۔ واضح رہے کہ اس عرصہ میں عبدالرزاق راجہ صاحب 2 دسمبر 1988 سے 6 اگست 1990، جناب عطاء محمد خان مری صاحب 5 نومبر 1990 سے 19 جولائی 1993 تک، سردار نبیل احمد گبول 19 اکتوبر 1993 سے 7 نومبر 1996، سید جلال محمود شاہ 22 فروری 1997 سے 12 اکتوبر 1999، محترمہ راحیلا ٹوانا صاحبہ 14 دسمبر 2002 سے 18 نومبر 2007 تک، محترمہ سیدہ شہلا رضاء صاحبہ 7 اپریل 2008 سے 19 مارچ 2013 تک ڈپٹی اسپیکر سندھ اسمبلی رہیں۔



سید قائم علی شاہ صاحب، ممتاز بھٹو صاح، حاکم علی زرداری، عطاءاللہ مگسی، کمال اظفر، میر اعجاز علی ٹالپر، قاسم حاجی عباس پٹیل و دیگر کے ساتھ۔ 1972 کی ایک یادگار تصویر

سید مرادعلی شاہ

وزیراعلیٰ سندھ 29 جولائی 2016 سے



وزیراعلیٰ سندھ سید مرادعلی شاہ سندھ اسمبلی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے، اس موقع پر ممبر سندھ اسمبلی وچیئر پرسن پاکستان پیپلز پارٹی (شعبہ خواتین) ادی فریال ٹالپر صاحبہ بھی تشریف فرما ہیں

سید مرادعلی شاہ صاحب 8 نومبر 1962 کو پیدا ہوئے آپ کو سیاست ورثہ میں ملی ہے اور انجینئر ہیں، سید مرادعلی شاہ صاحب اس وقت پاکستان کے صوبہ سندھ کے وزیراعلیٰ اور سندھ اسمبلی کے رکن کے طور پر خدمات انجام دے رہے ہیں ۔ آپ سندھ میں مسلسل تین مرتبہ وزارت اعلیٰ کے منصب پر فائز ہونے والے تیسرے سیاست دان ہیں اس سے قبل پہلی بار وزیراعلیٰ سندھ نامزد ہونے والے ایوب کھوڑو صاحب اور پاکستان پیپلز پارٹی کے سینیئر رہنماء سید قائم علی شاہ صاحب تین بار وزیراعلیٰ کے منصب پر فائز ہو چکے ہیں، وزیراعلیٰ مے منصب پر فائز ہونے سے قبل آپ سندھ کے وزیر آبپاشی اور وزیر خزانہ رہ چکے ہیں۔ سید مرادعلی شاہ صاحب کراچی میں پیدا ہوئے آپ سندھی مسلم لکیاری سید گھرانے میں پیدا ہوئے آپ کے والد محترم سید عبداللہ شاہ صاحب بھی سندھ کے وزیراعلیٰ رہ چکے ہیں، سید مرادعلی شاہ صاحب سہون شہر کے قریب شاہ صدر الدین لکیاری (لکھی شاہ صدر) کے صوفی بزرگ کی اولاد ہیں)۔ سید مرادعلی شاہ صاحب نے سینٹ پیٹرک ہائی اسکول سے میٹرک کیا جس کے بعد ڈی جے سندھ گورنمنٹ سائنس کالج میں انٹرمیڈیٹ کی تعلیم حاصل کی اور این ای ڈی یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی میں انجینئرنگ پروگرام میں داخلہ لیا اور بی اے کے ساتھ گریجویشن کیا، بعدازاں قائداعظم اسکالرشپ حاصل کرنے کے بعد آپ امریکہ چلے گئے اور کیلیفورنیا کی سٹینفورڈ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی جہاں پر آپ نے ایم ایس سی مکمل کیا اور دوسال کے بعد اسکالرشپ کے ذریعے معاشی نظام میں دوسرا ماسٹرز مکمل کیا۔ 1986 سے 1990 تک حکومت سندھ کے ساتھ لاہور میں واٹر اینڈ ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں بطور واٹر انجینئر رہے بعدازاں کراچی میں پورٹ قاسم اتھارٹی میں شامل ہوگئے، آپ حیدرآباد ڈیولپمنٹ اتھارٹی کے سٹی انجینئر تھے، آپ سٹی بینک میں شمولیت سے قبل آپ نے واپڈا ، پورٹ قاسم اتھارٹی اور حیدرآباد ڈیولپمنٹ اتھارٹی میں انجینئر کے فرائض انجام دیئے ، نہ صرف یہ بلکہ سید مرادعلی شاہ صاحب نے کویت میں گلف انویسٹمنٹ کارپوریشن میں بھی کام کیا۔ آپ پہلی بار PS-73 دادو 3 کی نمائندگی کرتے ہوئے 2002 میں سندھ کی صوبائی اسمبلی کے رکن بنے ، 2008 میں پاکستان پیپلز پارٹی کی



سید مرادعلی شاہ صاحب ایکبار پھر وزیراعلیٰ سندھ کا حلف اٹھاتے ہوئے



وزیر اعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ، صدر آصف علی زرداری صاحب میر ہزار خان بجارانی کے فرزند، میر ہزار خان بجارانی اور سینئر سیاست دان سابق قائد حزب اختلاف سید خورشید احمد شاہ صاحب

جانب سے رکن سندھ اسمبلی منتخب ہونے کے بعد سید قائم علی شاہ صاحب کی کابینہ میں وزیر آبپاشی رہے۔ 2013 میں سید مراد علی شاہ صاحب کو صوبائی وزیر خزانہ بنایا گیا جبکہ جولائی 2016 میں سید مراد علی شاہ صاحب کو وزیر اعلیٰ سندھ کے عہدے کیلئے منتخب کیا گیا۔ عدالتوں میں یہ ثابت کرنے کے بعد کہ وہ کینیڈین شہریت نہیں رکھتے مراد علی شاہ صاحب الیکشن میں حصہ لینے کے قابل ہوگئے۔ سید مراد علی شاہ سابق وزیر اعلیٰ عبداللہ شاہ صاحب کے صاحبزادے ہیں جو سندھ میں پہلے باپ بیٹے کی جوڑی ہے اسی طرح دوسری مثالیں بلوچستان کے ضلع لسبیلہ کے جام خاندان نے اور بعد میں شریف خاندان شہباز شریف اور حمزہ شہباز، نواز شریف اور مریم نواز نے قائم کی ہیں۔ سید مراد علی شاہ نے اپنے سیاسی کیریئر کا آغاز 2002 میں کیا جب وہ سہون میں اپنے آبائی حلقے سے صوبائی اسمبلی (ایم پی اے) کے رکن بنے یہ وہی حلقہ تھا جس کی نمائندگی آپ کے والد مرحوم عبداللہ شاہ نے 1970 سے 1993 تک کی، آپ نے جنرل مشرف کے دور میں اپوزیشن بینچوں میں بیٹھ کر اہم کردار ادا کیا۔ آپ نے 2008 اور 2013 کے انتخابات میں دوبارہ صوبائی اسمبلی کی نشست جیتی اور سید قائم علی شاہ صاحب کی کابینہ میں وزیر بنے اور 2016 میں سید مراد علی شاہ صاحب نے سید قائم علی شاہ کی جگہ وزیر اعلیٰ سندھ کا عہدہ سنبھالا اور 2018 میں بھی وزیر اعلیٰ سندھ منتخب ہوکر انتظامات سنبھالتے رہے۔

مراد علی شاہ تیسری بار کیوں ؟

پاکستان پیپلز پارٹی اور دیگر حلقوں کی جانب سے سید مراد علی شاہ صاحب کو ایک ہیوی ویٹ سیاست دان سمجھا جاتا ہے جو فی الحال پارٹی میں نائب صدر کے عہدے پر فائز ہیں اس کے علاوہ انہیں پاکستان پیپلز پارٹی کی اعلیٰ قیادت کے قریبی ساتھی کے طور پر بھی دیکھا جاتا ہے۔ پارٹی کے متعدد رہنماؤں نے 8 فروری کے عام انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی کی زبردست کارکردگی کا سہرا سید مراد علی شاہ صاحب کو دیا، پچھلی اسمبلی میں پاکستان پیپلز پارٹی کے پاس 168 کے ایوان میں 91 نشستیں تھیں تاہم اب پاکستان پیپلز پارٹی کے پاس 112 نشستوں کی زبردست اکثریت ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی (سندھ) کے صدر



وزیر اعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ وزیر اعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی تبادلہ خیال کرتے ہوئے


سید مراد علی شاہ، سید قائم شاہ اور نثار احمد کھوڑو صاحب ایک ساتھ

جناب نثار احمد کھوڑو صاحب نے میڈیا پر کہا کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی تاریخ میں پہلی بار ہم نے کراچی کے میئر کا عہدہ جیتا ہے اس کے ساتھ ہی کئی صوبائی اور قومی اسمبلی کی نشستوں پر پی پی پی کی کامیابیاں ہیں۔ اس لیئے مراد علی شاہ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کی کارکردگی کے کریڈٹ کے مستحق ہیں۔ نثار احمد کھوڑو صاحب نے کہا کہ مراد علی شاہ نے ہمیشہ سندھ کا کیس وفاقی حکومت کے ساتھ سنجیدگی سے اٹھایا، جب مالی اور آبی وسائل کی تقسیم کا معاملہ آیا، اس لیئے وزارت اعلیٰ کے لئے ان کے نام پر پارٹی میں اتفاق رائے ہوا۔ واضح رہے کہ وزیر اعلیٰ کے عہدے کیلیئے سوشل میڈیا پر چند نام سامنے آئے جیسا کہ سید ناصر حسین شاہ، شرجیل انعام میمن اور ادی فریال ٹالپُر صاحبہ تاہم پی پی پی کی قیادت سید مراد علی شاہ صاحب کے پیچھے ثابت قدم رہی اور انہیں ریکارڈ تیسری مدت کے لئے منتخب کرایا۔

سندھ کابینہ 2016


سندھ کابینہ کے وزراء حلف اٹھا رہے ہیں وزیر اعلیٰ سندھ
سید مراد علی شاہ صاحب تشریف فرماء ہیں

سید مراد علی شاہ صاحب کی جانب سے وزیر اعلیٰ سندھ کا حلف اٹھانے کے ایک روز کے بعد ان کی 17 رکنی کابینہ نے حلف اٹھایا، جس میں نو وزراء، چار مشیر اور اتنے ہی معاونین شامل ہیں، گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد خان نے گورنر ہاؤس میں منعقد ایک تقریب میں وزراء سے حلف لیا۔ وزراء کے نام یہ ہیں مخدوم جمیل الزماں، نثار احمد کھوڑو، سہیل انور سیال، جام خان شورو، مکیش کمار چاؤلہ، شمیم ممتاز، جام مہتاب ڈہر، ڈاکٹر سکندر مہندرو اور سید سردار علی شاہ جبکہ سعید غنی، اصغر جونیجو، مولا بخش چانڈیو اور بیرسٹر مرتضیٰ وہاب کو صوبائی کابینہ میں مشیر بنایا گیا، اسی طرح ڈاکٹر کھٹومل جیون، ارم خالد، سید غلام شاہ جیلانی اور ڈاکٹر سکندر شورو نے بطور معاون خصوصی حلف لیا، جس کے بعد دوسرے مرحلے میں نو وزراء نے گورنر ہاؤس میں حلف اٹھایا ڈاکٹر عشرت العباد نے ان وزراء سے حلف لیا اس طرح سندھ کابینہ میں 18 وزراء، 15 معاونین خصوصی اور 4 مشیر ہوگے تاہم وزیر اعلیٰ سندھ کی جانب سے ہوم اور فنانس کے قلمدان کسی کو نہیں دیئے گئے۔ جن وزراء نے قلمدانوں کے ساتھ حلف اٹھایا وہ ہیں۔ میر منظور وسان (صنعت)، میر ہزار خان بجارانی (منصوبہ بندی اور ترقی)۔ امداد علی پتافی (کام اور خدمات)۔


سندھ کابینہ کے وزراء حلف اٹھا رہے ہیں وزیر اعلیٰ سندھ
سید مراد علی شاہ صاحب تشریف فرماء ہیں

فیاض بٹ (پبلک ہیلتھ اور رورل ڈویلپمنٹ)۔محمد علی ملکانی (لائیو اسٹاک اور ماہی پروری)۔ممتاز جکھرانی (پاپولیشن ویلفیئر)۔سید ناصر حسین شاہ (ٹرانسپورٹ)۔محمد بخش خان مہر (اسپورٹس) اور جام اکرام اللہ دھاریجو (کوآپریٹو)۔کابینہ میں توسیع کابینہ میں نوجوان اور بزرگ پارلیمنٹیرینز کے امتزاج کی عکاسی کرتی ہے جس میں 70 سالا بجارانی صاحب اور 28 سالا محمد خان مہر صاحب سب سے کم عمر وزیر ہیں)، پانچ نئے وزراء میں سے دو جناب فیاض بٹ اور مسٹر پتافی پاکستان پیپلز پارٹی کی سابق حکومت میں بطور مشیر رہ چکے ہیں، کابینہ میں جناب منظور حسین وسان اور بجارانی صاحب پہلے بھی وزیر رہ چکے ہیں اور ان کے پاس صوبائی اور وفاقی کابینہ میں بطور پارلیمنٹرین وسیع تجربہ ہے۔جناب محمد علی ملکانی صاحب بھی ایک سینئر پارلیمنٹیرین ہیں،سید ناصر حسین شاہ صاحب سکھر کے مئیر اور سید قائم علی شاہ صاحب کی کابینہ میں وزیر رہ چکے ہیں، ممتاز جکھرانی صاحب جیکب آباد سے رکن سندھ اسمبلی ہیں، جام اکرام اللہ دھاریجو صاحب کے جناب پیر مظہر الحق صاحب سے خاندانی تعلقات ہیں جبکہ محمد بخش خان مہر صاحب غلام محمد مہر صاحب کے بیٹے اور اس وقت مہر قبیلے کے سربراہ ہیں۔ 11 معاونین خصوصی میں ریحانہ لغاری اور نادر خواجہ بھی شامل ہیں جنہیں انسانی حقوق اور وزیر اعلیٰ انسپیکشن ٹیم کے قلمدان دیئے گئے ہیں، محترمہ ریحانہ لغاری پاکستان پیپلز پارٹی کی ایم پی اے ہیں جبکہ نادر خواجہ بدین سے پارٹی کے پرانے کارکن ہیں، برھان چانڈیو صاحب (نارکوٹیک) قمبر کے سردار خان چانڈیو کے بھائی ہیں جبکہ عابد بھیو (یوتھ افیئرز) شکارپور ضلع کے پی پی پی رہنماء کے بھائی ہیں۔تیمور ٹالپُر (بین الصوبائی رابطہ) پارٹی کے سینئر قانون ساز جام یوسف ٹالپُر صاحب کے بیٹے ہیں۔سید قاسم نوید (خصوصی اقدامات) قومی اسمبلی میں پی پی پی کے پارلیمانی سیکریٹری سید نوید قمر کے بیٹے ہیں۔سابق وزیر داخلہ رحمان ملک کے بیٹے عمر ملک جن کی عمر 27 سال ہے معاون خصوصی اور کابینہ میں سب سے کم عمر ہیں انہیں چیف منسٹر کی مدد کیلئے پبلک پرائیوٹ پارٹنرشپ یونٹ دیا گیا ہے۔ بابر آفندی (آبپاشی) آبپاشی میں مہارت رکھنے کے ساتھ ساتھ ریٹائرڈ بیوروکریٹ ہیں۔ذوالفقار بھن (خصوصی تعلیم) ضلع نوشہرو فیروز سے تعلق رکھنے والے پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکن ہیں۔شاہد تھیم (سندھ ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی) سابق وزیر جناب عبدالسلام تھیم صاحب کے فرزند ہیں۔ جبکہ انتھونی نوید (بین المذاہب ہم آہنگی) کراچی سے تعلق رکھنے والے پارٹی کارکن ہیں۔وزیر اعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ نے کہا کہ سندھ کابینہ میں توسیع کا مقصد ٹیم ورک شروع کرنے کیلئے ایک اچھی ٹیم تیار کرنا ہے۔اپنی کابینہ کے ارکان کے ہمراہ مزار قائد پر فاتحہ خوانی کے بعد میڈیا سے بات چیت کرتے ہوئے سید مراد علی شاہ نے کہا کہ کابینہ میں اس لیئے توسیع کی ہے کیونکہ ہمیں سندھ میں لوگوں کی اپنی صلاحیتوں اور مہارت سے بہترین خدمت کیلئے ایک اچھی ٹیم کی ضرورت ہے، میری کابینہ سینئر پارلیمنٹیرینز اور اسمبلی کے سب سے کم عمر اراکین کا بہترین مجموعہ ہیں اور یہ مجموعہ صوبے کے عوام کے اعلیٰ ترین مفاد میں کام کرے گا۔

سندھ کیبنٹ 2018-2023



سید مراد علی شاہ صاحب کے سامنے سندھ کیبنٹ کے وزراء حلف اٹھا رہے ہیں

2018 میں جب سید مراد علی شاہ صاحب دوسری بار وزیر اعلیٰ سندھ منتخب ہوئے تو پہلے مرحلے میں سندھ کیبنٹ کیلئے جن وزراء کو منتخب کیا گیا ان کی تفصیلات یہ ہے۔ سعید غنی (بھائی جان) لوکل گورنمنٹ، پی ایچ ای اور دیہی ترقی، سیدہ شہلا رضا صاحبہ (شعبہ خواتین ترقی)۔ ڈاکٹر عذراء فضل پیچوہو صاحبہ (ہیلتھ اور پاپولیشن ویلفیئر ڈپارٹمنٹ)، میر شبیر علی بجارانی صاحب (مائینز اینڈ منرل ڈویلپمنٹ)، محمد اسماعیل راہو (ایگریکلچر، سپلائی اینڈ پرائز ڈپارٹمنٹ)، مکیش کمار چاؤلہ (ایکسائز، ٹیکسیشن اور نارکوٹکس ڈیپارٹمنٹ)، فراز ڈیرو (اوقاف، مذہبی امور، زکوات وعشر)، امتیاز احمد شیخ (انرجی ڈپارٹمنٹ)، سید ناصر حسین شاہ صاحب (ورکس اینڈ سروسز ڈپارٹمنٹ)، مخدوم محبوب الزماں (ریونیو اور ریلیف ڈپارٹمنٹ)، ہری رام (اقلیتی امور، سماجی بہبود اور محکمہ جیل خانہ جات، جبکہ 14 اکتوبر 2018 میں وزراء کی تعداد میں اضافہ کیا گیا اور دو مشیروں کو چھوڑ کر کابینہ کی تعداد 16 ہوگئی، گورنر سندھ عمران اسماعیل نے گورنر ہاؤس میں منعقد تقریب میں نئے وزراء سے حلف لیا، حلف اٹھانے والے وزراء میں تیمور ٹالپر، سید اویس قادر شاہ صاحب، مرتضیٰ بلوچ اور عبدالباری پتافی شامل تھے۔ عمر کوٹ سے رکن صوبائی اسمبلی تیمور ٹالپر صاحب کو انفارمیشن، سائنس ٹیکنالوجی، ماحولیاتی تبدیلی اور ساحلی ترقی کے قلمدان دیئے گئے، سکھر سے ممبر صوبائی اسمبلی محترم اویس قادر شاہ صاحب کے جو کسی تعارف کے محتاج نہیں اور پاکستان پیپلز پارٹی کے سینیئر ترین سیاست دان اور قومی اسمبلی میں سابق لیڈر آف اپوزیشن سید خورشید احمد شاہ صاحب کے داماد ہیں انہیں ٹرانسپورٹ اور ماس ٹرانزٹ کے محکمے تفویض کیئے گئے۔ ملیر کراچی سے قانون ساز مرتضیٰ بلوچ کو لیبر اور انسانی وسائل جبکہ گھوٹکی سے ایم پی اے عبدالباری پتافی کو لائیو اسٹاک اور ماہی گیری وتعاون کے اضافی قلمدان دیئے گئے، وزیر اعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ صاحب نے محمد بخش مہر صاحب کو کھیلوں اور نوجوانوں کے امور کا اضافی قلمدان بھی تفویض کیا جو وزیر اعلیٰ سندھ کے مشیر برائے صنعت وتجارت ہیں، حلف برادری میں پاکستان پیپلز پارٹی کے صدر محترم نثار احمد کھوڑو صاحب، صوبائی وزراء، ایم پی اے، ایم این اے، بیوروکریٹس اور دیگر اہم شخصیات نے شرکت کی، واضح رہے کہ وزیر اعلیٰ سید مراد علی شاہ صاحب نے پہلے مرحلے میں اپنی کابینہ میں آٹھ وزراء کو شامل کیا تھا، جس کے بعد 5 ستمبر کو دوسرے مرحلے میں چار اضافی وزراء کو شامل کیا گیا تھا۔



سید مراد علی شاہ صاحب کے سامنے سندھ کیبنٹ کے وزراء حلف اٹھا رہے ہیں

سندھ کیبنٹ 20024

وزیراعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ صاحب اور ان کی کابینہ کی جانب سے تاریخ ساز اقدامات اور پیپلز پارٹی پر عوام کے بھرپور اعتماد کی بنیاد پر پاکستان پیپلز پارٹی نے سندھ میں ماضی کی مقابلے میں زیادہ نشتیں حاصل کر کے مخالفین کو یہ باآور کرادیا کہ پاکستان پیپلز پارٹی پر عوام کا بھرپور اعتماد ہے اور نام نہاد مخالف سیاسی تنظیموں کو عوام نے یکسر مسترد کر دیا ہے۔ مراد علی شاہ صاحب کی جانب سے زیادہ تر انہیں وزراء کو کابینہ کا حصہ بنایا گیا تاہم کچھ نئے چہروں کو بھی عوامی خدمت کا موقع فراہم کیا گیا ہے۔ اس بار پاکستان پیپلز پارٹی کی جانب سے شرجیل انعام میمن کو سینئیر وزیر برائے ٹرانسپورٹ و ماس ٹرانزٹ اور اطلاعات ونشریات کا قلمدان تفویض کیا گیا۔ محمد بخش خان مہر اسپورٹس اینڈ یوتھ افیئر ز ، انکوائریز اور اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ ، زراعت (تقرری: 12 مارچ 2024)، اکرام اللہ خان دھاریجو انڈسٹریز اینڈ کامرس (تقرری: 17 اپریل 2024)، ناصر حسین شاہ رضوی انرجی (تقرر: 12 مارچ 2024)، منصوبہ بندی اور ترقی (تقرری: 12 مارچ 2024)، ضیاء الحسن ہوم (تقرری: 12 مارچ 2024)، قانون، پارلیمانی امور اور فوجداری استغاثہ (تقرری: 12 مارچ 2024)، عذرا فضل پیچوہو صحت (تقرری: 12 مارچ 2024)، آبادی کی بہبود (تقرری: 12 مارچ 2024)، شاہد تھہیم لیبر، انسانی وسائل (تقرری: 17 اپریل 2024)، ذوالفقار علی شاہ ثقافت، سیاحت، نوادرات، آرکائیوز، طارق علی تالپور سوشل ویلفیئر (تقرری: 17 اپریل 2024)، سردار علی شاہ سکول ایجوکیشن اینڈ لٹریسی، کالج ایجوکیشن، مائنز اینڈ منرل ڈویلپمنٹ (تقرری: 12 مارچ 2024)، محبوب زمان بحالی (تقرری: 17 اپریل 2024)، جام خان شورو اریگیشن (تقرری: 12 مارچ 2024)، محمد علی ملکانی لائیوسٹاک، ماہی گیری (تقرری: 15 نومبر 2024)، ریاض حسین شاہ شیرازی اوقاف، مذہبی امور، زکوٰۃ وعشر (مقرر: 17 اپریل 2024)، علی حسن زرداری جیل (تقرری: 12 مارچ 2024)، کام اور خدمات (تقرری: 17 اپریل 2024)، سعید غنی لوکل گورنمنٹ اینڈ ہاؤسنگ ٹاؤن پلاننگ (تقرری: 12 مارچ 2024)، مکیش کمار چاولہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن، نارکوٹکس کنٹرول (تقرری: 15 نومبر 2024)، شاہینہ ویمن ڈویلپمنٹ (تقرری: 17 اپریل 2024)، جبکہ جناب دوست محمد کو ایڈوائیزر برائے وزیر اعلیٰ برائے ماحولیات، موسمیاتی تبدیلی اور ساحلی ترقی کے قلمدان دیئے گئے (تقرری 15 نومبر 2024)، وزیر اعلیٰ سندھ کی جانب سے جنہیں اسپیشل اسسٹنٹ بنایا گیا ان کے نام یہ ہیں ۔ عادل الطاف انڑ پبلک ہیلتھ انجنیئرنگ اینڈ رورل ڈویلپمنٹ (تقرری: 8 جون 2024)، فرخ احمد شاہ ورکس اینڈ سروسز (تقرری: 8 جون 2024)، ہالا روسان


سید مراد علی شاہ صاحب کے سامنے سندھ کیبنٹ کے وزراء حلف اٹھارہے ہیں

فوڈ (تقرری: 8 جون 2024)، شیراز شوکت راجپر لاء اینڈ پراسیکیوشن (تقرری: 8 جون 2024)، حسن علی شاہ ماحولیات، موسمیاتی تبدیلی اور ساحلی ترقی (تقرری: 8 جون 2024)، بہادر خان ڈاہری زراعت، سپلائی اور قیمتیں (تقرری: 8 جون 2024)، علی حسن اریگیشن (تقرری: 8 جون 2024)، پارس ڈیرو انکوائریز اور اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ (تقرری: 8 جون 2024)، محمد قاسم لوکل گورنمنٹ اینڈ ہاؤسنگ ٹاؤن پلاننگ (تقرری: 8 جون 2024)، فخر زمان ہوم (تقرری: 8 جون 2024)، خرم کریم سومرو جیل خانہ جات (تقرری: 8 جون 2024)، محمد یوسف بلوچ مائنز اینڈ منرلز (تقرری: 8 جون 2024)، محمد فاروق اعوان لیبر (تقرری: 8 جون 2024)، انسانی وسائل (تقرری: 8 جون 2024)، علی احمد انڈسٹریز اینڈ کامرس (تقرری: 8 جون 2024)، محمد آصف خان ہیومن سیٹلمنٹ (تقرری: 8 جون 2024)، لائیوسٹاک (تقرری: 8 جون 2024)، ماہی گیری، مقامی ترقی اور سماجی ترقی (تقرری: 8 جون 2024)، شام سندر ٹرانسپورٹ اینڈ ماس ٹرانزٹ، ایکسائز ٹیکسیشن اور نارکوٹکس (تقرری: 8 جون 2024)، سیما خرم سکول ایجوکیشن اینڈ لٹریسی (تقرری: 8 جون 2024)، کالج ایجوکیشن (تقرری: 8 جون 2024)، بی بی یاسمین شاہ ویمن ڈویلپمنٹ (تقرری: 8 جون 2024)، سیدہ ماروی فصیح یونیورسٹیز اینڈ بورڈز (تقرری: 8 جون 2024)، سعدیہ جاوید پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ (تقرری: 8 جون 2024)، حنا دستگیر کلچر (تقرری: 8 جون 2024)، سیاحت (تقرری: 8 جون 2024)، نوادرات (تقرری: 8 جون 2024)، آرکائیوز (تقرری: 8 جون 2024)، رخسانہ پروین سوشل ویلفیئر (تقرری: 8 جون 2024)، ندا کھوڑو ہیلتھ (تقرری: 8 جون 2024)، آبادی کی بہبود (تقرری: 8 جون 2024)، صائمہ آغا اسپورٹس اینڈ یوتھ افیئرز (تقرری: 8 جون 2024)، رومہ صباحت اقلیتی امور (تقرری: 8 جون 2024)، خیر النساء بین الصوبائی رابطہ، کوآپریٹیو (تقرری: 8 جون 2024)، ملیحہ منظور، معلومات (تقرری: 8 جون 2024)، شازیہ عمر اوقاف، مذہبی امور،


سید مراد علی شاہ صاحب کے سامنے سندھ کیبنٹ کے وزراء حلف اٹھا رہے ہیں

زکوٰۃ و عشر (تقرری: 8 جون 2024)، زبیر احمد جونیجو بحالی (تقرری: 8 جون 2024)، جبکہ محمد سلیم کو اسپیشل اسسٹنٹ برائے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ اور دیہی ترقی (تقرری: 15 نومبر 2024) مقرر کیا گیا۔ متحدہ قومی موومنٹ کی جانب سے علی خورشیدی لیڈر آف اپوزیشن نامزد کئے گئے۔

شرجیل انعام میمن

سینئیر وزیر برائے ٹرانسپورٹ، ماس ٹرانزٹ


سینئر وزیر شرجیل انعام میمن

شرجیل انعام میمن صاحب پیدائش 14 جون 1974) ایک پاکستانی سیاست دان ہیں جو جون 2008 سے اگست 2023 تک سندھ کی صوبائی اسمبلی کے رکن رہے۔ وہ اس وقت سندھ کی میمن برادری کے سربراہ ہیں۔شرجیل انعام میمن فروری 2024 کے انتخابات جیت کر ایک بار پھر رکن سندھ اسمبلی بن گئے ہیں۔شرجیل انعام میمن کو سینئر وزیر بنا کر تین وزارتوں ٹرانسپورٹ اور ماس ٹرانزٹ، نارکوٹکس اینڈ کنٹرول کے محکمے دیے گئے ہیں۔2024 کے انتخابات کے لیے بننے والی حکومت میں۔سینئیر وزیر محترم شرجیل انعام میمن صاحب جون 2008 میں ہونے والے ضمنی انتخاب میں PS-62 تھرپارکر III کے لیے پاکستان پیپلز پارٹی (PPP) کے امیدوار کے طور پر سندھ کی صوبائی اسمبلی کے لیے منتخب ہوئے۔ مارچ 2011 میں، انہیں وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ کی صوبائی کابینہ میں شامل کیا گیا اور انہیں سندھ کا صوبائی وزیر برائے اطلاعات اور آرکائیوز بنایا گیا جہاں وہ نومبر 2011 میں مستعفی ہونے تک خدمات انجام دیتے رہے۔جون 2012 میں، دوبارہ صوبائی کابینہ میں شامل ہوئے اور انہیں دوبارہ سندھ کا وزیر اطلاعات مقرر کیا گیا۔2013 کے پاکستانی عام انتخابات میں PS-50 (حیدرآباد-VI) کے لیے پی پی پی کے امیدوار کے طور پر سندھ کی صوبائی اسمبلی کے لیے دوبارہ منتخب ہوئے۔انہیں وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ کی صوبائی کابینہ میں شامل کیا گیا اور انہیں سندھ کا صوبائی وزیر برائے اطلاعات وآرکائیوز بنایا گیا۔جولائی 2015 میں کابینہ میں ردوبدل کرتے ہوئے، انہیں آرکائیوز اور ورکس اینڈ سروسز کے اضافی پورٹ فولیو کے ساتھ بلدیاتی اداروں کا صوبائی وزیر بنا دیا گیا۔دسمبر 2015 میں، انہیں صوبائی کابینہ سے اس وقت ہٹا دیا گیا جب وہ پاکستان سے باہر تھے، فروری 2018 میں، ان پر کرپشن کیس میں فرد جرم عائد کی گئی تھی۔تاہم سماعت کے دوران، تفتیشی افسر نے اعتراف کیا کہ یہ ثابت نہیں ہوا کہ میمن نے ڈیل سے کک بیکس حاصل کیے ہیں، آپ 2018 کے پاکستانی عام انتخابات میں حلقہ PS-63 (حیدرآباد-II) سے پی پی پی کے امیدوار کے طور پر سندھ کی صوبائی اسمبلی کے لیے دوبارہ منتخب ہوئے۔


چیف سردار محمد بخش خان مہر

سردار محمد بخش خان مہر

کھیل اور نوجوانوں کے امور، انکوائری وانیٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ

سردار محمد بخش خان مہر ایک پاکستانی سیاست دان ہیں جو جولائی 2019 سے

اگست 2023 تک پاکستان کی قومی اسمبلی کے رکن رہے۔ محمد بخش خان مہر نے 23 جولائی 2019 کو پاکستان پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر قومی اسمبلی کے حلقہ NA-205 (گھوٹکی-II) سے ضمنی انتخاب لڑا۔ انہوں نے آزاد امیدوار احمد علی خان مہر کے مقابلے میں 18,511 ووٹوں کی اکثریت سے الیکشن جیتا تھا۔ انہوں نے 89,359 ووٹ حاصل کیے جبکہ احمد خان مہر نے 70,848 ووٹ حاصل کیے۔



جام اکرام اللہ خان دھاریجو صاحب

جام اکرام اللہ خان دھاریجو

وزیر انڈسٹریز و کامرس

جنام جام اکرام اللہ خان دھاریجو صاحب 17 اپریل 1973 کو عادل پور، ضلع گھوٹکی میں پیدا ہوئے۔ آپ سندھ کے سابق صوبائی وزیر آبپاشی جام سیف اللہ خان دھاریجو کے بھائی ہیں۔ آپ 2008 کے پاکستانی عام انتخابات میں حلقہ PS-6 (سکھر-II) سے پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی) کے امیدوار کے طور پر سندھ کی صوبائی اسمبلی کے لیے منتخب ہوئے۔ اور 29,633 ووٹ حاصل کر کے علی نواز خان مہر کو شکست دی۔ جبکہ 2013 کے پاکستانی عام انتخابات میں حلقہ PS-3 (سکھر-II) سے پی پی پی کے امیدوار کے طور پر سندھ کی صوبائی اسمبلی کے لیے دوبارہ منتخب ہوئے تھے۔ جام اکرام اللہ خان دھاریجو نے 26,348 ووٹ حاصل کیے اور جمعیت علمائے اسلام (F)(JUI-F) کے امیدوار علی گوہر انڈھڑ کو شکست دی۔ اگست 2016 میں، وہ وزیر اعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ کی صوبائی کابینہ میں شامل تھے اور آپ کو سندھ کا صوبائی وزیر برائے کوآپریٹو مقرر کیا گیا تھا۔ اگست 2019 میں جام صاحب کو وزیر اعلیٰ سید مراد علی شاہ کی سندھ کابینہ میں بطور وزیر کوآپریٹوز اور صنعت و تجارت کا اضافی قلمدان دیا گیا۔ فروری 2020 میں کابینہ میں ردوبدل کرتے ہوئے، آپ کو انکوائریز اور اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ کا اضافی قلمدان دیا گیا۔ واضح رہے کہ جام اکرام اللہ دھاریجو صاحب کو پارٹی قیادت نے پیپلز پارٹی کا ڈپٹی جنرل سیکرٹری سندھ بھی مقرر کیا تھا۔



سید ناصر حسین شاہ رضوی صاحب

سید ناصر حسین شاہ رضوی

توانائی، منصوبہ بندی اور ترقی

آپ 10 نومبر 1961 کو پیدا ہوئے۔ آپ نے شاہ عبداللطیف یونیورسٹی سے سیاسیات میں ماسٹر آف آرٹس کی ڈگری حاصل کی۔ آپ نے حکومت سندھ میں۔ مقامی حکومت، جنگلات اور مذہبی امور کے صوبائی وزیر کا عہدہ سنبھالا۔ اور اس سے قبل 5 ستمبر 2018 سے

اگست 2019 تک سندھ کے صوبائی وزیر برائے ورکس اینڈ سروسز رہ چکے ہیں۔ سید ناصر حسین شاہ صاحب مئی 2013 سے مئی 2018 تک سندھ کی صوبائی اسمبلی کے رکن بھی رہے۔ 2013 کے پاکستانی عام انتخابات میں حلقہ پی ایس-2 (سکھر-II) سے پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی) کے امیدوار کے طور پر سندھ کی صوبائی اسمبلی کے لیے منتخب ہوئے تھے۔ مئی 2018 میں آپکے خلاف سندھ ہائی کورٹ میں ایک درخواست دائر کی گئی تھی تاکہ انہیں کسی بھی عوامی عہدے کے لیے نااہل قرار دیا جائے اور انہیں 2018 کے پاکستانی عام انتخابات میں اس بنیاد پر لڑنے سے روکا جائے کہ ان کے پاس متحدہ عرب امارات کا ورک پرمٹ ہے لیکن ایسے اقدامات والزامات من گھڑت اور بے بنیاد ثابت ہوئے۔ سید ناصر حسین شاہ صاحب 2018 کے عام انتخابات میں حلقہ PS-25 (سکھر-IV) سے پی پی پی کے امیدوار کے طور پر سندھ کی صوبائی اسمبلی کے لیے دوبارہ منتخب ہوئے۔ 5 ستمبر 2018 میں آپ کو وزیراعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ کی صوبائی کابینہ میں شامل کیا گیا اور کام اور خدمات کے لیے سندھ کا صوبائی وزیر مقرر کیا گیا۔ 5 اگست 2019 کو، آپکو سندھ کا صوبائی وزیر بلدیات، جنگلات اور مذہبی امور مقرر کیا گیا۔ 12 مارچ 2024 کو سید ناصر حسین شاہ صاحب کو سندھ کے لیے توانائی اور منصوبہ بندی اور ترقی کا وزیر مقرر کیا گیا۔


ضیاءالحسن لنجار صاحب

ضیاالحسن لنجار

وزیر ہوم ڈپارٹمنٹ

محترم ضیاالحسن لنجار صاحب 28 جولائی 1974 کو نواب شاہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے سندھ یونیورسٹی سے بیچلر آف آرٹس، بیچلر آف لاز اور ماسٹر آف لاز کی ڈگری حاصل کی ہے۔ مارچ 2016 میں ہونے والے ضمنی انتخابات میں حلقہ PS-23 نوشہرو فیروز-V سے پاکستان پیپلز پارٹی کے امیدوار کے طور پر سندھ کی صوبائی اسمبلی کے لیے منتخب ہوئے تھے۔ اور اس وقت آپ سید مراد علی شاہ صاحب کی کابینہ میں ہوم ڈپارٹمنٹ، قانون، پارلیمانی امور اور فوجداری استغاثہ کے وزیر کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور پاکستان پیپلز پارٹی کی سینئیر قیادت کو آپ پر بھرپور اعتماد ہے یہی وجہ ہے کہ سندھ کی سب سے اہم قلمدان آپ کو تفویض کیا گیا ہے۔ اور آپ کی جانب سے انتہائی خوش اسلوبی سے امن وعامہ اور لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے

۔

محترمہ عذراء فضل پیچوہو صاحبہ

وزیر صحت و بہبود آبادی

محترمہ عذراء پیچوہو صاحبہ 21 فروری 1953 کو لاڑکانہ میں حاکم علی زرداری اور بلقیس سلطانہ کے ہاں پیدا



ڈاکٹر عذرا فضل پیچوہو صاحبہ

ہوئیں۔آپ کے تین بہن بھائی ہیں، آصف علی زرداری، فوزیہ عباسی اور فریال تالپور آپ پیشے کے لحاظ سے ایک معالج ہیں، محترمہ عذراء پیچوہو صاحبہ کی شادی ڈاکٹر فضل اللہ پیچوہو سے ہوئی اور ان کا ایک بیٹا محمد پیچوہو ہے۔پیچوہو صاحبہ 2002 کے پاکستانی عام انتخابات میں حلقہ این اے 213 (نواب شاہ-I) سے پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی) کے امیدوار کے طور پر پاکستان کی قومی اسمبلی کے لیے منتخب ہوئی تھیں ۔ انہوں نے 75,237 ووٹ حاصل کیے اور پاکستان مسلم لیگ (ق) (پی ایم ایل-ق) کے امیدوار سید زاہد حسین شاہ کو شکست دی۔آپ شہید ذوالفقار علی بھٹو انسٹی ٹیوٹ آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی (SZABIST) کی چانسلر کے عہدے پر فائز رہیں، محترمہ عذراء فضل پیچوہو صاحبہ 2008 کے پاکستانی عام انتخابات میں پی پی پی کے امیدوار کے طور پر NA-213 (نواب شاہ-I) سے دوبارہ قومی اسمبلی کے لیے منتخب ہوئیں اور 108,404 ووٹ حاصل کر کے پاکستان مسلم لیگ (F) (F-PML) کے امیدوار سید زاہد حسین شاہ کو شکست دی۔آپ 2013 کے پاکستانی عام انتخابات میں پی پی پی کے امیدوار کے طور پر حلقہ NA-213 (نواب شاہ-I) سے دوبارہ قومی اسمبلی کے لیے منتخب ہوئیں اور 113,199 ووٹ حاصل کر کے متحدہ قومی موومنٹ (MQM) کے امیدوار عنایت علی رند کو شکست دی۔ 2018 کے پاکستانی عام انتخابات میں حلقہ PS-37 (شہید بینظیر آباد-I) سے پی پی پی کی امیدوار کے طور پر سندھ کی صوبائی اسمبلی کے لیے منتخب ہوئیں۔19 اگست کو محترمہ عذراء فضل پیچوہو صاحبہ کو وزیر اعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ کی صوبائی کابینہ میں شامل کیا گیا اور انہیں آبادی کی بہبود کے اضافی وزارتی قلمدان کے ساتھ سندھ کی صوبائی وزیر صحت بنایا گیا۔آپ کی جانب سے کیے جانے والے اقدامات اور انتھک محنت کی بدولت صوبہ سندھ اس وقت شعبہ طب میں پاکستان کے تمام صوبوں کے مقابلے میں انتہائی بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کر رہا ہے اور پورے پاکستان سے مریض علاج معالجے کیلئے سندھ آتے ہیں نہ صرف یہ بلکہ عام شہریوں کو بالکل مفت جو طبی سہولیات اور خدمات فراہم کی جارہی ہیں انکی مثال پورے ملک میں نہیں ملتی۔آپ واحد وزیر ہیں کہ جن کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ فریال ٹالپر صاحبہ واحد وزیر ہیں کہ جو وقت کی پابند اور اپنے آفس میں سائیلوں کے مسائل و مشکلات کے تدارک کیلئے موجود ہوتی ہیں۔

شاہد عبدالسلام تھہیم
وزیر محنت وانسانی وسائل

شاہد عبدالسلام تھہیم ایک پاکستانی سیاست دان ہیں جو 12 جنوری 1972 کو پیدا ہوئے۔آپ نے مہران یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی سے سول ٹیکنالوجی میں بیچلر آف انجینئرنگ اور سندھ یونیورسٹی سے ماسٹر



شاہد عبدالسلام تھیم صاحب

آف آرٹس کی ڈگری حاصل کی۔ 2013 کے پاکستانی عام انتخابات میں حلقہ PS-83 سانگھڑ-VI سے پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی) کے امیدوار کے طور پر سندھ کی صوبائی اسمبلی کے لیے منتخب ہوئے تھے۔ 2018 کے پاکستانی عام انتخابات میں حلقہ PS-45 (سانگھڑ-V) سے پی پی پی کے امیدوار کے طور پر سندھ کی صوبائی اسمبلی کے لیے دوبارہ منتخب ہوئے۔ اس وقت آپ سید مراد علی شاہ صاحب کی کابینہ کا حصہ ہیں اور وزیر محنت وانسانی وسائل کی حیثیت سے اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔



سید ذوالفقار علی شاہ صاحب

سید ذوالفقار علی شاہ

وزیر ثقافت، سیاحت، نوادرات اور آرکائیوز

سید ذوالفقار علی شاہ ایک پاکستانی سیاست دان ہیں جو 24 فروری 2024 سے سندھ کی صوبائی اسمبلی کے رکن تھے۔ وہ اگست 2018 سے اگست 2023 تک سندھ کی صوبائی اسمبلی کے رکن بھی منتخب ہوئے۔ آپ 2024 کے پاکستانی عام انتخابات میں حلقہ PS-46 (میر پور خاص-II) سے پاکستان پیپلز پارٹی کے امیدوار کے طور پر سندھ کی صوبائی اسمبلی کے لیے منتخب ہوئے تھے۔ اس وقت آپ سید مراد علی شاہ صاحب کی کابینہ کا حصہ ہیں اور وزیر ثقافت، سیاحت، نوادرات اور آرکائیوز کی حیثیت سے اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

میر طارق علی تالپو

وزیر سوشل ویلفیئر ڈپارٹمنٹ



میر طارق علی ٹالپر صاحب

میر طارق علی خان تالپور ایک پاکستانی سیاست دان ہیں جو اگست 2018 سے اگست 2023 تک سندھ کی صوبائی اسمبلی کے رکن رہے۔ پاکستان کے 2024 کے عام انتخابات میں آپ PS-48 سے اپنے حریف عنایت اللہ ارباب کے خلاف 50,000 ووٹوں کی مقبول برتری کے ساتھ دوبارہ منتخب ہوئے۔ 2018 کے پاکستانی عام انتخابات میں حلقہ PS-50 (میر پور خاص-IV) سے پاکستان پیپلز پارٹی کے امیدوار کے طور پر سندھ کی صوبائی اسمبلی کے لیے منتخب ہوئے تھے۔ اس وقت آپ سید مراد علی شاہ صاحب کی کابینہ کا حصہ ہیں اور وزیر سماجی بہبود کی حیثیت سے اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔



سید سردار علی شاہ صاحب

سید سردار علی شاہ

تعلیم وخواندگی، اور معدنی ترقی

سید سردار علی شاہ صاحب کا اسکول ایجوکیشن اینڈ لٹریسی اور اس قانون میں ڈگری کے ساتھ بہت مضبوط تعلیمی پس منظر ہے، آپ کے پاس بی ای سول انجینئرنگ اور سوشیالوجی میں ماسٹر کی ڈگری بھی ہے۔ شاہ صاحب قومی اور بین الاقوامی سیمینارز، ورکشاپس اور کانفرنسوں میں ایک کلیدی شریک اور پینلسٹ کے طور پر شرکت کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔ آپ نے سیاسی کیریئر کا آغاز 2001-2002 میں بلدیاتی انتخابات میں بطور یوسی ناظم انتخاب لڑتے ہوئے کیا اور اپنے آبائی گاؤں یوسی سے منتخب ہوئے۔ 2013 کے پاکستانی عام انتخابات میں حلقہ PS-69 (عمرکوٹ-کم-سانگھڑ) سے پی پی پی کے امیدوار کے طور پر سندھ کی صوبائی اسمبلی کے لیے منتخب ہوئے اور آپ نے 35,069 ووٹ حاصل کر کے محمد جادم منگریو کو شکست دی۔ 30 جولائی 2016 میں آپکو وزیراعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ کی صوبائی کابینہ میں شامل کیا گیا اور سندھ کا صوبائی وزیر برائے ثقافت، سیاحت اور نوادرات مقرر کیا گیا۔ مئی 2017 میں شاہ صاحب کو آرکائیوز کا اضافی وزارتی قلمدان دیا گیا۔ آپ 2018 کے پاکستانی عام انتخابات میں کامیابی کے ساتھ حلقہ PS-51 (عمرکوٹ-I) سے پی پی پی کے امیدوار کے طور پر سندھ کی صوبائی اسمبلی کے لیے دوبارہ منتخب ہوئے۔ 19 اگست 2018 میں آپکو وزیراعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ کی صوبائی کابینہ میں شامل کیا گیا اور ثقافت، سیاحت، اور نوادرات کے اضافی وزارتی قلمدان کے ساتھ سندھ کا صوبائی وزیر برائے تعلیم مقرر کیا گیا۔ بعد ازاں آپکی جگہ 3 فروری 2020 کو سعید غنی وزیر تعلیم بنے۔ لیکن ایکبار پھر آپکو 5 اگست 2021 کو دوبارہ وزیر تعلیم مقرر کیا گیا۔ اپنے دوسرے دور حکومت کے دوران سید سرادر علی شاہ صاحب نے پاکستان کی تاریخ میں 55000 سے زیادہ جونیئر ایلیمنٹری اسکول ٹیچرز (JEST) اور پرائمری اسکول ٹیچرز (PST) کی اب تک کی سب سے بڑی بھرتی مہم کی قیادت کی اور یہ انتہائی معروف تھرڈ پارٹی انسٹی ٹیوٹ IBA سکھر کے ذریعے کرائے گئے۔ اہلیت کے ٹیسٹ کے بعد خالصتاً میرٹ پر تقرر کیا گیا۔ آپ کی جانب سے ایک اور اہم قدم ٹیچرز لائسنسنگ پالیسی کا تعارف ہے جس کی مئی 2023 میں سندھ کابینہ نے باقاعدہ منظوری دی تھی، جس کے بعد سندھ وزارت تعلیم کے حوالے سے ملک میں ٹیچرز لائسنسنگ متعارف کرانے والا پہلا صوبہ بن گیا ہے۔ مسٹر شاہ نے 2024 کے عام انتخابات میں PS-49 ضلع سے مسلسل تیسری بار کامیابی حاصل کی ہے۔ عمرکوٹ سے 25,000 سے زائد ووٹوں کے بڑے مارجن کے ساتھ سندھ کی صوبائی اسمبلی کے رکن بنے اور بعد میں وزیراعلیٰ مراد علی شاہ کی کابینہ میں صوبائی وزیر کے طور پر شامل ہوئے جس نے 12 مارچ 2024 کو وزیر تعلیم وخواندگی کے محکمے کی حیثیت سے حلف اٹھایا اور جبکہ مائنز اینڈ منرلز ڈویلپمنٹ سندھ کا اضافی قلمدان بھی آپ کے پاس ہے۔

مخدوم محبوب زمان

وزیر بحالی (ری ہیبلیٹیشن)



مخدوم محبوب الزماں صاحب

مخدوم محبوب زمان صاحب 25 مئی 1991 کو کراچی، پاکستان میں پیدا ہوئے۔ آپ نے سندھ یونیورسٹی سے پولیٹیکل سائنس میں ماسٹر آف آرٹس کی ڈگری حاصل کی۔ 2018 کے پاکستانی عام انتخابات میں حلقہ PS-58 (مٹیاری-I) سے پاکستان پیپلز پارٹی کے امیدوار کے طور پر سندھ کی صوبائی اسمبلی کے لیے منتخب ہوئے اور 19 اگست کو وزیر اعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ کی صوبائی کابینہ میں شامل کیا گیا اور انہیں سندھ کا صوبائی وزیر برائے ریونیو اور ریلیف بنایا گیا۔ 2024 میں سید مراد علی شاہ صاحب کی کابینہ میں آپکو ایک بار پھر شامل کرتے ہوئے آپ کو وزیر بحالی (ری ہیبلیٹیشن) کے عہدے پر فائز کیا گیا۔

جام خان شورو

وزیر آبپاشی (تقرری: 12 مارچ 2024)



جام خان شورو صاحب

جام خان شورو ایک پاکستانی سیاست دان ہیں جو 5 مارچ 1982 کو حیدر آباد، پاکستان میں پیدا ہوئے۔ آپکے پاس قانون کی بیچلر کی ڈگری ہے اور بیچلر آف کامرس کی ڈگری ہے۔ 2013 کے پاکستانی عام انتخابات میں حلقہ PS-47 (حیدر آباد-III) سے پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی) کے امیدوار کے طور پر سندھ کی صوبائی اسمبلی کے لیے منتخب ہوئے جون 2013 میں، انہیں وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ کی صوبائی کابینہ میں شامل کیا گیا اور سندھ کا صوبائی وزیر برائے لائیو اسٹاک اور ماہی گیری بنایا گیا۔ نومبر 2015 میں سندھ کا صوبائی وزیر بلدیات مقرر کیا گیا۔ جولائی 2016 میں جام خان شورو صاحب وزیر اعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ کی صوبائی کابینہ میں شامل تھے اور انہیں سندھ کا صوبائی وزیر برائے مقامی حکومت بنایا گیا تھا۔ 2018 کے پاکستانی عام انتخابات میں حلقہ PS-62 (حیدر آباد-I) سے پی پی پی کے امیدوار کے طور پر سندھ کی صوبائی اسمبلی کے لیے دوبارہ منتخب ہوئے۔ اس وقت آپ کو وزیر آبپاشی کا عہدہ تفویض کیا گیا ہے اور آپ کا تقرر 12 مارچ 2024 کو کیا گیا۔



محمد علی ملکانی صاحب

محمد علی ملکانی

وزیر لائیو سٹاک اینڈ فشریز

محمد علی ملکانی ایک پاکستانی سیاست دان ہیں جو اگست 2017 سے اگست 2023 اور مئی 2013 سے مئی 2018 تک سندھ کی صوبائی اسمبلی کے رکن رہے آپ 22 نومبر 1966 کو پیدا

ہوئے۔2013 کے پاکستانی عام انتخابات میں حلقہ PS-87 ٹھٹھہ-IV سے پاکستان پیپلز پارٹی کے امیدوار کے طور پر سندھ کی صوبائی اسمبلی کے لیے منتخب ہوئے ،آپ نے کابینہ میں وزیر برائے صنعت اوراس سے پہلے وزیر سیاحت کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔اگست 2016 آپ وزیر اعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ کی صوبائی کابینہ میں شامل تھےاور آپکو سندھ کا صوبائی وزیر برائے لائیواسٹاک اور ماہی گیری بنایا گیا تھا۔مئی 2017 میں محمد علی ملکانی صاحب کو ماحولیات،موسمیاتی تبدیلی اور ساحلی ترقی کا اضافی وزارتی قلمدان دیا گیا۔مزید برآں آپ Ps-74 سجاول (II) سے ایم پی اے منتخب ہوئے اور سید مراد علی شاہ کی کابینہ میں شامل ہوئے اور آپ کو یونیورسٹیوں اور بورڈز کا قلمدان دیا گیا۔ بعدازاں 15 نومبر 2024 کو کابینہ میں ردوبدل کرتے ہوئے محمد علی ملکانی کو لائیوسٹاک اور فشریز کا صوبائی وزیر بنا دیا گیا۔محمد علی ملکانی صاحب انتہائی ملنسار طبعیت کے مالک اور محنتی انسان ہیں۔



ریاض حسین شاہ شیرازی صاحب

ریاض حسین شاہ شیرازی

وزیر برائے اوقاف، مذہبی امور، زکوٰۃ وعشر

ریاض حسین شاہ شیرازی اگست 2018 سے اگست 2023 تک سندھ کی صوبائی اسمبلی کے رکن رہے۔آپ 2018 کے پاکستانی عام انتخابات میں حلقہ PS-77 (ٹھٹھہ-I) سے پاکستان پیپلز پارٹی کے امیدوار کے طور پر سندھ کی صوبائی اسمبلی کے لیے منتخب ہوئے جبکہ 2024 کے انتخابات میں بھی اسی حلقہ سے ایکبار پھر منتخب ہوکر سید مراد علی شاہ صاحب کی ٹیم کا حصہ بنے اور آپ کو وزیر برائے اوقاف، مذہبی امور، زکوات وعشر کے قلم دان تفویض کیے گئے۔

علی حسن زرداری

وزیر برائے جیل خانہ جات، کام اور خدمات



علی حسن زرداری صاحب

علی حسن زرداری ایک پاکستانی سیاست دان ہیں جو اگست 2018 سے اگست 2023 تک سندھ کی صوبائی اسمبلی کے رکن رہے اور فروری 2024 میں دوبارہ منتخب ہوئے۔ آپ صدر پاکستان محترم آصف علی زرداری کے کزن ہیں۔ 2018 کے پاکستانی عام انتخابات میں حلقہ PS-78 (ٹھٹھہ-II) سے پاکستان پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر سندھ کی صوبائی اسمبلی کے لیے منتخب ہوئے تھے، جبکہ 2024 میں ایکبار پھر کامیابی حاصل کر کے سندھ کابینہ کا حصہ بنے اور آپ کو وزیر جیل خانہ جات، کام وخدمات کے محکمے دیئے گئے آپ کا تقرر 12 مارچ 2024 کو کیا گیا۔


سعید غنی (بھائی جان)

سعید غنی (بھائی جان)

سندھ کے صوبائی وزیر محنت و اطلاعات اور انسانی وسائل

سعید غنی (بھائی جان) 8 جولائی 1972 کو پیدا ہوئے آپ اگست 2018 سے ابھی تک اپنے حلقہ انتخاب سے کامیابیاں حاصل کر کے سندھ کی صوبائی اسمبلی کے رکن رہے ہیں۔اس سے قبل وہ جولائی 2017 سے مئی 2018 تک سندھ کی صوبائی اسمبلی کے رکن اور پاکستان کی سینیٹ کے رکن رہے۔سعید غنی (بھائی جان) رکن صوبائی اسمبلی سندھ اور صوبائی وزیر بلدیات کے طور پر خدمات انجام دے دین ہیں۔آپ 2012 کے پاکستانی سینیٹ کے انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی) کے امیدوار کے طور پر سینیٹ آف پاکستان کے لیے منتخب ہوئے تھے۔جولائی 2017 میں آپ نے سندھ کی صوبائی اسمبلی کی نشست کے لیے انتخاب لڑنے کے لیے سینیٹ سے استعفیٰ دے دیا۔جولائی 2017 میں ہونے والے ضمنی انتخابات میں حلقہ PS-114 (کراچی-XXVI) سے پی پی پی کے امیدوار کے طور پر سندھ کی صوبائی اسمبلی کے لیے منتخب ہوئے ۔2018 کے پاکستانی عام انتخابات میں حلقہ PS-104 (کراچی ایسٹ-VI) سے پی پی پی کے امیدوار کے طور پر سندھ کی صوبائی اسمبلی کے لیے دوبارہ منتخب ہوئے۔19 اگست کو آپکو وزیر اعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ کی صوبائی کابینہ میں شامل کیا گیا اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ اور دیہی ترقی اور کچی آبادیوں کے اضافی وزارتی قلمدانوں کے ساتھ سندھ کا صوبائی وزیر بلدیات بنایا گیا۔5 اگست 2019 کو سعید غنی صاحب کو سندھ کا صوبائی وزیر محنت، اطلاعات اور آرکائیو مقرر کیا گیا۔آپکو سندھ کا صوبائی وزیر برائے تعلیم و خواندگی اور انسانی وسائل مقرر کیا گیا اور سید سردار علی شاہ کی جگہ وزیر تعلیم کے طور پر خدمات انجام دیں 23 مارچ 2020 کو آپ کا COVID-19 کا ٹیسٹ مثبت آیا لیکن اس کا اگلا ٹیسٹ منفی آیا۔5 اگست 2021 میں آپ کو دوبارہ وزیر اطلاعات سندھ مقرر کیا گیا اور بعد میں آپ کی جگہ سید سردار علی شاہ وزیر تعلیم بنے۔آپ پاکستان پیپلز پارٹی کراچی کے صدر کے عہدے پر فائز ہیں اور پارٹی کو کراچی میں مضبوط و منظم کرنے میں آپ کا کلیدی کردار ہے آپ نے اپنے حلقہ انتخاب سے مسلسل کامیابی حاصل کر کے سندھ کابینہ کا حصہ بنتے رہے ہیں اس وقت آپ سید مراد علی شاہ صاحب کی کابینہ میں وزیر محنت و اطلاعات اور انسانی وسائل کے منصب پر فائز ہیں اور خدمات انجام دے رہے ہیں۔

مکیش کمار چاولہ

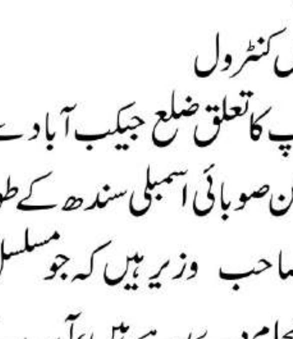
ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن، نارکوٹکس کنٹرول


مکیش کمار چاؤلہ صاحب

مکیش کمار چاؤلہ پیدائش 27 فروری 1974 آپ کا تعلق ضلع جیکب آباد سے ہے آپ وزیر برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن اور رکن صوبائی اسمبلی سندھ کے طور پر خدمات انجام دے رہے ہیں مکیش کمار چاولہ صاحب وزیر ہیں کہ جو مسلسل ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے وزیر کے طور پر خدمات انجام دے رہے ہیں، آپ نے سندھ یونیورسٹی جامشورو سے ایم اے (سیاسی سائنس) کی ڈگری حاصل کی۔ 2002 سے 2007 تک بارہویں اسمبلی اور 2008 سے 2013 تک تیرہویں اسمبلی کے دوران سندھ کی صوبائی اسمبلی کے رکن کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔اس وقت 2024 میں وزیر اعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ صاحب کی کابینہ کا حصہ ہیں اور وزیر ا یکسائز اینڈ ٹیکسیشن و ناکوٹکس کنٹرول کی وزارت آپ کے پاس ہے آپ کا تقرر 15 نومبر 2024 کو کیا گیا۔

شاہینہ شیر علی

وزیر ویمن ڈویلپمنٹ اتھارٹی


شاہینہ شیر علی صاحبہ

شاہینہ شیر علی ایک پاکستانی سیاست دان ہیں جو سندھ کی صوبائی اسمبلی کی رکن رہ چکی ہیں اور ویمن ڈویلپمنٹ اتھارٹی سندھ کی موجودہ وزیر، خواتین ونگ کراچی پی پی پی کی جنرل سیکریٹری ہیں۔آپ 6 جون 1986 کو کراچی میں پیدا ہوئیں اور سندھ یونیورسٹی سے گریجویشن کیا۔آپ 2013 اور بعدازاں 2018 کے پاکستانی عام انتخابات میں خواتین کے لیے مخصوص نشست پر پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی) کی امیدوار کے طور پر صوبائی اسمبلی کے لیے منتخب ہوئی تھیں۔اس وقت 2024 میں آپ خواتین کی ترقی (ویمن ڈویلپمنٹ اتھارٹی) کی وزیر ہیں آپ کا تقرر 17 اپریل 2024 کو کیا گیا اور اس طرح آپ سید مراد علی شاہ صاحب کی کابینہ میں شامل ہوئیں۔

نثار احمد کھوڑو

اسپیکر سندھ اسمبلی 2008-2013


محترم نثار احمد کھوڑو صاحب اسپیکر سندھ اسمبلی منتخب ہونے کے بعد خوشگوار موڈ میں

عزت مآب نثار احمد کھوڑو صاحب کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں ۔پاکستان پیپلز پارٹی کیلئے کی جانے والی جدوجہد اور خدمات سے کوئی انکار نہیں کرسکتا ،آپ 1980 کی دہائی میں پاکستان پیپلز پارٹی میں شمولیت اختیار کی اور ہر محاذ پر ثابت قدم رہے۔آپ 1990 میں پاکستان پیپلز پارٹی ضلع لاڑکانہ


اسپیکر سندھ اسمبلی نثار کھوڑو صاحب ڈپٹی اسپیکر اور سابق اسپیکر کے ساتھ

کے ڈسٹرکٹ صدر کے عہدے پر فائز ہوئے۔ جبکہ 1993 میں نائب صدر پاکستان پیپلز پارٹی سندھ منتخب ہوئے اپنی کارکردگی کی بنیاد پر ترقی کی منازل طئے کرتے ہوئے 1997 میں پاکستان پیپلز پارٹی سندھ کے صدر منتخب ہوئے۔ آپ 1990 سے 1993 تک ڈپٹی لیڈر آف اپوزیشن سندھ اسمبلی جبکہ 1993-1996 صوبائی وزیر پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ، 1997-1999 تک پہلی بار جبکہ 2002-2007 تک دوسری مرتبہ لیڈر آف اپوزیشن صوبائی اسمبلی سندھ بنے۔ آپ نے 2008 سے 2013 تک بطور اسپیکر سندھ اسمبلی خدمات انجام دیں۔ 2016 سے 2018 تک سینئر وزیر برائے تعلیم وخوانگی، وزیر فوڈ اور صوبائی وزیر پارلیمانی افئیر منتخب ہوئے۔ 5 اگست 2019 سے 5 اگست 2021 تک مشیر برائے ورکس اینڈ سروسز اور یونیورسٹیز و بورڈز کے عہدے پر فائز رہے، جبکہ مارچ 2022 میں ممبر سینٹ منتخب ہوئے۔ جولائی میں 2024 میں آپ بلامقابلہ چیئرمین پبلک اکاؤنٹس کمیٹی (PAC) صوبائی اسمبلی سندھ منتخب ہوئے۔ (تفصیلات صفحہ نمبر 162 پر ملاحظہ فرمائیں)

کتاب کی اہمیت وافادیت۔ نثار احمد کھوڑو


نثار احمد کھوڑو صاحب پرامن کراچی سب کا کراچی ریلی سے خطاب کرتے ہوئے

نثار احمد کھوڑو صاحب نے کہا کہ لکھا ہوا لفظ بولے جانے والے الفاظ سے زیادہ اہم اور پائیدار ہوتا ہے، اس لیے کتاب اور پرنٹ میڈیا کسی بھی قسم کے علم کو سیکھنے اور محفوظ کرنے کا انتہائی مطلوب ذریعہ ہے۔ ان خیالات کا اظہار جناب نثار احمد کھوڑو صاحب نے ڈاکٹر ذوالفقار سیال کی ایک کتاب کی تقریب رونمائی کی صدارت کے موقع پر کیا تھا انہوں نے مزید کہا کہ ایک کتاب کی زندگی سو سال سے بھی تجاوز کر جاتی ہے اور افسوس کا اظہار کیا کہ ہمارے معاشرے سے پڑھنے کی عادت ختم ہوتی جا رہی ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں کتابوں کو بیسٹ سیلر قرار دیا جاتا ہے اور اس کے مطابق ان کی قدر کی جاتی ہے لیکن یہ جان کر مایوسی ہوتی ہے کہ یہاں ایسا رجحان کرنسی میں نہیں ہے۔ اچھی کتابیں قارئین کے ذہنوں کو منور کرتی ہیں اور ان کے علم میں اضافہ کرتی ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ سکولوں میں لائبریریوں کی عدم دستیابی بھی ہماری نسلوں میں پڑھنے کی عادت میں کمی کی ایک وجہ اور ثبوت ہے۔

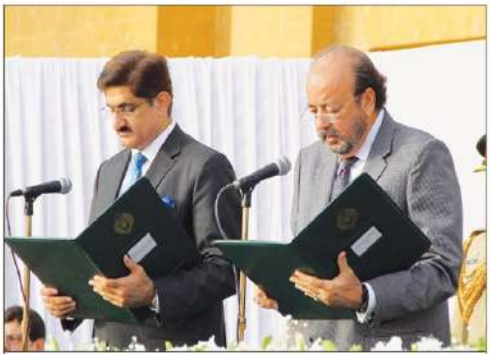
آغا سراج درانی

اسپیکر سندھ اسمبلی 2013-2024



انتخابات کے بعد آغا سراج درانی صاحب اسپیکر سندھ اسمبلی منتخب ہو گئے

آغا سراج درانی (پورا نام: محمد آغا سراج خان درانی بارکزئی) (پیدائش 1953) ایک پاکستانی سیاست دان اوآپ سندھ کی صوبائی اسمبلی کے سابق اسپیکر رہ چکے ہیں آپ 2013 سے 2024 تک اس عہدے پر رہے اور سندھ کی 12 ویں صوبائی اسمبلی کے اسپیکر تھے۔ آپ کے والد آغا صدرالدین اور چچا آغا بدرالدین نے بھی اسی اسمبلی کے اسپیکر کے طور پر خدمات انجام دیں۔ گڑھی یاسین سے تعلق رکھنے والے محترمہ آغا سراج درانی نے پہلی بار 1985 میں ضیاء کے دور میں الیکشن لڑا جس میں آپ کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ جس کے بعد آپ نے پاکستان پیپلز پارٹی میں شمولیت اختیار کی اور 1988 کے انتخابات میں کامیابی حاصل کی، 1988 میں ضیاء کے بعد کے دور میں ملک کے پہلے پارٹی کی بنیاد پر ہونے والے انتخابات میں، اعداد وشمار نے خود کو پریشان پایا۔ جناب آغا سراج درانی صاحب کی اپنے روایتی حریف مسٹر کماریو کے خلاف دولگا تار فتوحات میں سے پہلی کامیابی تھی، جس عنصر نے انہیں اس معاملے کو پلٹنے میں مدد دی وہ بلاشبہ بے نظیر بھٹو کی پاکستان پیپلز پارٹی تھی۔ سندھ اسمبلی کے نئے اسپیکر کو صدر آصف علی زرداری کے انتہائی قابل اعتماد دوستوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ کچھ لوگوں کو ایک واقعہ یاد ہے جس نے ایک نوجوان سراج درانی کو مسٹر آصف علی زرداری صاحب کی لازوال دوستی سے نوازا تھا۔ آپ چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین آصف علی زرداری کے معتمد ہیں۔ 1970 کی دہائی میں ہوٹل میٹروپول کے سمر کلب میں جس وقت بگٹی اور زرداری خاندان کے نوجوانوں میں لڑائی ہوئی تھی اور بعد میں ہوٹل کے احاطے سے باہر نکل گئی۔ نوجوان بگٹیوں نے مسٹر زرداری اور دوستوں کو لے کر پی ای سی ایچ ایس میں ایک گھر تک گاڑی کا پیچھا کیا جہاں جناب آغا سراج درانی صاحب اپنے دوست کے دفاع کے لیے گھر کی چھت پر کھڑے ہوئے تھے۔ 1950 کی دہائی کے وسط میں پیدا ہونے والے مسٹر درانی نے 1971 میں کراچی کے سینٹ پیٹرک اسکول سے میٹرک کیا اور کراچی سے بیچلر آف کامرس کی ڈگری حاصل کی۔ اپنے بزرگ ساتھی سید قائم علی شاہ کی طرح مسٹر درانی نے کراچی کے سندھ مسلم لاء کالج سے ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کی۔ آپ کئی وجوہات کی بنا پر ذوالفقار علی بھٹو سے متاثر تھے۔ آپکے والد آغا صدرالدین، 1971 اور 1977 میں مسٹر بھٹو کی حکومتوں کے دوران سندھ اسمبلی کے ڈپٹی اسپیکر اور اسپیکر منتخب ہوئے اور پی پی پی کے کٹر وفادار تھے۔ تاہم، 'کرشماتی رہنما' کے بارے میں ان کے لیے سب سے متاثر کن چیز ان کی شخصیت اور لندن سے تعلیم یافتہ بیرسٹر ہونا تھا۔ آپ لندن کے اسی ادارے سے بار ایٹ لاء کرنا چاہتے تھے لیکن نامعلوم وجوہات کی بنا پر ایسا نہ کر سکے۔ تاہم، وہ ریاستہائے متحدہ کے لیے فلائٹ پر سوار ہوئے اور یونیورسٹی آف ٹیکساس کے بزنس ایڈمنسٹریشن پروگرام میں داخلہ لے لیا، اور ایک سال کے بعد چھوڑ دیا۔ آپ نے ٹیکساس میں ہارڈ ویئر کے کاروبار سے منسلک رہے اور پھر گھر شکار پور واپس آئے اور 1985 کے انتخابات میں شکار پور کے ایک حلقے سے کاغذات نامزدگی جمع کرائے



گورنر آغا سراج درانی صاحب سے سندھ مراد علی شاہ صاحب سے وزارت اعلیٰ کا حلف لیتے ہوئے


آغا سراج درانی صاحب اپنے ہردلعزیز دوست صدر پاکستان آصف علی زرداری صاحب کے ساتھ ایک تقریب کے دوران انتہائی خوشگوار موڈ میں تبادلہ خیال کرتے ہوئے

کیونکہ ان کے بھائی آغا صلاح نے اسی ضلع کے ایک اور حلقے سے خود کو میدان میں اتارا۔شکست کے بعد آپ دوبارہ واپس امریکہ چلے گئے اور وہاں پر پیپلز پارٹی کی بیرون ملک تنظیم کے سرگرم رکن رہے اور 1988 میں جنرل ضیاء کی طیارے کے حادثے میں موت کے بعد واپس آئے۔سیاست میں دونوں کا خاندانی پس منظر نمایاں تھا۔آپ کے چچا آغا بدرالدین 1940 کی دہائی میں سندھ اسمبلی کے ڈپٹی اسپیکر رہ چکے ہیں۔چچا کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ان چار مسلم لیگیوں میں شامل تھے جنہوں نے برطانوی ہندوستان سے الگ ہونے والے ہندوستانی مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ ملک کے لیے قرارداد کا مسودہ تیار کیا اور پاس کرایا۔مشہور ہے کہ اس مسودے پر آغا بدرالدین نے اپنے خون سے دستخط کیے تھے۔وہ 1950 کی دہائی میں سندھ اسمبلی کے اسپیکر بنے۔آغا بدرالدین سکھر لوکل بورڈ کے چیئرمین تھے،انہوں نے میٹرک تک بچوں کو اس وقت مفت تعلیم فراہم کی جب ملک میں کہیں بھی تعلیم مفت نہیں تھی۔آغا سراج درانی کے والد آغا صدرالدین 1971 میں سیاست میں آئے جب انہوں نے آزاد امیدوار کے طور پر گڑھی یاسین کے حلقے سے کامیابی حاصل کی اور بعد میں پی پی پی میں شمولیت اختیار کی۔آغا صدرالدین ایک مکینیکل انجینئر تھے، جنہوں نے اپنی وسیع حویلی کے اندر ایک منی سینما اور ایک منی ریلوے اسٹیشن بنایا تھا۔تھیٹر آپکے خاندان کے افراد کے لیے پاکستانی اور ہندوستانی فلمیں دیکھنے کے لیے خصوصی طور پر تیار کیا گیا تھا۔تاہم،گڑھی یاسین کے لوگ اپنے بچوں کو منی ریل کاروں میں سواری سے لطف اندوز ہونے کے لیے لانے کے لیے آزاد تھے۔ریلوے کا جال جو کہ ایک لوکوموٹیو اور تین کاروں پر مشتمل تھا،حویلی کے آدھے ایکڑ پر پھیلا ہوا تھا۔آغا سراج کے دادا آغا شمس الدین ایک مشہور موسیقار،گلوکار اور شاعر تھے جنہوں نے اپنی حویلی میں آشیانہ کے نام سے ایک عظیم الشان لائبریری قائم کی تھی جو تقریباً نصف ایکڑ پر پھیلی ہوئی تھی۔جرمنی کی اینمیری شمل سمیت اسکالرز اس میں کثرت سے آتے تھے۔خاندان کے قریبی لوگوں کا کہنا ہے کہ آغا سراج نے ایک بار بے نظیر بھٹو کو لائبریری میں مدعو کیا تھا جس سے وہ بہت متاثر ہوئیں۔"لائبریری کا دورہ کرنے اور ہزاروں کتابوں کو دیکھنے کے بعد،محترمہ نے بے دلی سے سراج درانی سے پوچھا کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھیں کہ ان کے خاندان کے پاس اتنی بڑی لائبریری ہوگی۔" ''لیکن،سراج صاحب،میں نے آپ کو کبھی ہاتھ میں کتاب لیے نہیں دیکھا،'' ایک قریبی دوست نے بے نظیر کے حوالے سے کہا۔مسٹر درانی نے 1993 کے انتخابات میں میر مرتضیٰ بھٹو کو شکست دی،لیکن 1997 کے انتخابات میں مسٹر کماریو نے انہیں شکست دی، درانی


آغا سراج درانی صاحب کی آصف علی زرداری صاحب کے ساتھ ایک یادگار تصویر

صاحب کے پی پی پی سے وابستہ کیریئر میں پہلی بار ایسا ہوا تھا۔آپ پی پی پی کی پچھلی حکومت میں وزیر بلدیات تھے اور سندھ اسمبلی کے اسپیکر بننے کے بعد آپ کا خاندان وہ پہلا خاندان بن گیا ہے جس نے نسلوں سے صوبائی اسمبلی کی صدارت کی ۔آغا سراج خان درانی صاحب کی شادی پیر پگارو (صبغت اللہ شاہ) کی ایک بہن سے تقریباً 20 سال قبل ہو چکی ہے۔

سید اویس قادر شاہ

اسپیکر سندھ اسمبلی 2024 تا حال



سید اویس قادر شاہ صاحب اسپیکر سندھ اسمبلی کے منصب پر فائز ہونے کے بعد

سید اویس قادر شاہ سندھ اسمبلی کراچی کے موجودہ اسپیکر ہیں۔25 فروری 2024 کو وہ سندھ اسمبلی کے اسپیکر منتخب ہوئے۔انہوں نے اپنی مدمقابل صوفیہ سعید شاہ کے مقابلے میں 111 ووٹ حاصل کیے، جبکہ آپکی مدمقابل محض 36 ووٹ حاصل کر سکیں۔آپ سے اسپیکر سندھ اسمبلی کا حلف اسی روز سندھ اسمبلی کے سبکدوش ہونے والے اسپیکر آغا سراج درانی نے لیا۔سیاسی طور پر آپکا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے۔عام انتخابات 2024 میں PS-23 سکھر سے رکن سندھ صوبائی اسمبلی منتخب ہوئے،آپ نے 2013 سے 2018 اور 2018 سے 2023 تک ایم پی اے کے طور پر خدمات انجام دیں۔سید اویس قادر شاہ وزیر اعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ کی کابینہ میں ٹرانسپورٹ اور ماس ٹرانزٹ کے وزیر بھی رہے۔سید اویس قادر شاہ 12 اکتوبر 1971 کو سندھ کے ضلع سکھر میں پیدا ہوئے۔انہوں نے جامشورو کی سول مہران یونیورسٹی سے بیچلر آف انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کی۔سید اویس قادر شاہ صاحب جو عبدالقادر شاہ کے بیٹے اور خورشید شاہ کے بھتیجے ہیں، نے حالیہ انتخابات میں 69,266 ووٹ حاصل کیے اور گرینڈ ڈیموکریٹک الائنس کے امیدوار عنایت اللہ کو شکست دی جنہوں نے 21,137 ووٹ حاصل کیے تھے۔2018 کے عام انتخابات میں، سید اویس قادر شاہ صاحب نے 43,721 ووٹ حاصل کرنے کے بعد اسی حلقے سے سندھ اسمبلی کے لیے منتخب ہوئے تھے۔اس وقت ان کے مدمقابل جی ڈی اے کے محمد علی شیخ تھے جنہوں نے 36,580 ووٹ حاصل کیے۔پیپلز پارٹی کے 2018 کے انتخابات کے بعد سید اویس قادر شاہ صاحب کو صوبائی کابینہ میں شامل کیا گیا اور آپ 21 اپریل 2022 تک سندھ کے وزیر ٹرانسپورٹ کے طور پر کام کرتے رہے، جسکے بعد شرجیل میمن کو وزیر ٹرانسپورٹ بنایا گیا اور اس طرح آپ کو ٹرانسپورٹ کی وزارت چھوڑنی پڑی، وزیر ٹرانسپورٹ کے طور پر سید اویس قادر شاہ صاحب نے کراچی میں پیپلز بس سروس شروع کرنے کے معاہدے کیئے اور معاہدے کو حتمی شکل دینے میں کلیدی کردار ادا کیا جو صوبائی دارالحکومت میں پیپلز پارٹی کے دور حکومت کی پہلی جدید ٹرانسپورٹ سروس ہے اور اس طرح کراچی میں ماس ٹرانزٹ بس سروس شروع کرنے کا پاکستان پیپلز پارٹی کا سہرا سید اویس قادر شاہ صاحب کی کاوشوں اور انتھک محنت کا نتیجہ ہے۔سید اویس قادر شاہ صاحب 2013 میں بھی سندھ اسمبلی کے لیے بھی منتخب ہوئے تھے۔2013 اور 2018 کے درمیان آپ نے محکمہ داخلہ سے متعلق سندھ اسمبلی کی قائمہ کمیٹی کے چیئرمین کے طور پر خدمات انجام دیں۔

امیدوں کا محور



بلاول بھٹو زرداری
چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی

روشنیوں کے شہر سرزمین سندھ کے دارالخلافہ کراچی میں 21 ستمبر 1988 میں پیدا ہونے والے بلاول بھٹو زرداری 27 اپریل 2022 کو پاکستان کے سب سے کم عمر ترین وزیر خارجہ بنے۔ آپ نے 27 اپریل 2022 کو 37 ویں وزیر خارجہ کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں سنبھالیں اور 10 اگست

2023 کو وزارت خارجہ کے منصب پر فائز رہے۔ بلاول بھٹو زرداری پاکستان کی سب سے بڑی جمہوری جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کے چئیر مین ہیں۔ آپ کو شہید جمہوریت دختر ایشیا محترمہ بے نظیر بھٹو کی شہادت کے بعد انکی وصیت کے مطابق پاکستان پیپلز پارٹی کا چئیر مین منتخب کیا گیا، اس حوالے سے ایک موقع پر آپ کے والد صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان آصف علی زرداری نے کہا تھا کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت کانٹوں کی سیج سے کم نہیں ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی چئیر مین شپ کا منصب سنبھالنا ایک ایسی ذمہ داری ہے جس میں صرف خطرات ہی خطرات ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ جن لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی میں موروثی سیاست ہے وہ لوگ اس بات کو کیونکر فراموش کر دیتے ہیں کہ اس سیاسی ورثہ کی حفاظت موت کے منہ میں جانے کے مترادف ہے۔ جس وقت بلاول بھٹو زرداری کو پاکستان پیپلز پارٹی کا چئیر مین منتخب کیا گیا اس کے کچھ دنوں کے بعد ہی ایک ٹیلی ویژن پر دیئے جانے والے انٹرویو میں آپ کے والد آصف علی زرداری صاحب نے کہا تھا کہ بلاول کو شہادتوں کا یہ ورثہ دیتے وقت ایک والد کے جذبات اور احساسات کو سمجھیں کہ جس کا صرف ایک ہی بیٹا ہے اور اسے شہیدوں کی پارٹی کا سرپرست اعلیٰ بنایا جارہا ہے۔ یہ ہم نے صرف اور صرف اس لیئے کیا ہے تا کہ شہید ذوالفقار علی بھٹو اور شہید رانی محترمہ بے نظیر بھٹو کے مشن کو جاری رکھ سکیں۔ بلاول بھٹو 30 دسمبر 2007 کو پاکستان پیپلز پارٹی کے چئیر مین بنے اور اپنی پیاری والدہ اور پارٹی کی کرشماتی رہنماء پہلی خاتون وزیر اعظم اور ایک مسلم ملک میں جمہوری حکومت کی سربراہ شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کی شہادت جیسے المناک نقصان کے بعد سے پارٹی کی قیادت کررہے ہیں۔ پیپلز پارٹی کے چئیر مین کی حیثیت سے بلاول بھٹو اپنی والدہ محترمہ بینظیر بھٹو اور صدر آصف علی رزداری کی سیاسی بصیرت، فہم و فراست، عقل و دانش و تربیت کی بدولت پاکستانی عوام کی خدمت پر یقین محکم رکھتے ہیں اور عوام کی خدمت کو ہی اپنی میراث سمجھتے ہیں۔ وہ 13 اگست 2018 میں پاکستان کی قومی اسمبلی کے رکن بنے، 5 مارچ 2019 میں آپ بلا مقابلہ قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے انسانی حقوق کے چئیر پرسن کے طور پر منتخب ہوئے۔



بلاول بھٹو زرداری صاحب میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے اس موقع پر نثار احمد کھوڑو جمیل سومرو اور سہیل انور سیال بھی موجود ہیں



چئیر مین پاکستان پیپلز پارٹی بلاول بھٹو زرداری صاحب عوام سے خطاب کرتے ہوئے

آپ جمہوریت اور آزادی اظہار کے لیئے ایک پرجوش وکیل رہے ہیں اس کے ساتھ ساتھ خواتین کو بااختیار بنانے، سماجی انصاف، اقلیتوں کے حقوق، برابری، مذہبی ہم آہنگی اور بین المذاہب ہم آہنگی کے پرجوش حامی رہے ہیں، اس سے قبل پارلیمنٹ میں حزب اختلاف کی دوسری بڑی جماعت کے رہنماء کے طور پر بلاول بھٹو زرداری نے مہنگائی اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے خلاف مہم چلائی۔



بلاول بھٹو زرداری صاحب CEC میٹنگ کے بعد میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے

پاکستان پیپلز پارٹی کے سربراہ کے طور پر آپ اپنی پارٹی کی صوبائی حکومت کے ذریعے پاکستان کے دوسرے سب سے بڑے صوبے سندھ کی صوبائی حکومت چلانے کی نگرانی کرتے ہیں، آپ کی رہنمائی میں 2024 کے انتخابی منشور میں قابل عمل 10 نکاتی منشور پیش کیا گیا جس میں عوام کے جملہ مسائل، مشکلات اور پریشانیوں سے نجات کیلئے نتہائی اہم نکات کو شامل حال کیا گیا۔ آپ کی ولولہ انگیز قیادت میں پاکستان پیپلز پارٹی نے ملک میں دوبارہ ہونے والے عام انتخابات میں پہلے سے زیادہ نشستیں لیکر یہ ثابت کر دیا ہے کہ آپکی قیادت میں پاکستان پیپلز پارٹی کلین سوئپ کرنے کی پوزیشن میں آچکی ہے تمام سیاسی حلقے، ناقدین اور عوام کی جانب سے برملا اس بات کا اظہار کیا جاتا ہے کہ آپ کو سیاست وراثت میں ملی ہے اور آپ میں وہ تمام خوبیاں اور صلاحیتیں ہیں کہ جن کی بدولت آپ پاکستان کو ترقی کی راہ پر گامزن کر سکتے ہیں آپ نے ماضی میں مخالفت برائے مخالفت کی سیاست کو خیر باد کہہ کر نوجوان نسل کے احساس کی ترجمانی کی ہے۔ آپ کی قیادت میں پاکستان پیپلز پارٹی نے نہ صرف حیدرآباد اور کراچی کے بلدیاتی انتخابات میں کلین سوئپ کیا اور دونوں بڑے شہروں میں پاکستان پیپلز پارٹی کے میئر منتخب ہوئے بلکہ حالیہ انتخابات میں تو پاکستان پیپلز پارٹی نے کراچی میں ماضی کے مقابلے میں زیادہ تعداد میں صوبائی وقومی اسمبلی کی نشستیں حاصل کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے سامنے پرانی سوچ کی حامل سیاسی جماعتیں ریت کی دیوار سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں۔ 21 ستمبر 1988 کو کراچی کے لیڈی ڈیفرن ہسپتال میں پاکستان کی سابق وزیراعظم بے نظیر بھٹو اور صدر پاکستان پیپلز پارٹی آصف علی زرداری کے ہاں پیدا ہونے والے بلاول بھٹو میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جن کی بدولت ملک کو ترقی



بلاول بھٹو زرداری صاحب سیلاب متاثرین خاندان کی خواتین کو گھر کے کاغذات دیتے ہوئے
اس موقع پر سید مراد علی شاہ اور چیف سردار محمد بخش خان مہر صاحب بھی موجود ہیں

کی راہ پر گامزن کیا جاسکتا ہے۔آپ پاکستان کے سابق صدر اور وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو اور ان کی اہلیہ نصرت بھٹو کے نواسے ہیں۔آپ کے دادا حاکم علی زرداری ایک نامور سیاست دان اور پاکستان کی قومی اسمبلی کے رکن تھے۔اپنی والدہ کی جانب سے آپ سیاست دانوں مرتضیٰ بھٹو اور شاہنواز بھٹو کے بھتیجے ہیں۔جبکہ سابق وزیراعلیٰ سندھ ممتاز بھٹو بھی آپ کے نانا ذوالفقار علی بھٹو کے کزن تھے جبکہ آپ کے والد کی جانب سے آپ کی پھوپھی سیاست دان عذرا پیچوہو اور میڈم فریال ٹالپر صاحبہ ہیں۔سیاست دان غنویٰ بھٹو ننھیال کی جانب سے آپ کی خالہ ہیں اور مصنفہ فاطمہ بھٹو اور ذوالفقار علی بھٹو جونیئر آپ کے کزن ہیں۔آپ اپنی والدہ کی جانب سے سندھی نسل جبکہ والد کی جانب سے بلوچ ہیں۔ابتدائی تعلیم کیلئے بلاول بھٹو زرداری نے اپنی والدہ کے



بلاول بھٹو زرداری اور آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ اپنی پھوپھی میڈم فریال ٹالپر کے ساتھ انکی سالگرہ کا کیک کاٹتے ہوئے

ساتھ 1999 میں دبئ جلاوطنی اختیار کرنے سے قبل کراچی گرامر اسکول اور اسلام آباد کے فوربلز انٹرنیشنل اسکول میں تعلیم حاصل کی۔دبئ میں آپ نے راشد اسکول فار بوائز میں تعلیم حاصل کی۔مزید تعلیم حاصل کرنے کیلئے آپ نے اپنے دادا اور والدہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آکسفورڈ یونیورسٹی میں درخواست دی جہاں آپ کو کرائسٹ چرچ میں ماڈرن ہسٹری اینڈ پولیٹکس پڑھنے کیلئے داخلہ دیا گیا اور 2012 میں بیچلر آف آرٹس بعد ازاں ماسٹرز کی ڈگری حاصل کی۔بلاول بھٹو زرداری صاحب کو (جمہوریت بہترین انتقام ہے) کے نعرے کے تحت 30 دسمبر 2007 کو محض 19 سال کی عمر میں پاکستان پیپلز پارٹی کا چیئرمین مقرر کیا گیا۔28 جون 2018 میں پاکستان پیپلز پارٹی کم عمر ترین قائد بلاول بھٹو کی قیادت میں پہلی سیاسی جماعت



پاکستان کے کم عمر ترین قائد۔پاکستان پیپلز پارٹی رہنما قائد بلاول بھٹو زرداری

بن گئی۔آپ نے 2018 کے عام انتخابات کیلئے انتخابی منشور کی نقاب کشائی کی یہ پارٹی کا دسواں منشور تھا اس کا عنوان تھا بی بی کا وعدہ نبھانا ہے پاکستان بچانا ہے (ہمیں بے نظیر کا وعدہ پورا کرنا ہے اور پاکستان بچانا ہے) منشور کی نقاب کشائی کرتے ہوئے ایک تقریب میں آپ نے کہا کہ اگر موقع ملا تو پاکستان پیپلز پارٹی غربت مٹاؤ پروگرام کو نافذ کرنے پر توجہ دے گی۔آپ نے پاکستان پیپلز پارٹی کراچی کے علاقے لیاری میں 30 جون 2018 کو اپنی انتخابی مہم کا آغاز کیا اور لیاری میں پارٹی دفتر کا افتتاح

کیا ۔ 25 جولائی 2018 کو ہونے والے عام انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی نے بلاول بھٹو کی قیادت میں پاکستان پیپلز پارٹی نے بلاول بھٹو کی قیادت میں انتخابات میں حصہ لیا اور سندھ کی سب سے بڑی اور پاکستان کی تیسری بڑی پارٹی بن کر ابھری، پاکستان پیپلز پارٹی نے قومی اسمبلی میں 43 نشستیں حاصل کیں اور اس طرح 2013 کے عام انتخابات کے مقابلے میں 2018 میں 9 نشستیں زیادہ تھیں، بلاول بھٹو نے کراچی کے ڈسٹرکٹ ساؤتھ سے NA-246 ۔ مالاکنڈ سے NA-08 اور لاڑکانہ NA-200 سے الیکشن انتخابات میں حصہ لیا، آپ لاڑکانہ سے 84,426 ووٹ لیکر کامیاب ہوئے جبکہ آپ کے مقابلہ میں متحدہ مجلس عمل کے راشد محمود سومرو دوسرے نمبر پر اور پاکستان تحریک انصاف کی حلیمہ بھٹو نے صرف اور



بلاول بھٹو زرداری صاحب کا غذات نامزدگی جمع کراتے ہوئے

صرف 8661 ووٹ حاصل کیئے ۔ بلاول بھٹو صاحب نے NA-246 کراچی ساؤتھ سے 39325 ووٹ حاصل کیئے جبکہ NA-8 مالاکنڈ سے آپکو 43724 ووٹ ملے اس طرح 2018 کے انتخابات میں آپ نے مجموعی طور پر 167475 ووٹ حاصل کیئے ۔ واضح رہے کہ 2018 کے عام انتخابات میں نہ صرف پاکستان پیپلز پارٹی بلکہ تمام سیاسی جماعتوں نے یہی کہا کہ انتخابات میں بڑے پیمانے پر دھاندلی کی گئی ہے اور ایک لاڈلے کو وزرات عظمیٰ کے منصب پر بٹھانے کیلئے یہ سب کچھ کیا گیا اور تمام پارٹیوں کے ووٹ کو چوری کر کے ایک پارٹی کی جھولی میں ڈال دیا گیا ہے ۔ پاکستان پیپلز پارٹی کا موقف یہی رہا کہ پاکستان بھر میں پولنگ ایجنٹس کو پولنگ اسٹیشنز سے نکال دیا گیا ۔ انہوں نے دھاندلی کے الزامات کی تحقیقات کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا



وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ صاحب شہید محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی قبر پر پھولوں کی چادر چڑھاتے ہوئے اس موقع پر جام مہتاب ڈہر اور آغا سراج درانی ودیگر موجود ہیں

کہ ہم جمہوری عمل کی حمایت کرتے ہیں اور انتخابات میں تضادات کو نظر انداز کر کے پارلیمنٹ کا حصہ ہیں ۔ 13 اگست 2018 کو بلاول بھٹو زرداری صاحب پاکستان کی قومی اسمبلی کے رکن بنے ۔ بلاول بھٹو زرداری کی جانب سے پارلیمنٹ میں کی جانے والی پہلی تقریر کے بعد صحافیوں سیاستدانوں اور پاکستان کے عوام نے بلاول بھٹو زرداری کی بہت تعریف کی اور کہا کہ بلاول بھٹو صاحب نے تنقید برائے تنقید کی پالیسی کو پس پشت ڈال کر تمام نکات پر سیر حاصل باتیں کیں، بلاول بھٹو زرداری صاحب نے اپنی پہلی

تقریر میں عمران خان سے کہا کہ وہ اپنے دورِ حکومت میں کرپشن کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں، پانی کے بحران کو حل کرنے اور عوام کو 10 لاکھ نوکریاں اور 50 لاکھ گھر فراہم کرنے کا وعدہ پورا کریں۔تقریر میں بلاول بھٹو زرداری صاحب نے عمران خان کیلئے **PM** سلیکٹ کی اصلاح بنائی، بلاول بھٹو زرداری صاحب نے یہ بھی کہا کہ عمران خان نہ صرف اپنی پارٹی کے وزیر اعظم ہیں بلکہ وہ پاکستانی عوام کے وزیر اعظم بھی ہیں اور انہیں یہ ثابت کرنا ہوگا کہ وہ صرف ایک سیاسی جماعت کے وزیر اعظم نہیں ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئر مین بلاول بھٹو زرداری کی جانب سے جمعہ کے روز پارلیمنٹ میں کی جانے والی اپنی پہلی تقریر کے بعد صحافیوں، سیاست دانوں اور دانشوروں نے اپنے ٹویٹر پیغامات میں ان کی تعریف کی۔قومی اسمبلی سے اپنے پہلے خطاب میں بلاول بھٹو زرداری نے وہ تقریر کی ہے کہ جسے بہت سے لوگوں نے ایک پختہ اور عمدہ تقریر سمجھا قرار دیا ہے کہ جس میں ضرورت کے تمام نکات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ سنئیر صحافی زاہد حسین نے بلاول بھٹو زرداری کی انگریزی میں پیائش اور پختہ تقریر کرنے پر تعریف کی، ٹیلی ویژن اینکر کاشف عباسی کہ جو پہلے سے ہی نوجوان سیاست دان کی انتخابی مہم سے متاثر تھے نے ٹویٹ کیا کہ میں جتنا زیادہ ان کی تقریر سنتا ہوں اتنا ہی متاثر ہوتا ہوں، چیلنجر کے بارے میں وہ اپوزیشن ہیں، پاکستان پیپلز پارٹی کے سینٹر مرتضی وہاب بھی اپنی پارٹی کے رہنماء کی فصاحت سے اتنے ہی متاثر تھے انہوں نے کہا کہ قوم نے آج وزیر اعظم کے انتخاب کے بعد تینوں بڑے رہنماؤں کو بولتے دیکھا ناقدین نے کہا کہ منتخب وزیر اعظم اور شہباز شریف نے بیان بازی کی یہ چیئر مین بلاول بھٹو تھے جنہوں نے مسائل کو واضح اور فصاحت سے بیان کیا۔مقبول کالم نگار خرم حسین نے بھی بلاول بھٹو زرداری کی تقریر پر خوب بات کی اور کہا کہ ارے واہ واہ بلاول بھٹو عمر رسیدہ سیاست دانوں کے مقابلے میں اس وقت قومی اسمبلی کے میچور ممبر ہیں۔صحافی رؤف کلاسرا نے اس حقیقت کو ٹویٹ کیا کہ نومنتخب وزیر اعظم کے پاس بھی بلاول کی تقریر کی تعریف کرنے اور آخر کار ڈیسک تھپتھپانے کے سواء کوئی چارہ نہیں تھا، ممتاز کالم نگار ندیم فاروق پراچہ بھی پہلی بار منتخب ہونے والے رکن پارلیمنٹ کے طرز عمل اور ان کے مواد کے



بلاول بھٹو زرداری صاحب پارلیمنٹ ہاؤس میں پہلی تقریر کرتے ہوئے



بلاول بھٹو زرداری صاحب اپنی بہن آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ کے ساتھ رتو دیرو لاڑکانہ میں ایک جلسہ کے دوران خوشگوار موڈ میں


بلاول بھٹوزرداری صاحب اپنے والدمحترم آصف علی زرداری اوراپنی بہنوں محترمہ بختاوربھٹوزرداری اورآصفہ بھٹوزرداری کے ساتھ

انتخاب کی تعریف کرتے رہے انہوں نے کہا کہ بہت خوب کہا، بلاول بھٹو زرداری نے بہترین تقریر کی کوئی جاذبیت نہیں، کوئی ردعمل نہیں، انہوں نے کہا کہ اپوزیشن لیڈر شہباز شریف کو قبول کرنا چاہیئے جو ہوا ہے بلاول بھٹو زرداری کے لہجے اور الفاظ کی تبدیلی ترتیب میں ہے۔ بلاول بھٹو زرداری صاحب کی تقریر پر سینئیر سیاست دانوں نے بھی مختلف پلیٹ فارمز پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ان کی تقرری نے یہ ثابت کردیا ہے کہ واقعی بلاول بھٹو زرداری صاحب پیدائشی لیڈر ہیں۔ انہوں نے اپنی والدہ اور والد سے سیاست اور سیاسی اتار چڑھاؤ کے متعلق بہت کچھ سیکھا ہے وہ میچور سیاست دان ہیں۔


سابق قائدحزب اختلاف سینئیر سیاستدان سیدخورشیداحمدشاہ صاحب چیئرمین پاکستان پیپلزپارٹی بلاول بھٹوزرداری صاحب کے ساتھ

سینئیر سیاست دان سابق قائدحزب اختلاف سید خورشید احمد شاہ صاحب نے بلاول بھٹو کی جانب سے پارلیمنٹ ہاؤس میں کی جانے والی تقریر پر کہا کہ بلاول بھٹو زرداری بلاشبہ اپنی والدہ کی ہو بہو سیاسی تصویر ہیں انہوں نے پارلیمنٹ ہاؤس میں انتہائی بردباری اور فہم وفراست سے کام لیتے ہوئے تمام نقطوں پر سیر حاصل گفتگو کی ان کی تقریر پر نہ صرف انکے ساتھیوں اور حلقہ احباب نے انکی تعریف کی ہے بلکہ سیاسی مخالفین جیسا کہ عمران خان بھی ان کی تعریف میں ڈیسک بجانے پر مجبور ہو گئے۔


صدر پاکستان پیپلزپارٹی (سندھ) سینئیر سیاستدان نثاراحمدکھوڑو صاحب چیئرمین پاکستان پیپلزپارٹی بلاول بھٹوزرداری صاحب کے ساتھ

سینئیر سیاست دان صدر پاکستان پیپلز پارٹی نثار احمد کھوڑو نے کہا کہ بلاول بھٹو زرداری صاحب کی تقریر سن کر ایسا لگا کہ جیسے ہو بہو ہماری عظیم قائد شہید جمہوریت محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کا ویژن اور ان کی تربیت بول رہی ہے۔ جس کی تربیت محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ اور زیرک سیاست دان آصف علی رزدای صاحب نے کی ہے نہ صرف بلکہ بلاول بھٹو صاحب نے سینئر سیاست دانوں کے ساتھ وقت گزارہ ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ بلاول بھٹو زرداری صاحب تقریر کریں اور مخالفین انکی تعریف کرنے پر مجبور نہ ہوجائیں، جناب نثار احمد کھوڑو صاحب نے کہا کہ بلاول بھٹو زرداری صاحب نہ صرف نوجوان نسل بلکہ پاکستانی عوام کی امیدوں کا مرکز ہیں۔


چیئرمین بلاول بھٹو زرداری صاحب سید ناصر حسین شاہ کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے

سید ناصر حسین شاہ صاحب نے کہا کہ بلاول بھٹو زرداری صاحب کی اسمبلی کے ایوانوں میں کی جانے والی تقریر کا اگر موازنہ کیا جائے تو شہباز شریف اور عمران خان کی تقاریر ہمارے قائد بلاول بھٹو زرداری صاحب کی تقریر کے سامنے صرف اور صرف ایک دوسرے کے خلاف ہرزہ سرائی کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھیں۔ جبکہ دوسری جانب بلاول بھٹو زرداری صاحب نے سیر حاصل تقریر کی انہوں نے کہا جو کچھ ہوا اسے بھلا کر پاکستان کی ترقی اور عوام کی فلاح و بہود کے لئے اقدامات اٹھانے پر زور دیا۔ سید ناصر حسین شاہ صاحب نے کہا کہ موقع کی مناسبت سے بلاول بھٹو زرداری کی جانب سے تمام مسائل پر توجہ مرکوز رہی نہ صرف یہ بلکہ عمران کو سیاسی کمپین میں کیئے جانے والے دعوؤں 10 لاکھ نوکریاں اور 50 لاکھ گھروں کی فراہمی کا وعدہ پورہ کرنے کا کہہ دیا ہے۔ اب عمران خان کو بھی چاہیئے کہ جیسا کہ بلاول بھٹو صاحب نے کہا ہے کہ وہ صرف ایک پارٹی کے نہیں بلکہ پاکستانی عوام کے وزیراعظم ہیں عوامی فلاح و بہبود کیلیئے اقدامات کریں۔ اس موقع پر سید قائم علی شاہ، سید مراد علی شاہ، وقار مہدی، سعید غنی، شرجیل انعام میمن، سید اویس قادر شاہ، نجمی عالم، عبدالقادر پٹیل، عبدالحکیم بلوچ، ظفر جھنڈیر، جام خان شورو دیگر رہنماؤں نے بھی بلاول بھٹو صاحب کی تقریر کی تعریف کی۔ 5 مارچ 2019 میں بلاول بھٹو زرداری قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے انسانی حقوق کے چیئر پرسن کے طور پر بلامقابلہ منتخب ہوئے۔ 18 اپریل 2019 کو اپنی پہلی میٹنگ میں کمیٹی نے معذور افراد کے حقوق کے ICT بل 1018 پر غور کیا جسے وزارت اور نیشنل کمیشن آن دی سٹیٹس آف ویمن (ترمیمی) بل 2018 کے ذریعے پیش کیا گیا۔

بلاول بھٹو پاکستان کے کم عمر ترین وزیر خارجہ بن گئے


صدر عارف علوی چیئرمین بلاول بھٹو زرداری صاحب سے وزیر خارجہ کا حلف لیتے ہوئے
اس موقع پر وزیراعظم پاکستان شہباز شریف تشریف فرما ہیں

پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری 27 اپریل 2022 کو پاکستان کے سب سے کم عمر وزیر خارجہ بن گئے انہوں نے اپنے دادا شہید ذوالفقار علی بھٹو کا ریکارڈ توڑ ڈالا، صدر عارف علوی نے آکسفورڈ سے تعلیم یافتہ چیئرمین سے حلف لیا، جن کی عمر 33 سال، سات ماہ اور چھ دن ہے، یہ ایسی پیشرفت ہے جو کافی تاخیر اور غور و فکر کے بعد سامنے



چیئرمین بلاول بھٹوزرداری صاحب اپنی بہن آصفہ بھٹوزرداری صاحبہ کے ساتھ خوشگوار موڈ میں جبکہ آصف علی زرداری اور شہباز شریف مصافحہ کرتے ہوئے

آئی، سابق وزیراعظم ذوالفقارعلی بھٹو کی عمر 35 سال 5 ماہ اور دس دن تھی جب انہوں نے وزیر خارجہ کا حلف اٹھایا جب کہ حنا ربانی کھر کی عمر 33 سال 8 ماہ اور ایک دن تھی، حلف برداری کی تقریب کے بعد بلاول بھٹو زرداری نے وزارت خارجہ کا چارج سنبھال لیا، دفتر خارجہ کے حکام نے نومنتخب وزیر کو پاکستان کے بین الاقوامی تعلقات پر بریفنگ دی۔ وزیر خارجہ نے اسلام آباد میں چینی سفارت خانے کا بھی دورہ کیا اس وقت وزیرمملکت برائے خارجہ امور حنا ربانی کھر صاحبہ بھی انکے ہمراہ تھیں، بلاول بھٹو نے کراچی میں چینی باشندوں پر ہونے والے دہشت گرد حملے میں جانی نقصان پر دکھ کا اظہار کیا اور سفارتخانے کے حکام کو بتایا کہ پاکستان اور چین کے تعلقات نسل در نسل وفاداری کا سلسلہ ہیں، انہوں نے کہا کہ پاک چین دوستی کی بنیاد پر حملہ ناکام کوشش ہے، دہشت گردوں کے مذموم عزائم دوستی کو سبوتاژ نہیں کر سکتے۔ 21 مئی 2022 کو وزیر خارجہ بلاول بھٹو زرداری نے اپنے چینی ہم منصب وانگ یی کے ساتھ گوانگزو میں بات چیت کی تاکہ پاک چین تعلقات کو ایک نئی بلندی پر لے جایا جاسکے جس میں



وزیرخارجہ بلاول بھٹوزرداری صاحب چائنہ کے وزیرخارجہ کے ساتھ

اعلان کیا گیا کہ چین پر کوئی حملہ پاکستان پر حملہ ہے۔ وزیراعظم پاکستان شہباز شریف کی جانب سے سابق وزیراعظم بےنظیر بھٹو کے بیٹے بلاول بھٹو زرداری کو وزیر خارجہ مقرر کیا گیا اور اس اقدام کی وجہ سے سے امریکہ اور دیگر مغربی مما لک کے ساتھ کشیدہ تعلقات کی بحالی میں اہم کردار ادا کیا گیا۔آپ کو ایسے سفارتی مسائل کی وراثت ملی جو آپ کی پیدائش سے پہلے ہی شروع ہوگئے تھے جس میں قابل ذکر حریف بھارت کے ساتھ کشیدہ تعلقات۔ چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی بلاول بھٹوزرداری نے ایک ٹویٹ پوسٹ میں کہا کہ وزیر خارجہ کا حلف اٹھانے پر وہ انتہائی خوش اور مشکور ہوں انہوں نے لکھا کہ وہ اوران کی پارٹی جمہوریت کی بحالی، انتخابی اصلاحات کو منظور کرنے، بہتر معیشت کے لئے لڑنے اور عالمی سطح پر پاکستان کے مقدمے کی وکالت میں اپنا کردار ادا کرتے رہیں گے۔



وزیرخارجہ بلاول بھٹوزرداری صاحب وزرات خارجہ کے آفس میں آتے ہوئے

سیاسی مبصرین کی بلاول بھٹو کی صلاحیتوں کے بارے میں ملی جلی آراء دیکھی گئیں ان کا کہنا تھا کہ دیکھنا یہ ہے کہ بلاول بھٹو زرداری صاحب کب تک اپنے سیاسی حریف پاکستان مسلم لیگ (ن) پارٹی کے وزیر اعظم شہباز شریف کے ساتھ اچھے تعلقات برقرار رکھ سکتے ہیں۔ تجزیہ کار حسن عسکری رضوی نے خبر رساں ادارے AFP کو بتایا کہ میرا خیال ہے کہ وہ ایک غیر تجربہ شدہ میزائل ہے۔ بلاول بھٹو جیسے نوجوان رکن اسمبلی کیلئے یہ بہت جلد ہے اور انکے لئے پاکستان کو درپیش مسائل کو سنبھالنا مشکل ہوگا، جن میں بیرونی محاذوں پر سنگین چیلنجز ہیں۔ ساتھ ہی تجزیہ نگار فرزانہ باری نے اس سے اختلاف کیا انہوں نے AFP کو بتایا کہ میرے خیال میں بلاول بھٹو زرداری اتنے ذہین ہیں کہ وہ انتہائی مشکل قلعہ سنبھال سکیں اور اسے مضبوط سے مضبوط کرنے میں اپنا بھرپور کردار ادا کرتے رہیں گے انہوں نے مزید کہا کہ بلاول بھٹو زرداری صاحب دوسری سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کے مقابلے میں زیادہ ترقی پسند ہیں۔ نوجوان بلاول بھٹو زرداری ملک کی سب سے مشکل ملازمتوں میں سے ایک کو سنبھالنے کی صلاحیت رکھتے ہیں جس میں مسائل سے بھرے سفارتی



وزیر خارجہ بلاول بھٹو زرداری صاحب ایک تقریب میں بھارتی وزیر خارجہ کے ساتھ

تھیلے کے ساتھ امریکہ، یورپ اور سب سے بڑھ کر ہندوستان کے ساتھ تعلقات کو بہتر کرنے کا بہت بڑا اور انتہائی کٹھن کام شامل ہے۔ بلاول بھٹو ان تمام مسائل سے نمٹنے کی اہلیت رکھتے ہیں نہ صرف یہ بلکہ پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین ہیں اور اس کا انہیں بہت بڑا فائدہ ہے۔ بلاول بھٹو زرداری صاحب دو بار وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان شہید جمہوریت بینظیر بھٹو کے بیٹے ہونے کے ناطے اور پاکستان کے سابق کرشماتی وزیر اعظم مرحوم ذوالفقار علی بھٹو کے پوتے ہیں اور عالمی سطح پر اس کا کریڈیٹ انہیں ضرور ملے گا بلاول بھٹو زرداری کو ایک سیاست دان بننے کیلئے تیار کیا گیا ہے اور ان کی پرورش اسی انداز میں کی گئی ہے کہ وہ ایک قائد کی طرح مستقبل میں ملک کی باگ دوڑ سنبھال سکیں۔ بلاول بھٹو کیلئے پہلی بڑی وزارت کو وزیر اعظم ہاؤس کی طرف سے بڑھنے والے ایک بڑے قدم کے طور پر دیکھا جا رہا ہے۔ اس میں سب سے اہم یہ ہے کہ وہ بینظیر بھٹو اور ذوالفقار علی بھٹو کے نقش قدم پر چلیں جیسے ان کے نانا مرحوم ذوالفقار علی بھٹو 1963 سے 1967 تک



وزیر خارجہ بلاول بھٹو زرداری روس کے وزیر خارجہ کے ساتھ تبادلہ خیال کرتے ہوئے

پاکستان کے وزیر خارجہ رہ چکے ہیں۔ حلف اٹھانے کے صرف ایک دن کے بعد ہی بلاول بھٹو زرداری صاحب نے بطور وزیر خارجہ اپنا پہلا مشن شروع کیا اور وزیراعظم شہباز شریف کے ساتھ 28 اپریل کو سعودی عرب روانہ ہوگئے۔ انہیں ترقی پسند سمجھا جاتا ہے کیونکہ وہ اکثر پاکستان میں غریبوں، خواتین اور اقلیتوں کے حقوق کے بارے میں بات کرتے ہیں، پاکستان کی 22 سال یا اس سے کم عمر کی آبادی کے نصف سے زیادہ ان کے ساتھ ہیں بلاول بھٹو نوجوانوں میں سب سے زیادہ متاثر کن شخصیت ہیں، اگرچہ



وزیر خارجہ بلاول بھٹو زرداری سعودی عرب کے کراؤن پرنس محمد بن سلمان کے ساتھ مصافحہ کرتے ہوئے

پاکستان کی قومی زبان اردو ہے اور اس پر بلاول بھٹو صاحب کی کمان ناکافی ہے جس کے باعث اکثر ان کا مذاق بھی اڑایا جاتا ہے لیکن وہ پھر بھی ہار نہیں مانتے اور اگے بڑھ رہے ہیں۔ بلاول بھٹو زرداری صاحب کے سامنے سب سے بڑے چیلنجوں میں سے ایک اپنے پیش روشاہ محمود قریشی کو پیچھے چھوڑنا تھا۔ ایک تجربہ کار سیاست دان جو کبھی بلاول بھٹو زرداری کی سیاسی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کا حصہ تھے لیکن بعد میں عمران خان کی PTI میں شامل ہوگئے، ان کا دوسرا بڑا چیلنج وزیراعظم شہباز شریف کے ساتھ اچھے تعلقات برقرار رکھنا ہے جو ماضی میں



وزیر خارجہ بلاول بھٹو زرداری صاحب سعودی عرب خانہ کعبہ میں

پاکستان پیپلز پارٹی کے سب سے بڑے حریف رہے ہیں، تاہم اب دونوں بڑی جماعتیں اتحادی ہیں۔ ایسے تمام تر تحفظات اور خیالات کے مقابلے میں بلاول بھٹو زرداری صاحب نے انتہائی کامیابی اور خوش اسلوبی سے وزارت کا منصب سنبھالے رکھا۔ سیاسی پنڈتوں کا خیال ہے کہ بلاول بھٹو زرداری حالات کو سنبھالنے میں مہارت رکھتے ہیں کیونکہ انہیں ان کے والد اور پاکستان کے صدر آصف علی زرداری نے پالا ہے جو اپنی پارٹی کے بہترین مفادات کیلئے سیاسی اتحاد بنانے کے ماہر کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ بلاول بھٹو زرداری کے پاس کھونے کا وقت بہت کم ہے کیونکہ انہیں بہت سارے مسائل ورثے میں ملے ہیں۔ ہندوستان کے ساتھ تعلقات کی اصلاح، چین اور خلیجی مما لک جیسے دوستوں کے ساتھ اچھے تعلقات قائم رکھنا اور سب سے بڑھ کر روس، ایران اور ترکی کے ساتھ تعلقات استوار کرنا۔ آکسفورڈ کا گریجویٹ اتنا ذہین ہے کہ وہ قلعہ سنبھالنے اور عالمی رہنماؤں کے ساتھ اپنی شرائط پر بات چیت کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے۔

بہت سے لوگوں نے پہلے ہی 33 سالہ نوجوان کا موازنہ اپنے کرشماتی دادا شہید ذوالفقار علی بھٹو کے ساتھ کرنا شروع کر دیا ہے، بھٹو سینئر بین الاقوامی میدان میں جوشِ خطابت اور جرأت مندانہ موقف کے لئے جانے جاتے ہیں۔ اگرچہ بلاول کے لیئے ذوالفقار علی بھٹو جیسے بڑے کرشماتی لیڈر کے برابر ہونا بہت بڑا کام ہے نوجوان نے وزارت خارجہ کا منصب سنبھال کر نئے بھٹو بننے پر آمادگی ظاہر کی۔ جیسا کہ وہ خود بھی اپنے نامور نانا کی طرح بننا چاہتے ہیں۔ بلاول بھٹو زرداری صاحب ہمدردانہ طبعیت کے مالک ہیں اور ہمیشہ لوگوں کی بات سنتے ہیں ان کی رائے کو اہمیت دیتے ہیں قومی اور بین الاقوامی دونوں اہم مسائل پر



بلاول بھٹو زرداری صاحب باغ جناح میں انتظامات کا جائزہ لیتے ہوئے

ان کی گرفت بہت اچھی ہے۔ بلاول بھٹو زرداری صاحب انتہائی سمجھدار ہونے کے ساتھ ساتھ پاکستان کے نقطہ نظر کو بہت زور سے پیش کر سکتے ہیں۔ بلاول بھٹو جو 2018 میں پاکستان کی قومی اسمبلی کے لئے منتخب ہوئے اور اپنی جمہوری اقدار سے پہلے ہی پارلیمنٹ میں اپنی شناخت بنائی، بیرونی دنیا میں انہیں اپنا تعارف کرانے کی ضرورت نہیں وہ پہلے سے ہی ایک معروف ہستی ہیں تاہم اب ان کی صلاحیتوں اور سیاسی گرومنگ کا امتحان ہے۔ جس دن



بلاول بھٹو زرداری صاحب اپنے والد آصف علی زرداری صاحب کے ساتھ تبادلہ خیال کرتے ہوئے

عمران خان نے وزیراعظم کا حلف اٹھایا اس دن پارلیمنٹ میں بلاول بھٹو زرداری صاحب کی پہلی تقریر پر عمران خان بھی ڈیسک بجا کر تعریف کرنے پر مجبور ہوگئے تھے اور ان کی پہلی تقریر پر انہیں داد دی گئی تھی، اپنی پہلی تقریر میں انہوں نے عمران خان سے کہا کہ وہ اپنے دور حکومت میں کرپشن کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں، پانی کے بحران کو حل کریں اور لوگوں کو 10 لاکھ نوکریاں اور 50 لاکھ گھر فراہم کرنے کا اپنا وعدہ پورا کریں یہ وہ تقریر تھی جس نے ان کیلئے ایک سیاسی قوت کے طور پر ابھرنے کی رفتار کا تعین کیا۔ شہید جمہوریت محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کے وزیراعظم بننے سے صرف 3 ماہ پہلے 21 ستمبر 1988 کو کراچی میں پیدا ہونے والے بچے نے کراچی گرامر اسکول اور پھر اسلام آباد کے فروبلز انٹرنیشنل اسکول سے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد راشد اسکول فار بوائز دبئی میں تعلیم حاصل کی۔ آپ نے اپنا پہلا ڈرائیونگ لائسنس بھی دبئی میں حاصل کیا آپ کے قریبی دوست احباب امارات میں رہتے ہیں تاہم اب بلاول بھٹو زرداری صاحب مستقل طور پر پاکستان میں رہتے ہیں لیکن اکثر آپ متحدہ عرب امارات کی پہاڑیوں میں اپنے عالیشان خاندانی گھر بھی جاتے

رہتے ہیں ۔ دبئی میں اسکول کی تعلیم کے بعد آپ نے اپنی والدہ اور نانا دونوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آکسفورڈ یونیورسٹی سے بیچلر آف آرٹس اور ماسٹرز کیا۔ بلاول بھٹو زرداری صاحب نے اپنی تعلیم 2010 میں مکمل ۔آپ نے 2012 میں بے نظیر بھٹو کی پانچویں برسی کے موقع پر ایک جذباتی تقریر کے ساتھ اپنا سیاسی سفر شروع کیا۔آپ کو مئی 2011 میں اپنے نانا حاکم علی زرداری کے بعد زرداری قبیلے کا (سربراہ) بھی قرار دیا گیا۔

18 ویں ترمیم کی حمایت



بلاول بھٹو زرداری صاحب میر ہزار خان بجارانی کے یوم وفات پر اٹھارویں ترمیم کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے اس موقع پر سید خورشید احمد شاہ، آغا سراج درانی و دیگر بھی موجود ہیں

پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی) کے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری نے ملک میں صدارتی طرز حکومت لانے کی کسی بھی کوشش کے خلاف خبردار کرتے ہوئے کہا کہ یہ کسی بھی طرح جمہوریت کے مفاد میں نہیں ۔انہوں نے کہا کہ جمہوریت میں کوئی تھرڈ امپائر نہیں ہوتا، فیصلے کا اور سلیکشن کا حق صرف اور صرف عوام کا ہے، انہوں نے کہا کہ تھرڈ امپائر کی خواہش نہیں بلکہ عوام کی مرضی غالب ہے اور یہی جمہوریت کی ضمانت ہے، پاکستان پیپلز پارٹی کے سربراہ نے


بلاول بھٹو زرداری صاحب عاصمہ جہانگیر کانفرنس میں شریک ہیں

پاکستان بار کونسل PBC میں عاصمہ جہانگیر لیگل ایڈ سیل کے تعاون سے منعقد ایک تقریب میں شرکت کے بعد دیگر رہنماؤں کے ساتھ ایک پریس بریفنگ میں ان خیالات کا اظہار کیا۔ واضح رہے کہ اس کانفرنس میں سینیٹر مشاہد اللہ خان ، شیری رحمٰن ، مصطفیٰ نواز کھوکھر ، عثمان کاکڑ، محسن داوڑ، شائستہ پرویز ، سیدہ نفیسہ شاہ ، چوہدری منظور، پی پی پی رہنماء فرحت اللہ بابر، PBC کے وائس چیئرمین سید امجد شاہ، افراسیاب خٹک، ندا علی اور منیراے نیازی جیسی قد آور شخصیات بھی اس موقع پر موجود تھیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول بھٹو جو قومی اسمبلی میں انسانی حقوق کمیٹی کے چیئرپرسن بھی ہیں انہوں نے اس موقع پر کہا کہ جہاں تک 18 ویں ترمیم کو رول بیک کرنے اور صدارتی نظام کے نفاذ کی کوشش کا تعلق ہے تو میری نظر میں یہ سازشیں کرنے والے کچھ عناصر کی خواہش ہوسکتی ہے لیکن ایسا ہرگز نہیں ہونے دیا جائے گا، انہوں نے کہا کہ صدارتی نظام نہ تو ملک کے مفاد میں ہے اور نہ ہی وفاق اور تمام جمہوری قوتیں بشمول پاکستان پیپلز پارٹی ایسے کسی بھی اقدام کی

مزاحمت کریگی ۔انہوں نے کہا کہ ہمارے قوانین میں اس سلسلے میں ریفرنڈم کرانے کی کوئی گنجائش نہیں ہے ایسی خواہش کوعملی جامہ پہنانے کا تو جواز ہیں نہیں ۔انہوں نے کہا کہ تمام اسٹیک ہولڈرز نے 18 ویں ترمیم اورانسانی حقوق کے حوالے سے بہت اہم پوائنٹس پر بات کی ہے لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ حکومت کسی بھی معاملے پر سنجیدہ نہیں ہے ۔اس کانفرنس کا دلچسپ امر یہ تھا کہ اس تقریب میں حکومتی نمائندوں کوبھی مدعوکیا گیا لیکن ان میں سے کوئی بھی نہیں آیا۔اس مشاورت کا مقصدر پارلیمنٹیرئنز اورقانونی برادری کوکانفرس کے ذریعے سامنے آنے والی سفارشات پرآگے بڑھنے کیلیئے شامل کرنا تھا۔



بلاول بھٹوزرداری صاحب 18ویں ترمیم کے حوالے سے جذباتی انداز سے خطاب کرتے ہوئے

کانفرنس میں اس بات پر اتفاق رائے پایا گیا کہ 18 ویں ترمیم کو درپیش چیلنجز ۔صوبائی خودمختاری اورنیشنل فناس کمیشن ایوارڈ کو واپس لینے کی حکومتی خواہش کی بھرپور مزاحمت کی جائے گی ۔اس کانفرنس میں اتفاق رائے پایا گیا کہ آرٹیکل A-175 کے تحت اعلیٰ عدلیہ میں ججوں کے تقرر کے متعلق 19 ویں ترمیم کومسترد یا منسوخ کیا جائے ۔ کانفرنس میں پارلیمانی کمیٹی کے کرادار کی بحالی پربھی زوردیا گیا۔منظورکی گئی قرارداد میں کہا گیا ہے کہ فوجی عدالتیں ایک متوازی انصاف کانظام ہیں اورانصاف تک رسائی میں رکاوٹ ہیں فوجی عدالتیں منصفانہ ٹرائل کے معیار پر پوری نہیں اترتیں لہٰذاانہیں توسیع نہیں دینی چاہیے کیونکہ انہیں عام شہریوں پر دائر اختیار دیا گیا ہے اور ان کے خلاف استعمال کیاجارہا ہے ۔ریاست شہریوں کے بنیادی حقوق کے تحفظ کیلیئے اپنی ذمہ داری پوری کرے انسانی حقوق کے محافظوں کو ہراساں کرنا بند کیا جائے اور بین الاقوامی اورقومی غیرسرکاری تنظیموں این جی اوز پر پابندی فوری طور پراٹھائی جائے ۔ جبری گمشدگیوں کوجرم قرار دیکر قانون سازی کی جائے اورحکومت کوسینٹ سے منظورشدہ 2014 کے بل کواپنا کرتشددکوروکنا چاہیئے ، لاپتہ افراد کے کمیشن کوجبری گمشدگیوں کے ذمہ دار 153 شناخت شدہ اہلکاروں کےخلاف قانونی چارہ جوئی کرنی چاہیئے ۔کانفرنس میں اس خواہش کااظہارکیا گیا کہ خیبرپختونخواہ (سابقہ فاٹا) کے مغربی اضلاع میں انضمام اوراصلاحات کا موثر نفاذ ہونا چاہیئے جیسا کہ پارلیمنٹ سے منظورشدہ ہے۔



بلاول بھٹوزرداری صاحب میڈیا سے خطاب کرتے ہوئے اس موقع پرمولانا فضل الرحمن صاحب اوردیگر سینئیر رہنما بھی موجود ہیں

اظہارِ رائے کی آزادی

جمہوریت اور جمہوری عمل کے خواہشمند بلاول بھٹو زرداری نے بار بار سنسر شپ کی مذمت کی ہے اور میڈیا کی آزادی کو روکنے کے کسی بھی عمل کو آمریت کے تحت رہنے سے تشبیہ دی ہے انہوں نے عالمی یوم صحافت کے موقع پر کراچی پریس کلب میں ایک تقریر کی جہاں پر بلاول بھٹو زرداری صاحب نے کہا کہ ایک غیر اعلانیہ سنسر شپ پاکستان میں اظہارِ رائے کی آزدی کو سلب کر رہی ہے۔ صحافیوں کو ریاستی اور غیر ریاستی عناصر کی جانب سے خطرات لاحق ہیں، انسانی حقوق کے محافظ کے طور پر صحافیوں اور میڈیا پرسنز کو سب



بلاول بھٹو زرداری صاحب میڈیا سنسر شپ کے خلاف آواز اٹھاتے ہوئے
اس موقع پر محترم جمیل سومرو صاحب بھی موجود ہیں

سے زیادہ نقصان اس وقت ہوتا ہے جب آزادیِ اظہار کو سلب کیا جاتا ہے۔ زندگی کے حق کے بعد سب سے اہم حق اظہارِ رائے اور انجمن کی آزادی ہے کیونکہ دیگر تمام حقوق کو اس کے بغیر بیان نہیں کیا جاسکتا، تقریر کے دوران انہوں نے الیکٹرانک کرائم ایکٹ 2016 کی روک تھام پر بھی تنقید کی اور کہا کہ اختلاف رائے کو دبانے کیلئے اس کا غلط استعمال کیا گیا، چئیر مین پاکستان پیپلز پارٹی بلاول بھٹو زرداری نے کہا کہ تیسری دنیا کے ممالک میں



بلاول بھٹو زرداری صاحب میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے اس موقع پر جمیل سومرو اور
صدر پاکستان پیپلز پارٹی (سندھ) نثار احمد کھوڑو صاحب بھی موجود ہیں

آزادی صحافت کیلئے خطرات بڑھ رہے ہیں کیونکہ ترقی پذیر جمہوریتوں میں میڈیا کو دبانے کیلئے نئے ٹولز اور ہتھکنڈے آزمائے جارہے ہیں۔ آزادی صحافت کے عالمی دن کے موقع پر بلاول بھٹو نے کہا کہ حکومتی طاقتوں کی جانب سے گاجر اور چھڑی کی پالیسی کے تحت چلانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ عالمی دنیا میں جس طرح میڈیا ہاؤسز اور پروفیشنلز کو مختلف درجوں میں رعائیتیں دی گئی ہیں پاکستان بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے صحافیوں کو پاکستان میں بھی وہی مرعات دی جائیں، انہوں نے کہا پاکستان پیپلز پارٹی ترقی پسند جمہوریت بحالی اور اس سے متحرک رکھنے کیلئے آزاد میڈیا کے خلاف ہر قسم کی دھمکیوں کا مقابلہ کریگی، پاکستان پیپلز پارٹی نے آمرانہ حکومتوں کی جانب سے پریس اور اشاعتی اداروں کے خلاف نافذ کردہ سخت قوانین کو ختم کیا ہے اور اس بار بھی پاکستان پیپلز پارٹی مختلف بہانوں سے بدترین تشدد کا سامنا کرنے کے باوجود ملک میں پریس کی آزادی کے لئے ایک چھتری کا کام جاری رکھے گی، بلاول بھٹو نے کہا کہ صحافیوں، پاکستان پیپلز پارٹی کے



بلاول بھٹوزرداری خطاب کرتے ہوئے اس موقع پر جناب اعجاز جکھرانی، سید خورشید احمد شاہ صاحب، سید نوید قمر صاحب اور آصفہ بھٹوزرداری صاحبہ انکے ساتھ تشریف فرما ہیں

رہنماؤں اور کارکنوں نے گزشتہ پانچ دہائیوں میں آمروں اور جمہوریت دشمن قوتوں کے خلاف برسر پیکار رہے، ہم نے صحافی برادری کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر ایسی قوتوں کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آمروں نے ہماری قیادت کے خلاف دنیا کا سب سے مہنگا میڈیا ٹرائل کیا لیکن وہ صحافی برادری اور جیالوں کے درمیان رشتے کو نہیں توڑ سکے۔ انہوں نے عہد کیا کہ معاشرے کے ہر کونے اور ہر طبقے کی حقیقی نمائندہ ہونے کے ناطے ان کی پارٹی پاکستان میں آزادی صحافت کے تحفّظ اور فروغ کے لیئے صحافیوں کے ساتھ ہاتھ ملاتی رہے گی۔

خواتین کے حقوق

بلاول بھٹو پرامن، ترقی پسند، خوشحال، جمہوری پاکستان کے پرزور حامی ہیں، جس سے آپ اپنی والدہ شہید جمہوریت محترمہ بینظیر بھٹو کا ویژن کہتے ہیں، انہوں نے کہا کہ ان کی 2018 کی انتخابی مہم ان اصولوں پر عمل درآمد کے لئے تھی، وہ خواتین کو بااختیار بنانے کے زبردست حامی ہیں اور خواتین کو بااختیار بنانے پر یقین رکھتے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ خواتین کو تمام معاملات میں شامل کرنا ہی ملک کی ترقی کی واحد ضمانت ہے، بلال بھٹو نے کہا کہ ہماری بچیوں کی بہتر پرورش، تعلیم اور تحفظ ان کے بنیادی حقوق ہیں اس لیئے حکومت اور معاشرہ ان کی فراہمی کا پابند ہے۔ اقوام متحدہ کے زیر اہتمام منائے جانے والے بچیوں کے عالمی دن کے موقع پر اپنے پیغام میں چیئرمین بلاول بھٹو نے اس عہد کا اعادہ کیا کہ لڑکیوں کو تحفظ فراہم کیا جائے گا اور ان کے لئے تعلیم اور صحت کی سہولیات کے حصول کے لئے مراعات میں اضافہ کیا جائے گا۔ بلاول بھٹوزرداری صاحب کا کہنا ہے کہ ہر کسی کو اپنی ڈومینز سے باہر کھیلنے کی بجائے اپنا کام کرنا چاہیئے۔ پاکستان پیپلز پارٹی مضبوط لڑکی کے نعرے کی حمایت کرتی ہے اور کرتی رہے گی۔ انہوں نے کہا کہ لڑکیوں کی تعلیم اور پیشہ ورانہ تربیت بغیر کسی تفریق کے پاکستان کی خوشحالی اور ترقی کی واحد ضمانت ہے، بچیوں کے عالمی دن کے موقع پر اپنے پیغام میں انہوں نے کہا کہ ترقی اور خوشحالی پر مبنی مستقبل انہیں بااختیار بنانے میں کلیدی



بلاول بھٹوزرداری صاحب محترمہ شیما کرمانی کی سربراہی میں عورت مارچ کی شرکاء سے ملاقات کرتے ہوئے اس موقع پر میڈم شیریں رحمٰن صاحبہ بھی موجود ہیں



بلاول بھٹو زرداری صاحب ایک عورت کو اپنے گھر کے کاغذات دیتے ہوئے
اس موقع پر آپ چیف سردار محمد بخش خان مہر صاحب بھی موجود ہیں

کردار ادا کرے گا انہوں نے کہا کہ خواتین کو ساتھ لئے بغیر یہ محض خواب ہی رہ سکتا ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی صوبائی حکومت ہماری بیٹیوں کو زندگی کے ہر شعبے میں آگے لانے کے لئے ہر ممکن اقدامات کر رہی ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی سندھ کی موجودہ حکومت نے لڑکیوں کے لئے مفت اور معیاری تعلیم کو یقینی بنایا ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی جانب سے طالبات کو نقد اور وظیفے کے ساتھ سپورٹ کی جا رہی ہے کسی اور صوبے میں ایسی مثال نہیں ملے گی۔ بلاول بھٹو نے کہا کہ پاکستان پیپلز پارٹی وہ واحد جماعت ہے جو خواتین کی مکمل نمائندگی کرتی ہے اور خواتین کے حقوق کی سب سے بڑی علمبردار اور ان کی محافظ ہے۔ بلاول بھٹو زرداری نے ان تمام خواتین کو سلام پیش کیا جنہوں نے ہر سطح پر بہت سی رکاوٹوں اور سماجی ممنوعات کو شکست دیتے ہوئے زندگی کے تمام شعبوں اور میدانوں میں قدم رکھا۔ ہماری خواتین نے سماجی ممنوعات کے باوجود جرات اور بہادری کے ساتھ اپنا کردار ادا کیا ہے خواتین نے حکومتی پابندیوں کے باوجود زندگی کے ہر شعبہ میں اپنا لوہا منوایا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میری مائیں، بہنیں اور بیٹیاں ایک دن فاطمہ جناح، شہید محترمہ بینظیر بھٹو، عاصمہ جہانگیر، اور مریم مختار کے حقیقی رنگوں کی نمائندگی کریں گی۔ آیئے ہم ان کی عزت کریں اور ان کی قدر کریں۔ انہوں نے معاشرے میں رائج صنفی عدم مساوات کے مسائل پر رنج و غم کے ساتھ تحفظات کا اظہار کیا۔ انہوں نے ہفتے کے روز بلاول ہاؤس میں شیری رحمٰن کے ہمراہ عورت مارچ کی شرکاء سے ملاقات کرتے ہوئے کہا کہ عورت مارچ کی منتظمین سے ملاقات کر کے خوشی ہوئی، ترقی کیلئے اہم سماجی، سیاسی اور عوامی مقامات پر ان پر عائد کی جانے والی پابندیاں پدرانہ معاشرے میں متعصّبانہ، بدتمیزی ہے ایسے محرکات اور عوامل سے ہمیں کنارہ کشی اختیار کر کے اس پدرانہ معاشرے میں خواتین کو بھی برابری کے حقوق دینے ہونگے۔ بلاول بھٹو زرداری صاحب نے واشگاف الفاظ میں کہا کہ خواتین کے حقوق انسانی حقوق ہیں اور انسانی حقوق خواتین کے حقوق ہیں۔ اجلاس میں شیماء کرمانی، قرات مرزا، نگہت دادا اور ایمن رضوی نے شرکت کی۔ جبکہ دوسری جانب چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی بلاول بھٹو نے پاکستان میں کم عمری کی شادیوں کے خاتمے کی وکالت کرتے ہوئے کہا کہ سندھ میں چائلڈ



بلاول بھٹو زرداری صاحب کا عورت مارچ کی شرکاء کے ساتھ گروپ فوٹو



بلاول بھٹو زرداری صاحب چائلڈ میرج کے خلاف آواز بلند کرتے ہوئے

میرج ریسٹرینٹ ایکٹ 2013 کے تحت صوبے میں کم عمری کی شادیوں کی قانونی عمر اٹھارہ سال کردی گئی ہے۔قومی اسمبلی میں اپوزیشن کے رکن کی حیثیت سے انہوں نے کہا کہ شادی کی قانونی عمر کو بڑھایا جائے اور 18 سال کی جائے انہوں نے کہا کہ UAE میں شادی کی عمر 18 سال ہے، انڈونیشیا میں 18 سال ہے۔ترکی میں بھی 18 سال ہے، کیا وہ اسلامی مما لک نہیں ہیں۔انہوں نے کہا کہ سندھ میں بھی شادی کی عمر 18 سال ہے۔انہوں نے کہا یہ ایک المیہ ہے کہ کم عمری کی شادی کی وجہ سے پاکستان میں ہر 20 منٹ میں ایک لڑکی کم عمری کے حمل کے نتیجے میں مرجاتی ہے۔

شہری حقوق

بلاول بھٹو زرداری صاحب نے پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق کا بار بار دفاع کیا ہے۔ 4 دسمبر 2012 کو کراچی میں ہندو مندر کے انہدام پر ایک بیان میں کہا کہ ہمارے آباؤ واجداد نے عدم برداشت ،فرقہ پرست اور آمریت کے خلاف اپنی جانیں قربان کیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اٹھیں اور جناح کے پاکستان کا دفاع کریں۔بلاول بھٹو نے کراچی میں مسیحی بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ کرسمس کا جشن منایا اور کرسمس کا کیک کاٹا اس موقع پر بشپ صادق ڈینیل ،سینٹر انور لال دین، MPA انتھونی نوید، پاکستان پیپلز پارٹی اقلیتی ونگ کے صدر لال چند اُکرانی پیپلز پارٹی کے رہنماؤں اور مسیحی نمائندوں کی بڑی تعداد موجود تھی۔اس موقع پر بلال بھٹو نے مسیحی برادری کو کرسمس کی مبارک باد دی اور کہا کہ پاکستان پیپلز پارٹی ملک میں سماجی انصاف، برابری، بین المذاہب ہم آہنگی کی محافظ ہے اور پوری دنیا میں امن وآشتی کے لئے بھر پور طریقے سے اس کی وکالت کررہی ہے، بلاول بھٹو زرداری نے مسیحی برادری کو سراہتے ہوئے کہا کہ پاکستان کی مسیحی برادری نے مختلف شعبوں بالخصوص تعلیم، پیشہ ورانہ تربیت اورحتیٰ کہ ملک کے دفاع میں بھی گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں جو قابل تحسین ہیں۔آپ نے توہین رسالت کے قوانین کے غلط استعمال پر تشویش کا اظہار کیا اور کہا کہ یہ نہ صرف مسیحی برادری کیلئے بلکہ ہم سب کیلئے باعث تشویش ہے



بلاول بھٹو زرداری صاحب لاڑکانہ میں عیسائی برادری کے ساتھ کرسمس کا کیک کاٹتے ہوئے اس موقع پر محترمہ صنم بھٹو، نثار احمد کھوڑو صاحب ودیگر موجود ہیں



محترمہ شیریں رحمٰن صاحبہ شہباز بھٹی اور دیگر شہداء کے حوالے سے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے

یہ میری بھی تشویش ہے ان قوانین کو انتہا پسندوں نے ذاتی اسکور کو طئے کرنے کے لئے ایک آلے کے طور پر استعمال کیا ہے انہیں عیسائیوں اور دیگر لوگوں کی جائیدادوں پر قبضے کے لئے استعمال کیا گیا ہے، توہین رسالت کے قوانین میں لازمی سزائے موت ہے، ہم ان قوانین کے غلط استعمال کو روکیں گے۔ اس قانون کی روح کو توڑ مروڑ کر محض اپنے یا ذاتی مفاد کے استعمال، یا اس کے ذریعے کسی کو گمراہ کرنے والے عناصر کے خلاف اقدامات اٹھانے چاہیں۔ ان خیالات کا اظہار چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی بلاول بھٹو زرداری نے شہباز بھٹی کی برسی کی تقریب کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے کیا انہوں نے کہا کہ شہباز بھٹی کا متعصبوں کے ہاتھوں قتل صرف ایک سیاسی جماعت کا نقصان نہیں بلکہ قوم کا نقصان ہے۔ پی پی پی تمام اقلیتوں کے حقوق کے دفاع پر یقین رکھتی ہے۔ پہلی بار ہم نے غیر مسلم پاکستانیوں کو سینٹ میں چار نشستوں کی پیش کش کی، پاکستان پیپلز پارٹی نے انور لال دین ایک عیسائی کو مخصوص نشست پر نامزد کیا ہے، اس کے علاوہ ہم نے کرشنا کولہی کو خواتین کی جنرل نشست پر نامزد کیا ہے، بلاول بھٹو نے کہا کہ پیپلز پارٹی کی پچھلی حکومت کے دوران یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ 12 اگست کو ہر سال یوم اقلیت کے طور پر منایا جائے گا۔ اس موقع پر قائد پاکستان پیپلز پارٹی بلاول بھٹو نے ریاستی پالیسی کو درج ذیل الفاظ میں بیان کیا۔ (اگر ہم ایک مستحکم اور خوشحال پاکستان چاہتے ہیں تو ہمیں قائد کے بتائے ہوئے بنیادی اصولوں کی طرف لوٹنا ہوگا)۔ بلاول بھٹو زرداری صاحب کا کہنا ہے کہ آمریت کی جانب سے کی جانے والی ایک بہت بڑی تباہی قائد کے تصور کردہ راستے سے ہٹنا ہے۔ جہاد کی نجکاری کرنا بہت بڑی زیادتی ہے پرائیوٹ جہاد نے ریاست اور معاشرے کے وجود کو خطرے سے دوچار کر دیا ہے۔ ہمیں



اقلیتی ممبر قومی اسمبلی کرشنا کولہی تھری لباس کے ساتھ اس موقع پر پی پی پی کی قیادت بھی موجود ہے

اپنے درمیان سے ان تمام لوگوں کو نکالنا چاہیے جو عسکریت پسندوں اور مذہبی جنونیوں کو فروغ دیتے ہیں انہوں نے کہا کہ ہم ایسے عناصر کا مقابلہ امن وسلامتی کے لیئے کرینگے، ہمیں مسلم اور غیر مسلموں کا اعتماد بحال کرنا ہے۔ بلاول بھٹو نے کہا کہ میں ان بہادر افرد کو بھی خراج تحسین پیش کرتا چاہتا ہوں جنہوں نے بین المذاہب ہم آہنگی کی حمایت اور فروغ دینے کے لئے عسکریت پسندوں اور انتہا پسندوں کے ہاتھوں



وزیراعظم پاکستان یوسف رضا گیلانی شہباز بھٹی کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے

نقصان اٹھایا ہے وہ قوم کے ہیرو ہیں ۔ بلاول بھٹو نے کہا کہ پاکستان اور اس دنیا کو مزید خوبصورت اور روادار بنانے کیلئے شہباز بھٹی نے بین المذاہب اقدامات کا آغاز کیا ۔اس نے تقسیم کرنے والی دیواروں کو گرانے کی کوشش کی وہ جمہوریت کی بحالی کیلئے ہماری جدوجہد کا ایک لازمی حصہ تھے انہوں نے رواداری، محبت اور اتحاد کی تبلیغ کی ۔

موسمیاتی تبدیلی

موسمیاتی تبدیلی کے خطرات کو سامنے رکھتے ہوئے بلاول بھٹو زرداری نے پاکستان کے معاشی ترقی کے ماڈل کی مکمل تنظیم نو کرنے کا منصوبہ تجویز کیا ان کی پارٹی کے انتخابی منشور کا مقصد اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ 10 ملین ڈالر سے زیادہ کے فنڈز موسمیاتی تبدیلیوں سے لڑنے کیلئے دیئے جائیں 2022 میں پاکستان میں آنے والے سیلاب کے تناظر میں انہوں نے کہا کہ سیلاب کے نتیجے میں 70 لاکھ سے زیادہ لوگوں کو بے گھر ہونا پڑا ہے ۔میری اور ہماری پارٹی کی بھرپور کوشش ہے کہ ہم بے گھر ہونے والے خاندانوں کو نہ صرف گھر مہیا کرسکیں بلکہ آنے والی موسمیاتی تبدیلیوں کے حوالے سے بھی اقدامات کریں تاکہ خدانخواستہ مستقبل میں رونما ہونے والے ایسے واقعات کے خلاف اقدامات کیئے جاسکیں۔



بلاول بھٹو دورہ کشمیر کے موقع پر وفد سے ملاقات کرتے ہوئے

خارجہ پالیسی

پاکستان پیپلز پارٹی کے سربراہ بلاول بھٹو زرداری نے کہا ہے کہ ہماری پارٹی اقتدار میں آئی تو پورا کشمیر بھارت سے واپس لے لیں گے ۔تاہم ہندوستان کی جانب سے شدید تنقید کی گئی ۔ بلاول بھٹو نے پی پی پی کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں کشمیر ہندوستان سے واپس لونگا اور اس کا ایک انچ بھی پیچھے نہیں چھوڑوں گا ، کیونکہ دوسرے صوبوں کی طرح کشمیر بھی پاکستان کا حصہ ہے اس موقع پر سابق وزرائے اعظم یوسف رضا گیلانی اور راجہ پرویز اشرف بھی انکے ہمراہ تھے ۔جبکہ 6 فروری 2019 کو بلاول بھٹو زرداری صاحب نے کشمیری عوام کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کیلئے کے لئے واشنگٹن میں کشمیر کونسل سے ملاقات کی ۔ ملاقات کے دوران انہوں نے وفد کو یقین دلایا کہ وہ معصوم اور نہتے کشمیریوں پر بھارتی افواج کے مظالم



بلاول بھٹو زرداری صاحب کشمیر میں جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے

کے خلاف قومی اور بین الاقوامی سطح پر اور ہر فورم پر آواز بلند کرتے رہیں گے ، انہوں نے کہا کہ کشمیر کے کاز سے وفاداری ان کے خون میں شامل ہے ۔ غیر قانونی اور غیر اخلاقی بھارتی قبضے سے آزادی کی منسفانہ جدوجہد میں کشمیری عوام کے ساتھ ہیں ان کا کہنا ہے کہ ہندوستان کے زیر انتظام کشمیر کے عوام خود کو تنہا اور بے یار و مددگار نہ سمجھیں ہم آپ کے ساتھ ہیں ۔ دوسری جانب امریکی ڈیموکریٹک پارٹی کی جانب سے فنڈ جمع کرنے کے ایک پروگرام میں بائیڈن نے کہا کہ پاکستان دنیا کی خطرناک ترین قوموں میں سے ایک ہے کیونکہ اس کے پاس بغیر کسی ہم آہنگی کے جوہری ہتھیار ہیں جس کے جواب میں پاکستان کے وزیر خارجہ بلاول بھٹو زرداری نے کہا کہ وہ بائیڈن کے ریمارکس سے حیران ہیں اور انہوں نے وزیر اعظم سے بات کرنے کے بعد امریکی سفیر ڈونلڈ بلوم کو پاکستان کے دفتر خارجہ میں طلب کیا اور اس کی سخت سرزنش بھی کی ، ایک امریکی اہلکار نے اس بات کی تصدیق کی کہ بائیڈن کے تبصرے کے بعد بلوم کو پاکستان کی وزارت خارجہ نے طلب کیا تھا ۔ امریکی اہلکار نے کہا کہ بائیڈن کے تبصروں نے خطے میں امریکی سفارت کاروں کو مایوس کیا ۔

دہشت گردی



بلاول بھٹو زرداری صاحب دہشت گردی کے خلاف آواز اٹھاتے ہوئے

بلاول بھٹو زرداری نے ایک موقع پر قومی رہنماؤں پر زور دیا کہ وہ معاشرے میں تشدد کو فروغ دینے والے عناصر کے خلاف کام کریں ، انہوں نے کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ ہمیں تشدد کو بڑھاوا دینا بند کرنا چاہیئے ۔ بلاول بھٹو نے دہشت گردی کا مقابلہ کرنے کیلئے سخت اقدامات اٹھانے پر زور دیا انہوں نے کہا کہ پاکستان جیسے ملک نے دنیا میں بڑھتی ہوئی دہشت گردی کی وجہ سے بہت کچھ کھویا ہے ، معاشرے کے تمام طبقات کو دہشت گردی کے خلاف اپنی نظریاتی پوزیشن کو مضبوط کرنے کیلئے اقدامات اٹھانے ہونگے ۔ بلاول بھٹو زرداری نے کہا کہ بدقسمتی سے نوجوان پر تشدد تنازعات میں سب سے آگے ہیں کیونکہ زیادہ سے زیادہ ناپختہ نوجوان نسل کو گمراہ کر کے اس جانب دھکیلا جا رہا ہے انہوں نے کہا کہ دہشت گردی اور انتہا پسندی صرف مسلم دنیا تک محدود نہیں اسکا دائرہ پوری دنیا میں پھیل چکا ہے



بلاول بھٹوزرداری صاحب قومی اسمبلی میں نیشنل ایکشن پلان کے حوالے سے خطاب کرتے ہوئے

۔ چئیر مین پاکستان پیپلز پارٹی بلاول بھٹو نے صوبائی کابینہ کے اجلاس کی صدرات کرتے ہوئے کہا کہ وزیر اعظم عمران خان گجرات کے قصائی مودی کے خلاف بات نہیں کر سکتے جبکہ دوسری جانب عمران خان کی جانب سے بھارتی پائلٹ کی رہائی کے لیئے این آر او کی پیشکش کی جارہی ہے۔ بلاول بھٹوزرداری صاحب نے کہا کہ عمران خان کا کام صرف اور صرف جھوٹے مقدمات کے ذریعے اپوزیشن کونشانہ بنانا رہ گیا ہے وہ افغانستان اور ایران جیسے پڑوسیوں کے ساتھ ملک کے تعلقات خراب ہیں اور کٹھ پتلی وزیر اعظم کے دور میں اندرونی طور پر ریاست کا ہر طبقہ بگاڑ کا شکار رہے۔ آزدی صحافت سے لیکر انسانی حقوق تک، حالات بتدریج بدترین ہوتے جارہے ہیں ۔ تین وفاقی وزراء کی برطرفی کے اپنے مطالبے کو دہراتے ہوئے انہوں نے PTI حکومت کو خبردار کیا کہ اگر اس نے اپنی صفوں میں موجود دہشت گرد عناصر کے خلاف کاروائی نہ کی اور نیشنل ایکشن پلان پر حقیقی روح کے ساتھ عملدرآمد کیا جائے ۔ بلاول بھٹو صاحب نے بڑے واشگاف الفاظ میں کہا کہ میں نیشنل ایکشن پلان پر عمل درآمد کیلئے ایک مشترکہ پارلیمانی کمیٹی کا مطالبہ کرتا ہوں ہمارا مطالبہ ہے کہ تینوں وفاقی وزراء کو انتہا پسند تنظیموں سے تعلق کی بنیاد پر ہٹایا جائے۔ چئیر مین پاکستان پیپلز پارٹی نے خبردار کرتے ہوئے کہا کہ اگر ہمارے مطالبات نہ مانے گئے تو ہم کسی بھی اقدام پر حکومت کی حمایت نہیں کرینگے۔



بلاول بھٹوزرداری صاحب قومی اسمبلی میں نیشنل ایکشن پلان کے حوالے سے خطاب کرتے ہوئے

بلاول بھٹو زرداری صاحب نے کہا کہ آج ہمارے پاس دہشت گردی اور انتہا پسندی کے خلاف ایک وسیع البنیاد قومی اتفاق رائے ہے، جہاں ایک دہائی پہلے دہشت گردی کے خلاف جنگ پر اتفاق رائے کا فقدان تھا، پیپلز پارٹی کے رکن اور اقلیتوں کے پہلے وزیر کی حیثیت سے شہباز بھٹی نے ایک قومی اتحاد بنانے کی کوشش کی اور بالآخر جولائی 2010 میں ان کی ایک قومی اتحاد بنانے کی کوشش کے نتیجہ میں مذہبی رہنماؤں کی بڑی اکثریت نے دہشت گردی کی مذمت کی اور مشترکہ بیان جاری کیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ آمریت بہت آگے نکل گئی یہاں تک کہ غیر مسلموں کی عبادت کے حق کے حوالے سے آئین کے دیباچے سے لفظ آزادانہ کو حذف کر دیا۔ بلاول بھٹو نے کہا کہ آئین کے ساتھ ہیرا پھیری کی گئی تھی تاہم ہماری پارٹی پی پی پی کی وجہ سے ہر شہری کے مذہب کا


اقلیتی امور کے وزیر شہباز بھٹی کیلئے شمع روشن کی جا رہی ہیں

دعویٰ کرنے کے حوالے سے آزادانہ لفظ کو بحال کر دیا گیا ہے۔ بھٹی نے میری والدہ شہید بینظیر بھٹو کی قابل اور منصفانہ قیادت میں پی پی پی میں شمولیت اختیار کی بھٹی نے میری والدہ کا ہمیشہ بہت احترام کیا، بلاول بھٹو زرداری صاحب کا کہنا تھا کہ بھٹی محض ذاتی مفادات کے حصول کیلئے توہین رسالت کے قانون کے غلط استعمال کا شکار ہوئے جس کا ہمیں بہت افسوس ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری نے اظہارِ یکجہتی کیلئے گھوٹکی میں فسادات کے دوران دھام مندر پر حملے کی جگہ کا دورہ کیا انہوں نے اس حملے پر گہری تشویش اور برادری کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ ایک انتہائی قابل افسوس واقعہ ہے کہ شر پسندوں کی جانب سے مندر میں توڑ پھوڑ کی گئی ہم سندھ میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو نقصان پہنچانے کی سازش کی بھرپور مذمت کرتے ہیں انہوں نے اس بات کی یقین دھانی کرائی کہ ہجوم کے حملے کے مجرموں کو سزا کے بغیر جانے نہیں دیا جائے گا اور اس سازش میں شامل عناصر کے خلاف حکومت سندھ کی جانب سے سخت سے کاروائی کی جائے گی۔ بلاول بھٹو زرداری نے کہا کہ مندر پر ہجوم کا حملہ اس صوبے میں امن وامان کو خراب کرنے اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے حوالے سے ملک کو بدنام کرنے کی کوشش ہے۔ بلاول بھٹو نے کہا کہ اس سانحہ کے زریعے وزیر اعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ کو بدنام کرنے کی سازش رچی گئی


بلاول بھٹو زرداری صاحب شیوا مندر کلفٹن میں دیوالی کے موقع پر
وزیر اعلیٰ سندھ، مکیش کمار چاؤلہ و دیگر بھی موجود ہیں

ہے ان کے خلاف من گھڑت الزامات عائد کر کے انکی کردار کشی کی مہم چلائی جا رہی ہے، مرکز کی کٹھ پتلی حکومت کی جانب سے سندھ حکومت کو مختلف بہانوں سے ہٹانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں تا کہ صوبے میں بھی وفاق کی طرح کٹھ پتلی حکومت قائم کی جا سکے۔ لیکن سندھ کے لوگ اور پاکستان پیپلز پارٹی انہیں سندھ پر قبضہ کرنے نہیں دیگی۔
بعد ازاں بلاول بھٹو زرداری نے مقامی جامع مسجد کا دورہ کیا جو فسادات کے دوران حملے کی زد میں آئی تھی انہوں نے مسجد پر حملے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے انتہائی دکھ اور رنج وغم کا اظہار کیا، گھوٹکی کے دورے کے موقع پر آپ کے ساتھ سہیل احمد سیال، جام اکرام اللہ دھاریجو، سردار محمد بخش خان مہر، بنگل خان مہر، عاجز دھامرہ اور دیگر پارٹی رہنماء بھی موجود تھے۔

یادِ بینظیر - 27 دسمبر 2012

کسی آمر کو عوام کے حق پر ڈاکہ نہیں ڈالنے دینگے - بلاول بھٹو زرداری



بلاول بھٹو اور آصف علی زرداری صاحب گڑھی خدا بخش میں عوام کے نعروں کا جواب دیتے ہوئے

پاکستان کی سابقہ وزیراعظم شہید جمہوریت محترمہ بینظیر بھٹو کے 24 سالہ بیٹے بلاول بھٹو زرداری نے جمعرات کو اپنی والدہ کے قتل کی پانچویں برسی پر شعلہ انگیز تقریر کے ساتھ اپنے سیاسی کیریئر کا آغاز کیا انہوں نے کہا کہ آمریت اور ایجنسیوں کی گود سے جنم لینے والے ہم سے نہیں جیت سکتے، ہمارے ساتھ عوام کی طاقت ہے، آج بھی جمہوریت کو ختم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، جمہوریت کے خاتمے کیلئے نئے کھلاڑی لائے جارہے ہیں، جن پتھروں کو ہم نے زبان دی ہے وہی ہم پر برس رہے ہیں، پاکستان پیپلز پارٹی جمہوریت کو ختم ہونے نہیں دے گی، آمر کی گود میں پلنے والے ہمارے مخالف بن چکے ہیں، پاکستان پیپلز پارٹی دہشت گردی سے خوفزدہ نہیں ہوگی، شہید جمہوریت بینظیر بھٹو کی برسی کے موقع پر اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ جمہوریت کے دعویدار ایجنسیوں کے ذریعے بینظیر بھٹو کا راستہ روکنا چاہتے تھے۔ بلاول بھٹو زرداری صاحب نے کہا کہ اگر ہمارے ہاتھ بھی کاٹ دیئے گئے تو بھی ہمارا پرچم بلند رہے گا، نظام بدل رہا ہے پرانے برج گر رہے ہیں کسی آمر کو اقتدار پر قبضہ نہیں کرنے دینگے۔ پیپلز پارٹی کسی آمر کو عوام کے حق پر ڈاکہ ڈالنے نہیں دے گی۔ بلاول بھٹو زرداری نے کہا کہ میں ملک کے سب سے بڑے قاضی سے پوچھتا ہوں کہ آپ کے پاس پکوڑے، سموسے، چینی اور سی این جی کی قیمتوں کے تعین، کالا باغ ڈیم کے فیصلے اور لاڑکانہ کی بجلی بند کرنے کیلئے وقت ہے مگر بی بی شہید اور بھٹو ریفرنس سننے کا وقت کیوں نہیں، میری والدہ کے قاتلوں کو سزا کیوں نہیں ملی؟ عدلیہ کا ہر فیصلہ قبول لیکن میرا یہ سوال ہے کہ قائد عوام کا رات کو نکلنے والا جنازہ نظر کیوں نہیں آتا، پیپلز پارٹی کا ہر کارکن شہید بھٹو ریفرنس کا فیصلہ سننا چاہتا ہے، انہوں نے کہا کہ آپ کو یہ سب چیزیں نظر آتی ہیں مگر شہیدوں کا خون نظر کیوں نہیں آتا، بی بی کا خون پنڈی کی سڑکوں پر نظر نہیں آتا جہاں انصاف نہ ہو وہاں معاشرہ تباہ ہوجاتا ہے، انہوں نے کہا کہ قاضی صاحب آپ کا کام انصاف فراہم کرنا ہے حکومت کرنا نہیں، منصف ہو تو انصاف کرو میری ماں کے قاتلوں کو سزا کیوں نہیں دیتے، میری ماں کے قاتلوں کو سزا دینے کا وقت نہیں تو میری ماں کی قبر کے ٹرائل کا وقت

تمہیں کیسے مل گیا، جمہوریت لانے والی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی ہے، ہم ہی پاکستان، آئین اور عوام کی حفاظت کرنے والے ہیں، 1973 کا آئین بحال ہے، عورتوں کو بہتر مقام دیا گیا، مکمل تحفظ فراہم کرنے والے قانون متعارف کرائے، بینظیر انکم سپورٹ پروگرام، وسیلہ حق پروگرام، وسیلہ روزگار پروگرام، وسیلہ صحت، وسیلہ تعلیم پیپلز پارٹی کی حکومت کے کارنامے ہیں، ہم نے بہترین معاشی پروگرام دیئے، معاشی پلاننگ دی ہمیں دہشت گردی کے باوجود کامیابی ہوئی، 25 بلین کی برآمدات بھیجیں، اسٹاک ایکسچینج 16 ہزار پوائنٹس انڈیکس پر ہے، بلاول بھٹو صاحب نے واشگاف الفاظ میں کہا کہ منفی سوچ تباہی کی جانب لے



گڑھی خدا بخش میں محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی برسی کے موقع پر عوام کا ٹھاٹیں مارتا سمندر

جائے گی مثبت خیالات پاکستان کی ترقی اور بقاء کیلئے اہم ہیں، پیپلز پارٹی عوام کی طاقت کی قائل ہے وہ عوام سے بھرپور اعتماد کی توقع رکھتی ہے۔ پرویز مشرف نے بلوچستان کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا، ہم بلوچستان میں لگی آگ سے غافل نہیں ہیں بلوچستان ہمارے جسم کا حصہ ہے، بلوچستان سے ریاست کی جانب سے معافی مانگتے ہیں، مسائل حل کرنے کیلئے وقت درکار رہے، صبر کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ میں بلوچ بھائیوں سے کہتا ہوں کہ آپ دشمنوں کی سازشوں کا شکار ہوکر اپنے ملک کو نہ چھوڑیں، ذوالفقار علی بھٹو کو ناحق پھانسی دے دی گئی، میری ماں کو قتل کر دیا گیا، ہزاروں جانثار قتل ہوئے مگر ہم نے پاکستان نہیں چھوڑا، ہم نے عدلیہ کی آزادی اور خودمختاری پر سر تسلیم خم کیا، ملک کے سب سے بڑے قاضی کو بھٹو ریفرنس سننے کا وقت بھی نکالنا ہوگا، سی آئی ڈی یو این رپورٹ کے باوجود بینظیر بھٹو صاحبہ قتل کیس میں انصاف کی فراہمی کیوں نہیں ہورہی، ہم نے صوبوں کو خودمختاری اور مرکز سے زیادہ اختیارات دیئے، ہم برابری پر یقین رکھتے ہیں ہم لوگوں کو گھروں میں محفوظ رکھنے کے قائل ہیں، مخالفین اقتدار کی ہوس میں نفرت کی پالیسی اپناتے ہیں، صدر پاکستان نے کہا تھا کہ نظام بدلنا چاہتے ہیں آج نظام بدلا جارہا ہے اسی لیئے اتنی مخالفت ہورہی ہے، جمہوریت کے دعویدار وہی ہیں جنہوں نے اصغر خان اور ایجنسیوں کی مدد سے بی بی شہید کا راستہ روکا، اس دفعہ بھی انہوں نے سبق نہیں سیکھا اور نئے کھلاڑی پیدا کر دیئے ہیں، آمریت اور ایجنسیوں کی گود سے جنم لینے والوں سے ہم نہیں جیت سکتے لیکن ایسی قوتوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمارے ساتھ عوام کی طاقت ہے۔ بلاول بھٹو زرداری صاحب نے کہا کہ ہمارے ہاتھ کاٹو گے تو بھی پرچم بلند ہوگا، لب سی دوگے پھر بھی جئے بھٹو کا نعرہ بلند ہوتا رہے گا۔ کبھی کسی آمر کو عوامی حق چھیننے کی اجازت نہیں

دینگے ۔ ہم قتل کے خوف سے اپنے مشن سے نہیں ہٹیں گے ۔ آج شہیدوں کے درمیان ہوں نانا اور میری والدہ میرے ساتھ ہیں جمہوریت لے کر آئے ہیں اس کی حفاظت بھی کرینگے ۔ جمہوریت کی جنگ میں شہید ہونے والے سب ہمارے ساتھ ہیں، روٹی کپڑا اور مکان کل بھی ہمارا نعرہ تھا آج بھی ہمارا نعرہ ہے ۔ بلاول بھٹو زرداری صاحب نے کہا کہ میرے نانا اور والدہ کو شہید کر دیا گیا ہماری رگوں میں خون کھول رہا ہے لیکن اس کے باوجود ہم نے وطن نہیں چھوڑا ہم نظام قائم رکھنا چاہتے ہیں، مخالفین کی جانب سے کبھی میمو گیٹ کا سہارا لیا جاتا ہے کبھی کچھ اور وہ جمہوریت تباہ کرنے پر تلے ہیں، شہید بی بی زندہ ہے قاتل شرمندہ ہے ۔

یادِ بینظیر ۔ 27 دسمبر 2013

شہادت اور گڑھی خدا بخش ہماری منزل ہے ۔ بلاول بھٹو زرداری



گڑھی خدا بخش میں بلاول بھٹو زرداری اور آصف علی زرداری دعا مانگتے ہوئے

پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری صاحب نے محترمہ بینظیر بھٹو کی چھٹی برسی پر گڑھی خدا بخش میں انتہائی جوشیلی، جذباتی اور جارحانہ تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے عملی سیاست میں آنے اور طالبان کے خلاف جہاد کرنے کا اعلان کیا ہے، ہمیں معلوم ہے کہ ہم جس راستے پر گامزن ہیں اس پر قدم قدم پر موت ہے، شہادت اور گڑھی خدا بخش ہماری منزل ہے، بلاول بھٹو زرداری صاحب نے طالبان سے مذاکرات کیلئے انتہائی کڑی شرائط پیش کرتے ہوئے کہا کہ طالبان سے ہتھیار پھینکنے، دہشت گردی میں ہلاک ہونے والوں کا خون بہا دینے اور میثاق مدینہ کی طرح اقلیتوں کی عزت واحترام چاہتے ہیں ۔ نواز شریف اور طالبان کا نظریاتی خالق ضیاء الحق تھا، تحریک انصاف کی سوچ پر حملہ کرتے ہوئے چیئرمین پی پی پی نے کہا کہ دہشت گردی اور انتہا پسندی کا مسئلہ دھرنوں اور لانگ مارچوں سے ختم ہونے والا نہیں یہ انتہائی پیچیدہ مسئلہ ہے یہ بچوں کا کرکٹ کا کھیل کود نہیں جو جادو کے بلے سے حل کر لیا جائے گا ہو سکتا ہے کہ اس مسئلہ کے خاتمہ میں ہماری کئی نسلیں لگ جائیں، دہشت گردی اگر قوم کے نام پر کی جائے تو قوم کو بدنام کر دیتی ہے ۔ اگر ریاست کے نام پر کی جائے تو ریاست کو بدنام کر دیتی ہے اور اگر مذہب کے نام پر کی جائے تو مذہب کو بدنام کر دیتی ہے ۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے روائتی نعرہ روٹی کپڑا اور مکان کا ذکر کرتے ہوئے بلاول بھٹو زرداری صاحب نے کہا کہ انہوں نے اس میں علم، روشنی اور کام

کا بھی اضافہ کیا ہے اور کہا کہ ان کے سامنے ایک ہی راستہ ہے وہ ہے خوشحال اور پرامن پاکستان کا راستہ، دہشت گردی سے نجات کا راستہ، چئیر مین پاکستان پیپلز پارٹی محترمہ بلاول بھٹو صاحب نے اپنے اختتامی الفاظ میں کہا کہ اس وقت ظالموں کے سامنے صرف اور صرف پاکستان پیپلز پارٹی کھڑی ہے۔

یادِ بینظیر ۔ 27 دسمبر 2015

سندھ دشمن پالیسی کے خلاف دمادم مست قلندر ہوگا۔ بلاول بھٹو زرداری



گڑھی خدا بخش میں بلاول بھٹو زرداری صاحب جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے

چئیر مین پاکستان پیپلز پارٹی بلاول بھٹو زرداری صاحب نے کہا کہ مسلم لیگ (ن) قومی اسمبلی کو سیاسی انتقام کیلئے استعمال کررہی ہے میاں صاحب آپ کیوں PIA اور پارلیمنٹ کو ماں کا زیور سمجھ کر بیچ رہے ہیں، پاکستان پیپلز پارٹی آپکو عوام کے معاشی قتل کی اجازت نہیں دے گی، اسمبلی میں مسلم لیگ کی سندھ دشمن پالیسی کے خلاف آواز اٹھائینگے اور اگر آواز نہیں سنی گئی تو عوام کے پاس جائیں گے اور دمادم مست قلندر ہوگا، پیپلز پارٹی کی ٹارگٹ کلنگ کی تاریخ بہت پرانی ہے، میری ماں کے خون سے ملک کو جمہوریت نصیب ہوئی، بی بی نے جان دے دی مگر دہشت گردوں کے سامنے سر نہیں جھکایا، سابق وزیراعظم شہید جمہوریت محترمہ بینظیر بھٹو کی برسی کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے بلاول بھٹو زرداری نے کہا کہ ملک میں نیشنل ایکشن پلان کے نام پر چھوٹے صوبوں کو کمزور کرنے کی سازش ہورہی ہے۔ میاں صاحب آپ مسلم لیگ (ن) کے نیشنل ایکشن پلان پر عمل کررہے ہیں، دہشت گردی کے خاتمے تک پاکستان پیپلز پارٹی کی جنگ جاری رہے گی۔ پنجاب میں آپ نے دہشت گردوں کو پناہ گاہیں دی ہوئی ہیں۔ بتایا جائے کہ آج فیصلے بند کمروں میں کیوں ہورہے ہیں۔ الیکشن میں طالبان اور این آر اوز نے پاکستان پیپلز پارٹی کو نشانہ بنایا، شکست آپ کا مقدر کل بھی تھی اور آج بھی ہے۔ ہم دہشت گردوں سے کبھی نہیں ڈریں گے، ایک شخص اسلام آباد میں بیٹھ کر داعش سے پیسے لے رہا ہے۔ کیا ماڈل ٹاؤن دہشت گردی نہیں ہوئی، ماڈل ٹاؤن واقعہ میں پولیس کس کی سہولت کار تھی۔ ماڈل ٹاؤن میں پولیس کو کس نے حکم دیا، میاں صاحب آپ میڈیا ٹرائل کرلیں تمام ادارے استعمال کرلیں شکست آپ کا مقدر ہے۔ ہم وفاقی دارالحکومت کو دہشت گردوں کی سرزمین نہیں بننے دینگے۔ ہر وار کے بعد پیپلز پارٹی طاقتور ہوتی ہے

۔ بلاول بھٹو زرداری صاحب نے کہا کہ نیشنل ایکشن پلان کے تحت صوبوں کے خلاف سازشیں کی جارہی ہیں، انتقامی کاروائیاں کب بند ہوں گی۔ صوبوں کے خلاف نیشنل ایکشن پلان کے تحت کام سے لگتا ہے کہ یہ نیشنل ایکشن پلان نہیں مسلم لیگ (ن) کا ایکشن پلان ہے جو سیاسی انتقام کے لیئے استعمال کیا جارہا ہے، ہم نے قربانیاں دی ہیں ہمیں دھمکیوں سے ڈرایا نہیں جاسکتا، موجودہ نیشنل ایکشن پلان سیاسی انتقام کے سواء کچھ بھی نہیں ہے، بلاول بھٹو زرداری صاحب نے سوال اٹھایا کہ نیشنل ایکشن پلان کے تحت کون سا بڑا دہشت گرد، سہولت کار گرفتار کیا گیا، پنجاب کے وزیر داخلہ قاتلوں اور سہولت کاروں کو نہیں جانتے ؟ یہ ایکشن پلان نہیں۔ بلاول بھٹو زرداری صاحب نے واشگاف الفاظ میں کہا کہ نیشنل ایکشن پلان کی نگرانی کے لئے پارلیمنٹ کی نیشنل سکیورٹی کمیٹی بنائی جائے۔ ہم نیشنل ایکشن پلان کی حمایت کرتے ہیں لیکن مسلم لیگ ن اسے سیاسی انتقام کے لئے استعمال کررہی ہے۔

یادِ بینظیر۔ 27 دسمبر 2016

بینظیر بھٹو نے ثابت کردیا کہ بندوقوں والے نہتی لڑکی سے ڈرتے ہیں۔ بلاول بھٹو زرداری


گڑھی خدا بخش میں بلاول بھٹو زرداری، آصف علی زرداری صاحب ہاتھ ہلا کر نعروں کا جواب دیتے ہوئے

چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی بلاول بھٹو زرداری صاحب نے شہید جمہوریت بینظیر بھٹو کی برسی پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کچھ لوگ مرا نہیں کرتے انکی سوچ، فکر، کارنامے زندہ رہتے ہیں، کچھ لوگ زندہ رہ کر بھی مردہ لاشوں کی طرح ہوتے ہیں، ذوالفقار علی بھٹو تاریخ اور لوگوں کے دلوں میں زندہ ہیں، کچھ لوگ ہمیں ماضی پرست کہتے ہیں، نہتی لڑکی لڑتی رہی اور یہ ثابت کردیا کہ بندوقوں والے ایک نہتی لڑکی سے ڈرتے ہیں، آج بھی تخت جاتی امراء کی بادشاہت ہے، بینظیر بھٹو کبھی ضیاء اور کبھی ضیاء کی باقیات کیخلاف لڑیں، بینظیر بھٹو کی شہادت کے بعد پاکستان کو کئی مشکلات نے گھیرا تھا، بینظیر کے بعد ملک ٹوٹنے کے قریب تھا، صدر آصف علی زرداری نے کھپے کا نعرہ لگا کر ملک بچایا، مسلم لیگ (ن) کی حکومت ہر محاذ پر ناکام ہوگئی ہے۔ پاکستان کے مفادات خطرے میں ہیں، میں نے چار مطالبات دیئے تھے وقت بھی دیا تھا، انہیں میری بات سمجھ نہیں آئی، مسلم لیگ (ن) کو میری باتیں دیر سے سمجھ آتی ہیں، سپریم کورٹ کے کوئٹہ کمیشن کی رپورٹ میں میری باتیں ثابت ہوگئیں، وزیر داخلہ استعفیٰ دینے کی بجائے سپریم کورٹ

سمیت سب کو دھمکیاں دے رہے ہیں ۔ وزیر داخلہ کالعدم تنظیموں سے ملاقات کر کے اسلام آباد میں جلسے کی اجازت دیتے ہیں میاں صاحب آپ نے کابینہ میں دہشت گردوں کے سہولت کار رکھے ہوئے ہیں، دنیا ہمیں دہشت گرد ملک بنانے کے چکر میں ہے، ہم تنہا کھڑے ہیں، میں کہتا ہوں مستقل وزیر خارجہ لے آئیں جو پاکستان کی صحیح نمائندگی کر سکے ۔ آپ نہیں مانیں گے، آپ نے کہا ہماری حکومت کا کوئی سکینڈل نہیں، میاں صاحب کیا آپ واقعی اتنے سادہ ہیں، ساری دولت غریب کے خون پسینے اور آنسو کی وجہ سے ہے، مجھے دیکھنا ہے سپریم کورٹ کیا کرتی ہے، پاکستان میں پوچھیں وزیر اعظم کون ہوتا ہے تو لوگ کہتے ہیں پانامہ شریف نہ خود تماشا بنیں نہ پورے نظام کو تماشا بنائیں، آپ نے پانامہ بل منظور کرنے میں رکاوٹ ڈالی تو اپوزیشن کے احتجاج کا سامنا کرنا پڑے گا، میں بینظیر کا بیٹا ہوں جس پر آپ نے کیا کیا ظلم نہیں کئے ۔ آپ جیل میں گئے تو میری والدہ نے ARD بنا کر آپ کو اس کا حصہ بنایا، آپ کا وزیر اعلیٰ کہتا تھا کہ زرداری کو سڑکوں پر گھسیٹوں گا، میرے بزرگوں نے بڑوں کی عزت کرنا سکھائی ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں آپ کی سیاست سے اتفاق کروں، ہم پانامہ بل منظور کرا کے عدالت



راولپنڈی محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت کی جگہ پر پی پی کارکنان دعا مانگتے ہوئے

میں جانا چاہتے ہیں ۔ آپ چاہتے ہیں کہ سی پیک متنازعہ بنایا جائے اور میں چپ رہوں، آپ چاہتے ہیں چھوٹے صوبوں کا حق چھین لیں اور میں چپ رہوں ۔ آپ چاہتے ہیں پانامہ میں پکڑے جائیں اور احتساب سے بھاگیں اور میں چپ رہوں، آپ کی پالیسی سے صنعت تباہ ہو جائے اور میں چپ رہوں ۔ آپ چاہتے ہیں کہ لوگ علاج سے محروم رہیں اور میں چپ رہوں، آپ غربت اور بیروزگاری میں اضافہ کریں اور میں چپ رہوں، آپ کا بھائی نرسوں اور ڈاکٹروں پر لاٹھی چارج کرے اور میں چپ رہوں، آپ چاہتے ہیں پانامہ کمپنی میں مزید اضافہ ہو اور میں چپ رہوں، بے گناہوں کو پھانسی ہو اور آپ کو کلین چٹ ملے اور میں چپ رہوں، مودی نہتے کشمیریوں کا خون بہائے آپ اس سے دوستی کریں اور میں چپ رہوں ۔ کارکنان لانگ مارچ کی تیاری کریں اپنے چار مطالبات منوانے کیلئے پورے ملک کا دورہ کرونگا ۔ ہمیں تختِ رائیونڈ کی بادشاہت ختم کرنی ہے ۔ میاں صاحب آپ کہتے ہیں آپ کا کوئی اسکینڈل نہیں ہے، آپ تو سکینڈل ہی سکینڈل ہیں، ہم صرف ملک کے 20 فیصد وسائل استعمال کر سکتے ہیں، میاں صاحب حدیبیہ پیپر ملز آپ کا سکینڈل ہے ۔ سستی روٹی، ییلو کیب، دانش اسکول، مہران اسکینڈل،

نندی پور، ایل این جی، پیپر مل سکینڈل کیا ہیں، اصغر خان کیس کا فیصلہ آج تک کیوں نہیں ہوا، کیا سوموٹو کی تلوار صرف ہمارے لیئے ہیں، ذوالفقار بھٹو کے عدالتی قتل کا فیصلہ کیوں نہیں ہوا۔ عدلیہ نے آج تک ہمارے ساتھ انصاف نہیں کیا، میاں صاحب کل کچھ ہوا تو آپ باہر چلے جائیں گے عوام یہیں رہیں گے۔ میاں صاحب خود سادہ ہیں یا عوام کو بے وقوف بنا رہے ہیں، کارکنوں آپ تیار ہو جاؤ غاصبوں کا قبضہ چھڑانے آرہا ہوں۔

یادِ بینظیر۔ 27 دسمبر 2017

بینظیر بھٹو کو مشرف نے قتل کرایا۔ بلاول بھٹو زرداری



گڑھی خدا بخش میں بلاول بھٹو زرداری، آصف علی زرداری، بختاور بھٹو زرداری صاحبہ آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ اور قمر الزماں کائرہ صاحب ہاتھ ہلا کر عوام کے نعروں کا جواب دیتے ہوئے

چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی بلاول بھٹو زرداری صاحب نے گڑھی خدا بخش میں شہید جمہوریت بینظیر بھٹو صاحبہ کی دسویں برسی کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بی بی شہید روشنی اور زندگی کی علامت تھیں، ہم آج کے دن کو بی بی کی برسی نہیں کہتے کیونکہ برسی مناتے ہوئے آنکھیں بے چین ہو جاتی ہیں۔ ہم آج کے دن کو یومِ شہادت کہتے ہیں۔ چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی بلاول بھٹو زرداری صاحب نے کہا کہ ہم بینظیر بھٹو کے وعدوں کو نہیں بھولے اور ان کے بتائے ہوئے راستے پر ہی چل رہے ہیں۔ عوام کی خوشحالی کیلئے ظالموں سے لڑ رہے ہیں، بینظیر بھٹو کو جمہوریت کا علم بلند کرنے، آمریت سے لڑنے اور پسے ہوئے طبقے کی آواز بلند کرنے پر سزا دی گئی۔ اس لئے آج پوری دنیا ان کو یاد کر رہی ہے، ہم بینظیر شہید کے وعدوں کو نہیں بھولے ان کے راستے پر چل رہے ہیں، انہیں عوام سے محبت کی سزا دی گئی، انہیں سوات میں قومی پرچم لہرانے کی سزا دی گئی، میری قائد نے جمہوریت کیلئے جان دیدی، آج کے حکمرانوں نے جمہوریت کو کمزور کر دیا، پارلیمنٹ کو بے توقیر کر دیا، چھوٹے صوبوں کو وفاق سے دور کیا جا رہا ہے۔ اداروں کو تباہ کرنے کی سازش کی جا رہی ہے، حکمرانوں کی معیشت اپنوں کیلئے ہے عوام کیلئے نہیں، جو دہشت گردوں سے بات نہیں کر سکتے وہ کیا لڑیں گے۔ آج کسانوں کا معاشی قتل کیا جا رہا ہے یہ قاتل حکومت ہے، پاکستان میں روٹی مہنگی خون سستا ہو گیا ہے۔ ملک کا بچہ بچہ مقروض ہو چکا ہے، شہید بی بی کی سیاست منافقوں کے ہتھے چڑھ گئی، دوسروں کو چور چور کہنے والے آج خود بڑی چوری میں پکڑے

گئے ہیں۔ ان کی چوری ثابت ہوگئی آج انصاف کا رونا رو رہے ہیں، وزیراعظم موجود ہے لیکن کہتا ہے کہ میں وزیراعظم نہیں ۔ہمیں عدلیہ سے انصاف نہیں ملا، عدل کے پہرے دارو۔ کسی کو تو انصاف دو، عدلیہ کی آزادی اور وقار کیلئے جدوجہد کرتے رہیں گے ۔ جمہوریت بچے کی طرح وارث کو تلاش کر رہی ہے، بلاول بھٹو زرداری نے عمران خان پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ عمران انگلی کے اشارے پر چلتے ہیں، وہ دہشت گردوں کے حامیوں میں کروڑوں روپے بانٹ رہا ہے، حکمران بے بس اور ڈرے ہوئے ہیں، پارلیمنٹ اور جمہوریت کو بے وقعت کر دیا گیا ہے ۔ دوسروں کو چور کہنے والے خود چور نکلے، بی بی کو آمریت سے لڑنے کی سزا دی گئی ۔ بلاول بھٹو زرداری صاحب نے پرویز مشرف کے خلاف نعرے لگواتے ہوئے کہا کہ مشرف کو بی بی کا قاتل سمجھتا ہوں، کرپشن پر سیاست چمکانے والے کا حواری خود کرپٹ نکلا، جس نے آپ سے تعزیت تک نہیں کی وہ آپ کو مظلوم کہہ رہا ہے، ایک دن کہتے ہو دہشت گردوں کی کمر توڑ دی اگلے ہی دن حملہ ہو جاتا ہے ۔ انصاف کے سوداگر آج انصاف کی دہائی دے رہے ہیں ۔دہشتگردی کے شکار لاپتہ افراد کو انصاف نہیں ملا، بے حرمتی کی شکار خواتین



اور قصور کے بچوں کو انصاف نہیں ملا، انصاف کے پہرے داروں کسی کو تو انصاف دو، ہمارے کارکنوں نے کراچی سے اسلام آباد تک خون دیا، خون دینے کے باوجود اس عدلیہ سے ہمیں انصاف نہیں ملا۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے یوم شہادت کے حوالے سے گڑھی خدا بخش کے علاوہ ملک کے مختلف شہروں میں دعائیہ تقریبات اور قرآن خوانی کی گئی ۔ سرگودھا میں بینظیر بھٹو شہید کی برسی کے موقع پر جیالوں نے بلڈ کیمپ لگا کر خون کے عطیات دیئے اس موقع پر قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف سید خورشید احمد شاہ نے کہا کہ جمہوریت کیلئے ذوالفقار علی بھٹو اور محترمہ بینظیر بھٹو کی قربانیوں کو تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی، عوام اور تاریخ شاہد ہیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت اور کارکنوں نے بے مثال قربانیاں دی ہیں اور انہی کی قربانیوں سے اس ملک میں جمہوریت کا پودا لگایا گیا اور اسے پروان چڑھایا گیا ۔ پاکستان پیپلز پارٹی جمہوریت کی خاطر قربانیوں کی لازوال داستان ہے ہمارے قائدین نے ہمیں عوام کیلئے حقوق کیلئے ڈٹ جانے کا درس دیا ہے چاہے اس کیلئے ہماری جان ہی کیوں نہ چلی جائے ۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے جیالوں کو یہی درس دیا گیا ہے کہ کچھ بھی ہو جائے آپ نے عوام کے حقوق اور جمہوریت کی بحالی کیلئے اپنا بھرپور کردار ادا کرنا ہے۔

یادِ بینظیر۔ 27 دسمبر 2018

شہیدوں کے خون کی قسم عوام کے حقوق کیلئے لڑتا رہونگا۔ بلاول بھٹو زرداری



گڑھی خدا بخش میں بلاول بھٹو زرداری صاحب اور آصف علی زرداری صاحب
محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت پر جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے

شہید محترمہ بینظیر بھٹو کی گیارویں برسی کے موقع پر چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی بلاول بھٹو زرداری صاحب نے حکومت کے خلاف طبل جنگ بجا دیا، پاکستان پیپلز پارٹی کا سیاسی اور عدالتی محاذوں پر مقابلہ کرنے کا اعلان، گڑھی خدا بخش میں بلاول بھٹو زرداری کا کہنا تھا کہ آج اس تاریخ دن اور لمحے کو گیارہ برس بیت گئے ہیں، اس شہادت اور وقت کو بھلانا ناممکن ہے شاید مخالفین کو اندازہ نہیں شہیدوں کے خون کی قسم میں تم سے لڑوں گا۔ تمہارے ظلم کو تار تار کردونگا۔ سلیکٹڈ وزیراعظم کو اندازہ نہیں کہ وفاق کی بنیادیں کمزور ہوگئی ہیں۔ ایک چنگاری سب کچھ راکھ کرسکتی ہے، ملک ہاتھ سے نکل رہا ہے، ملک کے ٹھیکیدار طاقت کے نشے میں مست ہیں، میرے سیاسی سفر کا مقصد بینظیر بھٹو اور ذوالفقار بھٹو کے ملک کی ترقی کے خواب کو پورا کرنا ہے، بلاول بھٹو نے اس موقع پر سوال اٹھایا کہ کیا وجہ ہے کہ خیبر پختونخواہ میں نوجوانوں کی ایک تحریک زور پکڑ رہی ہے، ملک کے ٹھیکیداروں کو کچھ سنائی نہیں دیتا ملک کے ٹھیکیداروں کو کوئی احساس نہیں کیا وجہ ہے کہ تین صوبائی اسمبلیوں سے مسترد کالا باغ ڈیم کی تحریک چلائی جارہی ہے میں پوچھتا ہوں کہ میاں صاحب کو سزا دلوانے کے بعد جو نعرے پنجاب میں لگے اس کا کوئی تصور بھی کرسکتا تھا، ملک ہاتھ سے نکلا جارہا ہے یہ کیسا وزیراعظم ہے جس سے وزیراعظم بننے کا پہلے سے پتا ہوتا ہے، نام نہاد تجاوزات کے نام پر لاکھوں پاکستانیوں کو چھت سے محروم کیا گیا عوام کا ووٹ اور الیکشن میں دھاندلی کرنے کے بعد اگر خان کو حکومت دینا تھی تو کم از کم تیاری کروادیتے، ملک کی ترقی کے لیئے قربانیاں دینا پڑتی ہیں، خان صاحب کہتا ہے یوٹرن لینا عظیم لیڈر کی نشانی ہے یہ آپ کو مبارک ہو گڑھی خدا بخش بھٹو کا قبرستان ایسے لیڈرز سے بھرا پڑا ہے جنہوں نے یوٹرن نہیں لیئے خان صاحب کو لانے کا مقصد کچھ اور ہے صوبوں کے حقوق ختم کرکے ون یونٹ بنانے کی کوشش کی جارہی ہے وہ چاہتے ہیں کہ عوام کے حقوق کا سودا کروں، وہ اٹھارویں ترمیم ختم کرنا چاہتے ہیں، بلاول بھٹو کا مزید کہنا تھا کہ مجھے جھوٹے احتساب سے نہیں ڈرایا جاسکتا، تم صرف کٹھ پتلی ہو تمہاری ڈوریں کوئی اور ہلا رہا ہے، جے

آئی ٹی رپورٹ صرف ایک جھوٹ ہے، نہ میں اس کو مانتا ہوں نہ عوام مانتی ہے عدالتوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔آج پھر آصف زرداری کے ساتھ مظالم کیئے جارہے ہیں، آصف رزداری کو قتل سمیت تمام الزامات اور کیسز میں باعزت بری کیا گیا اوراب بھی باعزت بری ہونگے، ہماری تیسری نسل کو جھوٹے کیسز میں گھسیٹا جارہا ہے ہمیں عدالتوں سے انصاف نہیں ملا، آصف زرداری کا سب سے بڑا جرم یہ تھا کہ انہوں نے پاکستان کھپے کا نعرہ لگایا، آصف زرداری نے سی پیک منصوبہ شروع کیا، آصف رزداری نے بلوچوں سے معافی مانگی انہیں حقوق دیئے۔آصف زرداری نے ایڈنہیں ٹریڈ کی بات کی، ایران گیس پائپ لائن سمیت دیگر منصوبوں کو مکمل کیا جاتا تو آج انرجی بحران نہ ہوتا، بلاول بھٹوزرداری صاحب نے کارکنان سے کہا کہ میرے ساتھ مل کر غیر جمہوری قوتوں کا مقابلہ کریں صوبائی خودمختاری اور آزادی اظہار پر حملہ روکیں گے ہم عدالتوں سے سرخرو ہونگے فتح ہماری ہوگی۔

یادِ بینظیر۔ 27 دسمبر 2019

کوفہ کی سیاست سے مدینہ کی ریاست نہیں بن سکتی۔ بلاول بھٹوزرداری



راولپنڈی، بلاول بھٹوزرواری صاحب محترمہ بینظیر بھٹوصاحبہ کی برسی کے موقع پر لیاقت باغ میں جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے

آج پھر ملک میں انہی سیاسی تییموں کا راج ہے جن کے متعلق بی بی شہید بات کیا کرتی تھیں، راولپنڈی کے لوگو۔آپ گواہ ہو کہ بھٹو شہید نے اس ملک کو آئین دیا، آپ گواہ ہو مسئلہ کشمیر پر قوم کی آواز کون بنا، آپ گواہ ہو غریب کو آواز بھٹو نے دی، آپ گواہ ہو کہ طاقت کا سرچشمہ عوام کو بھٹو نے بنایا، راولپنڈی آپ گواہ ہو کہ قائدعوام کے ساتھ یہاں کیا گیا، یہاں بھٹو شہید کا عدالتی قتل کیا گیا، آپ اہلیانِ پنڈی گواہ ہیں شہید محترمہ بھٹو نے تیس سال آمروں کا مقابلہ کیا، انتہا پسندوں، دہشت گردوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر انہیں للکارہ۔ان خیالات کا اظہار چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی بلاول بھٹوزرداری صاحب نے لیاقت باغ میں بینظیر بھٹو کی 12 ویں برسی کے موقع پر جلسہ عام سے خطاب میں کیا، انہوں نے کہا کہ بی بی شہید کے بعد آصف علی زرداری نے عوامی راج بحال کیا، پارلیمنٹ کو بااختیار بنایا، سوات اور مالاکنڈ میں ریاستی رٹ کو بحال کرکے آصف علی زرداری نے بی بی شہید کا وعدہ پورا کیا، آج پھر یہ دھرتی پکار رہی ہے کہ میں خطرے میں ہوں، اسی لیئے میں اس لیاقت باغ میں آیا

ہوں ۔صوبوں سے انکے حقوق چھینے جا رہے ہیں ،عوام اپنے بنیادی حقوق کی جدوجہد کر رہے ہیں ،آئین کا حلیہ بگاڑا جا رہا ہے، یہ حکومت عوام کیلئے عذاب بن چکی ہے ،صرف بینظیر بھٹو انکم سپورٹ پروگرام سے آٹھ لاکھ لوگوں کو نکال کر انہیں بے روزگار کر دیا گیا ہے ۔ اس ملک کا وزیر اعظم NOC کے بغیر کسی دوسرے ملک میں نہیں جا سکتا ، ہم نے بی بی کا وعدہ نبھانا ہے پاکستان کو خوشحال بنانا ہے ، میں اس راولپنڈی آیا ہوں جہاں مجھ سے اور عوام سے بینظیر کو چھینا گیا ، راولپنڈی آپ گواہ رہنا میں پاکستان کو خودمختار ، خوشحال اور محفوظ ملک بناؤں گا ۔عزت و ذلت رب کے اختیار میں ہے ، جیسے ضیاء تھا اور بھٹو ہے ، اسی طرح مشرف تھا اور بی بی ہے ،کوفہ کی سیاست مدینہ کی ریاست نہیں بن سکتی ، اب سیاسی یتیم گھبرا رہے ہیں ، انکا کٹھ پتلی گرنے والا ہے ،آپ کہتے تھے میاں صاحب اور آصف زرداری باہر نہیں آئیں گے اور پھر دونوں جیل سے باہر آئے ، اگر ہم کہتے ہیں کہ مہنگائی ہے لوگ پریشان ہیں تو الٹا کہا جاتا ہے کہ ملک میں خوشحالی ہے ، بی بی شہید کہتی تھیں کہ جہاں کے لوگ بھوکے ہوں وہ ملک اندرونی طور پر غیر مستحکم ہوتا ہے ، 2020 الیکشن کا سال ہوگا ، سیاسی یتیم الوداع الوداع ۔ میں بھٹو شہید کا پیغام لیکر نکلا ہوں ، ہماری دھرتی ہمیں پکار رہی ہے ۔ ہم نے ملکر محترمہ بینظیر بھٹو کے مشن کی تکمیل کرنی ہے ۔ نیا پاکستان کے نام پر سیاسی یتیموں کا راج ہے ، ملک بحرانوں کا شکار ہے ،صوبوں کے حقوق چھینے جا رہے ہیں ، اصلی جمہوریت بحال کر کے رہیں گے ۔ ملک میں آج بحران ہی بحران ہیں ،صوبوں سے ان کے حقوق چھینے جا رہے ہیں ۔ ڈاکٹر اور طالب علم سراپا احتجاج ہیں ، گیس پیدا کرنے والے صوبے کو گیس سے محروم کر دیا گیا ہے ۔ غریبوں سے انکی چھت چھینی جا رہی ہے ، یہ تجربہ ناکام ہو چکا ہے

یادِ بینظیر ۔ 27 دسمبر 2020

محترمہ کی کمی شدت سے محسوس ہو رہی ہے ۔ بلاول بھٹو زرداری



گڑھی خدا بخش میں بلاول بھٹو زرداری صاحب اور مریم نواز شریف محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی برسی کے موقع پر جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے

چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی بلاول بھٹو زرداری صاحب نے گڑھی خدا بخش میں شہید محترمہ بینظیر بھٹو کی 13 ویں برسی کے موقع پر پارٹی کارکنان سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم تجدید وفا کرنے آئے ہیں ، ان سے طاقت لینے آئے ہیں ۔ بھٹو تختہ دار پر چڑھ گیا لیکن اصولوں سے نہیں ہٹا ، ہر دور

میں یزید رسوار ہیں گے ۔ ہم قربانیوں کے سفر کے امین ہیں، ہم شہیدوں کے وارث، آئین کے خالق اور عوام کی آواز ہیں ۔ کوئی بے وقوف ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ ہم ڈر جائیں گے، پیچھے ہٹ جائیں گے ۔ شہید بھٹو تختہ دار پر چڑھ گئے مگر اصولوں سے نہیں ہٹے، ایک بہن کو نشانی بنانے کیلئے بھائی کو شہید کیا گیا ۔ شہید محترمہ



کی کمی شدت سے محسوس ہو رہی ہے ۔ ضیاء الحق کی قبر ویران ہے، مشرف موت سے بھی بدتر زندگی گزار رہا ہے ۔ شہید بے نظیر بھٹو کا احترام ہمارے دلوں میں ہے اور رہے گا ۔ بلال بھٹو زرداری نے کہا کہ بی بی آج ہوتیں تو کٹھ پتلی مقابلہ نہیں کر سکتے تھے ۔ بے نظیر کو پتہ تھا قاتل گھات لگائے بیٹھا ہے، وہ دہشتگردوں کیلئے دہشت کی علامت تھی، وہ بے نظیر تھی اور رہے گی ۔ بھٹو نے آخری ملاقات میں کہا تھا عوام کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑنا، شہید بھٹو کو عوام سے محبت کا درس ملا تھا، بینظیر نے جس صبح کیلئے شہادت دی وہ صبح آئے گی ۔ اندھے حکمرانوں کو مہنگائی کا طوفان نظر نہیں آتا، کٹھ پتلی حکمرانوں کو عوام کی چیخیں سنائی نہیں دیتیں ۔ ملک میں ہر شخص پریشان ہے ۔ کرپٹ حکمرانوں کو عوام پر ترس نہیں آتا، اندھے اور بہرے حکمرانوں کو کچھ نظر نہیں آتا، کہتا ہے کسی کو نہیں چھوڑوں گا ۔ اس نے کسی کو نہیں چھوڑا ۔ مہنگائی اور غربت سے تنگ عوام کٹھ پتلی کو نہیں چھوڑیں گے ۔ ملک میں آئین اور جمہوریت کی حکمرانی ہو، عدل وانصاف ہو، امن وامان ہو، بات کرنے کی آزادی ہو، لیکن یہ تو لوگوں سے چھت چھین رہا ہے ۔ کہتا ہے کسی کو نہیں چھوڑوں گا ۔ ہمیں شہید بھٹو کا وعدہ نبھانا ہے ۔ عوام اس سلیکٹڈ اور نااہل کو برداشت نہیں کرینگے ۔ ہماری خواہش ہے پاکستان کا دفاع ناقابل تسخیر ہو، پاکستان کو دنیا میں وقار ملے ۔ بلاول بھٹو زرداری نے کہا کہ لوگ دو وقت کی روٹی، مزدور مزدوری کیلئے ترس رہا ہے، ہم جمہوریت کی بحالی کیلئے آمروں سے ٹکرائے یہ کس کھیت کی مولی ہے ۔ جو عوام سے ٹکراتا ہے وہ پاش پاش ہو جاتا ہے ۔ قرضوں سے عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہوا ۔ نوجوان روزگار کو ترس رہا ہے ۔ زمین پانی کو ترس رہی ہے ۔ عمران خان نہ عوام کا نمائندہ ہے نہ منتخب وزیراعظم ہے ۔ یہ غاصب ہے جس نے عوام کے حقوق کو غصب کیا ہے ۔ سب سے زیادہ سوئی گیس سندھ اور بلوچستان پیدا کرتے ہیں، کراچی سبی اور کوئٹہ کیلئے گیس نہیں ہے ۔ کیسے مان لوں ملک میں جمہوریت ہے ۔ اگر کوئی جلسہ کرتا ہے تو گرفتاریاں ہوتی ہیں ۔ گزشتہ ڈھائی سال میں ریکارڈ قرضہ لیا گیا ۔ اسے جمہوریت کا علم نہیں، حکومت کرنے کا ڈھنگ نہیں ۔ اب بہت ہو چکا، حکومت کو مزید وقت دیا تو یہ لوگ

ملک کا بیڑا غرق کر دیں گے ۔ جس جمہوریت کیلئے بینظیر بھٹو نے جان دی وہ جمہوریت نہیں ۔ اگر 31 جنوری تک عمران نے استعفیٰ نہیں دیا تو لانگ مارچ ہوگا ۔ ہم اسلام آباد کا رخ کریں گے ۔ جہاں بولنے ،تقریر کرنے ، پرامن احتجاج کی آزادی نہیں یہ جمہورریت نہیں آمروں کا وطیرہ ہے ۔ یہ ضیاء اور مشرف کی طرح تاریخ کی ٹوکری میں ہونگے ۔اس کا نام لیوا کوئی نہیں ہوگا ۔ بہادری اور دانشمندی بازار میں ملتی تو عمران کا ATM خرید لیتا ، یہ کرپٹ حکمران صرف اپنا پیٹ بھر رہے ہیں ۔ ایل این جی چوری ، آٹا ،بجلی ،گیس چوری کرر ہے ہیں ۔ چوروں کے ٹولے کا وقت پورا ہو چکا ہے ۔ یہ عوام کو دھمکیاں دیتے ہیں ۔انہوں نے IMF اور پتہ نہیں کہاں کہاں سے قرض لیا ہے ۔ان کو جواب دینا پڑے گا قرض کہاں گیا ۔جس کا عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہوا ۔ PDM نا اہل حکومت کا خاتمہ کرے گی ۔ کیا آپ لانگ مارچ کرنے اور جیلیں بھرنے کیلئے تیار ہیں ۔سلیکٹڈ اور سلیکٹرز کا کاروبار بند ہوگا ہم بند کرائیں گے ۔معیشت تباہ و برباد ہوگئی ہے صوبوں کو ان کا حق نہیں دیا جار ہا ۔صرف سندھ کا وزیراعلیٰ اس پر بات کرر ہا ہے ۔

یادِ بینظیر ۔ 27 دسمبر 2021

تیار رہیں میں آرہا ہوں ، کٹھ پتلی کو جانا ہوگا ۔ بلاول بھٹو زرداری



گڑھی خدابخش میں بلاول بھٹو زرداری صاحب اور آصف علی زرداری صاحب محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی برسی کے موقع پر جبکہ دوسری جانب عوام کا ٹھاٹیں مارتا سمندر شہید محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے

چیئر مین پاکستان پیپلز پارٹی بلاول بھٹو زرداری صاحب نے اعلان کیا ہے کہ کٹھ پتلی حکومت کو جانا ہوگا ، جیالے تیار رہیں ، 5 جنوری کو لاہور سے حکومت کے خاتمے کی کہانی شروع ہوگی ، جہاں ان کی جماعت کی سینٹرل ایگزیکٹو کمٹی کا اجلاس ہوگا ۔ اپنی والدہ اور پاکستان کی دوبار سابقہ وزیراعظم شہید محترمہ بینظیر بھٹو کی 14 ویں برسی کے موقع پر گڑھی خدابخش میں جلسے سے خطاب کرتے ہوئے بلاول بھٹو نے کہا کہ کٹھ پتلی کے خلاف وار کرنے کا وقت آچکا ہے اور پانچ جنوری کو لاہور میں اس حکومت کے خاتمہ کی کہانی شروع ہوگی جہاں پیپلز پارٹی کی بنیاد رکھی گئی تھی ۔ انہوں نے کہا کہ 5 جنوری کا دن ذوالفقار علی بھٹو کا یومِ پیدائش بھی ہے ، بلاول بھٹو زرداری نے واضح کیا کہ ہمیں کسی ڈیل کی ضرورت نہیں ہے ۔ ہماری ڈیل شہداء کی قبروں سے ہے ۔ ہماری ڈیل پاکستان کی عوام سے ہے ۔ بلاول بھٹو زرداری نے کہا کہ آج آپ نے تبصرہ نگاروں اور کالم نگاروں سے ڈیل کی باتیں سنی ہوں گی لیکن یہ وہی شکلیں اور

قلم ہیں جو 27 دسمبر 2007 کی صبح بینظیر بھٹو پر الزام لگا رہے تھے کہ شہید بینظیر ڈیل کر رہی تھی ، پاکستان پیپلز پارٹی ڈیل کی سیاست پر یقین نہیں رکھتی بلکہ صرف عوام پر بھروسہ کرتی ہے جو چھپ چھپ کر ڈیل کی سیاست کرتے ہیں ان کے پاس گڑھی خدا بخش جیسا قبرستان نہیں ہوتا ۔ بلاول بھٹو زرداری نے مزید کہا کہ گڑھی خدا بخش گواہ ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی طاقت کا سر چشمہ عوام کو سمجھتی ہے یہ وفاقی جماعت ہے جو مساوات اور اسلام پر یقین رکھتی ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی غیر جمہوری رویہ نہیں اپنا سکتی ، غیر جمہوری سیاست نہیں کرسکتی ،ہمیں کسی ڈیل کی ضرورت نہیں ہے ۔ پاکستان کے عوام کٹھ پتلی راج بھگت رہے ہیں،سلیکٹڈ راج بھگت رہے ہیں اوراس نالائق ، نااہل وزیراعظم کا بوجھ اٹھا رہے ہیں ۔ بلاول بھٹو زرداری صاحب نے کہا کہ ہمارا آپ سے وعدہ ہے کہ ہم گاؤں گاؤں ، شہر شہر پہنچنے والے ہیں ، ہم جدو جہد اور محنت کرینگے ۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے صوبائی عہدیداروں کو ہدایت کرتا ہوں کہ تیار رہیں میں آرہا ہوں ۔انہوں نے مزید کہا کہ ہم اس ملک کے کونے کونے میں جائیں گے ، جہاں نہیں پہنچ سکا وہاں صدر زرداری موجود ہونگے ، جہاں صدر زرداری نہیں وہاں فریال ٹالپر ہونگی ، جہاں فریال ٹالپر نہیں پہنچ سکیں وہاں بی بی آصفہ بھٹو پہنچیں گی ۔ بلال بھٹو زرداری نے کہا کہ اب دیواروں پر لکھا جا چکا ہے کہ کٹھ پتلی کو جانا ہوگا ۔اس ملک میں کبھی RO الیکشن تو کبھی RTS کا الیکشن کرایا جاتا ہے ۔کبھی کسی چوہدری کو تو کبھی کسی نثار کو استعمال کیا گیا اور جمہوریت پر حملے ہوتے رہے ۔ جمہوریت کو نقصان پہنچایا جاتا رہا اورعوام کے ووٹ پر ڈاکہ مارا گیا اور پاکستان کے عوام سے جمہوریت چھینی گئی ۔ جو استعفیٰ دینے اور الیکشن نہ لڑنے کے حق میں تھے وہ بھی الیکشن کے مزے کررہے ہیں اور الیکشن لڑنے کو تیار ہیں ۔ہم نے سینٹ ، ضمنی الیکشن سمیت بلدیاتی انتخابات تک میں انہیں شکست دی ہے اور اگلا وزیراعظم اور وزرائے اعلیٰ پاکستان پیپلز پارٹی سے ہونگے ۔آج پاکستان میں جمہوریت بس نام کی رہ گئی ہے ۔ نہ اس میں بولنے کی آزادی ہے نہ جینے کی آزادی ہے اور نہ سانس لینے کی آزادی ہے ۔شہید بی بی آپ کا پاکستان معاشی طور پر بھی نقصان میں ہے اورغریب لاوارث ہیں ۔ بلاول بھٹو زرداری صاحب نے کہا کہ شہید بی بی آپ کہتی تھیں کہ جمہوریت بہترین انتقام ہے اور ہم نے جمہوریت کو بحال کیا ہے ۔سن 1973 کے آئین ، اسلامی جمہوری وفاقی نظام اور جمہوریت کی بحالی کے لیئے بینظیر بھٹو کی جو 30 سالہ



گڑھی خدا بخش میں بلاول بھٹو زرداری صاحب اور آصف علی زرداری صاحب محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی برسی کے موقع پر ہاتھ ہلا کر جواب دیتے ہوئے

جدو جہد تھی وہ ہم نے 18 ویں ترمیم کی صورت میں بحال کر دی تھی ۔ ہم نے پارلیمان کو تمام اختیارات دے دیئے تھے ۔ اور تاریخ میں پہلی بار پارلیمان کی مدت بھی پوری کی تھی ۔ بلاول بھٹو زرداری نے کہا کہ ہم نے NFC ایوارڈ کے ذریعے صوبوں کو معاشی حقوق دیئے لیکن ہماری حکومت جانے کے بعد 18 ویں ترمیم اور NFC ایوارڈ پر عمل درآمد کرنا چھوڑ دیا گیا جبکہ موجودہ حکومت تو صوبوں سے حقوق چھیننا اور صوبائی خودمختاری پر ڈاکہ ڈالنا چاہتی ہے لیکن ہم ان کو اجازت نہیں دینگے ۔ ملک بھر کے عوام کے مسائل میں اضافہ ہو رہا ہے کیونکہ خان صاحب کی حکومت نہ جمہوریت پر یقین رکھتی ہے



گڑھی خدا بخش میں بلاول بھٹو زرداری صاحب اور آصف علی زرداری صاحب محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی برسی کے موقع دعا کرتے ہوئے

نہ صوبائی خودمختاری پر یقین رکھتی ہے نہ عوام کی آزادی اور خوشحالی پر یقین رکھتی ہے ۔ جب پاکستان پیپلز پارٹی نے حکومت سنبھالی تو دنیا بھر میں کساد بازاری اور مالی بحران تھا لیکن اس کے باوجود پاکستان کی معیشت کو کھڑا کر دیا تھا، لوگوں کی تنخواہوں اور پنشن میں اضافہ کیا اور بینظیر انکم سپورٹ پروگرام لائے ۔ بلاول بھٹو زرداری صاحب نے کہا کہ اس وقت صدر، وزیراعظم دہشت گردوں سے ڈیل کی بھیک مانگ رہے ہیں ۔ بلاول بھٹو زرداری صاحب نے کہا کہ ہم نے دہشتگردی کا مقابلہ کیا شہید بی بی انتہا پسندوں اور دہشت گردوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر للکار رہی تھی اور پاکستان پیپلز پارٹی نے ان دہشت گردوں کا مقابلہ کیا، ہم نے ریاستِ پاکستان کی رٹ قائم کی تھی، ہم نے پاکستان کا جھنڈا سوات اور وزیرستان میں لہرایا تھا ۔ بلاول بھٹو زرداری صاحب نے کہا کہ آج ہمارے شہداء اور PSF کے بچوں کے خون پر سودا کیا جا رہا ہے ہمارے افسران اور پولیس اہلکاروں کے خون سے سودا کیا جا رہا ہے ۔ انہیں دہشت گردوں کے سامنے صدر پاکستان اور وزیراعظم جھک چکے ہیں ۔ وہ ڈیل کی بھیک مانگ رہے ہیں ۔

یادِ بینظیر - 27 دسمبر 2022

سلیکٹڈ وزیراعظم کو نکالنا جیالیوں کی کامیابی اور جمہوریت کا انتقام ہے
آصف علی زرداری اور فریال ٹالپر کو جیل میں ڈالنے والوں کا صحیح بندوبست ہو گیا ہے

پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین اور وزیرخارجہ بلاول بھٹو زرداری نے کہا ہے کہ سلیکٹڈ کے سہولت کار کو بڑی عزت کے ساتھ خدا حافظ کہہ دیا ہے ۔ یہ جیالوں کی کامیابی اور جمہوریت کا انتقام ہے ۔

۔ آصف علی زرداری اور فریال ٹالپر کو جیلوں میں ڈالنے والوں کا آپ نے صحیح بندوبست کر دیا ہے ۔مل کی تاریخ میں پہلی بار فوج یا عدالت نے نہیں بلکہ پارلیمان نے وزیراعظم کو گھر بھیجا، عمران خان پہلا وزیراعظم ہے جس کو دھاندلی سے نہیں نکالا گیا، یوٹرن والا جیالوں کا کریڈیٹ وائٹ ہاؤس ۔ بائیڈن کو دینا چاہتا ہے ۔ جناب آپ کو امریکہ نے نہیں بلکہ بلاول ہاؤس کی سازش نے نکالا ۔گڑھی خدا بخش میں شہید جمہوریت محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی 15 ویں برسی کے جلسے سے خطاب کرتے ہوئے وزیر خارجہ بلاول بھٹو زرداری صاحب نے کہا کہ آصف زرداری نے سیاسی دانشمندی سے مشرف کو ایسے نکالا جیسے دودھ سے مکھی کو نکالتے ہیں ۔ غیر جمہوری لوگوں کے بندوبست کو خدا حافظ کہا جیسے مشرف ویسے ہی سلیکٹڈ اور باقیات ماضی کا حصہ بن چکے ان کا کوئی مستقبل نہیں ہے، یہ تو ملک میں نہیں رہیں



گڑھی خدا بخش: چیئرمین پیپلز پارٹی بلاول بھٹو زرداری بینظیر کی برسی کے موقع پر جلسے سے خطاب کر رہے ہیں (پی پی آئی)

گے ۔ہم نے اپنے مستقبل کا سوچنا ہے ۔ بلاول بھٹو نے کہا کہ عمران خان کے دور میں پاکستان تنہا تھا اور آج ہم آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ترجمانی کرتے ہیں ۔آپ کے دور میں جب بھارت حملہ کرتا تھا آئیں بائیں شائیں کرتے تھے، جب کشمیر پر حملہ ہوا تو آپ نے پارلیمان میں کہا کہ میں کیا کروں ۔آج نوجوان وزیرخارجہ ہے جو بھارت کو بے نقاب کر رہا ہے ۔آنے والا وقت نوجوان کا ہے ۔ وقت آ گیا ہے سلیکٹڈ کو ہمیشہ کیلئے ریٹائرڈ آؤٹ کروا دیں گے ۔ جو بزرگ بن چکے جو چل نہیں سکتے ان کو آرام سے گھر بیٹھنا چاہیئے ۔عوام کو جینے دیں ۔ بلاول بھٹو زرداری صاحب نے مزید کہا کہ سلیکٹڈ ہمارے صوبوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈال رہا تھا ۔ بلوچستان، سندھ کے آئی لینڈز پر بھی وہ قبضہ کرنا چاہتا تھا، مہنگائی کا سونامی عروج پر تھا، جب وہ ڈاکہ ڈال رہا تھا تو پیپلز پارٹی نے جئے بھٹو کے نعرے سے سلیکٹڈ کو للکارا ۔ہم نے جمہوری طریقے سے سلیکٹڈ کو نکالا، ہم نے جمہوری طریقے سے پرامن مارچ کیا ۔ بلاول بھٹو زرداری صاحب نے کہا کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے ہمیشہ جمہوری طریقہ اپنایا ہے ۔شہید بھٹو نے 1973 کا آئین دیا، شہید محترمہ نے آئین کی بحالی کیلئے 30 سال جدوجہد کی ۔ اب میں نے آپ لوگوں کی آواز بن کر آگے بڑھنا ہے ۔شہید بھٹو نے عوام کو حقوق دیئے ۔شہید محترمہ نے مزدوروں، کسانوں کو ان کا حق دلوایا ۔آصف علی زرداری بینظیر کے مشن کو آگے لیکر چلے ۔ اب اگلا دور بھی پاکستان پیپلز پارٹی کا ہی ہوگا ۔ ہمارے منشور میں جو کام رہتے ہیں وہ اگلے 15 سالوں میں مکمل کرینگے ۔ بلاول بھٹو زرداری صاحب نے

کہا کہ سندھ میں خواتین کو بلاسود قرض دے رہے ہیں۔ مہنگائی کا ہمیں احساس ہے۔ موقع ملا تو ماڈرن ٹرانسپورٹ کے سسٹم کو پورے ملک تک پھیلائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ شہید محترمہ بینظیر بھٹو امت مسلمہ کیلئے فخر اور عالمی لیڈر تھیں، وزیر خارجہ نے کہا کہ ہم پوچھتے ہیں شہید محترمہ کا قصور کیا تھا، 15 سال بعد بھی عوام شہید محترمہ کو نہیں بھولے۔ ہم آج بھی شہید بینظیر کے سیاسی فلسفے پر چل رہے ہیں۔ جو سمجھ رہے تھے بینظیر کو شہید کر کے سفر کو روک دیں گے آج وہ لوگ گڑھی خدا بخش آ کر انسانوں کا سمندر دیکھ لیں۔ تمام



گڑھی خدا بخش میں بلاول بھٹو زرداری صاحب اور آصف علی زرداری صاحب ہاتھ ہلا کر عوام کے نعروں کا جواب دیتے ہوئے

جیالوں کو سلام پیش کرتا ہوں، شہید محترمہ کو جیالوں سے چھینا گیا۔ بلاول بھٹو زرداری صاحب نے مزید کہا کہ کٹھ پتلیوں کی جھوٹ کی سیاست کو رد کریں گے۔ دہشتگردی اور آمریت ایک سکے کے دو رخ ہیں، ہم فسادی کی سیاست کو دفن کریں گے۔ اس ملک کو جوڑیں گے۔ یکجہتی کے ساتھ سیاست کریں گے۔ لوگوں کو لڑوائیں گے نہیں۔ ہم نے سلیکٹڈ اور اس کے سہولت کاروں کو خدا حافظ کہہ دیا ہے۔ سلیکٹڈ اور سہولت کاروں کو نکالنا ہی جمہوریت کا انتقام ہے، ملک کو مشکل سے پی پی کے جیالے نکال سکتے ہیں۔ غریب، مزدور کو حق دلوانا ہے تو پاکستان پیپلز پارٹی یہ کام کر سکتی ہے، دہشت گردوں اور انتہا پسندوں کو شکست دینے پر بھی پی پی نے ماضی میں اپنا کام کر کے دکھایا ہے اور مستقبل میں بھی ہم یہ کر کے دکھائیں گے۔ بلاول بھٹو نے سوال کیا کہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ شہید محترمہ کا گناہ یہ تھا کہ وہ محبّ وطن پاکستانی تھیں؟۔ وہ چاروں صوبوں کی زنجیر تھیں، محترمہ کی ایک جھلک دیکھنے اور بات کرنے کیلئے ہیلری کلنٹن بھی قطار میں کھڑی ہو کر انتظار کرتی تھیں۔ شہید بی بی کہتی تھیں کہ دہشت گردی اور آمریت ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آمریت بندوق کے زور پر عوام کی آزادی چھیننا اور حق سلب کرنا ہے، دہشتگردی اور انتہا پسندی میں خوف سے عوام کو ہراساں کر کے حقوق سلب کرنا ہے۔ محترمہ یکجہتی کی سیاست پر یقین رکھتی تھیں اب ہم پر اور آپ پر فرض ہے کہ ہم محترمہ کے نامکمل مشن کو مکمل کریں۔ بلاول بھٹو زرداری صاحب کا مزید کہنا تھا کہ جو کام نیٹو افغانستان میں نہیں کر سکی وہ افواج پاکستان نے کر دکھایا۔ سلیکٹڈ کو کس نے اجازت دی کہ وہ انتہا پسندوں کے سامنے گھٹنے ٹیک کر مذاکرات شروع کرے۔ کس نے سلیکٹڈ کو دہشتگردوں کے پاؤں پکڑ کو مذاکرات کی اجازت دی۔ کس نے دہشتگردوں کو پاکستان کی جیلوں سے نکالا۔ آج دہشگردی پھر سر اٹھا رہی ہے۔ دہشتگردی کی پالیسی پر نظر ثانی کرینگے۔ دہشت گردوں کو شکست

دینگے۔ مگر حساب چاہیئے کہ یہ گناہ کیسے ہوا ؟ ۔ خیبر پی کے ۔ سندھ ، پنجاب ، بلوچستان کے شہداء کے لواحقین کو جواب دینا ہوگا ۔ ہم نے اقتدار سنبھالا تو عوام کا معاشی قتل ہورہا تھا۔ روس ، یوکرائن جنگ کا بوجھ عوام نے مہنگائی کی صورت میں اٹھایا، وزیراعظم کی معاشی ٹیم نے پاکستان کو ڈیفالٹ ہونے سے بچایا ، اس شخص کو دوبارہ موقع نہیں مل سکتا کہ مزید ہماری معیشت تباہ کرے۔ ملک کا سپہ سالار وردی میں کھڑا ہوکر تقریر کرتا ہے ۔ مانتا ہے مداخلت ہوئی ۔ سپہ سالار کہتا ہے آئندہ سیاست میں مداخلت نہیں کرینگے ۔



گڑھی خدا بخش عورتیں محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی مزار پر پھولوں کی چادر چڑھاتے ہوئے

اداروں نے سیاست میں مداخلت سے توبہ کرلی ۔ یہ جمہوریت کا انتقام ہے ۔ عمران خان کی کوشش ہوگی کہ فوج کو سیاست میں دھکیلے ۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کی ایک تہائی زمین سیلاب میں ڈوب چکی تھی اور تخت لاہور کی لڑائی چل رہی تھی ۔ لانگ مارچ ڈرامے سے نہ ملک چل سکتا ہے نہ ترقی ہوسکتی ہے ۔ سیلاب متاثرین کو حق ملکیت دلائیں گے ۔ گھر کا مالک بنائیں گے ۔ گھر کی عورتوں کو زمین کا مالک بنائیں گے ۔ ہمیں اپنی ذات نہیں بلکہ عوام کو ترجیح دینا پڑے گی ۔ اگر اپنے آپ کو جمہوری کہتے ہو تو پارلیمنٹ میں بیٹھو۔ آپ پارلیمنٹ میں بیٹھیں گے تو پھر سیاست دان آپ سے بات کرینگے ۔ سڑکوں پر کالعدم تنظیموں کے ساتھ گھوموگے تو مذاکرت نہیں ہونگے ۔ آپ پارلیمنٹ میں آئیں اور اپوزیشن کا کردار ادا کریں ۔ عمران خان آئیں پارلیمنٹ میں ہم آپ سے بات کرینگے ۔ میں نہیں چاہتا سابق خاتون اول کے بچے پھریں اور آپ جیل میں ہوں ۔ ابھی تو آپ کیخلاف کچھ ہوا ہی نہیں اور آپ رو رہے ہیں ۔ صدر زرداری صاحب جیل برداشت کرکے بھی ہنس کر نکلتے ہیں ۔ آپ کے بھی بیوی ، بچے ہیں ، ابھی تک تو ان کو کسی نے نہیں چھیڑا آپ کے کارکن برداشت نہیں کرسکتے ۔ آپ نے نواز شریف کی بیٹی اور آصف زرداری کی بہن فریال ٹالپر کو گرفتار کیا ، آج بھی ہم چاہتے ہیں ، ہمارا مخالف ہے اسے ویسی ہی مشکل نہ دیکھنی پڑے ۔ کٹھ پتلی کے لئے آخری وارننگ ہے وہ آئے اور پارلیمان میں بیٹھے ، نیب اور الیکشن اصلاحات کا حصہ بنے ۔ ہم نہیں چاہتے کہ سلیکٹڈ کیخلاف نیب استعمال ہو ، نہیں چاہتے کہ یہ جیل میں بند ہو اور سابق خاتون اول بچوں کے ساتھ وہاں کے چکر لگائے ، لہٰذا آخری وارننگ ہے کہ وہ پارلیمان میں آکر کام کرے ورنہ جنھوں نے اپنا کام کرنا ہے اسے نہیں روک سکیں گے ۔ بلاول بھٹو زرداری صاحب نے مزید کہا کہ ہم نے یقینی بنانا ہے کہ ادارے اپنے وعدے کے مطابق چلیں ، اسٹیبلشمنٹ اسی عزم کے

ساتھ آگے بڑھتی ہے تو پاکستان کی ترقی کوئی نہیں روک سکتا ۔ ادارے کے اعلان کے بعد مشرف کی باقیات اور سلیکٹڈ لوگ سیاسی یتیم بن گئے ہیں ۔ یہی تو وجہ ہے کہ بنی گالا سے چیخیں نکل رہی ہیں ۔ بینظیر بھٹو کیلئے بھی ویڈیو تقریر کا آپشن تھا مگر وہ دلیر لیڈر تھیں ، یہ بزدل بنی گالا میں چھپ گیا مگر اپنی سازش جاری رکھے گا ۔ اس بزدل کی کوشش ہوگی کہ فوج کو سیاست میں گھسیٹا جائے ، کھلم کھلا آرٹیکل 6 کی خلاف ورزی کی جارہی ہے ، جلسوں اور پریس کانفرنس میں عمران خان فوج سے مطالبہ کرتے ہیں کہ آئین توڑ دیں اور اس کی مدد کریں ۔ عمران فوج کو کہتا ہے کہ آئین توڑ و اور اس کی نپی تبدیل کرو ۔ ہم نے ہر غیر جمہوری سازش کو ناکام بنایا ہے اور اس غیر جمہوری سازش کو بھی ناکام بنائیں گے ۔ ان کی کوشش ہے کہ ایسا ماحول پیدا ہو کہ ایک بار پھر میرے عزیز ہم وطنو ۔ ۔ لیکن پاکستان پیپلز پارٹی ہر اس سازش کا مقابلہ کرنے کے لیئے تیار ہے اس کٹھ پتلی کے لیئے بندوبست کرنے کیلئے تیار ہیں ۔

یادِ بینظیر ۔ 27 دسمبر 2023

پرانی سیاست دفن کردینگے ، کاغذ چھیننے یا بھاگنے والے نہیں
بلاول بھٹو زرداری نے 10 نکاتی منشور کا اعلان کردیا

چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی کے بلاول بھٹو زرداری نے گڑھی خدا بخش میں شہید جمہوریت محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی 16 ویں برسی کے جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہر سال جیالے ان قوتوں کو للکارتے ہیں ، وہ آج بھی شہداء کے ساتھ ہیں ، ہم نے بھگوڑے ، غدار ، آمر کو بھگایا اور جمہوریت کی بحالی کی صورت میں



گڑھی خدا بخش میں بلاول بھٹو زرداری صاحب اور آصف علی زرداری صاحب شہید محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی 16 برسی کے موقع پر عوام کے ٹھاٹیں مارتے سمندر کو ہاتھ ہلا کر سلام پیش کرتے ہوئے

انتقام لیا ، وفاق کو بچانے والی واحد جماعت پیپلز پارٹی ہے ۔ مہنگائی ، غربت اور بے روزگاری تاریخی سطح پر پہنچ چکی ہے ۔ اب وقت آگیا ہے کہ عوامی راج قائم کرنے کیلئے وفاق میں پاکستان پیپلز پارٹی حکومت بنائے ، مسائل کا حل شہید بھٹو کے منشور میں موجود ہے ، عوام آج بھی پیپلز پارٹی کے ساتھ ہیں ، پاکستان پیپلز پارٹی کا مقابلہ کسی سیاسی پارٹی یا سیاستدان سے نہیں ، الیکشن کو مقابلہ سمجھتے ہیں ڈرتے نہیں ۔ ڈٹ کر مقابلہ کرینگے ۔ اس بار بھی ہم ڈٹ کر مقابلہ کرینگے اور جیتیں گے ۔ آج بھی کچھ لوگ کچھ اور لولوگوں کے کندھوں پر سیاست کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ دیگر سیاسی جماعتوں کے قائدین

ماضی کے سیاستدان ہیں، پرانی سیاست کرتے ہیں، مستقبل نوجوان کا ہے، پرانی سیات کو دفن کرنے کیلئے الیکشن میں جائیں گے۔ ہم ان میں سے نہیں کہ الیکشن سے بھاگیں، سیاسی جماعتوں کو پیغام ہے کہ الیکشن لڑو، میڈیا پر چلنے والے ڈرامے کا جواب ملک کے عوام 8 فروری کو تیر پر مہر لگا کر دیں گے۔ جن کے ساتھ 16 ماہ مل کر حکومت کی اب ان کا اور ہمارا راستہ الگ ہے، جن کے ساتھ اتحادی حکومت میں رہے اب انہیں معیشت، دہشتگردی اور جمہوریت میں دلچسپی نہیں تھی، پاکستان پیپلز پارٹی ان تمام سیاسی جماعتوں کے خلاف الیکشن لڑے گی۔ تیر کے نشان پر الیکشن لڑیں گے۔ ایک سیاست دان جیل سے نکلنے اور دوسرا جیل سے بچنے کی سیاست کررہا ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی پرانی سیاست کو دفن کردیگی، عوام نے پیپلز پارٹی کو موقع دیا تو دس کام ترجیحی بنیادوں پر کرونگا۔ 10 نکاتی منشور پیش کردیا ہے جس میں پہلی ترجیح میں پانچ سالہ منصوبے میں تنخواہوں کو دُگنا کردیں گے۔ ہماری حکومت آئی


گڑھی خدابخش میں بلاول بھٹو زرداری صاحب المحترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت پر جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے

تو 300 یونٹ تک بجلی مفت دینگے۔ غریب لوگوں کو سولر دیں گے۔ تاکہ ان کا بلوں کا مسئلہ حل ہوجائے۔ غریب ترین افراد کو 300 یونٹ تک کا سولر یونٹ فراہم کرینگے۔ ہم نے تعلیمی اداروں کو فعال کرنا ہے۔ ہر بچے کی تعلیم تک رسائی یقینی بنائیں گے۔ حکومت میں آکر کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں گے۔ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام ایک انقلابی پروگرام ہے اس میں مزید اضافہ کرینگے، حکومت میں آکر کسانوں کو ریلیف دینے کیلئے کسان کارڈ دیں گے۔ کسان خوشحال ہوگا تو ملک خوشحال ہوگا۔ ہم کسانوں کو سبسڈی دلائیں گے۔ اور مزدوروں کو رجسٹر کرائیں گے۔ گھروں اور دکانوں پر کام کرنے والے مزدوروں کی سپورٹ کرینگے۔ ہم بھوک کا مقابلہ کرنے کیلئے بھوک مٹاؤ پروگرام شروع کرینگے۔ حکومت بنائی تو ملک بھر میں مفت علاج کا نظام لائیں گے۔ ہر ضلع میں گرین انرجی پارکس بنائیں گے۔ ہر ضلع کو کم قیمت پر بجلی ملے گی، نوجوانوں کیلئے یوتھ سینٹرز بنائیں گے۔ یوتھ کارڈز کے ذریعے نوجوانوں کو ایک سال کیلئے مالی امداد فراہم کرینگے۔ یوتھ سینٹرز میں لائبریری، اسپورٹس اور کلچرل سہولتیں بھی ہونگی۔ تمام مزدوروں کو سوشل سیکیورٹی اور پنشن اور بچوں کو تعلیم دیں گے۔ سیلاب متاثرین سے وعدہ کیا ہے 20 لاکھ گھر دیں گے۔ آپ نے مجھے جتوانا ہے، مجھے اکثریت چاہیئے، عوام جس مشکل میں ہیں آج اس سے مقابلے کیلئے سنجیدگی کی ضرورت ہے۔ پیپلز پارٹی کے رہنماء اور کارکن تیاری پکڑیں۔ دمادم مست قلندر

ہوگا۔ کر دکھائیں گے لاہور کا جیالا زندہ ہے، بینظیر شہید کے چاہنے والے آج بھی لاہور میں موجود ہیں۔ کیا یہی لاہور کی قسمت ہے کہ چوتھی بار بھی اس بندے کو مسلط کرنا ہے یا کھلاڑی کھیلے ۔ پنجاب میں پاکستان پیپلز پارٹی کو آؤٹ کرنے کی کوشش کی گئی ۔ لاہور اب بھی پیپلز پارٹی کا ہے ۔ آٹھ فروری تک جیالے آپس کے اختلافات بھول جائیں ۔ بلوچستان کے عوام کو پیغام ہے کہ آپ کو آپ کا حق دیا جائے گا ۔ 8 فروری کو منہ توڑ جواب دینگے ۔ جیالوں سے اجازت مانگتا ہوں کہ CEC اجلاس میں خود کیلئے وزیر اعظم کی نامزدگی کی تحریک پیش کرونگا اپنی ٹیم سے کہہ دیا ہے لاہور میں سب سے مشکل سیٹ مجھے دیں۔



آصف زرداری اور بلاول بھٹو شہید بینظیر بھٹو کی برسی کے موقع پر جلسہ سے خطاب کر رہے ہیں

لاہور جا کر مقابلہ کرتا ہوں دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔ ہم دہشتگردوں کا مقابلہ کرینگے۔ خیبر پختون خواہ میں ترقی ہوگی تو پورے ملک میں ترقی ہوگی ۔ سندھ کے عوام نے ہم پر اعتماد کیا ایک بار پھر شہید بھٹو کی جماعت کو جتوانا ہے۔ کچھ جماعتیں آج بھی کسی اور کے کندھوں پر سیاست کر رہی ہیں ۔ پرانے سیاست دان پرانی سیاست کر رہے ہیں ۔مگر ہم نفرت کی پرانی سیاست کو دفن کریں گے ۔تم کتنے بھٹو مارو گے ہر گھر سے بھٹو نکلے گا۔ کچھ قوتوں نے سوچا بینظیر کو راستے سے ہٹا کر پیپلز پارٹی کو ختم کر دیں گے ۔ اتحادیوں کو مہنگائی اور دہشت گردی روکنے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی ۔ سابق وزیر اعلیٰ سندھ مراد علی شاہ نے کہا کہ نواز شریف نے ملک میں واپس آنے میں بہت دیر کر دی عوام جانتے ہیں کہ کون مشکل وقت میں ان کے ساتھ رہا اور کون ملک چھوڑ کر بھاگا، سید مراد علی شاہ نے کہا کہ 8 فروری پیپلز پارٹی کی فتح کا دن ہوگا۔

یادِ بینظیر ۔ 27 دسمبر 2024

ایٹمی اثاثوں اور میزائل پروگرام پر کسی کو سودے بازی نہیں کرنے دینگے

بی بی شہید کی 30 سالہ جدوجہد دنیا کے سامنے، تاریخ کا حصہ بن چکی ہے

عالم اسلام کی پہلی خاتون وزیر اعظم اور چیئر پرسن پاکستان پیپلز پارٹی بینظیر بھٹو شہید کی 17 ویں برسی انتہائی عقیدت و احترام کے ساتھ منائی گئی ۔ اس دن کی مناسبت سے ملک کے مختلف حصوں سے جیالے گڑھی خدا بخش لاڑکانہ پہنچے، مزار پر حاضری دی اور فاتحہ خوانی کی گئی ۔ بلاول بھٹو زرداری نے شہید جمہوریت محترمہ بینظیر بھٹو کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ جس بہادری کے ساتھ اپنی 30 سالہ

جدوجہد کی وہ دنیا کے سامنے ہے اور تاریخ کا حصہ بن چکی ہے ۔شہید محترمہ بینظیر بھٹو دنیا کی پہلی مسلم خاتون وزیراعظم بنیں ، اور بلاشبہ وہ اس ملک کی حقیقی نمائندہ تھیں ، انہوں نے کبھی اپنے نظریئے ، منشور اورعوام کے حقوق پر سودے بازی نہیں کی ، بینظیر بھٹو صاحبہ نہ کسی آمر کے سامنے اور نہ ہی کسی دہشت گرد کے سامنے جھکی ہیں ۔ وہ کھڑی رہیں آخری دم تک ، وہ آپ (عوام) کا مقدمہ لڑتی رہیں لیکن پیچھے نہیں ہٹیں ، جنہوں نے محترمہ بینظیر بھٹو کو شہید کیا ان کی یہ غلط فہمی تھی کہ جب بی بی شہید موجود نہیں ہوگی تو سندھ ، بلوچستان ، پنجاب ، خیبر پختونخواہ ، گلگت بلتستان اور آزاد کشمیر کی حقیقی آواز دب جائے گی اور پاکستان میں صرف کٹھ پتلیاں ہونگی ۔ ایسی کٹھ پتلیاں جو اپنے ذاتی مفادات کیلئے پاکستان کے عوام کے حقوق پر سودا کرنے پر تیار ہوتی ہیں ۔ پاکستان کے ایٹمی اثاثوں پر سودا کرنے کو تیار ہوتی ہیں ۔ وہ ملک کو ہر نقصان پہنچانے کو تیار ہوتے ہیں ۔بس ان کو اسلام آباد کی کرسی پر بیٹھنے کا شوق ہوتا ہے ۔ذوالفقار علی بھٹو اور بینظیر بھٹو کی جانب سے قوم کو بطور تحفہ دیئے ہوئے ایٹمی اثاثوں اور میزائل پروگرام پر کسی کو سودے بازی نہیں کرنے دینگے ۔ بلاول بھٹو زرداری صاحب نے کہا کہ 27 دسمبر 2007 سے ملک نقصان اٹھا رہا ہے کہ محترمہ بینظیر بھٹو کو شہید کر دیا گیا اور کٹھ پتلیوں کو مسلط کیا گیا ۔ اب پاکستان اس جگہ پر کھڑا ہے کہ مسئلے ہی مسئلے ہیں ، معاشی مسئلہ ہے ، دہشتگردی پھر سر اٹھا رہی ہے ، ہر صوبے کے اپنے مسائل ہیں ، بیرونی سطح پر پاکستان کیلئے بہت سی مشکلات آنے والی ہیں ، ان تمام مشکلات کا مقابلہ کرنے کیلئے سیاسی جماعتوں کو مل کر کام کرنا ہوگا ۔ کیونکہ کسی ایک سیاسی جماعت کے پاس نہ مینڈیٹ ہے نہ سکت ہے کہ وہ بیک وقت ملکی اور غیر ملکی تمام چیلنجز کا مقابلہ کر سکیں ۔عوام نے پاکستان پیپلز پارٹی کو ایک ذمہ داری دی ہے ۔آپ وہ واحد سیاسی جماعت ہو جو آج کل کی سیاسی صورتحال میں بھی فخر سے بول سکتے ہیں کہ ہم نہ تو سلیکٹڈ ہیں اور نہ ہی فارم 45 والے ہیں ۔ اسمبلی میں پیپلز پارٹی کو سادہ اکثریت نہیں ہے ۔ لیکن وہ اگر کسی کو جوابدہ ہیں تو گڑھی خدا بخش اور پیپلز پارٹی کے جیالے ہیں جن کو ہم جوابدہ ہیں ۔ہمیں کسی کرسی کا شوق نہیں ہے ۔الیکشن کے بعد ہم نے اس وقت یہ فیصلہ کیا کہ جو سیاسی جماعت ہمارے پاس آئی ہے اور جو وعدہ کر رہی ہے کہ ملک میں سیاسی استحکام لائیں گے ، مہنگائی کم کرینگے ، تو ہم نے ان کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا ۔ ہم نے مسلم لیگ (ن) کے سربراہ کے ساتھ یہ طئے کیا کہ آپ کے پاس سیٹیں



گڑھی خدا بخش میں آصف علی زرداری صاحب محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت پر جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے

زیادہ ہیں ۔آپ حکومت بنائیں تو ہم آپ کا ساتھ دینگے ۔لیکن بدلے میں ہم آپ سے ایک بھی وزارت نہیں لیں گے ۔ہم نے مسلم لیگ کو یہ بھی بولا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ آپ ہم سے ووٹ لے کر آنکھیں پھیرلو۔ مسلم لیگ (ن) سے یہ بھی طئے ہوا تھا کہ PSDP اور چاروں صوبوں کی ڈویلپمنٹ کے حوالے سے تمام فیصلے اتفاق رائے سے کئے جائیں گے ۔مسلم لیگ (ن) کے ہر دور حکومت میں صوبوں کے ساتھ سوتیلے پن کا سلوک ہوا ہے ۔ہم نے معاہدہ میں باقاعدہ لکھوایا تھا کہ سب سے پہلی ترجیح یہ ہے کہ جن لوگوں کا سیلاب سے نقصان ہوا تھا ان کی ہم ضروریات پوری کرینگے ۔آج افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حکومت معاہدے پر عمل درآمد کرنے میں ناکام رہی ۔حکومت کے ہر بل کی منظوری کیلئے پاکستان پیپلز پارٹی کے ارکان اسمبلی آنکھیں بند کرکے ووٹ ڈالتے رہے ہیں ،لیکن جب وہ اپنے انتخابی حلقوں میں جاتے ہیں تو خالی ہاتھ جانا پڑتا ہے ۔جب آپ اپنے علاقوں میں جاتے ہیں تو آپ سے سوال کیا جاتا ہے کہ معیشت ،امن وامان ،دہشتگردی پہ اگر آپ کے پاس کوئی جواب نہ ہو تو اس طریقے سے حکومتیں نہیں چلتیں ۔انہوں نے زور دیا کہ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ پارلیمان کو اعتماد میں لے ۔ہمیں حکومت کی نئے کینالوں کی پالیسی پر اعتراض ہے جو پیپلز پارٹی کے ساتھ ہونے والے معاہدے کی خلاف ورزی ہے ۔ان تمام معاملات پر ہماری کوشش یہی رہے گی عوام کے حقوق کا تحفظ کریں اور پاکستان کے مسائل کا حل نکالیں ۔ملک کے خلاف تیار ہونے والی بین الاقوامی سازش کا مقابلہ کرنے کے لیئے سیاست کو ایک طرف رکھ کر پاکستان اور اس کے دفاع کا سوچنا پڑے گا۔ بلاول بھٹو زرداری صاحب نے صدر پاکستان آصف علی زرداری سے درخواست کرتے ہوئے کہا کہ وہ بطور صدر مملکت اور وفاق کا نمائندہ کی حیثیت سے حکومت کو تجویز دیں کہ وہ جو فیصلے بھی کریں اتفاق رائے سے کریں ۔جو فیصلے اتفاق رائے ہوتے ہیں وہ مضبوط فیصلے ہوتے ہیں اور مسائل کا حل نکالتے ہیں ۔بلاول بھٹو زرداری صاحب نے خبردار کرتے ہوئے کہا کہ آج کل کچھ لوگ پاکستان کے ذوالفقار علی بھٹو اور بینظیر بھٹو کے دیئے ہوئے میزائل ٹیکنالوجی کے تحفے کو میلی آنکھ سے دیکھ رہے ہیں ۔ان کی خواہش ہے کہ کسی مسلمان ملک کے پاس ایسی قوت نہ ہو اور وہ کسی نہ کسی بہانے سے آپ کی طاقت (جوہری طاقت) چھیننا چاہتے ہیں ۔ہم اپنے ایٹمی اثاثوں اور میزائل پروگرام پر کسی بھی قسم کی سودے بازی نہیں کرنے



گڑھی خدابخش میں بلاول بھٹو زرداری صاحب اور آصف علی زرداری صاحب شہید محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی برسی کے موقع پر عوام کے ٹھاٹیں مارتے سمندر کو ہاتھ ہلا کر سلام پیش کرتے ہوئے

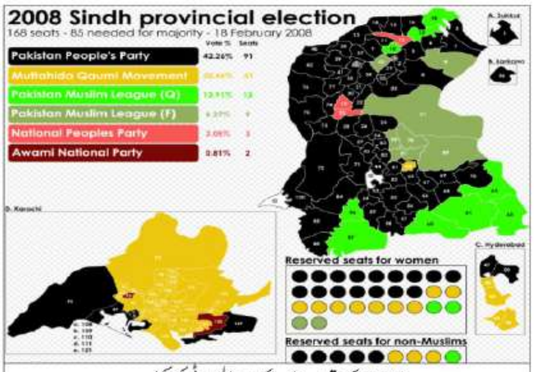
دینگے، مختلف ممالک ہماری اندرونی سیاست کے اوپر بیان دے رہے ہیں لیکن درحقیقت یہ سب کچھ ایک بہانہ ہے اور کسی کو پاکستان کی جمہوریت کے بارے میں کوئی فکر نہیں ہے۔ عمران خان بہانہ ہے اصل میں نشانہ پاکستان کا ایٹمی پروگرام اور میزائل ٹیکنالوجی ہے۔ عمران خان کو واضح کرنا چاہئے کہ آئے روزان کی حمایت میں بیان دینے والے لوگ کیا وہی لوگ نہیں جو پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے خلاف ہیں۔ انہیں جواب دینا چاہئے کہ یہ بانی PTI کے حق میں کیوں بول رہے ہیں؟ کیا یہ وہی لوگ نہیں جو سب


گڑھی خدا بخش میں آصفہ بھٹو زرداری، صنم بھٹو اور بلاول بھٹو زرداری صاحب دعا کرتے ہوئے

سے زیادہ آواز پہلے اسرائیل کی حکومت کیلئے اٹھاتے تھے اور پھر اس کے بعد آپ (عمران خان) کے لئے اٹھاتے ہیں؟ پاکستان کی جوہری پالیسی اور قوت کے خلاف بیان دینے والے لوگ عمران خان کی حمایت کررہے ہیں تو جو ملک میں یہ تاثر ہے کہ ایک مخصوص لابی یہ چاہتی ہے کہ پاکستان میں ایسی حکومت آئے جو طاقت حاصل کرنے کیلئے ہر چیز پر سودا کرنے کیلئے تیار ہو۔ تو پاکستان پیپلز پارٹی اور پی پی پی کے جیالے ہر ایسی کوشش کو ناکام بنائیں گے۔

2008 پاکستانی عام انتخابات

پاکستان میں 18 فروری 2008 کو 13 ویں قومی اسمبلی اور چاروں صوبائی اسمبلیوں کے اراکین کے انتخاب کے لیے عام انتخابات ہوئے۔ 3 نومبر 2007 کو صدر پرویز مشرف نے ہنگامی حالت نافذ کی۔ ابتدائی طور پر انتخابات غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی کر دیے گئے تاہم، بعد میں کہا گیا کہ وہ منصوبہ بندی کے مطابق منعقد ہوں گے۔ 8 نومبر 2007 کو مشرف نے اعلان کیا کہ انتخابات 15 فروری 2008 تک ہوں گے، 8 جنوری کی تاریخ تجویز کرنے سے پہلے۔ دسمبر 2007 میں سابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کے قتل کے بعد، الیکشن کمیشن نے ایک اجلاس منعقد کیا اور اعلان کیا کہ 8 جنوری اب قابل عمل تاریخ نہیں رہی اور انتخابات 18 فروری کو ہوں گے۔ انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی) اور پاکستان مسلم لیگ (ن) (پی ایم ایل-این) کی برتری دیکھی گئی اور دونوں جماعتیں قومی اسمبلی میں بڑی جماعتوں کے طور پر ابھری تھیں۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت کے بعد پیپلز پارٹی کی قیادت آپکے انیس سالہ بیٹے بلاول بھٹو زرداری صاحب کے سپرد کی گئی۔ تاہم، پارٹی کی جانب سے انتخابی مہم کی قیادت بے نظیر بھٹو صاحبہ کے شوہر اور بلاول بھٹو زرداری صاحب کے والد آصف علی زرداری نے پارٹی کے شریک چیئرمین کی حیثیت



2008 کے انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی کی اکثریت

سے کی۔صوبائی سطح پر پی پی پی نے سندھ میں کامیابی حاصل کی، پنجاب میں مسلم لیگ (ن) کو کامیابی ملی، عوامی نیشنل پارٹی شمال مغربی سرحدی صوبے میں سب سے بڑی جماعت بن کر ابھری اور مشرف کی پاکستان مسلم لیگ (ق) نے بلوچستان میں سب سے زیادہ نشستیں حاصل کیں۔تقریباً 35.2 ملین لوگوں نے ووٹ ڈالے، ووٹر ٹرن آوٹ صرف 44% تھا۔مشرف نے اپنی پارٹی کی شکست تسلیم کی اور نئی پارلیمنٹ کے ساتھ کام کرنے کا عہد کیا۔مشرف کے مشترکہ عدم اعتماد کی وجہ سے پی پی پی اور مسلم لیگ (ن) نے ابتدائی طور پر مخلوط حکومت بنائی۔اگر چہ امید کی جارہی تھی کہ امین فہیم نئی حکومت کی قیادت کریں گے لیکن پیپلز پارٹی کے سینیئر رہنما یوسف رضا گیلانی کو وزیراعظم بنانے پر رضامند ہو گئے۔ایک ہفتے کے اندر، ن لیگ نے اتحاد چھوڑ کر مواخذے کی تحریک چلائی اور عدلیہ کی بحالی کی مہم کی قیادت کی۔پیپلز پارٹی نے متحدہ قومی موومنٹ، عوامی نیشنل پارٹی اور جمعیت علمائے اسلام (ف) کے ساتھ مل کر حکومت بنائی۔28 نشستوں (23 صوبائی اور پانچ قومی) کے ضمنی انتخابات متعدد بار تاخیر کا شکار ہوئے، جن میں سے زیادہ تر 26 جون 2008 کے آخر میں منعقد ہوئے۔نیویارک ٹائمز نے کہا کہ صدر مشرف کی جانب سے پاکستان میں جمہوریت کی بحالی میں ناکامی کی وجہ سے مایوس امریکی حکام کے لیے بے نظیر بھٹو "ایک دلکش حل بن گئی" تھیں۔


سید یوسف رضا گیلانی صاحب وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان کا حلف اٹھاتے ہوئے

PML(N) نے دُختر مشرق محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے قتل کے بعد کہا کہ ان کی پارٹی انتخابات کا بائیکاٹ کرے گی۔پی ایم ایل (این) نے بعد میں کہا کہ اگر پی پی پی الیکشن لڑتی ہے تو پارٹی انتخابات میں حصہ لے گی۔پاکستان پیپلز پارٹی کی جانب سے بے نظیر بھٹو صاحبہ کے بیٹے بلاول بھٹو زرداری صاحب کو وصیت کے مطابق پاکستان پیپلز پارٹی کا چیئر مین منتخب کیا گیا۔تاہم کم عمری کی وجہ سے آصف علی زرداری صاحب نے وقتی طور پر پارٹی کے امور کو دیکھا، جیسا کہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے وصیت میں کہا گیا تھا۔پارٹی نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ وہ الیکشن لڑے گی اور کہا کہ انتخابات منصوبہ بندی کے مطابق ہونے چاہئیں۔الیکشن کمیشن نے اسلام آباد میں ایک اجلاس کے بعد اعلان کیا کہ 8 جنوری کو ووٹنگ اب ممکن نہیں رہی اور الیکشن 18 فروری کو ہوں گے۔پرویز مشرف پر مشترکہ عدم اعتماد کی وجہ سے، PML(N) نے مارچ 2008 میں طے پانے والے ایک معاہدے میں کامیاب ہونے کے بعد مخلوط حکومت بنانے پر رضامندی ظاہر کی۔پیپلز پارٹی نے مقبول سیاسی



2008 کے انتخابات میں پاکستان پیپلزپارٹی کی کامیابی اور سیٹس کی تفصیلات

شخصیت محترم امین فہیم کے مقابلے میں یوسف رضا گیلانی کو وزیر اعظم مقرر کیا۔ حلف اٹھانے اور کابینہ کی تقرری کے بعد، وزیر اعظم گیلانی نے پرویز مشرف کو کمزور کرنے اور طاقت کو مستحکم کرنے کے لیے عملی اقدامات کیئے دوسری جانب پی ایم ایل (این) نے صدر پرویز مشرف کے مواخذے کی کامیاب تحریک کی قیادت کے لیے مسلسل کوششیں کیں۔ ایم کیوایم اور اے این پی کے حمایت یافتہ آصف زرداری صاحب کو 2008 میں صدارتی عہدے پر فائز کیا گیا۔ PML(N) نے معزول عدلیہ کی بحالی، قومی معافی، قومیانے اور دہشت گردی کے خلاف جنگ کے حوالے سے پالیسیوں پر متعدد نکات پر اختلاف رائے کی بنیاد پر اتحادی حکومت چھوڑ دی۔ PML(N) کا سوشلسٹ نظریات اور بائیں بازو کی قوتوں کو مشترکہ بنیادوں پر مرکزیت دینے پر بھی تصادم تھا۔ 2009 میں، وزیر اعظم گیلانی نے PML(N) کی رخصتی کی منظوری دی اور اس کی بجائے MQM، ANP، JUI (F) پر مشتمل ایک نئے اور زیادہ سمجھدار بائیں بازو کے اتحاد کے ساتھ نئی کابینہ تشکیل دی گئی۔ 25 مارچ 2008 کو قومی اسمبلی کے ذریعے یوسف رضا گیلانی کے پاکستان کے وزیر اعظم منتخب ہونے کے بعد یوسف رضا گیلانی صاحب کی حکومت نے 31 مارچ 2008 کو اپنے دفتر میں کام شروع کیا۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے 2008 میں ہونے والے عام انتخابات میں پارلیمنٹ میں کافی نشستیں حاصل کیں لیکن سادہ اکثریت کے ساتھ حکومت بنانے کے لیے اس کے پاس اتنی نشستیں نہیں تھیں۔ ابتدائی طور پر مخلوط حکومت کا ساتھ دینے کیلئے قدامت پسند مسلم لیگ (ن) کی جانب سے ہاتھ ملایا گیا تاہم (ن) لیگ تیزی سے پاکستان پیپلز پارٹی کی مخلوط حکومت سے رخصت ہوگئی اور اس کے قائد، نواز شریف (سابق وزیر اعظم) نے سابق صدر پرویز مشرف کے مواخذے کے ساتھ ساتھ عدلیہ کی بحالی کی کوششوں کی قیادت کرنے کا فیصلہ کیا اور PML(N) نے مرکزی کردار ادا کیا۔ وزیر اعظم گیلانی نے بائیں بازو کا ایک زیادہ مضبوط اتحاد بنا کر حکومت بنانے کا فیصلہ کیا جس میں بائیں بازو کی چھوٹی جماعتیں اے این پی، ایم کیوایم، جے یو آئی (ف) شامل تھیں، وزیر اعظم کے طور پر سید یوسف رضا گیلانی نے طالبان اور بلوچ علیحدگی پسندوں پر دباؤ برقرار رکھنے کے لیے فوجی کارروائیوں میں اضافہ کیا۔ انہوں نے ٹیکسوں میں بہت نرمی کی جس نے سالانہ جی ڈی پی کی نمو کو متاثر کیا اور فلاحی پروگرام شروع کیا گیا۔ عالمی کساد بازاری کا جواب دیتے ہوئے وزیر اعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی


وزیر اعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی صاحب ڈیفنس کمیٹی کی ایک میٹنگ کی صدارت کرتے ہوئے

نے صنعتوں کی پیداوار کے ذرائع کو سختی سے کنٹرول کیا۔ بنگلہ دیش، افغانستان اور بھارت کے ساتھ تعلقات اس عرصہ میں مزید خراب ہوئے اور ساتھ ہی امریکہ کی جانب سے تنقید کا دائرہ وسیع ہوا۔ 2011 میں امریکہ نے وزیر اعظم گیلانی کے علم میں لائے بغیر اسامہ بن لادن کو تلاش کرنے کے لیے ایک خفیہ آپریشن شروع کیا۔


پاکستان میں امریکی خفیہ اداروں کی کاروائی اور اسامہ بن لادن کی گرفتاری

گیلانی کابینہ

حلف برداری کی تقریب میں، پی ایم ایل (این) کے اراکین نے صدر جنرل پرویز مشرف کے ماتحت حلف اٹھانے سے انکار کر دیا، جنہیں وہ ایک غیر قانونی سربراہ مملکت سمجھتے تھے۔ پہلی کابینہ قلیل مدتی تھی جو صرف 2 ہفتے تک جاری رہی۔ کابینہ کے لیے شارٹ لسٹ کیے گئے وفاقی وزرا کی فہرست میں ایوان زیریں کی دو خواتین اور سینیٹ کے تین ارکان شامل تھیں۔ یوسف رضا گیلانی، وزیر اعظم پاکستان، پاکستان پیپلز پارٹی 2012-2009، چوہدری پرویز الاہی سینئیر وزیر پاکستان مسلم لیگ (ق) 2012-2011 ، محمود قریشی وزیر خارجہ پاکستان پیپلز پارٹی 2011-2008، محترمہ حنا ربانی کھر وزیر خارجہ پاکستان پیپلز پارٹی 2012-2011، سید نوید قمر وزیر خزانہ، پاکستان پیپلز پارٹی 2012-2008، رحمٰن ملک وزیر داخلہ پاکستان پیپلز پارٹی 2012-2008، نجم الدین خان، (عاصم خان) سٹیٹ منسٹر وزارت داخلہ پاکستان پیپلز پارٹی 2012-2008 ، محمد آصف وزیر پیٹرولیم و قدرتی وسائل پاکستان پیپلز پارٹی 2012-2008، احمد مختیار وزیر دفاع پاکستان پیپلز پارٹی 2012-2008، سید نوید قمر وزیر دفاع پاکستان پیپلز پارٹی 2012 میں، شہاب الدین وزیر دفاعی پیداوار پاکستان پیپلز پارٹی 2010-2008، منظور وٹو وزیر دفاعی پیداوار پاکستان پیپلز پارٹی 2011-2010، چوہدری پرویز اشرف وزیر پانی و بجلی پاکستان پیپلز پارٹی 2011-2008، احمد مختیار وزیر پانی و بجلی پاکستان پیپلز پارٹی 2012-2011، احمد بلور وزیر ریلوے عوامی نیشنل پارٹی 2012-2008، بابر اعوان وزیر قانون، انصاف و انسانی حقوق پاکستان پیپلز پارٹی 2011-2008 ، فاروق حامد نائیک وزیر قانون ، انصاف اور انسانی حقوق پاکستان پیپلز پارٹی 2012-2011، شیری رحمٰن صاحبہ وزیر اطلاعات ونشریات وقومی ورثہ پاکستان پیپلز پارٹی 2009-2008، قمر الزماں کائرہ وزیر اطلاعات ونشریات وقومی ورثہ پاکستان پیپلز پارٹی 2011-2009، محترمہ فردوس عاشق


سید یوسف رضا گیلانی صاحب کی کابینہ کے وزراء حلف اٹھاتے ہوئے

اعوان وزیر اطلاعات ونشریات وقومی ورثہ پاکستان پیپلز پارٹی 2012-2011 ، سید نوید قمر صاحب وزیر بندرگاہیں وشپنگ پاکستان پیپلز پارٹی 2010-2008 ، بابر غوری وزیر بندرگاہیں وشپنگ متحدہ قومی مومنٹ 2012-2010 ، سید خورشید احمد شاہ صاحب وزیر بیرون ملک مقیم پاکستانی پاکستان پیپلز پارٹی 2010-2008 ، فاروق ستار وزیر بیرون ملک مقیم پاکستانی متحدہ قومی مومنٹ 2012-2010 ، ہمایوں عزیر کرُد وزیر صحت و بہبود پاکستان پیپلز پارٹی 2010-2008 ، ریاض حسین پیرزادہ وزیر صحت و بہبود پاکستان مسلم لیگ (ق) 2012-2010 ، منظور حسین وٹو وزیر شمالی علاقہ جات پاکستان پیپلز پارٹی 2011-2008 ، قمر الزمان کائرہ صاحب وزیر شمالی علاقہ جات پاکستان پیپلز پارٹی 2012-2011 ، رحمت اللہ کاکڑ وزیر ہاؤسنگ اور ورکس پاکستان پیپلز پارٹی 2012-2008 ، اعظم سواتی وزیر سائنس وٹیکنالوجی جمعیت علمائے اسلام (ف) 2011-2010 ، میر چنگیز خان وزیر سائنس وٹیکنالوجی پاکستان پیپلز پارٹی 2012-2011 ، محترمہ غزالہ گولا صاحبہ وزیر خواتین کی ترقی وثقافت پاکستان پیپلز پارٹی ، 2012-2008۔ جبکہ عوامی نیشنل پارٹی کو تین وزراتیں دی گئیں جس کے مطابق حمید اللہ جان آفریدی کو وزیر ماحولیات ، جناب غلام احمد بلور صاحب کو وزیر دیہی ترقی اور محمد خان ہوتی صاحب کو وزیر سماجی امور کا وزیر بنایا گیا اور آپ 2012-2008 تک وزیر رہے۔

یوسف رضا گیلانی، وزیر اعظم پاکستان



وزیراعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی صاحب امریکی صدر بارک اوباما سے مصافحہ کرتے ہوئے

بے نظیر بھٹو کے وفادار سید یوسف رضا گیلانی جنہیں سابق صدر پرویز مشرف نے پانچ سال جیل میں ڈالا تھا، مارچ میں پاکستان کے وزیر اعظم بنے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے ایک مضبوط رہنما ہیں آپ جنوبی پنجاب کے ملتان میں زمینداروں کے ایک سرکردہ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، 56 سالہ سید یوسف رضا گیلانی صاحب نے جیل میں طویل عرصے تک اپنی سیاسی تربیت کا حصہ گزارا۔ انہیں 2001 میں سیاسی طور پر بدعنوانی کے الزامات کے تحت جیل بھیج دیا گیا تھا اور 2006 میں رہا کیا گیا تھا۔ اقتدار سنبھالنے کے فوراً بعد سید یوسف رضا گیلانی نے 60 ججوں کو رہا کرنے کا حکم دیا جنہیں مشرف نے نومبر سے نظر بند کر رکھا تھا۔ جب پرویز مشرف صدر کے عہدے سے دستبردار ہوئے تو یوسف رضا گیلانی صاحب کی جانب سے اسے پاکستان کے "ظلم کے دور" کے خاتمے کے طور پر سراہا گیا۔

راجہ پرویز اشرف کی حکومت

22 جون 2012 کو وزراعظم پاکستان راجہ پرویز اشرف حکومت نے 2012 سے 2013 تک پاکستان کی سرکاری حکومت اور کابینہ کے طور پر حلف اٹھایا، کیونکہ 26 اپریل 2012 کو سابق وزیراعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی کو آصف علی زرداری صاحب کے خلاف الزامات عائد کرنے سے انکار کرنے پر توہین عدالت کا مرتکب قرار دیا گیا۔ اور 19 جون 2012 کو سید یوسف رضا گیلانی کو سپریم کورٹ نے وزیراعظم پاکستان کے عہدے پر فائز رہنے کے لیے نااہل قرار دے دیا تھا۔ جس کے بعد راجہ پرویز اشرف کو حکمران پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کے اگلے آپشن کے طور پر منتخب کیا گیا۔ راجہ پرویز اشرف کے بطور وزیراعظم انتخاب نے کئی دنوں کے ہنگاموں کے بعد ملک کی حکومت کو بحال کر دیا۔ وزیراعظم کے دفتر میں تبدیلی کے باوجود، گیلانی کی حکومت کی کابینہ نسبتاً وہی رہی اگرچہ اس میں معمولی تبدیلیاں ہوئیں، جیسے کہ حکمران اتحاد میں پی ایم ایل (ق) کا اضافہ، جس میں پرویز الٰہی کو حکومت میں ایک اعلیٰ عہدے پر فائز کر کے شامل کیا گیا تھا۔ 24 جولائی 2012 کو حکومت نے عدالتی معیاد ختم ہونے سے ایک دن قبل سپریم کورٹ کو مطلع کیا کہ اس نے صدر زرداری کے خلاف بدعنوانی کے مقدمات دوبارہ کھولنے کا فیصلہ نہیں کیا ہے۔


صدر پاکستان آصف علی زرداری صاحب راجہ پرویز اشرف کی کابینہ کے وزراء سے حلف لیتے ہوئے

کابینہ کے ارکان

راجہ پرویز اشرف کی انتظامیہ میں 2012-2013 تک پاکستان کی کابینہ کے ارکان درج ذیل تھے۔

راجہ پرویز اشرف پیپلز پارٹی کے وزیراعظم، چوہدری پرویز الٰہی مسلم لیگ (ق) نائب وزیراعظم پاکستان اور وزیر صنعت، حنا ربانی کھر پیپلز پارٹی وزیر خارجہ امور، میر ہزار خان بجارانی پی پی پی وزیر بین الصوبائی رابطہ، فاروق حامد نائیک پی پی پی قانون، انصاف اور پارلیمانی امور، سید نوید قمر پی پی پی ڈیفنس، قمر زمان کائرہ پی پی پی میڈیا انفارمیشن اینڈ ماس براڈ کاسٹنگ، ارباب عالمگیر خان پی پی پی کمیونیکیشنز، ممتاز کوہلون پی پی پی نیشنل ووکیشنل اینڈ ٹیکنیکل ٹریننگ کمیشن اور نیوٹیک، عبدالحفیظ شیخ پی پی پی فنانس، ریونیو، پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ، اقتصادی امور اور شماریات۔ احمد مختار پی پی پی واٹر اینڈ پاور، غلام احمد بلور اے این پی ریلوے، سید خورشید احمد شاہ پی پی پی مذہبی امور، امین فہیم پی پی پی کامرس اینڈ ایگریکلچر، مخدوم شہاب الدین پی پی پی انڈسٹری، افرادی قوت، منظور وٹو پی پی پی ریاستیں، سرحدیں، اور امور کشمیر، میر چنگیز جمالی اے این پی سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، الحاج عمر گورنج پی پی پی ٹیلی کمیونیکیشن، ثمینہ خالد گھرکی پی پی پی ماحولیات، اقلیتیں اور انسانی حقوق۔

وزرائے مملکت۔

ڈاکٹر اشفاق سائنس ایڈوائزر، آنر۔ وزیر مملکت، چوہدری امتیاز صفدر وڑائچ پی پی پی کمیونیکیشنز، ارباب محمد ظاہر خان اے این پی ڈیفنس، سردار سلیم حیدر خان پی پی پی ڈیفنس پروڈکشن، غلام فرید کاٹھیا پی پی پی ایجوکیشن، میر دوست محمد مزاری پی پی پی واٹر اینڈ پاور، رفیق احمد جمالی پی پی پی فوڈ اینڈ ایگریکلچر، سلمان بشیر آزاد خارجہ پالیسی اور جیوسٹریٹیجک امور، محمد افضل سندھو پی پی پی پبلک ہیلتھ، محمد طارق انیس پی پی پی ہاؤسنگ اینڈ ورک فورس، آیت اللہ درانی پی پی پی انڈسٹریز اینڈ مشین پروڈکشن، سید صمصام علی شاہ بخاری پی پی پی انفارمیشن اینڈ ماس میڈیا یا براڈ کاسٹنگ، تسنیم احمد قریشی پی پی پی کی داخلہ اور داخلی سلامتی، عبدالرازق فاٹا امور کشمیر اور شمالی علاقہ جات، مسعود عباس اے این پی لوکل ٹاؤن شپ اور دیہی ترقی، مہرین انور راجہ پی پی پی پارلیمانی امور، نبیل گبول پی پی پی پورٹس اینڈ شپنگ، محمد جادم منگریو مسلم لیگ ف ریلوے، سردار سروش خان پی پی پی واٹر اینڈ پاور جنریشن، احسن صدیقی مسلم لیگ ن پاپولیشن کنٹرول، عمران خان قمرو پی پی پی فیملی پلاننگ امور کے وزیر مملکت کے عہدوں پر فائز ہوئے۔

راجہ پرویز اشرف۔ وزیر اعظم پاکستان


راجہ پرویز اشرف صاحب صدر پاکستان آصف علی زرداری صاحب سے وزیر اعظم پاکستان کا حلف لیتے ہوئے

راجہ پرویز اشرف ایک پنجابی پاکستانی سیاست دان، تاجر اور ماہر زراعت ہیں جنہوں نے جون 2012 سے مارچ 2013 تک پاکستان کے 17 ویں وزیر اعظم کے طور پر خدمات انجام دیں، وزیر اعظم کے عہدے پر فائز ہونے سے پہلے آپ نے مارچ 2008 سے فروری 2011 تک یوسف رضا گیلانی کی حکومت میں پانی و بجلی کے وزیر کے طور پر خدمات انجام دیں۔

پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی) کے ضلع راولپنڈی سے تعلق رکھنے والے ایک سینئر رہنما محترم راجہ پرویز اشرف نے 22 جون 2012 کو یوسف رضا گیلانی کو توہین عدالت کے الزام میں عدلیہ کی جانب سے نااہل قرار دیئے جانے کے بعد وزارت عظمیٰ سنبھالی، آپ قومی اسمبلی میں 211-89 ووٹوں کی بنیاد پر منتخب ہوئے۔ آپ کی وزارت عظمیٰ کے دوران ایک بڑی کامیابی ہائیڈرو پراجیکٹس خاص طور پر 970 میگاواٹ کے نیلم جہلم پراجیکٹ کو تیار کرنے اور لاگو کرنے میں ان کی دلچسپی تھی۔ اس منصوبے کو اس وقت بڑا جھٹکا لگا جب چینی ایگزم بینک نے اسلام آباد میں سیف سٹی پراجیکٹ کی بحالی کے لیے 448 ملین ڈالر کا قرضہ جاری کرنے سے انکار کر دیا جسے سپریم کورٹ آف پاکستان نے روک دیا تھا۔ آپ کے دور میں واٹر اینڈ پاور ڈویلپمنٹ اتھارٹی (واپڈا) نے گلگت بلتستان میں کئی بڑے اور درمیانے درجے کے منصوبے شروع کئے۔

راجہ پرویز اشرف ذاتی زندگی اور بچپن


محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے ساتھ راجہ پرویز اشرف کی ایک یادگار تصویر

راجہ پرویز اشرف 26 دسمبر 1950 کو سانگھڑ، سندھ میں ایک پنجابی مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے۔ راجہ پرویز اشرف صاحب کا تعلق پکھرل کے منہاس قبیلے سے ہے اور ان کا تعلق شمالی پنجاب کے خطہ پوٹھوہار کے ضلع راولپنڈی کے ایک صنعتی شہر گوجر خان سے ہے۔ خطہ پوٹھوہار متعدد ممتاز سیاسی اور عسکری شخصیات کا گھر ہے۔ راجہ پرویز اشرف صاحب کا تعلق ایک متوسط طبقے کے پنجابی بولنے والے زمینداروں کے خاندان سے ہے جو سیاست میں روایتی پس منظر رکھتے ہیں۔ راجہ پرویز اشرف صاحب کے ایک چچا نے 1960 کی دہائی میں ایوب خان کی کابینہ میں بطور وزیر خدمات انجام دیں۔ آپکے والدین سندھ کے قصبے سانگھڑ میں زرعی زمین کے مالک تھے، جہاں وہ پیدا ہوئے اور پرورش پائی۔ آپ نے 1970 میں سندھ یونیورسٹی سے گریجویشن کیا اور سیاست میں آنے سے قبل آپ زراعت سے وابستہ تھے۔ آپکی شادی محترمہ نصرت پرویز اشرف صاحبہ سے سے ہوئی اور آپ کے چار بچے ہیں جن میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ محترم راجہ پرویز اشرف صاحب روانی سے انگریزی، اردو، پنجابی اور سندھی بول سکتے ہیں۔ آپ پیپلز پارٹی کے ایک اہم وفادار اور رہنما کے طور پر شمار کیے جاتے ہیں۔ آپ نے 1990، 1993 اور 1997 میں پارلیمانی انتخابات میں حصہ لیا۔ 2002 اور پھر 2008 میں ہونے والے انتخابات میں کامیابی حاصل کی جس کے بعد آپ کو وفاقی وزیر برائے پانی وبجلی اوزیر توانائی کے طور پر مقرر کیا گیا۔ آپ گوجر خان، ضلع راولپنڈی سے دوبار پاکستان کی قومی اسمبلی کے رکن (MNA) منتخب ہو چکے ہیں۔ فروری 2008 کے انتخابات میں راجہ پرویز اشرف صاحب نے نے دوبارہ انتخاب جیتا۔ آپ نے قائمہ کمیٹی برائے کشمیر اور قائمہ کمیٹی برائے قانون، انصاف اور انسانی حقوق کے رکن کے طور پر خدمات انجام دیں۔ وزارت عظمیٰ پر فائز ہونے سے پہلے آپ پیپلز پارٹی کے سیکرٹری جنرل بھی تھے۔ 2008 کے انتخابات کے بعد بننے والی پی پی پی، مسلم لیگ (ن)، اے این پی، جے یو آئی - ایف اور ایم کیو ایم کی مخلوط حکومت میں وزارت پانی وبجلی کے سربراہ بنے۔ بجلی کے وزیر کے طور پر ان کے دور میں ملک بھر میں بجلی کی پیداوار کی طویل کمی تھی اور بجلی کی کٹوتی (لوڈ شیڈنگ) بار بار ہوتی رہی۔ اس عہدے پر آپکو بار بار یہ وعدہ کرنے پر شدید تنقید کا سامنا کرنا پڑا کہ ملک میں بجلی کا بحران 2008" تک" ختم ہو جائے گا


وزیر پانی وبجلی راجہ پرویز اشرف ایرانی صدر محمود احمد کے ساتھ

کیونکہ ملک کو باقاعدہ بلیک آؤٹ کا سامنا کرنا پڑا تھا۔آپ کے دور اقتدار میں ہائیڈرو پاور کے متعدد منصوبے شروع کئے گئے کیونکہ ہائیڈرو پاور توانائی کا سب سے سستا ذریعہ ہے اور بطور وزیر اور وزیراعظم آپ نے خصوصی توجہ دی تاہم ہائیڈرو پاور پراجیکٹس کو مکمل ہونے میں کافی وقت لگتا ہے اور ان منصوبوں سے بجلی 10 سال بعد دستیاب ہونا تھی اس کے حل کیلئے قلیل مدتی توانائی کے بحران کو حل کرنے کے لیے اشرف نے رینٹل کی بنیاد پر پاور پراجیکٹ لاگو کیا،


وزیراعظم پاکستان راجہ پرویز اشرف صاحب کراچی میں 7 ویں انٹرنیشنل ڈیفنس ایکسپو کا افتتاح کرتے ہوئے اس موقع پر گورنر سندھ نثار احمد کھوڑو صاحب اور وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ صاحب بھی موجود ہیں

اپنے دور میں منظور شدہ رینٹل پالیسی پر عمل کیا۔تاہم منصوبے متنازعہ ہوگئے۔اپنے انتخاب کے فوراً بعد راجہ پرویز اشرف صاحب نے کہا کہ معیشت، مہنگائی اور ملک کا بجلی کا بحران ان کے اولین تحفظات ہوں گے۔انہوں نے کہا کہ ہمارا ملک اس وقت محاذ آرائی کی سیاست کا متحمل نہیں ہوسکتا۔منتخب ہونے کے 24 گھنٹوں کے اندر راجہ پرویز اشرف نے ملک میں توانائی کے بحران کو حل کرنے کے لیے ایک میٹنگ بلائی اور وزارت پیٹرولیم کو ہدایت کی کہ پاور پلانٹس کو روزانہ 28,000 ٹن ایندھن کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے،تا کہ نیشنل گرڈ سسٹم میں 1200 میگا واٹ کا اضافہ کیا جاسکے۔اشرف کی تقرری پر پاکستان میں کاروباری افراد اور ماہرین اقتصادیات کا ملا جلا ردعمل تھا۔جہاں کچھ نے توانائی کے بحران پر وزیراعظم کی توجہ کو سراہا اور اہم اداروں اور سیاسی جماعتوں کے درمیان زیادہ تعاون کی امید ظاہر کی وہ معاشی استحکام کے لیے اچھا ہے۔ایک حکومتی اہلکار نے اقتدار کی ہموار منتقلی کی تعریف کی اور کہا کہ ملک کی اقتصادی پالیسی وہی رہے گی،انہوں نے مزید کہا کہ حکومت کی اقتصادی ٹیم بجٹ اور دیگر اقتصادی کاموں کو اسی طرح جاری رکھے گی جیسا کہ گیلانی کی نااہلی سے پہلے موجود تھا۔توانائی کے بحران پر قابو پانے کے اقدام کے طور پر جناب راجہ پرویز اشرف صاحب نے ملک بھر میں کئی چھوٹے ڈیم بنانے کے اپنے ارادے کا اعلان کیا۔انہوں نے کہا کہ یہ منصوبے پوٹھوہار کے علاقے کے ترقیاتی پروگرام کے ایک حصے کے طور پر ان کے آبائی علاقے پوٹھوہار سے شروع ہوں گے۔توانائی کے علاوہ آپ نے کراچی کی بگڑتی ہوئی امن وامان کی صورت حال کی نشاندہی کی، اپنے انتخاب کے تین دن بعد وزیراعظم پاکستان محترم راجہ پرویز اشرف نے نائن زیرو کا دورہ کیا اور کراچی میں متحدہ قومی موومنٹ کے رہنماؤں سے ملاقات کی۔آپ نے پاکستان مسلم لیگ (ف) کے رہنما کی عیادت بھی کی۔ان دوروں کو اتحادی سیاسی جماعتوں کے ساتھ تعلقات کی توثیق کے لیے ایک تازہ اقدام کے طور پر دیکھا گیا۔


وزیراعظم پاکستان راجہ پرویز اشرف صاحب ایک اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے اس موقع پر ان کی دائیں جانب مخدوم امین فہیم صاحب،سید نوید قمر صاحب جبکہ بائیں جانب رحمٰن ملک صاحب اور فاروق ایچ نائیک صاحب تشریف فرما ہیں

جناب راجہ پروز یز اشرف صاحب نے وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان کے عہدے کا چارج سنبھالنے کے بعد جو پہلا اہم سنگ میل انجام دیا وہ اتحادی جماعت پاکستان مسلم لیگ (ق) (پی ایم ایل-ق) کے مطالبے کو پورا کرنے کے لیے پاکستان کے نائب وزیر اعظم کے عہدے کی تخلیق کی منظوری تھی۔ اس عہدے کا افتتاح 25 جون کو ہوا اور مسلم لیگ (ق) کے چوہدری پرویز الہٰی کو ملک کا پہلا نائب وزیر اعظم مقرر کیا گیا۔ 27 جون 2012 کو سپریم کورٹ آف پاکستان


وزیر اعظم پاکستان راجہ پرویز اشرف صاحب وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ، وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر اعلیٰ خیبر پختونخوا اعظم خان ہوتی اور وزیر اعلیٰ بلوچستان اسلم رئیسانی سے تبادلہ خیال کرتے ہوئے

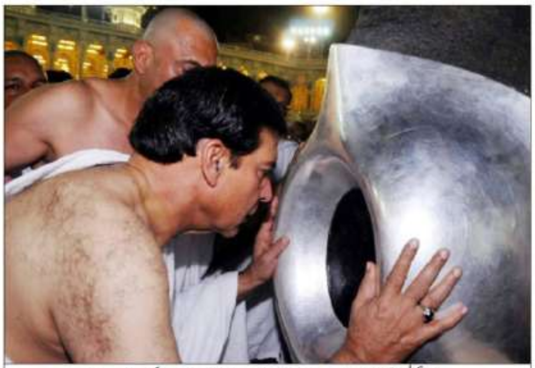
نے وزیر اعظم اشرف کو دو ہفتوں کا وقت دیا کہ آیا وہ سوئس حکام سے صدر زرداری کے خلاف بدعنوانی کے مقدمات دوبارہ کھولنے کے لیے کہیں گے۔ تاہم اس معاملے پر ان کا موقف سابق وزیر اعظم گیلانی سے مختلف نہیں تھا۔ جولائی کے پہلے ہفتے میں وزیر اعظم پاکستان نے بلوچستان کے تنازع پر توجہ دلائی اور صوبے میں لاپتہ افراد کے معاملے پر بات کرنے کے لیے ایک اعلیٰ سطحی اجلاس طلب کیا۔ جولائی کے پہلے ہفتے میں آپ نے قانون سازی کے حکومتی منصوبوں کا اعلان کیا آپ نے پشاور کا دورہ کیا اور مقامی سیاست دانوں سے ملاقات کی، آپ نے "آزاد میڈیا، عدلیہ اور پارلیمنٹ" بنانے میں جمہوریت کے کردار کی تعریف کی ہے۔ وزیر اعظم پاکستان نے دہشت گردی کے خلاف جنگ اور شورش زدہ شمال مغربی علاقوں میں فوجی کارروائیوں میں پاک فوج کے کردار کو مزید خراج تحسین پیش کیا۔

خارجہ پالیسی

وزیر اعظم کا عہدہ سنبھالنے کے بعد خارجہ پالیسی پر تبصرہ کرتے ہوئے جناب راجہ پرویز اشرف صاحب نے کہا کہ وہ امریکہ کے ساتھ "برابری کی بنیاد پر" ڈیل کرنا چاہتے ہیں۔ ہندوستان کے وزیر اعظم منموہن سنگھ نے جناب پرویز اشرف صاحب کو ان کے انتخاب کے فوراً بعد مبارکباد دی، چینی حکومت نے جناب راجہ پرویز اشرف کو سلام پیش کیا اور


وزیر اعظم پاکستان راجہ پرویز اشرف صاحب افغانستان کے صدر حامد کرزئی اور برطانیہ کے وزیر اعظم ڈیوڈ کیمرون کے ساتھ

پاکستان کے ساتھ قریبی تعلقات و مزید مستحکم کرنے کا عہد کیا تاکہ "لازوال دوستی" کو مزید مضبوط کیا جا سکے۔ امریکی وزیر خارجہ ہلیری کلنٹن اور افغان صدر حامد کرزئی کے علاوہ دیگر کئی ممالک کی جانب سے مبارکباد کے قابل ذکر پیغامات آئے۔ بھارت کے ساتھ تنازعہ کشمیر پر اپنے موقف کے بارے میں وزیر اعظم پاکستان محترمہ راجہ پرویز اشرف صاحب نے واضح طور پر کہا ہے کہ پاکستان جموں و کشمیر کے کشمیری عوام کی اخلاقی، سیاسی



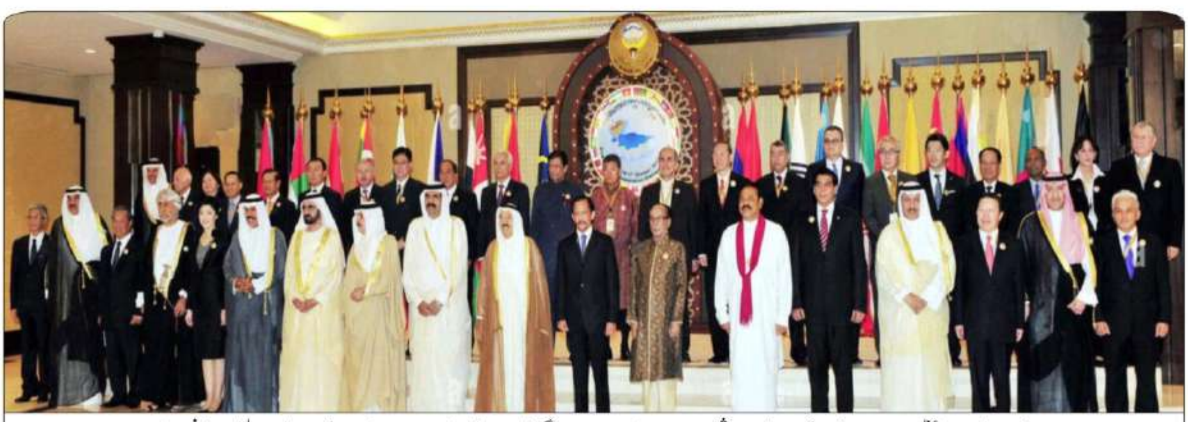
وزیر اعظم پاکستان راجہ پرویز اشرف صاحب خانہ کعبہ میں عمرہ کرتے ہوئے

اور سفارتی حمایت اس وقت تک جاری رکھے گا جب تک اقوام متحدہ کی قراردادوں اور کشمیریوں کی امنگوں کے مطابق اس مسئلے کا کوئی حل نہیں نکل جاتا۔ جولائی 2012 کے اواخر میں، کابل، افغانستان کے اپنے دورے پر وزیر اعظم پاکستان نے کرزئی حکومت کے عہدیداروں سے ملاقات کی اور افغانستان کے قومی اتحاد سے تعلق رکھنے والے حزب اختلاف کے دو اہم رہنماؤں عبداللہ عبداللہ اور نیشنل فرنٹ آف افغانستان سے احمد ضیاء مسعود کے ساتھ بات چیت کی۔ دیگر چیزوں کے علاوہ انہوں نے افغانستان اور پاکستان کے رہنماؤں کے درمیان بڑھتے ہوئے اور باقاعدہ مذاکرات کی ضرورت پر تبادلہ خیال کیا۔ 20 اپریل کو نیب نے اشرف سمیت 33 افراد کے وارنٹ گرفتاری جاری کئے۔ 15 جنوری 2013 کو، سپریم کورٹ آف پاکستان نے راجہ پرویز اشرف صاحب کو مبینہ بدعنوانی کے الزام میں گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ گرفتاری کا حکم اسی وقت دیا گیا جب قومی دارالحکومت اسلام آباد میں لانگ مارچ کا



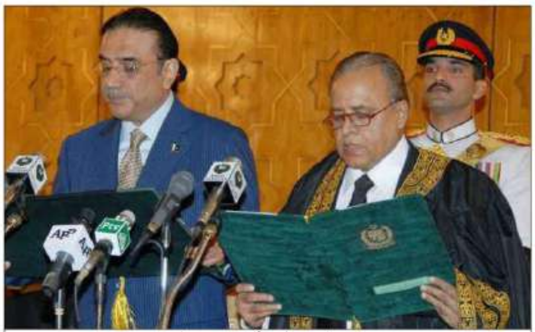
وزیر اعظم پاکستان راجہ پرویز اشرف صاحب وفاقی وزیر مذہبی امور سید خورشید احمد شاہ صاحب سے تبادلہ خیال کرتے ہوئے

اختتام ہوا۔ محترم راجہ پرویز اشرف صاحب نے بار بار اپنا نام صاف کرنے کا مطالبہ کیا ہے اور تمام الزامات سے انکار کیا ہے راجہ پرویز اشرف نے سپریم کورٹ میں پیشی کے دوران ایسے الزامات کی واضح طور پر تردید کی اور تمام حکام اور عدالتوں کے ساتھ مکمل تعاون کی پیشکش کی۔ حکمران جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کے ایک رکن نے گرفتاری کے حکم کو "سازش" قرار دیا جبکہ پاکستان کے وزیر داخلہ رحمان ملک نے دعویٰ کیا کہ "اس حکم کے بعد بھی (راجہ پرویز اشرف صاحب) وزیر اعظم پاکستان ہیں ۔



پاکستان کے وزیر اعظم راجہ پرویز اشرف، کویت کے امیر شیخ صباح الاحمد الجابر الصباح اور دیگر شریک ممالک کے سربراہان کے ساتھ کویت سٹی میں التحریر کانفرنس ہال میں ایشین کوآپریشن ڈائیلاگ (ACD) سمٹ کے افتتاحی اجلاس کے آغاز سے قبل تقریب کے دوران ایک گروپ فوٹو میں

آصف علی زرداری
صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان


9 ستمبر 2008 چیف جسٹس عبدالحمید ڈوگر محترم آصف علی زرداری صاحب سے صدر پاکستان کا حلف لے رہے ہیں

آصف علی زرداری 10 مارچ 2024 کو پاکستان کے 14 ویں صدر بنے اس سے قبل آپ 2008 سے 2013 تک اسی عہدے پر فائز رہے۔آپ واحد سیاسی شخصیت ہیں جو دوبار انتخابات جیت کر صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان منتخب ہوئے ہیں آپ 2008 سے 2013 تک پاکستان کے 11 ویں صدر رہے۔سندھ کے ایک زمیندار حاکم علی زرداری کے بیٹے آصف علی زرداری صاحب نے 1987 میں بے نظیر بھٹو صاحبہ سے شادی کے بعد شہرت حاصل کی، محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ 1988 میں انتخاب کے بعد پاکستان کی وزیر اعظم بنیں۔ 1990 میں جب صدر غلام اسحاق خان نے محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کی حکومت کو برطرف کر دیا تو محترم آصف علی زرداری صاحب کو کرپشن کے الزامات میں بڑے پیمانے پر تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔لیکن آپ ثابت قدم رہے اور ڈٹ کر ان الزامات کا مقابلہ کیا اور آپ کے مخالفین کو منہ کی کھانی پڑی ۔1993 میں جب محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ دوبارہ منتخب ہوئیں تو آصف علی زرداری صاحب نے وفاقی وزیر سرمایہ کاری اور پاکستان انوائرمینٹل پروٹیکشن کونسل کے چیئر پرسن کے طور پر خدمات انجام دیں۔پچھلے دور کی طرح محترمہ بینظیر کی دوسری حکومت کو صدر فاروق لغاری نے برطرف کر دیا اور محترم آصف علی زرداری صاحب کو گرفتار کر کے آپ پر مرتضیٰ بھٹو کے قتل اور بدعنوانی کے الزام میں فرد جرم عائد کر دی گئی۔قید ہونے کے باوجود آپ 1990 میں قومی اسمبلی اور 1997 میں سینیٹ کے لیے منتخب۔ 2004 میں محترم آصف علی زرداری صاحب جیل سے رہا ہوئے اور خود ساختہ جلاوطنی اختیار کر کے دبئی چلے گئے تاہم جب محترمہ بینظیر بھٹو کو 27 دسمبر 2007 کو قتل کر دیا گیا تو آپ واپس آئے اور پاکستان پیپلز پارٹی کے شریک چیئر مین کے طور پر خدمات انجام دیں آپ نے 2008 کے عام انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت کی نہ صرف یہ بلکہ آپ ایک اتحاد کی سربراہی بھی کی جس نے فوجی حکمران ڈکٹیٹر پرویز مشرف کو مستعفی ہونے پر مجبور کیا اور 6 ستمبر 2008 کو محترم آصف علی زرداری صاحب باضابطہ طور پر صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان منتخب ہوئے۔آپ کے دور صدارت میں پاکستان پیپلز پارٹی نے 5 سال مکمل کیئے اور یہ پاکستان کی سیاسی تاریخ میں پہلی بار ہوا کہ جمہوری عوامی حکومت نے پاکستان میں اپنی مدت


آصف علی زرداری صاحب رہائی کے بعد اس موقع پر آغا سراج درانی صاحب بھی موجود ہیں



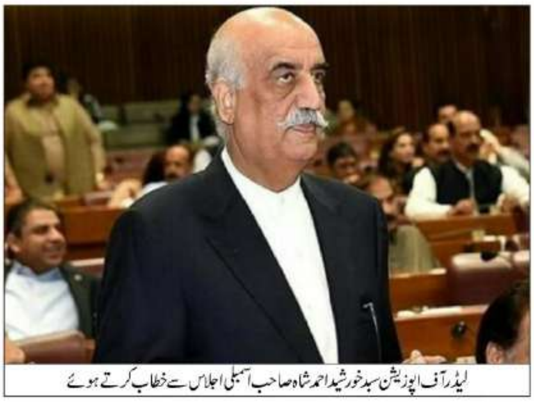
چیف آف آرمی اسٹاف جنرل پرویز اشرف کیانی اور وزیر اعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی صاحب صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان محترم آصف زرداری صاحب سے ملاقات کرتے ہوئے

مکمل کی آپ کے دور میں صوبوں کو خود مختار بنایا گیا اور آپ پر متعدد الزمات عائد کر کے آپ کی حکومت کو ختم کرنے کی کوششیں کی گئیں تاہم آپ کے مخالفین کو منہ کی کھانی پڑی وزیر اعظم پاکستان یوسف رضا گیلانی کو آپ کے خلاف خط نہ لکھنے کی پاداش میں وزرات عظمیٰ کے منصب سے ہٹایا گیا جس کے بعد آپ نے بصیرت اور مدبرانہ انداز سے معاملہ فہمی کی اور پنجاب کے سرائیکی بیلٹ سے محترم شہاب الدین کو وزیر اعظم پاکستان کیلئے منتخب کیا تاہم ان پر بھی الزمات عائد کر کے انہیں نا اہل قرار دے دیا گیا جس کے بعد آپ کی جانب سے محترم راجہ پرویز اشرف کو وزیر اعظم پاکستان کیلئے منتخب کیا وزیر اعظم پاکستان محترم راجہ پرویز اشرف کو بھی آپ کے خلاف خط لکھنے کے احکامات دیئے گئے تاہم انہوں نے جواں مردی کے ساتھ مقابل کیا اور آپ کے ساتھ دیتے رہے اور اس طرح مختلف حیلوں بہانوں سے ماضی کی طرح پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کا دھڑن تختہ کرنے کی سازشیں اور اقدامات کیئے جاتے رہے لیکن آپ نے ایسی تمام سازشوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا، یہی وجہ ہے کہ آپ کے سیاسی مخالفین بھی آپ کو مرد بحران قرار دیتے ہیں اور آپ کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ ایک زرداری سب پہ بھاری۔ اپریل 2010 میں حکومت نے 18 ویں ترمیم منظور کی، جس نے صدر کو پارلیمنٹ کو تحلیل کرنے، وزیر اعظم کو برطرف کرنے، اور فوجی سربراہوں کی تقرری کے اختیارات کو ختم کر کے ایک رسمی شخصیت بنا دیا۔س ترمیم نے وزیر اعظم کے طور پر دو میعادوں کی پابندی کو بھی ختم کر دیا، جس نے زرداری کے سب سے بڑے سیاسی حریف، نواز شریف کو تیسری مدت کے لیے انتخاب



صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان محترم آصف زرداری صاحب 18 ویں آئینی ترمیم پر دستخط کر کے صدر پاکستان کے اختیارات محدود کر رہے ہیں

کرنے کے قابل بنایا۔ یہ ترمیم پارلیمنٹ میں تقریباً متفقہ حمایت کے ساتھ منظور کی گئی اور آصف علی زرداری صاحب نے اس قانون سازی کی حمایت کی۔ 18 ویں ترمیم کے بعد محترم آصف علی زرداری صاحب کی اصل طاقت پاکستان پیپلز پارٹی کے رہنما کے طور پر ان کی حیثیت سے حاصل ہوئی جو پارلیمنٹ کے سب سے بڑے بلاک کو کنٹرول کرتی ہے۔ پارلیمنٹ کو تحلیل کرنے کا صدر کا اختیار جنرل محمد ضیاء الحق کے دور صدارت میں پاکستان کے آئین میں آٹھویں ترمیم کے ذریعے نافذ کیا گیا تھا، اس سے قبل اس وقت کے وزیر اعظم نواز شریف نے اپنے دوسرے دور میں تیرہویں ترمیم کے ذریعے اسے ختم کر دیا تھا۔ یہ بالآخر جنرل پرویز مشرف کے دورِ صدارت میں سترہویں ترمیم کے ذریعے بحال ہو گیا۔ یہ بل 1973 کے بعد پہلا بل ہے جس میں صدر کے اختیارات میں کمی کی گئی ہے۔


لیڈر آف اپوزیشن سید خورشید احمد شاہ صاحب اسمبلی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے

سید خورشید احمد شاہ

لیڈر آف اپوزیشن 2013-2018

سید خورشید احمد شاہ صاحب 13 نومبر 1954 کو پرانہ سکھر میں پیدا ہوئے آپ وکیل ہونے کے ساتھ ساتھ پاکستان کی سیاست کا ایک مایہ ناز نام ہیں اور اس وقت بھی پاکستان کی قومی اسمبلی کے رکن ہیں آپ نے جون 2013 سے مئی 2018 تک پاکستان کی قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف کے طور پر خدمات انجام دیں۔ سکھر شہر میں پیدا ہونے والے پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی) کے رہنما نے گورنمنٹ اسلامیہ سائنس کالج سکھر میں تعلیم حاصل کی۔ محترم سید خورشید احمد شاہ صاحب نے اپنے سیاسی کیریئر کا آغاز 1988 میں سندھ کی صوبائی اسمبلی کے رکن کے طور پر کیا اور مختلف عہدوں پر صوبائی کابینہ کے رکن رہ چکے ہیں۔ آپ کو 1993 سے 2013 کے درمیان تین بار وفاقی کابینہ میں شامل کیا گیا۔ 2012 سے 2013 تک پارلیمنٹ کے رکن بھی رہے۔ پاکستان کے سیاسی رہنماؤں میں آپ کا نام ان سینئیر رہنماؤں میں آتا ہے کہ جو 1988 سے متواتر کامیاب ہوئے ہیں اور عوام نے آپ پر ہمیشہ بھرپور اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ اگرچہ آپ کو اپنے انتخابی حلقہ کی بجائے پارٹی کی جانب سے دوسرے انتخابی حلقہ سے پارٹی ٹکٹ جاری کیا گیا لیکن اس کے باوجود آپ نے تاریخ ساز کامیابی حاصل کی۔ آپ کے ساتھ میرا (ظفر جھنڈیر) کا تعلق زمانہ طالب علمی سے رہا ہے کیونکہ ہماری رہائش ایک ہی محلّہ میں رہی نہ صرف یہ بلکہ پرانہ سکھر کے ایک ہی اسکول سے پرائمری کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ایک ہی کالج میں زیر تعلیم رہے۔ آپ میرے سینئیر ہیں اور ہمیشہ آپ کا دست شفقت رہا آپ سے ہمیشہ رہبری و رہنمائی حاصل کی ہے۔ آپ نے 1974 میں تاریخ میں ماسٹر کی ڈگری حاصل کی اور 1978 میں ایل ایل بی کی ڈگری دونوں اسلامیہ کالج سکھر سے حاصل کیں۔ آپ پیشہ ور وکیل اور تاجر ہیں، سید خورشید احمد شاہ صاحب نے زمانہ طالب علمی کے دور میں سکھر کی انتہائی معروف و معتبر سیاسی شخصیت علی حسن منگی صاحب سے سیاسی تربیت حاصل کی اور انکے پولنگ ایجنٹ کے فرائض بھی انجام دیئے جبکہ 1988 میں پاکستان پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر سکھر کے حلقے سے پہلی بار سندھ کی صوبائی اسمبلی کے رکن بنے جس کے بعد وہ مختلف عہدوں پر صوبائی کابینہ کے رکن کے طور پر فرائض انجام دیتے رہے۔ سید خورشید احمد شاہ صاحب نے وزیر تعلیم، وزیر ٹرانسپورٹ، وزیر برائے درآمدات، وزیر خزانہ اور وزیر اطلاعات کے طور پر خدمات انجام دیں۔


لیڈر آف اپوزیشن سید خورشید احمد شاہ صاحب وزیر اعظم پاکستان سے تبادلہ خیال کرتے ہوئے



سید خورشید احمد شاہ صاحب چیرمین پاکستان پیپلز پارٹی بلاول بھٹو زرداری صاحب کو امام ضامن پہناتے ہوئے اس موقع پر راجہ پرویز اشرف بھی موجود ہیں

سید خورشید احمد شاہ صاحب پہلی بار 1990 میں سکھر کے حلقے سے رکن قومی اسمبلی منتخب ہوئے تھے۔ 1993 میں سکھر کے حلقے سے دوسری بار رکن قومی اسمبلی منتخب ہوئے۔ آپ کو 1993 میں وفاقی کابینہ میں شامل کیا گیا اور بے نظیر بھٹو کی دوسری وزارت اعظمیٰ کے دور میں وزیر تعلیم کے طور پر تعینات کیا گیا۔ آپ 1997 میں سکھر کے حلقے سے تیسری بار رکن قومی اسمبلی منتخب ہوئے۔ جس کے بعد 2002 میں سکھر کے حلقے سے چوتھی بار رکن قومی اسمبلی منتخب ہوئے۔ 2008 میں سکھر کے حلقے سے پانچویں بار رکن قومی اسمبلی منتخب ہوئے۔ سید خورشید احمد شاہ صاحب کو 2008 کے پاکستانی انتخابات کے بعد وفاقی کابینہ میں شامل کیا گیا اور مارچ 2008 سے مئی 2011 تک آپ کو محنت، افرادی قوت اور سمندر پار پاکستانیوں کے وزیر کے طور پر مقرر کیا گیا۔ وزیر محنت، افرادی قوت اور سمندر پار پاکستانیوں کو 2009 میں دو وزارتوں میں تقسیم کیا گیا اور سید خورشید احمد شاہ صاحب وزیر محنت اور افرادی قوت رہے۔ اور آپ کو مذہبی امور کے وزیر کا اضافی قلمدان دیا گیا، جہاں آپ نے دسمبر 2010 سے 2013 تک دونوں گیلانی کابینہ اور پرویز اشرف کابینہ میں وفاقی وزیر کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ پر پاکستان پیپلز پارٹی اور قیادت کے بھرپور اعتماد کی بدولت 2008 سے 2013 تک قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف منتخب کیا گیا اور اس طرح 2008 سے 2013 تک قومی اسمبلی میں پاکستان پیپلز پارٹی کے پارلیمانی لیڈر رہے۔ سید خورشید احمد شاہ صاحب کو دیگر سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کے ساتھ، 2013 کے پاکستان کے انتخابات سے قبل پاکستان کے نگراں وزیر اعظم کے لیے نام کے انتخاب کا کام سونپا گیا تھا۔ آپ 2013 میں سکھر کے دوسرے حلقے سے چھٹی بار رکن قومی اسمبلی منتخب ہوئے۔ یوسف رضا گیلانی کے عہدے پر فائز ہونے سے نااہل ہونے کے بعد سید خورشید احمد شاہ صاحب پاکستان کے وزیر اعظم بننے کے لیے ممکنہ امیدوار تھے۔ سید خورشید احمد شاہ صاحب قومی اسمبلی میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے چیئرمین بھی ہیں۔ سید خورشید احمد شاہ صاحب انتہائی بردبار اور معاملہ فہم شخصیت کے مالک ہیں اور آپ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ سید خورشید احمد شاہ صاحب کے پاکستان کی دیگر سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں۔ آپ 2018 کے پاکستانی عام انتخابات میں NA-206 (سکھر-I) سے پی پی پی کے امیدوار کے طور پر دوبارہ قومی اسمبلی کے لیے منتخب ہوئے۔



سید خورشید احمد شاہ صاحب وزیر اعظم پاکستان یوسف رضا گیلانی، سید نوید قمر اور نعمان اسلام شیخ



سید خورشید احمد شاہ صاحب اور وزیر اعلیٰ سندھ سکھر میں افتتاح کرتے ہوئے اس موقع پر سید اویس قادر شاہ صاحب، سید ناصر حسین شاہ صاحب اور نعمان شیخ صاحب بھی موجود ہیں

اور مسلسل کامیابی کے سفر کو جاری رکھتے ہوئے آپ نے ساتویں بار قومی اسمبلی کے حلقہ سے کامیابی حاصل کی اور اس حلقہ سے کامیابی کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی کی جانب سے آپ کو پاکستان کی قومی اسمبلی کے اسپیکر کے عہدے کے لیے نامزد کیا گیا۔ آپ نے 146 ووٹ حاصل کیے اور اسد قیصر سے الیکشن ہار گئے جنہوں نے 176 ووٹ حاصل کیے۔ 2024 کے پاکستانی عام انتخابات میں NA-201 سکھر-II سے پی پی پی کے امیدوار کے طور پر دوبارہ قومی اسمبلی کے لیے منتخب ہوئے اور آٹھویں بار قومی اسمبلی کے انتخابات میں مسلسل کامیابی حاصل کر کے ایک تاریخ رقم کر دی، آپ نے 120,219 ووٹ حاصل کیے اور جمعیت علمائے اسلام (F)(JUI(F)) کے امیدوار محمد صالح انڈھڑ کو شکست دی۔ آپ کے مقابلہ میں محمد صالح انڈھڑ نے محض 53,302 ووٹ حاصل کیئے۔ واضح رہے کہ آپ کے علاوہ تمام امیدواروں نے مشترکہ طور پر صرف اور صرف 61,746 ووٹ حاصل کیئے۔

سید خورشید احمد شاہ صاحب

قائد حزب اختلاف (پاکستان) 2013-2018

قائد حزب اختلاف عوام کا منتخب کردہ سیاست دان ہوتا ہے جو قانون کے مطابق پاکستان میں سرکاری اپوزیشن کا لیڈر ہوتا ہے۔ قائد حزب اختلاف قومی اسمبلی میں حکومت مخالف سب سے بڑی سیاسی جماعت کا لیڈر ہوتا ہے۔ عام طور پر قومی اسمبلی میں دوسری بڑی سیاسی جماعت کا رہنما ہوتا ہے۔ اپوزیشن لیڈر کو عام طور پر متبادل وزیر اعظم کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ سینیٹ میں قائد حزب اختلاف بھی ہوتا ہے، جسے سینیٹ آف پاکستان کے اپوزیشن اراکین الگ سے منتخب/ نامزد کرتے ہیں۔ قائد حزب اختلاف کو نگران وزیر اعظم کی تقرری کے لیے منتخب وزیر اعظم سے مشاورت کا آئینی اختیار حاصل ہے۔ نگران وزیر اعظم کا تقرر صدر وزیر اعظم اور اپوزیشن لیڈر سے مشاورت کے بعد کرتا ہے۔ انہیں چیف الیکشن کمشنر اور الیکشن کمیشن آف پاکستان کے ممبران کی تقرری کے لیے وزیر اعظم سے مشاورت کرنے کا آئینی اختیار حاصل ہے۔ صدر اپوزیشن لیڈر اور وزیر اعظم سے مشاورت کے بعد چیف الیکشن کمشنر اور ممبران کا تقرر کرتے ہیں۔ قومی احتساب بیورو کے چیئر مین کا تقرر وزیر اعظم اور اپوزیشن لیڈر کے درمیان مشاورت کے بعد کیا جاتا ہے۔ وہ سپریم کورٹ، ہائی کورٹس اور وفاقی شریعت کورٹ کے ججوں کی تقرری کے لیے اپوزیشن بنچوں سے جوڈیشل کمیشن آف پاکستان کے اراکین کے طور پر قومی اسمبلی کے دو اراکین کے نام بھی تجویز کرتے ہیں۔

پاکستان کی سینیٹ کا چیئرمین، پاکستان کی سینیٹ کا صدر ہے۔ پاکستان کے آئین کے مطابق چیئرمین صدارتی عہدیدار ہوتا ہے اور سینٹ میں تین سال کے وقفہ کے لیے چیئرمین اور ڈپٹی چیئرمین کا انتخاب کرنا ہوتا ہے۔ صدر کی غیر موجودگی کے دوران، سینیٹ کے چیئرمین کو صدارت کے فرائض کے ساتھ بااختیار بنایا جاتا ہے؛ غیر معمولی واقعات میں چیئرمین کی غیر موجودگی میں صدارتی فرائض عموماً قومی اسمبلی کے اسپیکر کے پاس ہوتے ہیں۔ سینیٹ کا چیئرمین پاکستان کے صدر کی جانشینی کی صف میں سب سے پہلے اور قومی اسمبلی کے اسپیکر سے آگے ہے۔ سینیٹ کے پہلے چیئرمین حبیب اللہ مروت تھے جب کہ وسیم سجاد سب سے زیادہ عرصے تک چیئرمین سینیٹ رہے۔ سینیٹر یوسف رضا گیلانی 2 اپریل کے انتخابات میں سینیٹ کے لیے منتخب ہوئے، سینیٹ کے موجودہ چیئرمین ہیں، انہوں نے 9 اپریل 2024 کو اپنا عہدہ سنبھالا۔ حبیب اللہ خان نے اپنے سیاسی کیریئر کا آغاز 1962 میں الیکشن جیت کر پاکستان کے وزیر داخلہ کے طور پر کیا جب جنرل ایوب خان کو باضابطہ طور پر صدر قرار دیا گیا۔ وہ 1965 تک اس عہدے پر فائز رہے، جب ایوب خان نے خود وزیر داخلہ کا قلمدان سنبھالا، جسے اس وقت وزیر داخلہ کہا جاتا تھا۔ حبیب اللہ خان کو لاہور میں واقع اس وقت کے مغربی پاکستان کا وزیر اعلیٰ مقرر کیا گیا تھا (کیونکہ اس وقت آپ مغربی پاکستان اسمبلی میں قائد ایوان تھے)۔ آپ 1965 سے 1967 تک وزیر اعلیٰ رہے اور سیاسی اختلافات پیدا ہونے کے بعد استعفیٰ دے دیا۔ حبیب اللہ خان 6 اگست 1973 سے 5 اگست 1975 تک سینیٹ آف پاکستان کے پہلے چیئرمین رہے اور 6 اگست 1975 سے 4 جولائی 1977 تک مسلسل دوسری مدت کے لیے سینیٹ کے چیئرمین منتخب ہوئے۔



پاکستان کے پہلے چیئرمین سینیٹ محترم حبیب اللہ خان صاحب

حبیب اللہ خان

چیئرمین سینٹ 1973-1977

حبیب اللہ خان نے 1926 میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے گریجویشن کیا۔ وہ خطے کے معروف وکلاء میں سے ایک تھے جو زیادہ تر بنوں کے اس وقت کے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر میں فوجداری مقدمات کی پریکٹس کرتے تھے۔ وہ اپنی قانونی پریکٹس کے لیے بنوں میں رہتے تھے اور کبھی کبھار لکی مروت میں اپنے خاندان کے گھر واپس آتے تھے۔ بنوں شہر میں حبیب اللہ خان کے نام پر ایک گلی اب بھی موجود ہے جہاں وہ اس وقت رہائش پذیر تھے۔ وہ 1932 سے 1946 تک اس وقت کے شمال مغربی سرحدی صوبے کی پہلی قانون ساز کونسل کے منتخب قانون ساز رہے۔ 1947 میں تقسیم ہند کے بعد، حبیب اللہ خان نے قانون میں کیریئر کا انتخاب کیا اور 1947 میں پشاور ہائی کورٹ کے پہلے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج بنے۔ وہ پشاور ہائی کورٹ کے جج کے عہدے پر فائز رہے۔ اور 1961

تک اسی عہدے پر رہے۔ حبیب اللہ خان نے اپنے سیاسی کیریئر کا آغاز 1962 میں الیکشن جیت کر پاکستان کے وزیر داخلہ کے طور پر کیا جب جنرل ایوب خان کو باضابطہ طور پر صدر قرار دیا گیا۔ وہ 1965 تک اس عہدے پر فائز رہے، جب ایوب خان نے خود وزیر داخلہ کا قلمدان سنبھالا، جسے اس وقت وزیر داخلہ کہا جاتا تھا۔ حبیب اللہ خان کو لاہور میں واقع اس وقت کے مغربی پاکستان کا وزیر اعلیٰ مقرر کیا گیا تھا (مغربی پاکستان اسمبلی میں قائد ایوان ہونے کی وجہ سے)۔ وہ 1965 سے 1967 تک وزیر اعلیٰ رہے اور سیاسی اختلافات پیدا ہونے کے بعد استعفیٰ دے دیا۔ حبیب اللہ خان 6 اگست 1973 سے 5 اگست 1975 تک سینیٹ آف پاکستان کے پہلے چیئرمین رہے اور 6 اگست 1975 سے 4 جولائی 1977 تک مسلسل دوسری مدت کے لیے سینیٹ کے چیئرمین منتخب ہوئے۔

فاروق حامد نائیک

چیئرمین سینٹ 2009-2012



چیئرمین سینٹ محترم فاروق حامد نائیک صاحب صدر پاکستان آصف علی زرداری صاحب سے ملاقات کرتے ہوئے

فاروق حامد نائیک صاحب یکم جولائی 1947 میں پیدا ہوئے اور آپ کی پرورش کراچی میں ہوئی۔ ہائی اسکول سے گریجویشن کرنے کے بعد آپ سندھ مسلم لاء کالج میں داخل ہوئے، جہاں آپ نے قانون میں ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کی۔ بعد ازاں جامعہ کراچی کے پوسٹ گریجویٹ اسکول میں داخل ہوئے جہاں پر آپ نے معاشیات میں ایم اے کیا۔ آپ کے سیاسی کیریئر کا آغاز 1971 میں ہوا، جب آپ نے صوبائی حکومت سندھ کے ڈائریکٹوریٹ آف لیبر اینڈ سوشل ویلفیئر میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر کے طور پر خدمات انجام دیں۔ اس کے بعد آپ 1971 سے 1975 تک سول جج اور فرسٹ کلاس مجسٹریٹ رہے۔ 1985-90 کے وسط میں کراچی بار ایسوسی ایشن کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ آپ دوسری بے نظیر بھٹو کی حکومت میں 1994 سے 1996 تک پاکستان کے ڈپٹی اٹارنی جنرل بھی رہے۔ فاروق حامد نائیک صاحب نے 1970 میں مقامی عدالت کے وکیل 1976 میں ہائی کورٹ کے وکیل اور 1990 میں سپریم کورٹ کے وکیل کے طور پر اندراج کرایا۔ دو سال تک سول جج کے طور پر خدمات انجام دینے کے بعد آپ نے جوڈیشل سروس سے استعفیٰ دے دیا اور 1970 کی دہائی کے وسط میں پی پی پی کے سرگرم رکن بن گئے۔ فاروق حامد نائیک صاحب کو 1995 میں جنرل ضیاء الحق کی آمرانہ حکومت کے خلاف مظاہرے کی قیادت کرنے کے بعد گرفتار کیا گیا تھا۔ اور آپ کو 10 دیگر وکلاء کے ساتھ تقریباً چھ ماہ تک سینٹرل جیل کراچی میں رکھا گیا۔ اگرچہ محترمہ فاروق حامد نائیک صاحب تین دہائیوں سے پی پی پی سے وابستہ تھے، لیکن آپ صرف اس وقت نمایاں ہوئے جب آپ نے پرویز مشرف کے دور میں اور پاکستان سے باہر بے نظیر بھٹو اور آصف

سربراہی کی۔ 2011 میں آپ نے ذاتی طور پر کامیاب پروگرام کی نگرانی کی، وزیراعظم کمیٹی برائے فلڈ ریلیف اور ججوں کی تقرریوں کی قائمہ کمیٹی کی سربراہی کی۔ 12 مارچ 2012 میں سینیٹ میں پیپلز پارٹی کی اکثریت نے نیئر حسین بخاری صاحب کے بلامقابلہ چیئرمین سینیٹ منتخب ہونے کی راہ ہموار کی۔


چیئرمین سینٹ محترم میاں رضا ربانی صاحب

میاں رضا ربانی صاحب

چیئرمین سینٹ 2015-2018

میاں رضا ربانی صاحب تاریخ پیدائش 23 جولائی 1953 آپ ایک وکیل اور معتبر پاکستانی سیاست دان ہیں آپ نے مارچ 2015 سے مارچ 2018 تک پاکستان کی سینیٹ کے 7 ویں چیئرمین کے طور پر خدمات انجام دیں۔میاں رضا ربانی صاحب کی پاکستان پیپلز پارٹی سے وابستگی کا سفر انتہائی طویل ہے آپ 1968 سے پاکستان پیپلز پارٹی سے وابستہ ہیں۔آپ صوبہ سندھ کی نشست پر 1993 سے اب تک چھ بار سینیٹر منتخب ہو چکے ہیں۔میاں رضا ربانی صاحب دُختر ایشیاء شہید جمہوریت محترمہ بے نظیر بھٹو کے قریبی ساتھی تھے۔محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے آپ کو 1997 میں پارٹی کا ڈپٹی سیکرٹری جنرل اور 2005 میں سینیٹ میں قائد حزب اختلاف مقرر کیا تھا۔میاں رضا حسین ربانی صاحب بین الصوبائی رابطہ کے وزیر، قانون و انصاف کے وزیر مملکت اور سینیٹ میں قائد ایوان اور اپوزیشن کے طور پر خدمات انجام دے چکے ہیں۔رضا ربانی صاحب کو متفقہ طور پر مارچ 2015 میں سینیٹ آف پاکستان کے چیئرمین کے طور پر منتخب کیا گیا تھا اور آپ مارچ 2018 تک خدمات انجام دیتے رہے۔سینئر سیاست دان انتہائی قابل احترام محترم رضا ربانی صاحب نے اپنے سیاسی کیریئر کا آغاز 1981 میں پی پی پی کے ذریعے کیا۔آپ نے 1988 سے 1990 تک کوآپریٹو کے لیے وزیر اعلیٰ سندھ کے مشیر کے طور پر خدمات انجام دیں۔آپ پہلی بار 1993 میں سینیٹ آف پاکستان کے لیے منتخب ہوئے اور آپ نے انہوں نے 1999 تک خدمات انجام دیں۔آپ کو 1994 میں وفاقی کابینہ میں شامل کیا گیا اور بینظیر بھٹو کی دوسری حکومت کے دوران وزیر مملکت برائے قانون و انصاف مقرر کیا گیا جہاں رضا حسین ربانی صاحب نے 1996 تک خدمات انجام دیں۔1996 میں آپ سینیٹ میں اپوزیشن کے ڈپٹی لیڈر بن گئے۔1997 میں رضا ربانی صاحب کو بے نظیر بھٹو نے پیپلز پارٹی کا ڈپٹی سیکرٹری جنرل مقرر کیا۔آپ 2003 میں تین سال کے لیے سینیٹ کے لیے دوبارہ منتخب ہوئے۔جبکہ 2006 میں چھ سال کی مدت کے لیے سینیٹ کے لیے دوبارہ منتخب ہوئے تھے۔آپ 2005 سے 2008 تک سینیٹ میں اپوزیشن لیڈر رہے۔2008 کے پاکستانی عام انتخابات میں پی پی پی کی کامیابی کے بعد میاں رضا حسین ربانی صاحب نے

اس وقت کے صدر پاکستان پرویز مشرف سے حلف لینے میں ہچکچاہٹ کی وجہ سے یوسف رضا گیلانی کی وفاقی کابینہ میں شامل ہونے سے انکار کر دیا۔آپ نے 2008 سے 2009 تک سینیٹ میں قائد ایوان کے طور پر خدمات انجام دیں۔اس وقت کے صدر پرویز مشرف کے مستعفی ہونے کے بعد، 3 نومبر 2008 کو رضا ربانی صاحب کو وفاقی وزیر کے عہدے کے ساتھ وفاقی کابینہ میں شامل کیا گیا اور بین الصوبائی رابطہ کے بارے میں وزیر اعظم کے مشیر کے طور پر مقرر کیا گیا جہاں آپ 9 مارچ 2009 تک خدمات انجام دیتے رہے ۔ 2011 میں آپ کو دوبارہ وفاقی وزیر کے عہدے کے ساتھ وفاقی کابینہ میں شامل کیا گیا اور وفاقی وزیر برائے بین الصوبائی رابطہ اور انسانی حقوق کے طور پر مقرر



چیئر مین پاکستان پیپلز پارٹی بلاول بھٹو زرداری صاحب چیئر مین سینٹ میاں رضا ربانی، آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ محترم نثار احمد کھوڑو صاحب اور وقار مہدی صاحب سے تبادلہ خیال کرتے ہوئے

کیا گیا جہاں ربانی صاحب نے فروری 2011 سے مئی 2011 میں اپنے استعفیٰ تک مختصر طور پر خدمات انجام دیں۔بعد ازاں رضا حسین ربانی صاحب پارلیمانی کمیٹی برائے آئینی اصلاحات کے چیئر مین اور قومی سلامتی سے متعلق پارلیمانی کمیٹی کے چیئر مین کے طور پر خدمات انجام دیتے رہے۔آپ 2012 میں چھ سال کی مدت کے لیے سینیٹ کے لیے دوبارہ منتخب ہوئے تھے۔2013 کے عام انتخابات میں پیپلز پارٹی کی شکست کے بعد محترم آصف علی زرداری صاحب نے آپ کو پیپلز پارٹی کا ایڈیشنل سیکرٹری جنرل بنا دیا تھا۔جولائی 2013 میں آپ کو صدارتی عہدے کے لیے پی پی پی کے امیدوار کے طور پر نامزد کیا گیا تھا۔پیپلز پارٹی نے بعد میں سپریم کورٹ کے فیصلے کا حوالہ دیتے ہوئے صدارتی انتخابات کے بائیکاٹ کا اعلان کیا۔محترم رضا حسین ربانی صاحب کو ان کی پارلیمانی خدمات پر نشان امتیاز سے نوازا گیا ہے۔



محترم سید یوسف رضا گیلانی صاحب بلا مقابلہ چیئر مین سینٹ منتخب ہونے کے بعد حلف اٹھا رہے ہیں

یوسف رضا گیلانی

چیئر مین سینٹ 9 اپریل 2024

یوسف رضا گیلانی ایک پاکستانی سیاست دان ہیں جنہوں نے 2008 سے 2012 تک پاکستان کے 16 ویں وزیر اعظم کے طور پر خدمات انجام دیں۔ اس وقت 9 اپریل 2024 سے پاکستان کی سینیٹ کے چیئرمین ہیں۔سید یوسف رضا گیلانی صاحب 14 مارچ 2024 کو 204 ووٹ حاصل کرنے کے بعد دوبارہ منتخب ہوئے اور اس وقت سینیٹ آف پاکستان کے سینٹر ہیں۔آپ 2021 کے سینیٹ انتخابات میں اسلام آباد کی جنرل نشست کے لیے پی پی پی کے امیدوار تھے۔آپ نے موجودہ حکومت

کے امیدوار وزیر خزانہ ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ کو بڑی اپ سیٹ جیت میں شکست دی، 12 مارچ 2021 کو یوسف رضا گیلانی صاحب نے سینیٹ آف پاکستان کی چیئرمین شپ کے لیے الیکشن لڑا اور اپنے حریف صادق سنجرانی سے ہار گئے۔ گیلانی صاحب کو 42 ووٹ ملے جبکہ ان کے حریف کو 48 ووٹ ملے۔ جبکہ 7 ووٹ مسترد ہوئے۔ اپریل 2024 میں، گیلانی صاحب بلا مقابلہ سینیٹ کے چیئرمین منتخب ہوئے تھے۔ یوسف رضا گیلانی صاحب نے 20 مئی 2024 سے 30 مئی 2024 تک، 10 اکتوبر 2024 سے 11 اکتوبر 2024 تک، 30 اکتوبر 2024 سے 9 نومبر 2024 تک، 4 فروری 2025 سے 8 فروری 2025 تک اور 8 فروری 2025 تک، پاکستان کے قائم مقام صدر کے طور پر خدمات انجام دیں۔ پھر 13 مارچ 2025 سے 16 مارچ 2025 تک قائم مقام صدر پاکستان رہے یہ ان ادوار میں تھا جب پاکستان کے صدر آصف علی زرداری بیرون ملک رہے۔

پاکستان کی قومی اسمبلی

ایوان زیریں۔ پاکستان کی دوایوانوں والی پارلیمنٹ، جس کا ایوان بالا سینیٹ ہے۔ 2023 تک، قومی اسمبلی کی زیادہ سے زیادہ اراکین کی تعداد 336 ہے، جن میں سے 266 کا انتخاب بالغوں کے عالمی حق رائے دہی سے ہوتا ہے اور اپنے اپنے حلقوں کی نمائندگی کے لیے پہلے پاسٹ دی پوسٹ کے نظام سے ہوتا ہے، جب کہ 60 خواتین اور مذہبی اقلیتوں کے لیے مخصوص نشستوں پر پورے ملک سے منتخب ہوتے ہیں۔ اراکین اپنی نشستیں پانچ سال تک یا وزیر اعظم کے مشورے پر صدر کے ذریعہ ایوان تحلیل ہونے تک برقرار رکھتے ہیں۔ ایوان کا اجلاس پارلیمنٹ ہاؤس، ریڈ زون، اسلام آباد میں ہوتا ہے۔ ممبران کا انتخاب یونیورسل بالغ رائے دہی کے تحت فرسٹ پاسٹ دی پوسٹ سسٹم کے ذریعے کیا جاتا ہے، جو انتخابی اضلاع کی نمائندگی کرتے ہیں جنہیں قومی اسمبلی کے حلقے کہا جاتا ہے۔ آئین کے مطابق خواتین اور مذہبی اقلیتوں کے لیے مخصوص 70 نشستیں سیاسی جماعتوں کو ان کی متناسب نمائندگی کے مطابق دی جاتی ہیں۔ ہر قومی اسمبلی پانچ سال کی مدت کے لیے بنتی ہے، جس کا آغاز پہلی نشست کی تاریخ سے ہوتا ہے، جس کے بعد یہ خود بخود تحلیل ہو جاتی ہے۔ قومی اسمبلی صرف وزیر اعظم پاکستان کے مشورے پر صدر پاکستان تحلیل کر سکتے ہیں، اسے اکیلے وزیر اعظم تحلیل نہیں کر سکتے۔ آئین، جسے اپریل 1973 میں قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر منظور کیا تھا، ایک وفاقی پارلیمانی نظام حکومت فراہم کرتا ہے، جس میں صدر ریاست کا رسمی سربراہ ہوتا ہے اور ایک منتخب وزیر اعظم حکومت کا سربراہ ہوتا ہے۔ آئین کے آرٹیکل 50 کے تحت، وفاقی مقنّنہ دوایوانوں والی مجلسِ شوریٰ (پارلیمنٹ) ہے، جو صدر اور دونوں ایوانوں، قومی اسمبلی اور سینیٹ پر مشتمل ہے۔ قومی اسمبلی، پاکستان کا خودمختار قانون ساز ادارہ، وفاقی قانون سازی کی فہرست میں بیان کردہ اختیارات کے تحت وفاق کے لیے قوانین بناتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ ساتھ فہرست کے مضامین کے لیے بھی، جیسا کہ آئین کے چوتھے

شیڈول میں دیا گیا ہے۔ بحث، تحریک التواء، سوالات کے اوقات اور قائمہ کمیٹیوں کے ذریعے قومی اسمبلی حکومت پر نظر رکھتی ہے۔ یہ یقینی بناتا ہے کہ حکومت آئین میں متعین کردہ پیرامیٹرز کے اندر کام کرے، اور لوگوں کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی نہ کرے۔ پارلیمنٹ عوامی اخراجات کی جانچ پڑتال کرتی ہے اور متعلقہ قائمہ کمیٹیوں کے کام کے ذریعے حکومت کی طرف سے کیے جانے والے اخراجات پر کنٹرول کرتی ہے۔ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا آڈیٹر جنرل کی رپورٹ کا جائزہ لینے میں خصوصی کردار ہوتا ہے۔ سینیٹ، پارلیمنٹ کا ایوان بالا، قومی اسمبلی میں صوبائی عدم مساوات کو متوازن کرنے والی وفاقی اکائیوں کی مساوی نمائندگی رکھتا ہے، جہاں اراکین کی تعداد صوبوں کی آبادی پر مبنی ہوتی ہے۔


قائداعظم پاکستان محمد علی جناح صاحب پہلے اسپیکر نیشنل اسمبلی کا حلف اٹھاتے ہوئے

قومی اسمبلی میں پاکستان کے پہلے اسپیکر بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح تھے آپ صوبہ سندھ سے تھے اور 11 اگست 1947 سے 11 ستمبر 1948 تک اسپیکر نیشنل اسمبلی رہے جبکہ قومی اسمبلی میں پاکستان پیپلز پارٹی کی جانب سے پہلے اسپیکر نیشنل اسمبلی فضل الٰہی چوہدری صاحب تھے آپ کا تعلق صوبہ پنجاب سے تھا اور 15 اگست 1972 سے 9 اگست 1973 تک اس عہدے پر فائز رہے جبکہ اس کے بعد فاروق علی 9 اگست 1973 سے 27 مارچ 1977 تک پاکستان پیپلز پارٹی کی جانب سے اس عہدے پر فائز رہے آپ کے بعد ملک معراج خالد 27 مارچ 1977 سے 5 جولائی 1977 تک اسپیکر نیشنل اسمبلی رہے۔ 3 دسمبر 1988 سے 4 نومبر 1990 تک پاکستان پیپلز پارٹی کی جانب سے ملک معراج خالد دوسری بار اسپیکر نیشنل اسمبلی کے عہدے پر فائز رہے۔ آپ کے بعد سید یوسف رضا گیلانی صاحب 17 اکتوبر 1993 سے 16 فروری 1997 تک پاکستان پیپلز پارٹی کی جانب سے اسپیکر نیشنل اسمبلی کے عہدے پر فائز رہے آپ کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی کی جانب سے ملک کی پہلی خاتون ممبر نیشنل اسمبلی کو اسپیکر نیشنل اسمبلی منتخب کیا گیا محترمہ فہمیدہ مرزا 19 مارچ 2008 سے 3 جون 2013 تک اسپیکر نیشنل اسمبلی رہیں آپ کا تعلق صوبہ سندھ سے ہے۔ آپ کے بعد سابق وزیر اعظم پاکستان اور پاکستان پیپلز پارٹی کے سینئر رہنما محترم راجہ پرویز اشرف صاحب 16 اپریل 2022 سے یکم مارچ 2024 تک اس اعلیٰ منصب پر فائز رہے۔ (تفصیلات صفحہ نمبر 241 پر ملاحظہ فرمائیں)



صدر آصف علی زرداری صاحب

صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان


10 مارچ 2024 محترم آصف علی زرداری صاحب پاکستان کے 14 صدر کا حلف اٹھاتے ہوئے

صدر آصف علی زرداری پاکستان کے 14 ویں صدر ہیں۔ انہوں نے 10 مارچ 2024 کو اپنے عہدے کا حلف اٹھایا۔ اس سے قبل، وہ 2008 سے 2013 تک پاکستان کے 11 ویں صدر کے طور پر خدمات انجام دے چکے ہیں۔ 26 جولائی 1955 کو صوبہ سندھ کے ایک بلوچ گھرانے میں پیدا ہونے والے جناب آصف علی زرداری کا تعلق ایک سیاسی گھرانے سے ہے۔ ان کا سیاسی کیریئر چوتھائی صدی پر محیط ہے۔ وہ پاکستان پیپلز پارٹی پارلیمنٹیر ینز کے صدر اور پاکستان پیپلز پارٹی کے شریک چیئر پرسن ہیں۔ انہوں نے 1990-1993 اور 1993-1996 تک قومی اسمبلی کے رکن، وفاقی وزیر برائے ماحولیات 1993-1996، اور وفاقی وزیر برائے سرمایہ کاری 1995-1996 کے طور پر خدمات انجام دیں۔ وہ 1997 سے 1999 تک سینیٹر رہے۔ 11 ویں صدر کے طور پر اپنی مدت کے دوران، جناب زرداری نے 18 ویں آئینی ترمیم کے ذریعے پاکستان میں پارلیمانی جمہوریت کو مضبوط کرنے کے اقدام کی قیادت کی۔ 18 ویں آئینی ترمیم نے پاکستان کی پارلیمنٹ کو با اختیار بنایا۔ صوبوں کو زیادہ خود مختاری دی۔ اور اعلیٰ عدلیہ کی تقرری کے عمل کو ہموار کیا۔ 18 ویں آئینی ترمیم کے ساتھ صدر مملکت کا رسمی سربراہ بن گیا۔ اس طرح جناب زرداری نے صدر کے اہم آئینی اختیارات کو رضا کارانہ طور پر منتخب پارلیمنٹ کو منتقل کر دیا۔ جناب زرداری کی شادی محترمہ بےنظیر بھٹو سے 1987 میں ہوئی جو ایک سال بعد 1988 میں مسلم دنیا کی پہلی خاتون وزیر اعظم بنیں اور دو مدتوں کے لیے وزیر اعظم رہیں: (1988-1990) اور (1993-1996)۔ محترمہ بھٹو کو 27 دسمبر 2007 کو راولپنڈی میں ایک حملے میں قتل کر دیا گیا تھا۔ ان کے تین بچے ہیں بلاول، بختاور اور آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ ہیں۔


صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان آصف علی زرداری صاحب خاتون اول آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ کے ساتھ آتے ہوئے


صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان آصف علی زرداری صاحب اور خاتون اول آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ محترمہ صنم بھٹو صاحبہ کو شہید ذوالفقار علی بھٹو صاحب کا نشانِ پاکستان ایوارڈ دیتے ہوئے

تحریک سے تعبیر تک

عکس بھٹو
بلاول بھٹو زرداری

تصویر بینظیر
آصفہ بھٹو زرداری





جلد دوئم

بے نظیر سے بلاول تک

جلد اول کی بھرپور کامیابی کے بعد جلد دوئم تکمیل کے آخری مراحل میں

تحریر و ترتیب
ظفر جھنڈیر
ٹکٹ ہولڈر NA-238 کراچی شرقی
ممبر سندھ کونسل پاکستان پیپلز پارٹی

جھنڈیر کمیونیکیشن (پرائیوٹ) لمیٹڈ کراچی

تکمیل کے آخری مراحل میں

دوسری بار منتخب سیویلین صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان

صدر آصف علی زرداری



سپریم کمانڈر آف پاکستان



تحریر وترتیب

ظفر جھنڈیر

ممبر سندھ کونسل پاکستان پیپلز پارٹی



